نورِ چراغ

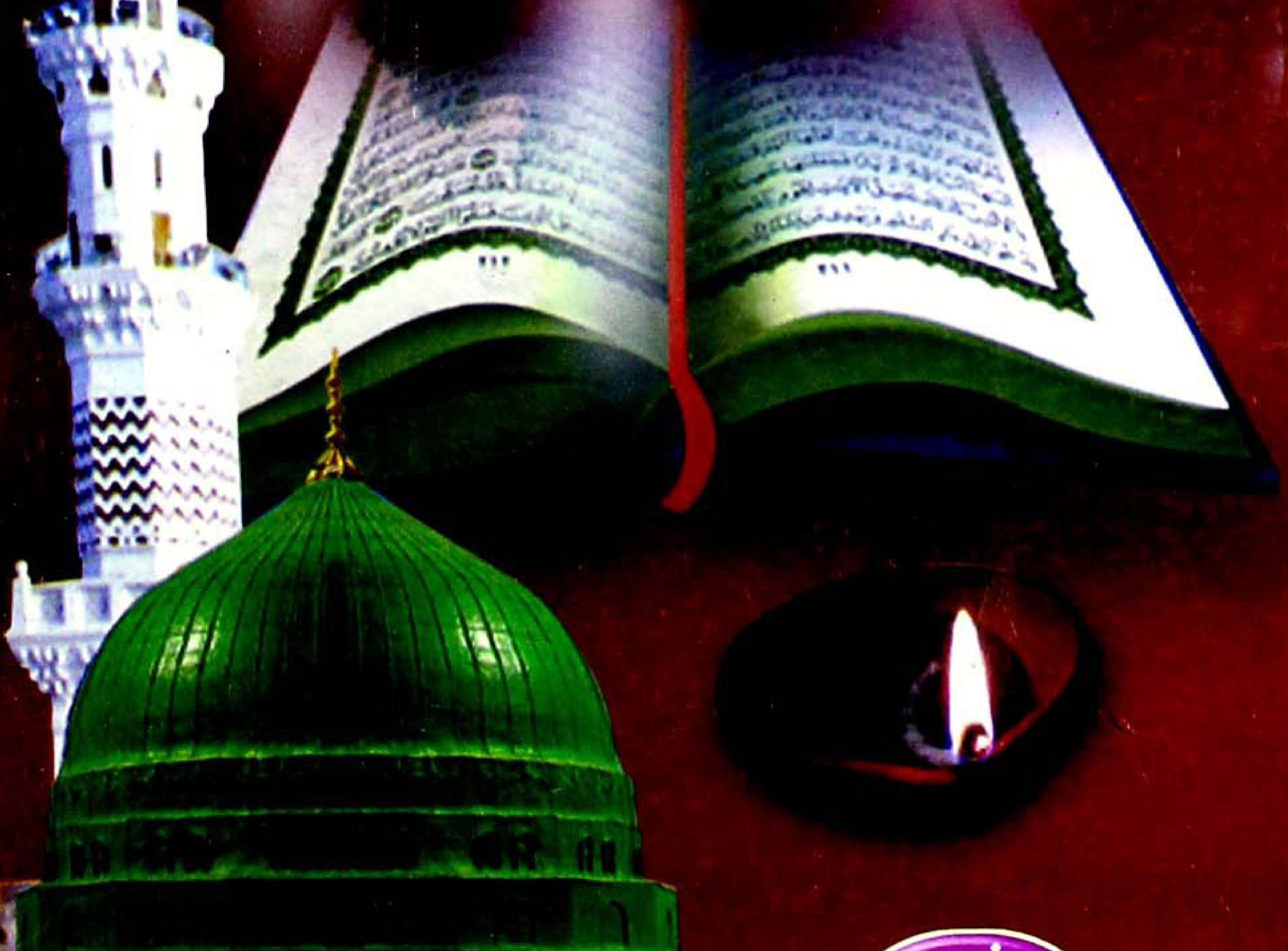

سوانح حیات

استاد العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد عبدالغفور** رحمۃ اللہ علیہ

نقشبندی شرقپوری

انجنیئر بابر سعید سیہول

Marfat.com

گستاخی تجدید فقہ ابن تیمیہ
امانت دیانت کا حال ص 61

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالع ترا طالع کند

5208

10

83380

نورِ چراغ

حالات وواقعات استاذ الاساتذہ، میدانِ علم وعمل کے شہسوار

حضرت علامہ مفتی، شیخ الحدیث والتفسیر

محمد عبدالغفور نقشبندی قادری شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

انجینئر بابر سعید سیہول

ناشر

جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور

۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء

Marfat.com

بفیضان نظر

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عبد الغفور رحمہ اللہ تعالیٰ

383

83380

نام کتاب ——— "نورِ چراغ"

احوال و آثار حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ

مرتب ——— انجینئر بابر سعید سیہول

نظر ثانی ——— صاحبزادہ مولانا محمد فاروق نورانی

سعی طباعت ——— صاحبزادہ محمد عبد الرؤف نورانی، جاوید اکبر

صفحات ——— ۵۱۲

تعداد ——— ۱۰۰۰

سن اشاعت ——— جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ / جون ۲۰۰۸ء

ناشر ——— جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ لاہور

ادارۂ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور

پنج پیر روڈ، گھوڑے شاہ روڈ، گوجر پورہ، لاہور # 042-6826970

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
📖	اسماء حسنیٰ جل جلالہ	28
📖	حمد باری تعالیٰ	29
📖	اسماء حسنیٰ محمد ﷺ	30
📖	نعت رسول مقبول ﷺ	31
📖	منقبت حضرت اُستاذی المکرّم علیہ الرحمہ	32,33
📖	انتساب	34
📖	پیش لفظ	35
📖	تقدیم	39
📖	❶ **مسلک حنفی** (اہلسنّت والجماعت)	69
←	قضا	69
←	ولایت	76
←	زیارتِ قبور	81
←	ایصالِ ثواب	85
←	''دعوتِ میت'' کا شرعی حکم	89
←	فتاویٰ رضویہ سے چند مسائل واقتباسات	92
	◆ کھانے کے اوپر کلامِ الٰہی کا پڑھنا ()	92
	◆ کھانا، پانی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا ()	92
	◆ فاتحہ دلانا شریعت میں جائز ہے (مسئلہ 195)	93
	◆ قبر پر پھول چڑھانا اور اگربتی جلانا وغیرہ (مسئلہ 184)	93

Marfat.com

◆ سوئم کے چنوں کا مشرک چماروں کو دینا اور غنی کا کھانا (مسئلہ 193،197)	95
◆ سوئم یا تیجا جائز ہے یا نہیں؟ (مسئلہ 149)	96
◆ قرآن کریم پڑھ کر اُجرت دینا اور لینا (مسئلہ 180)	96
◆ قبر میں گلاب چھڑکنا اور چالیس قدم پر جا کر دُعا کرنا (مسئلہ 126)	97
◆ اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا جمع ہو کر قرآن پاک پڑھنا (مسئلہ 178)	97
◆ قبر کا بوسہ لینا (مسئلہ 129،178)	98,104
◆ عورتوں کا قبروں پر فاتحہ کو جانا (مسئلہ 133)	98
◆ قبرستان میں ماں باپ کی زیارت کرنا (مسئلہ 132)	99
◆ قبر کے پاس تلاوت، سبزی، پھول وغیرہ ڈالنا (مسئلہ 146)	99
◆ قبر پر پانی چھڑکنا (مسئلہ 147)	100
◆ قبر کی اونچائی (مسئلہ 15)	100
◆ نماز جنازہ میں سلام کے قبل یا بعد ہاتھ چھوڑنا (مسئلہ 49)	101
◆ عورت کا فوت ہونا اور اُس کے شوہر کا جنازے کو ہاتھ لگانا (مسئلہ 64)	101
◆ زوجہ کا شوہر کے جنازے کو چھونا (مسئلہ 65)	101
◆ قبر کو سجدہ یا طواف کرنا (مسئلہ 151)	102

Marfat.com

◆ پیر کا ڈھول، سارنگی وغیرہ بجانا، ناچنا وغیرہ (مسئلہ 157)	103
◆ نماز کے وقت نمازیوں کا تعظیماً کسی کیلئے کھڑے ہونا (مسئلہ 173)	104
◆ سجدہ کیسا؟ (مسئلہ 185)	104
◆ قرآنِ کریم کو بوسہ دینا (مسئلہ 190)	105
◆ وضو، وظیفہ وغیرہ میں سلام کرنا (مسئلہ 201)	105
◆ پیر سے پردہ کیسا؟ (مسئلہ 119)	105
◆ داڑھی کا رکھنا (مسئلہ 241)	106
2 حالات حضرت سید خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ	107
← پیدائش	107
← نام	107
← وجہ تسمیہ "حضرت ایشاں"	107
← تعلیم و تربیت	108
← بیعت و خلافت	109
← اولادِ امجاد	109
← نامور خلفاء	109
← معاصر علماء و مشائخ	111
← **احوال و آثار**	112
◆ سیاحت	112

Marfat.com

♦ کشمیر میں آمد	112
♦ زمانۂ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ	113
♦ خواجہ اوتر پنڈت کا حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا	116
♦ شاہجہان کا نذرانہ پیش کرنا	117
♦ بعض اکابر مشائخ طریقت	119
♦ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت ایشاں رحمہم اللہ تعالیٰ کے باہمی تعلقات	121
♦ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے ملاقات	122
♦ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی حاضری	122
مکشوفات و کرامات	125
♦ ارادۂ قتل کرنے والے کا مرید ہونا	125
♦ حاکم کشمیر ''حسین چک'' کا گرفتار ہونا	126
♦ ''اکبر عنقریب مرنے والا ہے!''	126
♦ ''ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے!''	127
♦ ''ایک دن ایسا آئے گا، تیرے ناک کان کاٹے جائیں گے!''	128
♦ نزول بارانِ رحمت	128
♦ شرف بیگ کی موت وحیات	129
♦ کشف صریح	129
♦ ملا صالح لاہوری کا خاتمہ بالخیر	130
♦ ملکہ نور جہاں کی صحت یابی	131

Marfat.com

◆ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ پر خون بہا کا دعویٰ	131
◆ ''نواب خاں دوراں'' حاکم لاہور کی موت کا واقعہ	131
◆ پندرہ دن بعد اس ''دار الفناء'' سے ''دار البقاء'' کی طرف رحلت کر جاؤں گا!''	132
◆ تہہ بند کے پیچ کو مضبوطی سے پکڑنا	133
عادات و فرمودات	134
وصال مبارک	138
شجرۂ طریقت	141
شجرۂ طریقت (اویسیہ)	142
③ حضرت مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ	144
حالاتِ زندگی	144
حلیہ مبارک	144
گھڑ سوار پنڈت کی پیشین گوئی	145
(ا) **مسجد نور**	145
◆ مسجد نور میں آنے کا پس منظر	145
◆ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	147
◆ مسجد نور اولیاء کبار کی عبادت گاہ	148
◆ مسجد نور کی ایک ایک اینٹ کا ذکر الٰہی میں مصروف ہونا	148
◆ کنویں کی آبادکاری	148
◆ انگریز افسر کا معافی مانگنا	149
◆ مسجد نور کے درختوں کو دیکھنے سے رقت طاری ہونا	149

Marfat.com

◆ مسجد نور کی اولیاء کے ہاتھوں تعمیر	150
(ب) احوال و آثار	151
◆ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کے مولوی صاحب سے روابط	151
◆ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میاں تاجدین	151
◆ میاں تاجدین صاحب کے نزدیک حدِّ ادب	151
◆ کامل ہونے کے باوجود بیعت نہ فرمانا	152
◆ بیعت کا معیار	152
◆ انگریزی شکل وصورت سے نفرت	152
◆ حضرت باقی باللہ علیہ الرحمہ کی اولاد کا ادب واحترام	153
◆ عورت و مرد کا داخلہ	153
◆ عورتوں سے بچنا	153
◆ سٹہ بازوں سے نفرت	154
◆ مولانا عبدالغفور پر بچپن میں خصوصی شفقت	154
◆ اہل دوہیچ پر خصوصی شفقت	156
◆ گیارہویں شریف کا اہتمام	157
◆ سکھوں کو گائے کا گوشت کھلانا	157
◆ مقام فنافی الشیخ	158
◆ دینی طلباء کی تربیت کرنا	159
◆ جاہ وجلال	159
◆ تعلیم قرآن کا انوکھا انداز	159

Marfat.com

◆ میاں تاج دین صاحب سے اظہار محبت	160
◆ صوفی محمد بشیر کا بیعت کروانا	160
◆ نفل نماز	161
◆ مولوی صاحب کی دعا	161
(ج) **مکشوفات و کرامات**	162
◆ مولوی صاحب بحیثیت غوث زماں	162
◆ غیر شرعی امور سے نفرت	162
◆ دلوں کے حال سے آگاہی	163
◆ صاحب قبر کے حال سے آگاہی	164
◆ ولی کامل کا جانور	164
◆ مولوی صاحب کو مقام حضوری حاصل ہونا	165
◆ سائیں حیات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری	165
◆ متعدد بزرگوں سے فیض	165
◆ مولوی صاحب کو میاں تاجدین سے کام	165
◆ گمشدہ لڑکا ملنا	166
◆ نرینہ اولاد ہونا	166
◆ سانپ کا محبت کرنا	168
◆ سانپوں کا نہ کاٹنا	168
◆ دُور سے اعانت کرنا	169
◆ سلب مرض	170

Marfat.com

◆ موت کا علم	170
◆ حضرت کی چادر کا کمال	171
◆ آسیب کا عمل	172
◆ جنات پر رُعب وجلال	172
◆ جن کا بے موسم پھل پیش کرنا	173
◆ دیوار کے پیچھے کا علم ہونا	174
◆ وعظ میں شیخ سے مطابقت	174
◆ بیر کھانے کی خواہش پوری کرنا	174
◆ چوری سے تائب ہونا	175
◆ بات کا پورا ہونا	175
◆ قیامِ پاکستان پر سکھ ملٹری کی نمازیوں پر فائرنگ	176
◆ سادھو سنگھ کا کلمہ شریف پڑھنا اور سکھوں کا بھاگنا	176
◆ بچھڑے کی برکت	177
◆ دین اور دُنیا دونوں سنور جانا	177
◆ بخار سے نجات	178
◆ ناپختہ اعتقاد والے کو بیعت کرنے سے احتراز	178
◆ مولوی صاحب کے علم غیب کا امتحان اور انجام	179
◆ ختم گیارہویں شریف پر گھی کی کمی	179
◆ رُعب وجلال	179
◆ انگریز افسر کا رویہ	180

Marfat.com

◆ ریلوے میں ملازمت	180
◆ ٹھیکیدار کا فرار	180
◆ مسجد نور کے کتبوں کی صفائی	181
◆ سکھوں کا اندھا ہو کر چکر کاٹنا	181
← (د) وصال	182
◆ تصرف بعد از وصال	183
4 حضرت حافظ قاضی سراج احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	184
← (ا) تعارف	184
◆ اولاد	184
← (ب) احوال و آثار	184
◆ دورانِ تقریر حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا	184
◆ مجذوب کا روٹی کا ٹکڑا دینا	185
◆ ''ایسی تقریر کیلئے کسی اور کو بلا لیا کریں!''	185
◆ داتا صاحب علیہ الرحمہ حاضری دینا	186
◆ حضرت کرمانوالہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجنا	186
◆ جنات کو ذکر کروانا	187
◆ حضرت اسماعیل عربی لاہوری علیہ الرحمہ کا ادب	187
◆ یا حیی یا قیوم کا ورد	187
◆ ''اسی خود بیمار آں!''	188

Marfat.com

	◆ ''مخزن اخلاق'' کتاب کا پڑھنا	188
	◆ ''داتا صاحب علیہ الرحمہ جایا کرو!''	189
	◆ بے نمازی ہونے کی وجہ سے تعویذ مرحمت نہ فرمانا	189
←	**(ج) مکشوفات و کرامات**	190
	◆ بچھو کا ڈنگ نہ مارنا	190
	◆ بیوی کو گھر پہنچے سے پہلے آرام آنا	190
	◆ کمیٹی کا ڈالنا	190
	◆ ''بزرگو! آ گئے ہو!''	191
	◆ نذر پیش کرنا	191
	◆ تنخواہ کا نہ ملنا	192
	◆ اولادِ نرینہ کیلئے حاضر ہونا	192
	◆ بی ڈی ممبر الیکشن	193
	◆ ''یہ تو خود مجسمۂ دُعا ہیں!''	194
	◆ مولانا شبلی علیہ الرحمہ کے حالات سننے کا قصد کرنا	195
	◆ حضرت مجدد صاحب اور حضرت مادھولال حسین رحمہما اللہ تعالیٰ کا تشریف لانا	196
	◆ ''آہستہ ذکر کیا کرو، کیا جلدی ہے؟''	197
←	**(د) فرمودات و عادات**	198
←	**(ہ) وصال**	200

Marfat.com

5 آباؤ اجداد استاد مفتی مولانا عبدالغفور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	201
◆ حالات دادا جان میاں جلال دین رحمۃ اللہ علیہ	201
◆ والد صاحب میاں تاجدین رحمۃ اللہ علیہ	206
(ا) تعارف	213
◆ پیدائش سے پہلے دُعا	213
◆ پیدائش	213
◆ نام	213
◆ حلیہ مبارک	213
◆ لباس مبارک	214
◆ اولاد	214
◆ ابتدائی تعلیم	214
◆ دینی تعلیم کا آغاز	214
◆ اساتذہ کرام	215
◆ ہم سبق طلباء	215
◆ تلامذہ	215
◆ بیعت وخلافت	216
(ب) احوال زمانۂ طالب علمی	217
◆ حاجی احمد شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کرم نوازی	217
◆ سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کا ادب	218
◆ شاہ صاحبین کی خدمت	218
◆ شاہ صاحب کی خصوصی دُعا	219

Marfat.com

◆ استاد حافظ محمد علی صاحب پسروری علیہ الرحمہ کا ادب	219
◆ حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت	220
◆ طلباء کی طرف سے دعوت کا مطالبہ	221
◆ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار بچے کا ادب	221
◆ حافظ صاحب رحمہ اللہ کا خصوصی دُعا فرمانا	222
◆ ثانی صاحب علیہ الرحمہ کا حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے حسن ظن	223
◆ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عظائم	223
◆ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کی خدمت	224
◆ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی	224
◆ حافظ صاحب محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حسن ظن	225
◆ ''اب بس بھی کرو''!	226
◆ مجھے چھٹی نہیں!	226
◆ ثانی صاحب علیہ الرحمہ کے حضور حاضری دینا	227
◆ کالے رنگ کے بوٹ پہننا	227
◆ کمال فیصلہ	228
◆ حافظ محمد علی علیہ الرحمہ کی بیماری میں تدریس کے فرائض	228
◆ جامعہ نظامیہ میں حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ کا استاد محترم کی طرف اشارہ	229
◆ موضوع کی تعریف	229
◆ بیک وقت چار شروح کا مطالعہ فرمانا	229

Marfat.com

◆ چائے کیلئے دودھ لانا	230
◆ گھڑسواری کا شوق	231
◆ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا غوث فرمانا	231
◆ استاد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی چیز ہر ایک کیلئے	232
◆ حافظ الحدیث حضرت سیّد حافظ جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کروانا	232
◆ ۱۹۵۷ء کا سیلاب	233
◆ سزا پر خوشی	233
◆ مولانا نور محمد صاحب زید مجدہٗ آف میانوالی کا بحیثیت مدرس تقرر ہونا	234
◆ بلا اجازت باغ میں داخل ہونا	235
◆ ''شکر کرو یہ تمہارا کھانا کھا لیتے ہیں!''	235
◆ حافظ محمد علی صاحب کا خصوصی دُعا فرمانا	236
◆ حافظ محمد علی صاحب کی خصوصی توجہ	236
◆ آخری ایام میں حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استاد صاحب علیہ الرحمہ کو یاد فرمانا	237
(ج) احوال وآثار	240
◆ حضور انور ﷺ کی زیارت	240
◆ جامعہ فاروقیہ رضویہ میں حضور ﷺ کی تشریف آوری	242
◆ حاجی محمد طفیل صاحب کا حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا	243
◆ ایک آدمی کا خواب	245

Marfat.com

◆ ناراضگی اُس سے جس سے تعلق	246
◆ ''پڑھنا کسے کہتے ہیں؟''	247
◆ دلائل الخیرات شریف کا ذکر	247
◆ اورادووظائف کی اجازت	
◆ دلائل الخیرات شریف کی مولانا نورانی علیہ الرحمہ سے اجازت	
◆ بیعت کرنا	248
◆ انور سندھو صاحب کا حضور کی زیارت کرنا اور اُستادِ محترم کا بیعت ہونا	249
◆ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کا ادب	251
◆ انشاء اللہ کی تلقین	252
◆ ختم قرآن پر نذر لینے سے انکار	252
◆ کلامِ الٰہی کی ہیبت	252
◆ تین روپے پر خوشی کی انتہا	253
◆ حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضری	253
◆ حاجت مندوں کی امداد	255
◆ تحریکِ ختم نبوت میں سپیکر کا لگانا	256
◆ مدرسہ میں جنات کا قرآن حفظ کرنا	257
◆ بدعقیدہ شخص کو جلسہ گاہ میں فوراً جواب	257
◆ اُٹھنے بیٹھنے کا پتہ	258
◆ صابر قتل کیس	258
◆ نذر پیش کرنا	259

Marfat.com

◆ لیاقت نامی نوجوان کا دعوت کرنا	259
◆ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان کی زیارت	259
◆ مسجد قبا کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ کی زیارت	260
◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد کی زیارت	260
◆ ہمیں اور کیا چاہیے؟	261
◆ کامران	261
◆ عاجزی وانکساری	262
◆ اعلیٰ مقاصد	264
◆ بلا اجازت جوار کے دانے گرانے پر برہمی	265
◆ توکل	265
◆ کیمیائے سعادت کا پڑھنا	266
◆ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی کی محبت وشفقت	267
◆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ (نعوذ باللہ) کہنا	268
◆ حافظ ابرار کا خواب	268
◆ مظہر اسلام	270
◆ تختی کا گزرنا	270
◆ مسجد انوار مدینہ کے نام کی منظوری	270
◆ لڑکے کا واقف ہونا	274
◆ وقت کی پابندی	274
◆ غرباء کی امداد	275
◆ صاحبزادہ	275

Marfat.com

◆ درودِ ابراہیمی کا اثر	275
◆ درود شریف بعد اذان کی تلقین فرمانا	276
◆ خرافات	277
◆ ایمان افروز واقعات کا سنانا اور سننا	277
◆ جواب دعوتِ مباہلہ	279
◆ آئیڈیل (مثالی) شخصیات	285
◆ سنت کی پاسداری	285
◆ مسجد انوار مدینہ میں پہنچنے کی کوشش	285
◆ نارنگ عرس مبارک کی آخری خودنوشت	286
◆ خلوت وجلوت میں ہم آہنگی	287
◆ لوگ اکٹھے کرنا، مقصد نہیں	287
◆ داتا صاحب علیہ الرحمہ کے احاطہ میں پیروں کے ٹولے	287
◆ مسائل کا پوچھنا	289
◆ سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ سے سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ کے متعلق پوچھنا	289
◆ درس وتدریس	289
◆ جزاک اللہ فرمانا	290
◆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کس نبی کی آمد؟	291
◆ مدینے کو جو اعزاز بخشے ہیں تو نے......	291
◆ تیمارداری کرنے والوں کے بارے ایک خودنوشت	292
◆ آسیب کی شکایت	293

Marfat.com

◆ پڑھانے کا انداز	294
◆ قائد ملت اسلامیہ مولانا نورانی علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت	295
◆ مولانا نورانی علیہ الرحمہ کی توجہ اور فیض	296
◆ سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں............	296
◆ حاضری بزرگانِ دین	297
◆ صاحبزادگان کی شادیوں پر سلامی نہ لینا	298
◆ نام اور سادات کا ادب	299
◆ بندہ شناسی	300
◆ بیت الخلاء کی صفائی	300
◆ بودی والا آدمی	300
◆ سلام کی تلقین	301
◆ اللہ تعالیٰ ہماری بخشش فرمادے!	301
◆ جن کو تھپڑ رسید کرنا	301
◆ حق گوئی	302
◆ پروفیسر کا مبارکباد دینا	305
◆ مزار بنانا نہ کمائی کا ذریعہ بنانا	305
◆ تقویٰ و پرہیزگاری	306
◆ کتابیں پڑھنے کیلئے	307
◆ جن کا پیسے پھینکنا	307
◆ طلاق کا ٹل جانا	308
◆ علم دین کا احساس	308

Marfat.com

◆ اعلیٰ تعلیم کیلئے بزرگوں کے پاس بھیجنا	309
◆ ادب وآداب	310
◆ بیج کا ادب	310
◆ طلباء کی تربیت پر توجہ	311
◆ مرنے کے بارے خواب	312
◆ وقتِ قبولیت	312
◆ نماز عید میں قرأت فرماتے رقت کا طاری ہونا	312
◆ حضور ﷺ کا ذکر مبارک نہ ہونے پر افسردگی	313
◆ حضور ﷺ کا آدابِ رسالت بیان فرمانا اور مولانا شاہ احمد نورانی و مولانا عبدالغفور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا	313
◆ حضور ﷺ کی آواز مبارک آنا اور مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کا سویاں جیسی چیز کھلانا	316
◆ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھنا	317
◆ مدرسہ کے ملحقہ پلاٹ کا خریدنا	319
◆ مدرسہ سے ملحقہ پلاٹ کے سلسلہ میں باؤ حنیف کے پاس جانا	319
◆ آدابِ مکۃ المکرّمہ وخانہ کعبہ	322
◆ آدابِ رسالت (حاضری سرکار اعظم مدینہ طیبہ حضور حبیب اکرم ﷺ)	325
◆ اللہ جل جلالہٗ اور رسول ﷺ کے بعد نعرہ	333
◆ مدینہ منورہ میں حاضری اور مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کی زیارت	333
◆ فرشتوں کی توہین پر ردِ عمل	334
◆ خلیفۂ راشد کی توہین پر ردِ عمل	334

Marfat.com

◆ با اجازت دم کرنے کی اہمیت	335
◆ پگڑیوں پر نظر پڑتے ہی رقت طاری ہونا	336
◆ مسجد میں سلام لینے کا مسئلہ	336
◆ جلسہ گاہ میں چندہ مانگنے پر منع فرمانا	338
◆ معانقہ فرمانا	339
◆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا غلہ لانا	339
◆ نماز تہجد ادا کرلے......	339
◆ سر کا درد شدید ختم ہونا	340
◆ گھٹنے کا درد ختم ہونا	340
◆ شانے (کندھے) کا ورم صحیح ہونا	341
◆ بعض احباب کو مدرسہ میں آنے کی ترغیب دینا	341
◆ شفایاب ہونا	341
◆ علمِ دین حاصل کرنے کا مقصد پوچھنا	342
◆ گولڑہ شریف اور پھر مری روانگی	343
◆ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوں	343
◆ دُعا سے صورتِ احوال کا یکسر پلٹنا	343
◆ اشتہار بعنوان "علماءِ اہلسنّت کا پیغام، مزارات پر ست چڑھانے والوں کے نام" کا شائع کروانا	344
◆ مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذر پیش کرنا	354
◆ اُردو زبان میں تقریر جمعہ شروع فرمانا	354

Marfat.com

◆ حضرت سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مولانا نورانی علیہ الرحمہ کے حق میں دُعا کرنا اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کا بارہا سننا	355
◆ پیرو مرشد کیلئے "سیّد" ہونا ضروری نہیں!	356
◆ عکسی و دستی تصویر	357
◆ اندازِ تربیت	358
◆ بیعت	359
منصور حلاج علیہ الرحمہ کا "انا الحق" فرمانا	361
◆ استاد محترم کی زندگی کے چند تابندہ و درخشندہ امتیازی پہلو	362
◆ حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ کی شفقت	365
◆ صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی مہربانی	366
◆ حافظ شہزاد عمر صاحب کا بیعت ہونا	372
◆ حضور ﷺ کا فرمانا کہ "عبد الغفور! میں سوتا نہیں ہے"	373
◆ شادی اور پھر غریبی	373
◆ صبر	374
◆ للّٰہیت	375
◆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے محبت	375
◆ "عطار کی بات مانتے ہو سیّد کی بات نہیں مانتے!"	377
◆ نماز تہجد اور ذکر الٰہی فرمانا	378
◆ حضور ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ سے محبت	379
◆ عمرہ پر روانگی سے قبل اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت کیلئے حاضر ہونا	380
◆ صفہ شریف میں بحیثیت طالب علم نیت کر کے داخل ہونا	381

83380

Marfat.com

◆ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کا میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہٗ العالی کے حکم پر مولانا شاہ احمد نورانی سے وقت لینا (ایک حقیقت حال)	381
◆ قربانی کی کھال و گوشت	387
◆ مدرسہ کے خدام کے حق میں دُعا	387
◆ روزہ افطار کرنے کی دُعا کا پڑھنا	387
◆ بلب کی روشنی کا انعکاس	388
◆ ''اولیائے کرام کا بھی ایک محکمہ ہے!''	388
◆ یہاں اُستاد کون ہیں؟	391
◆ ''کیا یہ کپڑے نہیں ہیں؟''	391
◆ اولیاء کی صحبت میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا	391
◆ شرفِ بیعت	393
◆ قحط الرجال	395
◆ ''حضرت! مجھے آپ میں کچھ نظر آتا ہے!''	395
◆ مساجد کی آبادکاری	396
◆ میں ذاتی کام کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتا	396
◆ سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کی طرف سے فیض کا آنا	396
◆ شدید علالت میں بھی زائرین کا اکرام......	397
◆ اعتقاد نہ ہونا، آرام آنا اور پھر بیعت ہونا	399
◆ ''تبرک'' اور ''شریف'' کا مسئلہ حل ہونا	400
سرکار شرقپوری اور حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہما اللہ تعالیٰ کی کہانی، حاجی محمد شریف کی زبانی	401
← (د) **مکشوفات و کرامات**	407

Marfat.com

◆ ایک شخص کا مرغ لانا	407
◆ لنگر کھانے کا ارادہ کرنا	407
◆ آٹھ آنے (پچاس پیسے) کا دینا	407
◆ قبرستان (دوگیچ) میں حاضری	408
◆ بابر اور اکرم کو جانے سے منع فرمانا	408
◆ اقبال نامی لڑکے سے ملنے کی خواہش	409
◆ بچے کو سخت بخار ہونا	409
◆ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گاؤں تشریف لے جانا	409
◆ قتل کے مقدمہ میں زنجیر (ہتھ کڑی) کا نہ لگنا اور بری ہونا	410
◆ اولادِ نرینہ	413
◆ بوتلیں پینے کا قصد کرنا	414
◆ ٹائر کا پھٹ جانا	415
◆ سُنّت سے محبت	416
◆ طلباء کو وعظ	417
◆ گھبراتے نہیں	417
◆ دم کروانے کا قصد کرنا	417
◆ داڑھ درد ختم ہونا	418
◆ نوسر باز کا مدرسہ میں آنا	418
◆ جگہ کا ملنا	419
◆ تہہ خانہ کا دیکھنا	419
◆ خانہ کعبہ کا طواف کرنا	419
◆ سویاں لے جانا	420

Marfat.com

♦ پھل کھانے کا ارادہ کرنا	420
♦ تقریر کا ارادہ کرنا	421
♦ ''حافظ صاحب! دروازہ بند کرو!''	421
♦ استاد صاحب علیہ الرحمہ کا یک دم مسجد شیر ربانی میں پہنچنا	422
♦ سبق کی یادداشت	422
♦ انشاء اللہ تم مدرس بنو گے!	423
♦ نماز کیلئے راہنمائی فرمانا	425
♦ ٹوپی کا پہننا یا نہ پہننا، برابر خیال کرنا	425
♦ اجازت کی نیت کرنا یا نہ کرنا	426
♦ جگہ کا سکیم سے باہر ہونا	426
♦ بس کا ٹائر پنکچر ہونا	426
♦ حقہ پینا چھوڑنا	427
♦ ''بلا جی! مدرسہ میں کیوں نہیں آتے؟''	427
♦ نام رکھنا	428
♦ خیال کردہ دفتر میں تعیناتی ہونا	428
♦ حویلی میں اچانک تشریف لانا	429
♦ حکیم صاحب کا بیعت ہونا	431
♦ آیت کریمہ پڑھنے کا ارشاد فرمانا	431
♦ آم لینے کا ارادہ کرنا	431
♦ حاجی محمد اسلم صاحب کا بیعت ہونا	432
♦ سینہ کا درد دُور ہونا	433

Marfat.com

◆ صاحبزادہ عبدالرؤف کا گم ہونا	433
◆ لڑکے کے پیٹ میں درد ہونا	433
◆ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضری کا قصد کرنا	433
◆ بخار کا اُترنا	434
◆ سیف (المارى) کا کھولنا	434
◆ شادی کا مسئلہ	435
◆ کتاب کا عنایت فرمانا	436
◆ گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہونا	437
◆ ''شاہ جی! آپ سے کہاں ملاقات ہوئی تھی؟''	437
◆ ''فیر ہُن پیسے جوڑن لگے اُو!''	438
◆ ذہنی صفائی	438
◆ تنازعہ زمین کا حل	443
◆ چھاچھ (لسّی) پینے کا ارادہ کرنا	443
◆ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کا دُعا فرمانا	444
◆ تم خود ہو	444
◆ خواب میں سبق پڑھانا	445
◆ محمد اسلم صاحب کا بیعت ہونا	446
◆ ''اے اللہ! اِسے بخش دے!''	446
◆ زمین کا قبضہ واگزار ہونا	447
◆ نیامت علی کا بیعت ہونا	447

Marfat.com

◆ اُستاد علیہ الرحمہ کا تشریف لانا اور ''رجندر'' (ہندو) کے ساتھیوں کا بھاگنا	448
◆ ''آزمانا چاہتے ہو!''	450
◆ ''تم باز آؤ گے یا نہیں؟''	451
◆ حضرت پیر ولایت شاہ علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری	451
⑥ عادات وفرمودات	452
⑦ پسندیدہ اشعار	465
⑧ وصال کا آخری روز و شب	481
⑨ تصرفات بعد از وصال	493
◆ ''تمہیں اللہ کے رسول ﷺ کافی نہیں ہیں؟''	493
◆ ''وہ دیکھو حضور ﷺ کی طرف سے فیض آرہا ہے!''	493
◆ ''ہم مدینہ گئے ہوئے تھے!''	494
◆ مونچھوں (لبوں) کے بارے راہنمائی	495
◆ مولوی محمد عارف کا مزار شریف پر حاضر ہونا	495
◆ گولڈن شیک ہینڈ کے متعلق رہنمائی فرمانا	496
◆ عبدالرؤف اور فاروق کو کچھ بتایا کریں	496
◆ ''تُسی تے سمجھدے ہوؤں گے کہ قبراں وچ سُٹ آئے آں تے بس!''	497
◆ ''ہم حضرت کرمانوالہ (علیہ الرحمہ) جارہے ہیں!''	497
◆ ''میں شرقپور شریف جارہا ہوں!''	497
⑩ شجرہ طیّبہ	499
عکس اہم دستاویزات	505
مصادر و مراجع	507

Marfat.com

﴿اَسماء حُسنٰی اَللّٰہ جل جلالہ﴾

مالِك ، مَلِك ، رازق اللّٰہ　　حق ، ودود ، خالق اللّٰہ

رحیم ، کریم ، حکیم اللّٰہ　　ھادی ، قوی ، عظیم اللّٰہ

رحمن ، قدوس ، سلام ، اللّٰہ　　علیم ، حلیم ، اکرام اللّٰہ

جبار ، قھار ، ضار اللّٰہ　　حی ، قیوم ، غفار اللّٰہ

باری ، معطی ، علی اللّٰہ　　باقی ، مبدی ، ولی اللّٰہ

اَحَد ، واحِد ، ماجِد اللّٰہ　　متین ، لطیف ، واجد اللّٰہ

عدل ، مذل ، قابض اللّٰہ　　باسط ، مقسط ، خافض اللّٰہ

صمد ، واسع ، بدیع اللّٰہ　　رؤف ، رافع ، سمیع اللّٰہ

مقیت ، ممیت ، وھاب اللّٰہ　　منتقم ، مقدم ، تواب اللّٰہ

حکم ، بصیر ، خبیر اللّٰہ　　رزاق ، رشید ، کبیر اللّٰہ

مقتدر ، حسیب ، رقیب اللّٰہ　　جامع ، نافع ، مجیب اللّٰہ

مؤخر ، مانع ، حمید ، اللّٰہ　　عزیز ، حفیظ ، مجید اللّٰہ

معز ، فتاح ، وکیل اللّٰہ　　مومن ، بر ، جلیل ، اللّٰہ

متکبر ، مھیمن ، باعث اللّٰہ　　محصی ، محی ، وارث اللّٰہ

والی ، مغنی ، متعال اللّٰہ　　عفو ، غنی ، ذوالجلال اللّٰہ

نور ، صبور ، غفور اللّٰہ　　معید ، شھید ، شکور اللّٰہ

اول ، باطن ، ظاھر اللّٰہ

مصور ، قادر ، آخر اللّٰہ

(نثار احمد منہاس)

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

میرے لب پہ ہے تیری گفتگو، اللہ ھو اللہ ھو
تیری دید ہے میری جستجو، اللہ ھو اللہ ھو

آگے پیچھے تو نہاں، اُوپر نیچے تو عیاں
میری رگ رگ میں ہے تو ہی تو، اللہ ھو اللہ ھو

بستی بستی تیری ہستی، پھول میں ہے تیری مستی
تاروں میں ہے تیری ضو، اللہ ھو اللہ ھو

بستی بستی تیرا نام، تیری تسبیح میرا کام
قریہ قریہ کو بہ کو، اللہ ھو اللہ ھو

تجھے واسطہ حبیب کا، کر پار بیڑا غریب کا
تیرے ہاتھ ہے میری آبرو، اللہ ھو اللہ ھو

رب سے جو تیرا پیار ہے، ہر شے تیری نثار ہے
تیری بندگی میری آرزو، اللہ ھو اللہ ھو

(نثار احمد منہاس)

Marfat.com

آسماء حسنٰی محمد ﷺ

نذیر ، بشیر ، منیر محمد ﷺ | حق ، جواد، شہیر محمد ﷺ
رحیم، کریم، حکیم محمد ﷺ | اُمی ، قوی ، یتیم ، محمد ﷺ
نعیم، شفیق، شکور محمد ﷺ | مقدس ،نور ، منصور محمد ﷺ
امین ، مبین ، یٰسین، محمد ﷺ | رسول ،نبی ، طٰس ، محمد ﷺ
قرشی ، ولی ، حجازی ، محمد ﷺ | ہاشمی ، سیف ، ترازی محمد ﷺ
مذمل ، عادل ، کامل محمد ﷺ | متین ، صادق ، فاضل محمد ﷺ
احید ، وحید، شہید ، محمد ﷺ | مرتضیٰ ، محی، رشید محمد ﷺ
مامون ،کفیل ، خلیل ، محمد ﷺ | عبداللہ ، بر ، وکیل محمد ﷺ
مجاب ، مجیب، حسیب محمد ﷺ | طاہر ،قریب ، حبیب محمد ﷺ
رؤف ، مبشر ، فاتح ، محمد ﷺ | حاشر، کاشف ،ناصح محمد ﷺ
مصطفی ، عفو ، مختار محمد ﷺ | سیّد، غوث ، جبار محمد ﷺ
مجتبیٰ ، رافع ، قاسم محمد ﷺ | جامع ، مصلح ، خاتم محمد ﷺ
کلیم ، مهیمن ، سراج محمد ﷺ | مصباح ، طیب ، معراج محمد ﷺ
محرم ، شفیع ، مشہود محمد ﷺ | مکرم ، مطیع ،محمود محمد ﷺ
غیث ، غیاث ، حامد محمد ﷺ | حافظ ، امر ، شاہد محمد ﷺ
مقدم ، رحمت ، ثاقب محمد ﷺ | احمد،عزیز ،عاقب محمد ﷺ

اول باطن ظاہر محمد ﷺ

مدثر ، ناصر ، آخر محمد ﷺ

(نثار احمد منہاس)

Marfat.com

نعت

ہے جسم محمد ﷺ ''سراجاً منیرا''
کہ ہے شان میں جس کے ''ذکراً کثیرا''

خدا نے ہماری ہدایت کی خاطر
محمد ﷺ کو بھیجا ''بشیراً نذیرا''

کہا اُس کے دشمن کے حق میں خدا نے
''فَیَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا''

منافق مخالف کے حق میں خدا نے
کہا ہے ''جہنّم وَسَاءَتْ مَصِیْرًا''

محمد ﷺ کی امت کو بخشی خدا نے
وہ جنت صفت جس کی ''مُلْکًا کَبِیْرًا''

مکاں موتیوں کے حسین حور و غلمان
ہوا ٹھیک ''شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا''

محمد ﷺ کا معبود سبحان اکبر
فَصَلُّوْا عَلَیْہِ کَثِیْرًا کَثِیْرًا

Marfat.com

منقبت

''نورِ چراغ '' تھے وہ، باغ و بہار تھے
علم و آگہی کا،روشن مینار تھے
حق کی آواز تھے،وہ سچ کی پکار تھے
باطل کے سامنے،آہنی دیوار تھے

بانٹی ہے ہر سو ، روشنی، ''نورِچراغ'' نے
روشن کیے ستونِ آگہی ، ''نورِ چراغ ''نے

جامعہ فاروقیہ کی شان تھے،میرے اُستاد
مسلکِ احناف کی پہچان تھے،میرے اُستاد
شیخ الحدیث وشیخ القرآن تھے،میرے اُستاد
عالمِ جیّد،فقہی انسان تھے،میرے اُستاد

کوئی دوسرا ملتا نہیں میرے استاد سا زمانے میں
سوئم پشت اولیاء کی نظر آتی ہے اِس گھرانے میں

ہر روشن چراغ سے،ہزاروں چراغ جلتے ہیں
جن کی روشنی میں لاکھوں کارواں چلتے ہیں
گر ہوں اِرادے مصمّم،تو سبھی طوفان ٹلتے ہیں
پھر''نورِچراغ'' سے،نور کے چشمے اُبلتے ہیں

ضیاء پائی جو میرے اشعار نے،وہ''نورِچراغ'' سے
دیکھا ہے جو کچھ نؔثار نے،وہ''نورِچراغ'' سے

نثار احمد منہاس

Marfat.com

﴿منقبت﴾

درشان قبلہ استاد صاحب علیہ الرحمہ(صوفی صاحب)

صوفی صاحب در ولائت، ایں نشان
وقت آخر کلمہ طیب، برزباں

درمیان عالماں، کامل نشاں
درمیان مومناں، عالی مقام

درمیان مفتیاں، مفتی بود
ہمہ وقت جستجو، علم و ادب

بسر عمر ، در خیال مصطفٰے ﷺ
دید از واجب شود، روزِ محشر کبریا

از طفیل مصطفٰے ﷺ، بخشش شود
''وَادْخُلِیْ فِیْ جَنَّتِیْ'' فرمانِ رب

قبر انور ، آں را ، خُلد بریں
تسکینِ خاطر،ہست برائے زائرین

مرد ہچوں را ندیدم، در جہاں
عاصیاں را در گزر و مہرباں

ایں مناقب پیش کردم، در خدمتش
ہست برائے روزِ محشر بخشش

(مولوی برکت علی جلیانوی)

Marfat.com

انتساب

اُستاذی مرشدی حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالغفور
نقشبندی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
کے تمام اَساتذہ کے نام! بالعموم

اور

حافظ الحدیث قبلہ شاہ صاحب ،بھکی شریف کے قابلِ فخر شاگردِ رشید
اُستاذ المدرّسین حضرت علامہ مفتی حافظ محمد علی پسروری رحمۃ اللہ علیہ
کے نام! بالخصوص،
جن کی خصوصی تعلیم وحُسنِ تربیت اور ہمہ وقتی دُعاؤں
کی وجہ سے فیض کے چشمے پھوٹے۔
اس کے علاوہ اپنے والد محترم سعید احمد سیہول مرحوم ومغفور
کے نام،
جن کی وجہ سے بندۂ ناچیز کو اہل اللہ کی سنگت اور صحبت
نصیب ہوئی۔

انجینئر بابر سعید سیہول

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مُصلّیاً

پیش لفظ

حضرت اُستاذی و مرشدی، استاذ العلماء، شیخ القرآن والحدیث، رہبر شریعت و پیر طریقت، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی قادری نوراللہ مرقدہٗ، بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ رضویہ، پنج پیر گھوڑے شاہ روڈ، لاہور کو جاننے والے سب لوگ جانتے ہیں کہ آپ نے اپنی ساری زندگی اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام لوگوں تک پہنچانے میں صرف فرمادی۔ آپ عالم، باعمل، صوفی باصفاء، پیکر عجز وانکسار، مجسمہ سادگی اور نشانِ سلف صالحین تھے۔ آپ پاسبانِ مسلک اہل سنت وحنفیت، مؤید وعامل تحقیقاتِ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ کے علم میں احکام شریعت سے جو بھی بات آجاتی، ہر ممکن کوشش کر کے اس پر عمل فرماتے، یعنی کہ آپ ''راسخ فی العلم'' تھے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''راسخ فی العلم'' وہ عالم باعمل ہے جو اپنے علم کا متبع ہو اور تفسیر خازن میں ''راسخ فی العلم'' کی جو چار صفات ذکر ہوئیں آپ ان سے بھی متصف تھے، یعنی:

❷ اللہ کا تقویٰ ❷ لوگوں سے تواضع

❸ دُنیا سے زہد ❹ نفس کے ساتھ مجاہدہ

قبلہ استاد صاحب عقل صافی اور بصیرت کاملہ رکھتے تھے اور عالم ربانی کے مصداق تھے۔ صالحین وبزرگانِ دین کے احوال اکثر انکے موضوع سخن ہوتے، مگر ذاتی احوال پر شاذ ونادر ہی بات کرتے، وہ بھی کسی خاص محفل میں یا اکیلے کسی بندۂ خدا سے، بصورتِ دیگر بڑی لمبی مجالس (یعنی کئی گھنٹوں پر محیط) درکار ہوتی تھیں تب کہیں کچھ

Marfat.com

معلومات حاصل ہوتیں۔

راقم کو الحمدللہ تقریباً پینتیس (۳۵) سال سے استاد محترم علیہ الرحمہ سے نسبت و تعلق کا شرف حاصل رہا ہے، اکثر و بیشتر بعد نماز عصر حاضری ہوتی، اور ان کے بہت سے سفروں میں بھی ہمراہی کا اعزاز ملا۔ یوں سفر و حضر دونوں میں کافی وقت آپ کے ساتھ گزرا۔

کئی سال پہلے خیال پیدا ہوا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے فرمودات واحوال کو ساتھ ساتھ ہی لکھ کر محفوظ کر لینا چاہیے، کیونکہ اس میں بہت سے فوائد و منافع ہیں۔ چنانچہ راقم نے ۱۹۸۳ء میں گاہے بگاہے معلوم ہونے والے احوال و واقعات کو با قاعدہ طور پر لکھنا شروع کر دیا، اور جہاں کوئی شک ہوتا، لکھنے سے پہلے کسی بہانے آپ سے پوچھ کر دور کر لیتا۔ ان احوال و فرمودات کے ساتھ کہیں کہیں تواریخ بھی درج ہیں اور کہیں حوالہ کیلئے راقم بھی لکھا ہے اور کئی جگہ حوالہ بظاہر نہیں ہے، اُس جگہ بندۂ ناچیز ہی حوالہ ہے۔

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے سے تقریباً سال ڈیڑھ سال پہلے ہی راقم نے ان حالات و واقعات کو کمپوزنگ کیلئے دے رکھا تھا، لیکن بعد وصال وصول کیا۔ اس موجودہ صورتحال میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کے اپنے اوپر حق کے اعتراف میں راقم اور جاوید اکبر صاحب نے اس مجموعہ کو مزید مفید بنانے کا سوچا، چنانچہ ہم نے مصمم ارادہ کیا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے دیگر متعلقین و محبین سے بھی حتی المقدور حالات و واقعات اکٹھے کیے جائیں۔ لہذا ہم نے اس سلسلہ میں اپنے تئیں کوشش کی جو الحمدللہ کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

اس کتاب میں حضرت سید خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حافظ سراج احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ[1] کے حالات نیز حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد

(۱) راقم کا ضمیر اجازت نہیں دے رہا تھا کہ ہمارے قرب میں (حضرت ایشاں علیہ الرحمہ جیسے) اس عالی مرتبہ کے بزرگ ہوں لیکن ان کا تذکرہ نہ ہو جبکہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے حالات تو سرے سے دستیاب ہی نہ تھے۔

Marfat.com

شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید حضرت مولانا مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات پر مشتمل کتابچہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہے۔ یہ کتابچہ راقم کا ہی مرتب کردہ ہے اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کی حیات ہی میں (۲۰۰۰ء) طبع ہوگیا تھا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت اور گہرا تعلق رکھتے تھے بلکہ ان کا آستانہ ان کی پہلی تربیت گاہ تھی۔ اوراس کتابچہ میں مذکور بیشتر حالات وواقعات کا تعلق بھی استاد صاحب اوران کے والد میاں تاج دین رحمۃ اللہ علیہما سے ہے۔

ایک روز راقم اور صاحبزادہ عبدالرؤف نورانی صاحب، حافظ حبیب اللہ صاحب کے پاس مسجد انوار مدینہ (صفاجنگ) جی ٹی روڈ لاہور، حاضر ہوئے، تو حافظ صاحب پوچھنے لگے: ''کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟'' میں نے کہا: ''ابھی تو کوئی نہیں! اسی روز گھر میں بیٹھا استاد صاحب علیہ الرحمہ کا کوئی واقعہ قلمبند کررہا تھا تو اچانک بغیر کسی قصد وتوجہ کے ذہن میں ''نورِ چراغ'' کے الفاظ آئے۔ میں سوچنے لگا کہ یہ کیا سلسلہ ہے؟ غوروخوض کے بعد راقم اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ کی پہلی تربیت گاہ آستانہ عالیہ مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی تو تھا۔ بایں وجہ کتاب کا نام ''نورِ چراغ'' ہی رکھ دیا، اور یہ ان بزرگوں کا ہی فیضان ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس ولی کامل کے صدقے ہماری یہ ادنیٰ اور حقیر سی کوشش اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے، اور دین ودُنیا میں ذریعۂ نجات بنائے۔ نیز غلو اور کمی وبیشی سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ بوجہ الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

آخر میں راقم یہ اعتراف کرتا ہے کہ یہ سب استاد صاحب علیہ الرحمہ کی توجہ کا نتیجہ ہے اوران کا ہی فیضان ہے کہ آج یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کتاب کے سلسلہ میں جن حضرات نے خصوصی توجہ فرمائی اور ہرممکن تعاون فرمایا، راقم ان کا بے حد مشکور ہے،

Marfat.com

خصوصاً صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب، صاحبزادہ مولانا محمد فاروق نورانی صاحب، (جنہوں نے عندالطلب حوالہ جات کی تلاش میں ہر ممکن مدد کی) مولانا محمد یٰسین صاحب قصوری، مولانا محمد امین نقشبندی صاحب، مولانا دلاور حسین صاحب، محترمہ ہمشیرہ صاحبہ، جناب جاوید اکبر صاحب، نثار احمد منہاس صاحب[1] اور بالخصوص اپنے گھر والوں کا جنہوں نے ہر لمحہ میری ہمت بڑھائی اور مجھے کسی بھی گھریلو ذمہ داری کا بوجھ محسوس نہ ہونے دیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین!

کسی کی مغفرت کا یہ سامان ہو جائے!
اللہ کرے حشر میں ایسا ہی ہو جائے!

طالبِ دُعا

انجینئر بابر سعید سیہول

۹ رجون ۲۰۰۸ء

مطابق جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ

---

(۱) یاد رہے کہ منہاس صاحب نے استاد صاحب علیہ الرحمہ پر منظوم کلام بعنوان "حقیقت میں عاشق مصطفےٰ ﷺ تھے وہ" تحریر کیا ہے بلکہ کام تا حال جاری ہے۔ جسے ایک دیوان کا نام دیا جا سکتا ہے۔ بہر حال بڑا محبت بھرا اور حقائق پر مبنی، تعمیری اور اصلاحی کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

لفظ ''انسان'' کا ماخذ ''نسیان'' ہے جس کا معنی ''بھولنا'' ہے۔ اس مطلب کے اعتبار سے جب انسان میں ''نسیان'' کا عنصر تخلیقی طور پر موجود ہے تو عقل و دانش کا تقاضا تھا کہ اس کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا مستقل بنیادوں پر اہتمام ہونا چاہیے، تا کہ وہ نسیان کی کانٹے دار جھاڑیوں سے اپنے آپ کو بچا کر نشان منزل تک رسائی حاصل کر کے اپنا مقصد تخلیق پا سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور احسان عظیم سے انسان کی تربیت و اصلاح کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی نوع انسان کی تعلیم و تربیت فرما کر معراج کمال تک پہنچایا۔ انبیاء کرام کے بعد ان کے مشن کی تکمیل کا فریضہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انجام دیا۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد ہر دور میں علماء ربانیین اور اولیاء کرام نے نہایت جانفشانی سے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ جن صوفیاء کرام اور علماء ربانیین نے چودھویں صدی ہجری کے ربع آخر اور پندرھویں صدی کے ربع اوّل میں نام و نمائش اور شہرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض رضائے الٰہی اور خوشنودی مصطفیٰ ﷺ کے لیے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا بیڑا اُٹھایا، ان میں سے ایک عاشق رسول، ولی کامل، عالم ربانی حضور مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

جون ۱۹۷۳ء کی ایک صبح تھی کہ برادرم حضرت علامہ حاجی محمد امین صاحب اپنی رفاقت میں جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور میں لے گئے۔ ادارہ میں قدم رکھتے ہی

Marfat.com

علمی فضا سے دل و دماغ معطر ہو گیا اور ایسا روحانی سرور حاصل ہوا جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ زندگی میں پہلی مرتبہ ایک ایسی شخصیت سے بیاز باریابی حاصل ہوئی جو علم وعمل کی جامع، عجز وانکساری کا مجسمہ، اعلیٰ سیرت و کردار کی تصویر، اسوۂ رسول ﷺ کی مظہر، یادگار اسلاف، اور سنت مصطفوی ﷺ کی حامل تھی۔ وہ شخصیت عالم ربانی، صوفی باصفا حضرت قبلہ مفتی علامہ محمد عبدالغفور شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۰۰۷ء) کی ذات گرامی تھی۔

آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تدریس فرما رہے تھے۔ طلباء میں گھل مل کر تشریف فرما تھے کہ صرف عجز وانکساری اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو شانِ امتیاز تھی۔ طلباء پر آثار تربیت نمایاں تھے، جو طالب علم گفتگو کرتا یا کچھ عرض کرنا چاہتا نظریں جھکا کر اور پست آواز میں بات کرتا۔ آپ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آئے اور راقم کے داخلہ کا سن کر بہت خوش ہوئے اور حصولِ علم دین کی اہمیت و فضیلت کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔ ایک طالب علم کو ٹھنڈے مشروب اور کھانے سے تواضع کرنے کا حکم فرمایا اور خود تدریس میں مشغول ہو گئے۔

آپ شفیق و مہربان تھے، شفقت و مہربانی جزوی نہیں بلکہ ہمہ وقتی تھی جو طلباء، علماء، اساتذہ اور عوام سب پر موسلا دھار بارش کی طرح ہوتی تھی۔ داخلہ کے دن آپ نے شفقت سے کئی بار دریافت فرمایا کہ آپ کا دل لگ گیا ہے اور کوئی مایوسی تو نہیں ہو رہی؟ راقم نے عرض کیا "حضور دل لگ گیا ہے اور مایوسی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ سفینہ بحر عرفان کا کامل ناخدا میسر آ چکا تھا، جو منزل تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ اسی دن عصر کی نماز کے بعد آپ نے حافظ مشتاق احمد ڈوگر (طالب علم) کو باغبانپورہ کے بڑے بازار میں حاجی شیخ مقبول احمد نقشبندی سے جامعہ کا چندہ لانے کے لیے بھیجا تو ان کے ساتھ مجھے بھی بھیج دیا۔

Marfat.com

حافظ صاحب کو پیسے عنایت فرماتے ہوئے فرمایا ''ان کو ساتھ لے جاؤ تاکہ سیر کر آئیں اور بازار سے ان کو شربت پلا دینا۔ دوسرے روز صبح کے وقت صرف، نحو اور فارسی کتب کا درس شروع کر دیا۔

اپنے طلباء ساتھیوں میں سب سے زیادہ محنتی، لائق وفائق اور پرہیزگار تھے۔ اگر آپ کسی مجبوری (چھٹی یا علالت) کی بنا پر اسباق سے غیر حاضر ہوتے تو آپ کی وجہ سے دوسرے طلباء کو بھی درس لینے سے محروم ہونا پڑتا تھا، کیونکہ جماعت کی روح رواں آپ ہی تھے۔ اساتذہ اور طلباء ساتھی آپ کو ''صوفی صاحب'' کے معزز لقب سے یاد کرتے اور پکارتے تھے۔ گویا قدرت نے پیدائشی طور پر آپ میں بہت سے اوصاف، محاسن اور خوبیاں ودیعت کر رکھی تھیں جن کا ظہور گاہے بگاہے ہوتا رہتا تھا۔ اساتذہ کے کمرے کی صفائی کرنا، کھانا پیش کرنا، کپڑے دھونا اور مہمان نوازی وغیرہ خدمت انجام دینا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ آداب وخدمات کے حوالہ سے اساتذہ بھی متعجب ہوتے۔

فارغ وقت میں اپنے پیر ومرشد حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہوتے۔ اساتذہ کی شفقت کی طرح مرشد کامل کی بھی آپ پر خصوصی شفقت ونظر تھی۔ شیخ کی میٹھی میٹھی باتیں سنتے اور اپنے قلب وذہن کے دریچوں میں محفوظ کر لیتے۔

خاندانی عظمت:

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ آرائیں برادری کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کا خاندان روحانیت، حسن اخلاق، عدل وانصاف، خدمت خلق، زہد وریاضت اور علم وعرفان وغیرہ محاسن واوصاف کے باعث عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دادا جان حضرت میاں جلال دین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۸۰ء) اور والد گرامی حضرت میاں

Marfat.com

تاجدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۹۸ء) کے زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اورمہمان نوازی کا تذکرہ آج بھی علاقہ بھر کے خواص وعوام کی زبان کا وظیفہ بنا ہوا ہے۔ حضرت میاں جلال دین، حضرت شیر ربانی شرقپور شریف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید وفیض یافتہ اور منظور نظر تھے۔ ان بزرگوں کو کئی بار رسول اعظم ﷺ کی (خواب میں) زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری، حضرت ثانی صاحب شرقپوری اور حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (حضرت کرمانوالے) رحمہم اللہ تعالیٰ کی ان بزرگوں پر خصوصی نظر تھی۔ حضرت مولانا حاجی محمد جمیل صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسی معزز خاندان کے رجل عظیم (ایک اہم فرد) ہیں۔ پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ کا ان پر خصوصی فضل، رسول اعظم ﷺ کی نظر عنایت اور اولیاء کرام کی خصوصی نظر فیضان ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی ان پر خاص شفقت تھی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب اور حضرت صاحبزادہ علامہ محمد فاروق نورانی صاحب کو علوم اسلامیہ کی تعلیم سے آراستہ کیا جو آپ کے مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضری عطا فرمائے، اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے کامیابی عطا فرمائے اور والد گرامی کے مظہر اتم بنائے۔ آمین ثمہ آمین!

اولاد امجاد:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کا مختصر تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

❶ حضرت صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۱۹۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اور جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے دیگر اساتذہ سے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔ حضرت

Marfat.com

مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ اقدس پر شرف بیعت حاصل کی۔ ۲۰۰۲ء میں شادی خانہ آبادی ہوئی۔ نکاح مسنون قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۰۰۳ء) نے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے سے نوازا۔ صاحبزادہ کا نام میاں محمد اجمل نورانی (اللہ تعالیٰ انہیں اسم بامسمّٰی اور عالم دین بنائے۔ آمین) ہے۔ ۲۰۰۷ء میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہونے کے بعد جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے ناظم اور والد گرامی کے جانشین ہیں۔ جامعہ میں تدریس و تربیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سادہ لباس، سادہ مزاج اور سادہ گفتار ہیں۔ آپ خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔

2 حضرت صاحبزادہ علامہ محمد فاروق نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۱۹۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے دیگر اساتذہ سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ والد گرامی کے ہی دست اقدس پر اعزاز بیعت حاصل کیا۔ ۲۰۰۶ء میں شادی خانہ آبادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک صاحبزادہ سے نوازا ہے، جن کا نام میاں محمد ابوبکر ہے (اللہ تعالیٰ انہیں عالم دین بنائے اور عمر میں برکت فرمائے۔)

آپ خاموش طبع، اعلیٰ اخلاق کے مالک، اور نہایت درجہ کے محنتی ہیں۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے نائب ناظم اعلیٰ ہیں۔ نہایت کامیابی کے ساتھ جامعہ میں تدریس و خطابت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تدریسی سرگرمیوں کو مؤثر ترین بنانے کے لیے ہمہ وقت مطالعہ کتب میں مصروف رہتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ آپ اپنی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کو معراجِ کمال تک پہنچائیں گے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

صحیح جانشین اور مظہر اتم بنائے۔ انہیں عمر خضری عطا فرمائے اور خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین!

تدریسی خدمات:

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل اور سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد "جامعہ حضرت میاں صاحب" شرقپور شریف میں تدریس کا آغاز کیا۔ جامعہ میں پانچ سال تک محنت شاقہ سے صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین شرقپور شریف کی خواہش کے احترام میں چند سال تک "دار المبلغین، حضرت میاں صاحب" میں تدریس فرماتے رہے۔ حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفہ مجاز حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خواہش پر "مدرسۃ الرحمت" گھنگ شریف میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بھی کچھ عرصہ تک تدریس فرماتے رہے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ طلباء میں علمی ذوق کے ساتھ ساتھ عملی و تربیتی جذبہ بھی پروان چڑھنا چاہیے کیونکہ تربیت و عمل کے بغیر حصول علم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

ذوق مطالعہ:

ذخیرہ کتب، ذوقِ مطالعہ، تصنیف و تالیف، درس و تدریس، تحریر و تحقیق اور علمی تربیت و تبلیغ علماء کا زیور اور مقصد حیات ہوتا ہے۔ ذوقِ مطالعہ علماء کی ترقی و کامیابی کا زینہ ہے اور اگر ساتھ ساتھ عملی اقدام ہو تو یہ نور "علی نور" ہے۔ استاذ العلماء حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذوق مطالعہ کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ اساتذہ کی شفقت و تربیت سے زمانہ طالب علمی سے آپ کو ذوق مطالعہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ایک رات زمانۂ طالب علمی میں بعد نماز عشاء مطالعہ شروع کیا تو جب نماز فجر کی اذان سنی تو اس

Marfat.com

وقت پتہ چلا کہ ساری رات ایسے ہی گزر گئی ہے۔ آپ تدریس کے لیے نہ صرف اصل کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے بلکہ کتب کی متعلقہ شروحات اور حواشی کا بھی عمیق نظر سے مطالعہ کرتے تھے۔ آپ طلباء میں بھی ذوق مطالعہ کی روح پھونکنے کی سعی فرماتے اور انہیں مطالعہ کی ترغیب دیتے۔ آپ کی لائبریری میں ہزاروں کتب ہیں جو آپ کے مطالعہ کی زینت بن چکی تھیں۔ کتب درس نظامی کے علاوہ قرآنِ کریم، کتب احادیث، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور دیگر فقہی کتب کا مطالعہ آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

مرشد کامل سے عقیدت و محبت:

حصول فیض کے لیے مرشد کا کامل ہونا اور مرید کا محبّ صادق ہونا شرط اولین ہے۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمال میں شک نہیں اور حضرت مفتی صاحب کے محبّ صادق ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔ آپ کو حضرت شیر ربانی شرقپوری اور حضرت ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ سے نہایت درجہ عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار گاہے بگاہے آپ کے عمل و گفتار سے ہوتا رہتا تھا۔

۱۹۵۷ء میں حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا تو آپ گاہے بگاہے مزار مرشد پر فاتحہ خوانی اور کسب فیض کے لیے حاضری دیتے رہے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعراس کے موقع پر آپ کی حاضری یقینی ہوتی تھی۔ دونوں بزرگوں کے حالات، کرامات اور تعلیمات و ارشادات کو بڑی عقیدت سے بیان کرتے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور حضرت ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کے احوال و آثار اور ارشادات و تعلیمات پر مشتمل ''چشمہ فیض شیر ربانی'' کے نام سے راقم نے کتاب تالیف کر کے آپ کے حضور پیش کی تو بہت خوش ہوئے، دعاؤں سے نوازا۔ تقریظ تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی اور کتاب کا نام بھی تجویز فرمایا۔ ارشادات

Marfat.com

شیر ربانی کو الہامی تعلیمات قرار دیتے، اس پر خود عمل کرتے اور متعلقین کو عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔

مرشد کامل کے صاحبزادگان حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۹۷ء) اور حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کا دلی احترام کرتے۔

جامعہ فاروقیہ رضویہ کا قیام:

دینی مدارس میں علوم وفنون کی تدریس کے ذریعے طلباء کو عالم وفاضل تو بنایا جاتا ہے لیکن تربیت وعمل کو ثانوی حیثیت بھی نہیں دی جاتی جس کے باعث حصول علوم اسلامیہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کے پیش نظر ''جامعہ فاروقیہ رضویہ'' لاہور کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ بے سروسامانی کے عالم میں ۱۹۶۸ء کو ''جامع مسجد سید والی'' باغبانپورہ، لاہور میں قائم کیا۔ ادارہ کی تاسیس حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، مولوی محمد ابراہیم مرحوم اور حضرت مولانا حاجی محمد جمیل صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ (دوگیچ شریف، لاہور) کے مقدس ہاتھوں سے عمل میں لائی گئی۔ حضرت مولانا حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کو اس جامعہ کا پہلا طالب علم ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ دو سال تک یہ جامعہ مسجد میں رہا لیکن بعد میں گوجر پورہ مخدوم بہاء الدین روڈ (گھوڑے شاہ روڈ) میں مستقل اراضی خریدی گئی اور جامعہ کو اس میں منتقل کر دیا گیا۔ بعد ازاں خود بھی جامعہ میں تشریف لے آئے اور وہاں درس وتدریس اور امامت وخطابات کا سلسلہ شروع کر دیا جو تاحیات جاری رہا۔ آپ کی شبانہ روز محنت شاقہ، شعاؤں اور فیضان سے جامعہ نے تعلیمی، تبلیغی اور اشاعتی میدان میں خوب ترقی کی۔ آج جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ، باغبانپورہ لاہور کا شمار ممتاز مدارس میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

امامت و خطابت:

امامت وخطابت کی خدمات انجام دینا سنت ہے۔ایک عالم ربانی سے بعید ہے کہ وہ ان خدمات کوانجام دینے سے راہِ فراراختیارکرے۔جب رخصت پر اپنے گاؤں ''دوگیچ شریف'' (لاہور) جاتے تو مسجد میں فقہی مسائل کا درس دیتے اور وعظ فرماتے۔سند فراغت حاصل کرنے کے بعد جب ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ،شرقپور شریف میں تدریس کا آغاز کیا تو خطبہ جمعۃ المبارک ''جامع مسجد شیر ربانی'' دھدل پورہ، شرقپور شریف میں ارشاد فرماتے۔آپ کا خطاب مدلل ہوتا تھا۔''مدرسۃ الرحمت'' گھنگ شریف میں تدریس کے دوران مرکزی جامع مسجد کاہنہ نو، ضلع لاہور میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشادفرماتے رہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ،اندرون لوہاری گیٹ،لاہور کے زمانہ تدریس میں جامع مسجد لال، وسن پورہ، لاہور میں امامت وخطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔مرکزی جامعہ مسجد سیدوالی، نزد چوک شوالہ، باغبانپورہ، لاہور میں بھی امامت و خطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ، باغبانپورہ لاہور کی تاسیس کے بعد جامعہ سے متصل مسجد میں امامت وخطابت فرماتے رہے۔پھر تاحیات جامع مسجد فاروقیہ رضویہ میں یہ خدمات انجام دیتے رہے۔آپ کا خطاب سادہ مگر مدلل و پرتاثیر ہوتا تھا۔آپ کے خطاب میں تربیتی عنصر غالب ہوتا،اسی خصوصیت کی بناپر دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کا خطاب سننے کے لیے آتے تھے۔خطبہ جمعہ کے بعد کچھ لوگ آپ کے حضور ٹھہرتے،تو آپ ان سے محبت بھرے اسلوب میں تربیتی گفتگو کرتے۔آپ نے تاحیات خطابت کی خدمات عوض ومعاوضہ سے بے پرواہ ہوکرانجام دیں۔

انداز تدریس:

اسلاف کا مقصد حصول علم،تدریس اور عمل تھا۔حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے بھی انہی مقاصد کے پیش نظر علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔سند فراغت حاصل کرتے ہی آپ نے تدریس کا آغاز کیااور تقریباً نصف صدی تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔آپ کا انداز تدریس ممتاز و منفرد تھا۔طلباء کو زیر تدریس کتب کے متعلقہ مقام کا خوب مطالعہ کرنے کا حکم دیتے۔تدریس کے وقت طلباء سے عبارت پڑھواتے،اغلاط کی اصلاح کرتے،صرف ونحو کے اصول وقواعد کا اجراء کراتے،متعلقہ مقام کی تقریر کرتے،اصل مسئلہ کی مثالوں سے وضاحت کرتے،طلباء کو اعادہ کرنے کا حکم دیتے،مسئلہ پر پیدا ہونے والے شبہات کے جوابات بیان کرتے۔جب ایک مسئلہ طلباء کو ذہن نشین ہوجاتا اور آپ بھی مطمئن ہوجاتے تو اسی طرح دوسرے مسئلہ کا آغاز کرتے۔طلباء کو اوّل تا آخر دوران درس ہی سبق یاد ہوجاتا۔تاہم بعد نماز ظہر تا عصر متعلقہ سبق کے تکرار و اعادہ پر خوب زور دیتے۔بعد نماز مغرب تا عشاء بلکہ بعد از عشاء دوسرے دن میں پڑھے جانے والے سبق کا مطالعہ کرنے کی تلقین بھی فرماتے تھے۔آپ کا اسلوب تدریس سادہ،عام فہم،جامع،مؤثر اور طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق ہوتا تھا۔آپ تدریس میں ناغہ کو ناپسند کرتے اور رخصت پر جانے والے طلباء کو بھی جلدی واپس آنے کی ہدایت جاری فرماتے،آپ کے انداز تدریس سے طلباء میں ذوق حصول علوم،ذوق مطالعہ،اوقات کار کی پابندی اور ہمہ وقت کتب کے ساتھ ذہنی رشتہ استوار رکھنے کا ملکہ حاصل ہوجاتا۔

انداز اصلاح و تربیت:

حصول علوم اسلامیہ کا بنیادی مقصد خود عمل پیرا ہونا اور دوسروں کی اصلاح و تربیت ہوتا ہے۔حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تدریس کی طرح طلباء اور متعلقین و معتقدین کی اصلاح وتربیت کی طرف بھی خصوصی توجہ دیتے۔آپ کی حیات مستعار جہد مسلسل سے عبارت ہے۔طلباء،خدام،متعلقین اور متوسلین پر آپ کی اصلاح وتربیت کے

Marfat.com

آثار نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اگر کوئی قابل اصلاح شخص حاضر ہوتا تو آپ اسوۂ اسلاف کی روشنی میں اس کی تربیت کی کوشش کرتے اور اس مقصد کے حصول کے لیے گھنٹوں گفتگو کرتے رہتے۔ اصلاح و تربیت کے لیے کتب احادیث، فتاویٰ رضویہ بہار شریعت، اور کتب تفسیر و تصوف سے حوالہ جات پیش کرتے۔ آپ کا انداز اصلاح مؤثر اور قابل تقلید تھا، جس سے ہزاروں لوگوں کی اصلاح نفس اور تربیت ہوئی۔

طلباء پر شفقت و مہربانی:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت درجہ کی شفقت و مہربانی کرتے تھے نہ صرف طلباء پر بلکہ خدام اور عوام سب پر۔ آپ کی شفقت و مہربانی کے چند واقعات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۹۸۳ء کا واقعہ ہے کہ راقم جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں تدریسی خدمت انجام دیتا تھا۔ زمانہ طالب علمی کے ایک ساتھی مولانا منظور حسین رضوی مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ نشست و برخاست اور خورد و نوش کا سلسلہ باہمی ہوا کرتا تھا۔ مدرسہ میں چھٹی کے وقت کھانا منگوایا اور کھانے میں شامل کرنے کے لیے مولانا صاحب کو بلانے کے لیے ایک طالب علم کو بھیجا۔ وہ مولانا صاحب کو بلانے کی بجائے غلطی سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بلا لایا۔ آپ تشریف لائے تو دریافت فرمایا ”کیا کام ہے، کس مقصد کے لیے یاد کیا ہے؟“ بندہ بہت نادم ہوا اور معافی کا خواست گار بھی، نیز طالب علم کی غلطی کی وضاحت کی۔ آپ نے اظہار شفقت کرتے ہوئے فرمایا ”پریشان ہونے کی بات نہیں بعض اوقات غلطی سے ایسا ہو جاتا ہے۔“

محمد صدیق نامی ایک طالب علم جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں جمعۃ المبارک کے موقع پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل تقریر کیا کرتا تھا۔ ایک دن

Marfat.com

اس نے طلباء میں گفتگو کرتے ہوئے کہہ دیا: ''حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کی نسبت لوگ میری تقریر زیادہ پسند کرتے ہیں۔'' آپ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس کی گرفت کرنے کی بجائے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''وہ ٹھیک کہتا ہے۔''

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو درس وتدریس سے جو شغف اور طلباء سے محبت تھی اسکی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ آپ طلباء کو رسول اعظم ﷺ کے مہمان قرار دیتے تھے۔ جب داخلہ کے لیے نیا طالب علم حاضر ہوتا تو آپ اظہار مسرت کرتے اور محنت کرنے کی ترغیب وتلقین کرتے۔ آپ شعبہ حفظ وتجوید کی نسبت شعبہ درس نظامی میں داخلہ کو زیادہ پسند کرتے۔ آپ نے کئی بار اپنے گاؤں (موضع بھالہ، ضلع قصور) سے طلباء لانے کا حکم دیا، جس کی تعمیل میں بہت سے طلباء کو جامعہ میں داخل کروایا جن میں سے کچھ عالم دین بنے اور کچھ حفاظ قرآن بھی۔

۱۹۷۸ء کا واقعہ ہے کہ ایک دن حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ اور راقم بعد نماز عصر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۶۴۲ء) کے مزار اقدس پر فاتحہ کے لیے گئے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی نماز عصر کے بعد کچھ وقت تک وظیفہ کرتے پھر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری وفاتحہ کے لیے جاتے تھے۔ ہم لوگ فاتحہ سے فارغ ہو کر جامعہ کی طرف آرہے تھے جبکہ آپ فاتحہ کے لیے جارہے تھے۔ راستے میں آپ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم سے یہ غفلت ہوئی کہ سلام عرض کیے بغیر خاموشی سے آگے بڑھ گئے۔ اس غفلت پر آپ رُک گئے اور ہمیں اپنے پاس طلب کیا اور ناصحانہ انداز میں شفقت سے فرمایا: ''کیا آپ لوگوں کی یہی تربیت ہوئی ہے کہ کسی کو سلام نہ کہیں اور کیا مدرسہ میں یہی تعلیم حاصل کرتے ہو؟ اپنی غفلت پر ہم بہت نادم ہوئے اور آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے۔

Marfat.com

احترام علم و علماء:

مسلمان پر احترام علم و علماء ضروری ہے کیونکہ علماء کی توہین و بے ادبی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔استاذ العلماء حضور قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عالم ربانی اور معلم المدرسین تھے۔اس لیے علم و علماء کے مقام سے خوب واقف تھے،جس وجہ سے علماء کا دلی احترام کرتے تھے۔علماء کرام اور مشائخ عظام ملاقات کے لئے آتے تو آپ استقبال کرتے اور آداب بجالاتے۔اپنے اساتذہ کرام اور مرشد کامل کے صاحبزادگان کے لیے تو چشم براہ ثابت ہوتے۔ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۹۷ء) جامعہ فاروقیہ رضویہ،لاہور میں تشریف لائے تو انہوں نے استاذ العلماء علامہ محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ،شرقپور شریف میں تدریس کے لیے جانے کا حکم دیا تو مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے اور علامہ صاحب کو شرقپور شریف میں تدریس کے لیے جانے کی اجازت دے دی۔آپ کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے والے علماء جب آتے یا آپ کبھی کبھار ان کی دعوت پر تشریف لے جاتے تو بے تکلفی ہونے کے باوجود ادب واحترام اور اخلاقیات کو نظر انداز نہ کرتے تھے۔دینی طلباء کو رسول کریم ﷺ کے مہمان قرار دیتے،ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے،سہولیات مہیا کرنے کی جدوجہد کرتے۔جامعہ فاروقیہ رضویہ،لاہور کے سالانہ جلسہ کے لیے علماء و مشائخ کو دعوت دینے کے لیے خود جاتے۔جلسہ کے موقع پر ان کے قیام و طعام کے علاوہ زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی کوشش کرتے۔آپ کو کسی جلسہ یا عرس اور یا کسی دوسری تقریب میں دعوت خطاب دی جاتی تو آپ عوض و معاوضہ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تشریف لے جاتے۔آپ کا ہر خطاب رضائے الٰہی اور مسلمانوں کی اصلاح و تربیت کے حوالہ سے ہوتا تھا،آپ علماء و مشائخ کی موجودگی میں عجز و انکساری کی

Marfat.com

تصویر بنے رہتے۔علماء ومشائخ آپ کی علمی، عملی اور سراپا سنت شخصیت سے متاثر تھے۔طلباء علماء اور مشائخ سے جو وعدہ کرتے وہ پورا کرتے۔جامعہ کے جلسہ کے اشتہار پر علماء ومشائخ کے اسماء گرامی نمایاں اور شایانِ شان لکھتے لیکن اپنے اسم کے ساتھ مفتی یا مولانا نہ لکھتے تھے۔نزلہ زکام یا بخار آنے کی صورت میں طلباء کو دوائی مہیا کرتے ،مناسب غذا عنایت فرماتے اور آرام کرنے کا حکم دیتے۔بخار آنے پر راقم کو آپ رخصت عنایت فرماتے اور کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیتے لیکن ناچیز کمرے میں جا کر بھی مطالعہ کتب میں مصروف ہو جاتا۔آپ کمرے میں تشریف لا کر حالت مطالعہ کتب میں مشغول پاتے تو بہت خوش ہوتے اور ارشاد فرماتے کہ" جو طلباء ہر حالت میں مطالعہ کتب کو اپنا معمول بناتے ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوتے۔" کاش عصر حاضر کے طلباء بھی اپنی عمر عزیز کی قدر کرتے ہوئے ذوق مطالعہ پیدا کریں،تدریس کو نشانِ منزل قرار دیں اور تبلیغ واصلاح قوم کو مقصد حیات قرار دیں۔

خدمت لوح وقلم:

درس وتدریس اور فتویٰ نویسی کی طرح تصنیف وتالیف بھی خدمت دین کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔مصروفیات کے باوجود حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی گراں قدر اور قابل تقلید خدمات انجام دیں۔طبیب حاذق مرض کے مطابق علاج تجویز کرتا ہے۔عالم ربانی بھی معاشرے کے قابل اصلاح مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے میدان تصنیف میں اُترتا ہے۔حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو اہم مسائل پر دو کتابیں تالیف فرمائیں۔(ا)" کیا نمازی کے پاس با آواز ذکر جائز ہے؟" اس کتاب میں تفسیر،احادیث اور فقہ اسلامی بالخصوص فتاویٰ رضویہ کے دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ نمازی کے پاس با آواز ذکر درود شریف اور تلاوت

Marfat.com

قرآن منع ہے، کیونکہ ایسی صورت میں نمازی کی نماز میں خلل آئے گا۔آپ کی اس کتاب کے مطالعہ سے ہزاروں لوگوں کو نماز میں خشوع وخضوع کی دولت میسر آئی اور آتی رہے گی۔ قلیل عرصہ میں اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔(۲)''درود ابراہیمی کی افضلیت'' یہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری قابل قدر تالیف ہے۔جس میں احادیث مبارکہ ،فقہ اسلامی اور فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں ''درود ابراہیمی'' کو تمام درودوں سے افضل واعلیٰ ثابت کیا ہے، اسی وجہ سے نماز میں پڑھنے کے لیے اسکا انتخاب کیا گیا ہے۔ آپ کی یہ دونوں تصانیف باعمل علماء بالخصوص محققین کے لیے بیش بہا تحفہ ہیں۔

بدعات ورسومات کے خلاف جہاد:

آج انسان گود سے لے کر گور تک بدعات ورسومات کا شکار ہے،جس وجہ سے اس کی اصلاح ازبس ضروری ہے۔بدعت سیئہ کی مذمت وممانعت میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔تھوڑی سی غفلت کی بنا پر انسان حرام کا مرتکب ہو کر حدودِ الٰہیہ کو تجاوز کر سکتا ہے۔ فقہاء،صالحین اور اسلاف نے اس کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔اس باب میں ان کی تحریری اور تحقیقی خدمات قابل ستائش وتقلید ہیں۔حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاحیات بدعات ومنکرات کے خلاف تحریری وتقریری طور پر علم جہاد بلند کیے رکھا۔البتہ علوم اسلامیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ قرآن،سنت اور تعلیمات اسلاف کی ترویج واشاعت کا خوب درس دیا۔اس بارے میں مزید معلومات کے لیے آپ کی علمی،ادبی اور تحقیقی تصانیف کا مطالعہ مفید رہے گا۔

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی سے عقیدت:

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تجدید واحیاء دین کی خدمات کو علماء ربانی نے خراج تحسین پیش کر کے اظہار عقیدت کیا۔حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کو امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہایت درجہ کی محبت تھی۔آپ نے تعلیمی ادارے کی تاسیس فرمائی تو ان کی نسبت سے ''رضویہ'' کالفظ تجویز فرمایا۔آپ، امام اہلسنّت کی تصانیف مبارکہ بالخصوص ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' اور ''فتاویٰ رضویہ'' کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے تھے۔

علاوہ ازیں آپ لوگوں کو امام اہلسنّت کی تعلیمات وفتاویٰ مبارکہ کا درس دیتے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے۔اپنے خطاب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار پڑھ کر، نعتیں سن کر اور تصانیف مبارکہ کے حوالہ جات پیش کر کے اظہار محبت کرتے تھے۔

سیاسی و قومی خدمات:

اکابر اہل سنت کی جدوجہد سے نظریہ نفاذ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔اس کے حصول کے لیے قائدین اور عوام کو جہد مسلسل کرنا پڑی اور بے شمار قربانیاں دینا پڑیں۔تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں میں صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۹۴۸ء) سفیر اسلام حضرت علامہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی (متوفی ۱۹۵۴ء) امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (متوفی ۱۹۵۱ء) حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب شرقپوری (متوفی ۱۹۵۷ء) قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی (متوفی ۲۰۰۳ء) اور مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خاں نیازی (متوفی ۲۰۰۱ء) وغیرہ اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔

نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے اپنے اکابر کی تقلید میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سیاست میں دلچسپی لیتے تھے۔آپ نے ہمیشہ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے گفتگو کی کیونکہ جمعیت علماء پاکستان کا منشور دو نکات پر مشتمل ہے (۱) مقامِ مصطفیٰ ﷺ

Marfat.com

کا تحفظ اور نظامِ مصطفےٰ ﷺ کا مکمل نفاذ۔ ایک دفعہ راقم نے آپ سے دریافت کیا ''حضرت! آپ کب سے جمعیت علماء پاکستان میں ہیں اور قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۰۰۳ء) سے مخلصانہ تعلقات قائم ہوئے؟ جواب میں فرمایا ''قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جونہی جمعیت کے پلیٹ فارم سے سیاسی منظر میں متعارف ہوئے، اسی وقت (۱۹۷۰ء) سے ہمارے اُن سے تعلقات قائم ہوئے۔ جمعیت علماء پاکستان کے قائد ہونے کی حیثیت سے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ''لبیک'' کہا۔ آپ کا خیال تھا کہ قائد اہل سنت کی قیادت کا تقاضا ہے کہ ان کے ہر اعلان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دلانے کے لیے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے وطن عزیز کی تمام مذہبی جماعتوں پر مشتمل ''مجلس عمل ختم نبوت'' کا اتحاد وجود میں آیا۔ جس نے حصول مقصد کے لیے تحریک چلائی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علاقہ میں دفتر کھولا، جلسے کیے اور جلوس نکالے۔ اس موقع پر آپ نے جامعہ میں جلسہ منعقد کیا جس سے مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ احمد علی قصوری اور علامہ قاری غلام رسول نعیمی نے خطاب کیا۔

۱۹۷۷ء میں پاکستان کی نو (۹) مذہبی و سیاسی جماعتوں پر مشتمل ''پاکستان قومی اتحاد'' کے نام سے حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جدوجہد سے اتحاد وجود میں آیا۔ ''پاکستان قومی اتحاد'' کی طرف سے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا اور ''تحریک نظامِ مصطفےٰ ﷺ'' کا آغاز کیا گیا۔ یہ تحریک اس قدر منظم و فعال تھی کہ حکومت کو اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک

Marfat.com

میں بھی حصہ لیا اور کردار ادا کیا۔ آپ کی کوشش سے تحریک کا پہلا احتجاجی جلسہ مدرسہ کے پاس خالی پلاٹ میں منعقد ہوا جس سے چوہدری رفیق احمد باجوہ، علامہ احمد علی قصوری اور پیر محمد اشرف نے خطاب کیا۔

۱۹۷۸ء میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعلان کے مطابق "سُنّی کانفرنس" ملتان منعقد ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے خوب محنت کی۔ اپنے ادارہ کی طرف سے اشتہار شائع کیے، بسوں کا انتظام کیا اور کانفرنس میں شمولیت کے لیے عوام کو دعوت دی۔ قائد اہل سنت نے کانفرنس کی آخری نشست سے خصوصی خطاب فرمایا اور شرکاء کو سٹالوں سے رسائل و کتب خریدنے کا حکم دیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلانِ قائد کی تعمیل میں کتب خریدیں۔ ان کتابوں سے دو کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) معاشیات نظام مصطفےٰ ﷺ، مصنف: مفتی غلام سرور قادری (۲) "انتظار سحر" مصنف جناب ظہور الحسن بھوپالی۔

۱۹۷۹ء میں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام "میلا د مصطفےٰ کانفرنس" رائے ونڈ منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے بھی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسب معمول اشتہار شائع کروائے، بسوں کا انتظام کیا اور شمولیت کے لیے خواص و عوام سب کو دعوت دی۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ جمعیت علماء پاکستان کو فعال بنانے اور اس کی قیادت سے وفاداری کا مظاہرہ کیا۔ امام نورانی کا دلی احترام کرتے بغیر وضو یا تیمّم کے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ نہ کرتے تھے۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے "جلسہ دستار فضیلت" کے مواقع پر امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دعوت خطاب دیتے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ اور دوستانہ

Marfat.com

تعلقات تھے جن میں کبھی تعطل نہیں ہوا۔ آپ جمعیت علماء پاکستان شمالی، لاہور کے صدر رہے اور بعدازاں جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بنے۔ آپ امام احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ولی کامل، ان کی قیادت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رسول کریم ﷺ کے دربارِ اقدس میں حضوری والے بزرگ قرار دیتے تھے۔ الغرض حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے وطن عزیز کی قومی وسیاسی خدمت کی۔

جذبۂ خدمت خلق:

رسول کریم ﷺ نے مہمان نوازی، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک، مزدوروں کے ساتھ نرمی اور حقوق العباد کا درس دے کر مسلمانوں میں جذبہ خدمت خلق اجاگر کیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بے پناہ جذبہ خدمت خلق رکھتے تھے۔ آپ طلباء کی مالی اعانت کر کے بھوکوں کو کھانا کھلا کر، لوگوں کے درمیان صلح کروا کر اور ان کی اصلاح کر کے خدمت خلق کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ آپ دینی طلباء کی ضروریات پوری کرتے، ان کے لیے بہتر سے بہتر تدریس کا اہتمام کرتے، اوقات تدریس میں اپنے آپ کو پابند کرتے اور طلباء کو غیر حاضر ہونے سے منع فرماتے۔ ایک دفعہ راقم نے آپ کو مدرسہ کی بند شدہ لائٹرین اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا "حضور! آپ رہنے دیجئے یہ خدمت میں انجام دیتا ہوں۔" تو آپ نے فرمایا "نہیں، یہ خدمت مجھے انجام دینی چاہیے تاکہ دینی طلباء کی حقیری سی خدمت ہو سکے۔

خدام پر احسانات وعنایات:

سیدی مرشدی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے احسانات وعنایات اور نوازشات کی بارش خواص وعوام سب پر ہوتی تھی۔ جب کوئی طالب علم جامعہ میں داخلے

Marfat.com

کے لیے حاضر ہوتا تو آپ بہت خوش ہوتے، اسے مہمان رسول قرار دیتے اور مفید ترین ہدایت سے نوازتے تھے۔ جب راقم داخلہ کے لیے حاضر ہوا تو حسب معمول مسرت کا اظہار فرمایا اور کچھ مفید ہدایات سے نوازا۔ اسی موقع پر سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا ”آپ کا گاؤں ”بھالہ“ ہم نے دیکھا ہوا ہے۔ نیاز علی نامی ایک ذہین وفطین لڑکا جامعہ ”حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ“ شرقپور شریف میں پڑھتا تھا لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر دلبرداشتہ ہو کر اس نے پڑھنا چھوڑ دیا۔ عالم دین بننے کی صلاحیت اس میں موجود تھی۔ اسے لانے کے لیے ہم موضع بھالہ (ضلع قصور) گئے، البتہ نیاز علی کو ”جامعہ حضرت میاں صاحب“ میں لانے میں ہم کامیاب نہ ہو سکے جس کا اب تک افسوس ہے کیونکہ اس کا ذہن طالب علم کا نہیں رہا تھا بلکہ کاروباری بن چکا تھا۔

آپ کا لہجہ محبت سے معمور ہوتا تھا، جس سے یوں محسوس ہوتا گویا مشفق باپ اپنے ہونہار بیٹے کو تعلیم دے رہا ہے۔ دوران تدریس طلباء کی حوصلہ افزائی فرماتے تاکہ ان میں ذوق مطالعہ پیدا ہو۔ صرف کی کچھ کتب پڑھنے اور نحو میر از اوّل تا آخر ایک ہی نشست میں کئی بار زبانی سنانے کے بعد ”شرح مائۃ عامل“ شروع کی۔ راقم نے پہلی نوع سے ازخود ترکیب کرنے کا آغاز کر دیا۔ ایک دن آپ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے مشفقانہ انداز میں فرمایا ”جب سے ہم نے تدریس کا آغاز کیا اس وقت سے لے کر اب تک کسی طالب علم نے آپ جیسی ترکیب ازخود ہمارے سامنے بیان نہیں کی۔“

آپ شیخ شریعت تھے اور شیخ طریقت بھی۔ ۱۹۸۱ء میں ارادت میں داخل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو کچھ سکوت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ”میں بہت کم لوگوں کو بیعت کرتا ہوں کیونکہ مرشد تو باکمال ہوتا ہے جبکہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ البتہ کچھ لوگوں کو اصلاح نفس، تربیت اور تبلیغ کی غرض سے ارادت میں داخل کر لیتا ہوں۔“ بندہ

Marfat.com

نے جب اصرار کیا تو آپ نے اظہار شفقت کرتے ہوئے داخلِ سلسلہ فرمالیا۔

جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں ''موقوف علیہ'' کی کتب کا درس مکمل کرلیا تو آپ کے حکم سے ۱۹۸۱ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا۔ دورہ حدیث کی تکمیل کرتے ہی آپ نے جامعہ فاروقیہ رضویہ میں تدریس کے لیے طلب فرمالیا۔ چنانچہ حسب ارشاد ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۶ء جامعہ کے شعبہ درس نظامی میں تدریسی خدمات انجام دیتا رہا۔ ایک دن حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ازراہِ شفقت فرمایا ''کسی دن دلائل الخیرات شریف لے کر آئیں۔'' تعمیل ارشاد کرتے ہوئے ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء میں ساڑھے تین بجے بعد دوپہر دلائل الخیرات شریف لے کر حاضر خدمت ہوا۔ کمال شفقت سے آپ اپنی نشست سے اُٹھے بندہ کے ساتھ آ کر بیٹھ گئے دلائل الخیرات شریف کی اجازت سے نوازا اور اپنے دست اقدس کے ساتھ قلم سے نشانیاں لگادیں۔ دلائل الخیرات شریف کا روزانہ وظیفہ پڑھنے کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کی تلقین فرمائی:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

بعد نماز عشاء تین تسبیح۔ ۱۱، بار قل شریف (ہر نماز کے بعد)

سوتے وقت: آیۃ الکرسی۔ اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ۔

کھانے کے بعد: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

مسجد سے باھر آتے وقت: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ رَحْمَتِکَ۔

۲۴ رجون ۲۰۰۶ء میں طویل علالت کے بعد نوے (۹۰) سال کی عمر میں والدہ محترمہ کا وصال ہوا، تو بندہ کی دلی خواہش تھی کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نماز جنازہ پڑھائیں۔ اس سلسلے میں بذریعہ فون حضرت صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب

Marfat.com

دامت برکاتہم العالیہ سے رابطہ قائم کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا ''آپ علیل ہیں اور شدید گرمی ہے جس وجہ سے جنازہ کے لیے بروقت پہنچنا مشکل ہے۔'' دوسرے دن بروز اتوار صبح نو بجے (9:00) آپ مع مدرسین وخدام تیسری بار موضع بھالہ (ضلع قصور) میں تشریف لائے۔ آپ نے فاتحہ خوانی کی۔ بندہ کی خواہش کے مطابق والدہ محترمہ کی قبر پر بھی فاتحہ کے لیے تشریف لے گئے۔ جونہی آپ نے فاتحہ کی تو ہلکی پھوار کی شکل میں بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ بارش دراصل آپ کے تصدق سے رحمت کا نزول تھا۔

اس موقع پر حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بذریعہ فون آپ کی مع دیگر احباب تشریف آوری کی اطلاع دے دی تھی۔ طویل سفر کرنے، علیل ہونے، شدید بھوک ہونے اور موسم سخت گرم ہونے کے باوجود آپ نے مع دیگر مہمانوں کے ہرگز کھانا نہ کھایا۔ بلکہ واپسی پر شہر کے ایک ہوٹل میں کھانا کھایا۔ آپ نے مع دیگر مہمانوں کے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۲۱ء) کے فتویٰ (دعوت میت منع ہے) پر عمل کرتے ہوئے کھانا نہیں کھایا تھا۔

حق گوئی و بے باکی:

علماء ربانی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ حق گو اور بے باک ہوتے ہیں۔ بڑی سے بڑی قوت ان کی حق گوئی میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حق گو تھے اور شفاف گوئی کو پسند کرتے تھے۔ کذب بیانی، خلاف واقع بات اور حقائق کے خلاف بات کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے بلکہ برموقع اس کی تردید کر کے اصلاح فرما دیتے تھے۔

عفو و درگزر:

کسی معاملہ میں شدت وگرفت سے کام لینے کی بجائے عفو درگزر کا پہلو اختیار کرنا صالحین کا طریقہ اور نشانی ہے۔ شدت کے صرف نقصانات ہیں جبکہ درگزر کے فوائد ہیں۔

Marfat.com

ماتحت شخص اگر ایک دن میں ستر بار بھی غلطی کا اعادہ کرے تو اس کے ساتھ بھی درگزر کا طریقہ اختیار کرنے کی اسلام نے ہدایت کی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نائب وعاشق رسول ﷺ اور ولی کامل تھے۔ آپ کے ہاں ذاتی مقاصد کے لیے شدت وگرفت کا تصور بھی نہیں تھا۔ آپ کی شفقت کے سائے میں رہنے والے آپ کی نرم مزاجی اور عفو ودرگزر کو خوب جانتے ہیں۔

امانت و دیانت:

ہمارے اسلاف امانت ودیانت میں غفلت سے ہرگز کام نہیں لیتے تھے بلکہ امانت ودیانت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرتے کو دو جیبیں لگا رکھی تھیں۔ ایک جیب میں ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کا فنڈ ہوتا جبکہ دوسری جیب میں عام لنگر کی رقم ہوتی تھی۔ جامعہ کی رقم کو کبھی بھی ذاتی مقاصد کے لیے یا عام لنگر کے لیے استعمال میں نہ لاتے البتہ اگر مدرسے کو ضرورت پڑتی تو ذاتی رقم سے وہ ضرورت پوری کر دیتے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی امانت ودیانت مثالی تھی۔ آپ مدرسہ کی رقم کو ذاتی استعمال میں ہرگز نہ لاتے البتہ مدرسہ کی ضروریات کو ذاتی رقم سے یا قرض حسنہ لے کر ضرور پورا کرتے۔

قیام مدرسہ کے وقت اراکین جامعہ نے حضرت مفتی صاحب کو تجویز پیش کی کہ آنے والے وقت میں ممکن ہے کہ اراکین آپ کے ذہن کے مطابق نہ ہوں اور جامعہ میں رہتے ہوئے کام کرنا دشوار ہو، لہذا ادارہ کی رجسٹری اپنے نام کروا لیجئے۔ آپ نے جواباً فرمایا ''چونکہ یہ پلاٹ جامعہ کے نام وقف ہے اور وقف زمین کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں ہو سکتی، لہذا آنے والے وقت میں اراکین مدرسہ کیسے بھی ہوں میں اپنے نام مدرسہ کی رجسٹری نہیں کرا سکتا۔ طلباء کی اجازت کے بغیر آپ مدرسہ کی چیز کو اپنے استعمال میں نہیں لاتے تھے۔

Marfat.com

زکوٰۃ، صدقات اور عطیات کی رقوم طلباء سے تملیک کرائے بغیر تصرف میں نہ لاتے۔

زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ راقم عرس شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے فراغت کے بعد شرقپور شریف سے لاہور آ رہا تھا۔ دوران سفر بس میں مشہور نعت خواں جناب تاج دین شرقپوری (متوفی ۲۰۰۸ء) سے ملاقات ہوگئی۔ وہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ احباب سے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا "آپ کہاں رہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟" میں نے جواب دیا "جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور میں حضرت مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھتا ہوں۔" انہوں نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "حضرت مفتی صاحب سے شرقپور شریف کے حوالہ سے ہماری پرانی دوستی ہے۔ جب وہ لاہور میں مدرسہ کی بنیاد رکھنے والے تھے، ان دنوں میں بھی ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ قیام مدرسہ کے حوالہ سے بطور مشورہ میں نے ان سے کہا تھا کہ "آپ مدرسہ نہ بنائیں کیونکہ اس کی کامیابی کے لیے چندے کی ضرورت ہوتی ہے اور چندہ صرف چالاک آدمی مروجہ طریقہ کے مطابق ہی جمع کرسکتا ہے جبکہ آپ بالکل سادہ، حق شناس اور حق گو ہیں۔" مفتی صاحب نے تبلیغ واشاعت دین اور اہلسنّت والجماعت کے فروغ کی غرض سے ادارہ قائم کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص نیت، امانت ودیانت اور للّٰہیت کی بنا پر کامیابی عطا فرمائی۔

جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کا پلاٹ خریدنے سے لے کر تعمیر تک اور طلباء کی تعلیم و طعام پر کروڑوں روپے آپ کے دست اقدس سے صرف ہوئے لیکن ایک پیسہ کی بھی بے احتیاطی یا خیانت نہیں ہوئی۔

صبر و استقامت:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم ﷺ کی بارگاہ میں جتنا کسی کا مقام اور قدر و منزلت ہوتی ہے اتنا ہی اس میں صبر و تسلیم اور استقامت کا جوہر کارفرما ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صبر و استقامت کی مضبوط چٹان تھے۔ اپنی ذات کے لیے کسی سے ناراض ہوتے اور نہ غصہ میں آتے، البتہ دین اسلام کے معاملے میں کسی کو برداشت نہ کرتے اور اسلاف کی تعلیمات کے خلاف بھی کسی کی بات نہ سنتے۔ جسم مبارک کے نحیف و کمزور ہونے کا سبب ایک مستقل مرض تھا جس کا حملہ وقفے وقفے سے ہوتا رہتا تھا۔ مرض شدید کے باوجود زبان پر "ہائے" یا "اُف" وغیرہ بے صبری کے الفاظ کبھی نہیں سنے گئے۔ صحت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو آپ کا ایک ہی جواب ہوتا تھا "الحمدللہ! اب قدرے آرام ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمادے گا۔" زندگی کے آخری ایام میں مرض کا شدید حملہ ہوا تو آپ کو شالیمار ہسپتال میں داخل کروادیا گیا، بعض اوقات ڈاکٹر علاج سے مایوس ہوجاتے اور گھر منتقل کرنے کا مشورہ دیتے لیکن آپ مایوس ہوتے اور نہ ہی بے صبری کے الفاظ زبان پر لاتے۔ ان پریشان کن دنوں میں صحت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو استقامت سے آپ کا جواب ہوتا "آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے کیونکہ مرض و صحت اور موت و حیات اسی کے ہاتھ میں ہے۔"

مکشوفات و کرامات:

ولی اللہ سے ظہور کرامت ضروری نہیں ہے البتہ اگر کرامت ظاہر ہوجائے تو متعلقہ شخصیت سے لوگوں کے حسن اعتقاد اور محبت کا باعث بن جاتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی چند کرامات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی کرامت علم دین کا

Marfat.com

حصول اور اس پر عمل کرنا ہے۔ جن لوگوں نے آپ کو قریب سے دیکھا ہے وہ اس حقیقت سے خوب آگاہ ہیں کہ آپ عالم ربانی، عاشق رسول کریم ﷺ اور سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا تھے۔ آپ کا کوئی عمل خلاف سنت نہ ہوتا بلکہ آئینہ سنت ہوتا جو سب سے بڑی کرامت ہے۔

(۲) یہ ۱۹۷۶ء کا واقعہ ہے کہ راقم جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں نور الایضاح، ہدایۃ النحو، شرح مائۃ عامل اور مجموعہ منطق پڑھ چکا تھا۔ برادر اکبر مولانا محمد امین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ موضع برکت پورہ (نزد علی رضا آباد، رائے ونڈ روڈ، لاہور) میں امامت کی خدمت انجام دیتے تھے۔ انہوں نے والدہ محترمہ کی معیت میں حج کی ادائیگی کا پروگرام بنایا۔ وہ جامعہ میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آئے تا کہ ان کی حج سے واپسی تک موضع برکت پورہ میں نمازیں پڑھانے کے لیے میری رخصت حاصل کریں، اجازت پر وہ حج پر روانہ ہو گئے جبکہ میں موضع برکت پورہ میں امامت کی خدمت انجام دینے لگا۔ تعلیم کا سلسلہ معطل ہونے کے سبب پریشانی لاحق ہو گئی جس کے باعث عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ پہاڑ کی طرح ثقیل و مایوس کن ثابت ہو رہا تھا۔ اسی دوران حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کا شرف حاصل ہوا، تو آپ نے بندہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''آپ پریشان نہ ہوا کریں، عالم دین بنیں گے اور دین کی خدمت کریں گے!'' مولانا صاحب کی حج سے واپسی پر بندہ فوراً مدرسہ میں حاضر ہو گیا اور سلسلہ تعلیم بحال ہو گیا۔ آپ کی نظر فیضان سے درس نظامی کی تکمیل کی، دستار فضیلت حاصل کی اور جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں پانچ سال تک (۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۶ء) شعبہ درس نظامی میں تدریسی خدمات انجام دیتا رہا۔ یہ آپ کی عظیم الشان کرامت و تصرف ہے۔

(۳) ۱۴ نومبر ۲۰۰۷ء کی شب کا واقعہ ہے کہ رات کا آخری حصہ یعنی اذان فجر

Marfat.com

سے چند منٹ قبل خواب میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ''آپ جامعہ کی لائبریری کے دروازہ پر خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔ جونہی آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ مشفقانہ انداز سے ملے اور بغلگیر ہوئے۔ پھر دفتر میں تشریف فرما ہوئے اور میں بھی پاس بیٹھ گیا۔ گفتگو کرتے ہوئے آپ حسب معمول صف پر لیٹ گئے، تو بندہ بطور خدمت مٹھیاں بھرنے لگا۔ آپ نے اہل و عیال کی عافیت دریافت کی اور ساتھ ہی محمد احمد نورانی (راقم کے بڑے بیٹے کا نام ہے، جس کا بظاہر تعارف بھی نہ تھا) کا نام لے کر فرمایا ''کیا محمد احمد نورانی ازخود لکھ لیتا ہے؟'' عرض کیا گیا: ''حضور! اچھے طریقے سے نہیں لکھ پاتا۔'' فرمایا ''مولانا صاحب! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آئندہ سال سے وہ ازخود خوشخطی سے لکھنا شروع کر دے گا۔'' آپ کے ارشاد کے مطابق بفضل تعالیٰ چند ماہ بعد محمد احمد نورانی کی لکھائی ازخود بہتر سے بہتر ہونا شروع ہوگئی، حتیٰ کہ اب خوشخطی سے لکھتا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(۴) اولیاء کرام، خدام کو نیکی کی تلقین وترغیب دے کر ان کے لیے نشانِ منزل متعین کر دیتے ہیں۔ راقم کے ماموں زاد بھائی جناب حاجی رؤف احمد (بھالہ، ضلع قصور) کا بیان ہے کہ یہ ۲۰۰۳ء کا واقعہ ہے کہ وہ رات کو سوئے ہوئے تھے کہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ لاہور اسٹیشن پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں جبکہ وہ بھی پاس موجود ہیں۔ آپ نے حاجی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''بیلیا! آپ ہمارے مدرسہ (جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور) میں پانچ سو روپے جمع کرائیں اور پکی رسید حاصل کریں۔'' بیدار ہوئے خواب کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ وہ پہلی ہی فرصت

Marfat.com

میں جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور میں پہنچے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنا خواب بیان کیا اور ساتھ ہی پانچ سو روپے مدرسہ کے لیے پیش کر دیے اور پکی رسید وصول کر لی، خواب سن کر آپ خاموش رہے لیکن پاس موجود ایک خادم رو پڑا۔

جناب حاجی صاحب کو اولیاء کرام سے بالخصوص آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے گہری عقیدت و محبت ہے۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور بھی درحقیقت فیضانِ شیر ربانی و ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کا تسلسل ہے۔

(۵) آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف ہمارا روحانی مرکز اور خاندانی پیر خانہ ہے۔ سن شعور کو پہنچنے سے لے کر تا حال چند دنوں، یا چند ہفتوں اور یا چند مہینوں کے بعد آستانہ عالیہ پر حاضری و فاتحہ خوانی کرنا معمولات میں شامل ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت کے بعد حاضری کا باقاعدگی سے سلسلہ قائم ہو گیا۔ بیعت کے بعد عموماً یہی ہوا کہ شرقپور شریف میں حاضری کے لیے روانہ ہوا، راستہ میں خیال ہوا کہ حاضری کے موقع پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو جائے گی، تو وہاں ملاقات ہو جاتی۔ جبکہ آپ نے حاضری کے لیے تاریخ و دن مقرر کیا ہوتا نہ وقت۔ یہ آپ کا تصرف و کرامت ہے۔

معمولاتِ شبانہ روز:

انسان اس وقت ضیاع وقت سے نہیں بچ سکتا جب تک اپنے معمولات کے لیے اوقات کا تعین نہیں کر لیتا۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے شبانہ روز معمولات کچھ یوں تھے:

رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوتے نماز تہجد ادا کرتے پھر درود خضری اور دیگر وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ والدین تہجد گزار تھے اس لیے آپ نے تہجد گزاری کا

Marfat.com

سلسلہ اوائل عمر میں ہی شروع کر دیا تھا جو تا حیات جاری رہا۔صبح صادق کا وقت ہونے پر تلاوت قرآن میں مصرف ہو جاتے۔نماز باجماعت ادا کرتے۔بعدازاں دلائل الخیرات شریف وغیرہ پڑھتے۔پھر مطالعہ کتب میں مصروف ہو جاتے۔ناشتہ کر کے تدریس علوم اسلامیہ میں مصروف ہو جاتے۔تدریس کا سلسلہ تقریباً بارہ بجے تک جاری رہتا۔بارہ بجے کے بعد کھانا تناول کرتے،پھر قیلولہ کرتے۔نماز ظہر کا وقت ہونے پر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے۔نماز سے فارغ ہو کر مطالعہ کتب میں مشغول ہو جاتے۔نماز عصر کا وقت ہونے پر نماز عصر باجماعت ادا کرتے۔نماز عصر کی فراغت پر مختصر وقت کے لیے وظائف میں مصروف ہو جاتے اور پھر آئے ہوئے زائرین کے پاس بیٹھتے،بعض اوقات تبلیغ دین کے سلسلہ میں مختلف احباب کے پاس چلے جاتے اور کسی قسم کی عار محسوس نہ فرماتے۔نماز مغرب کا وقت ہونے پر نماز باجماعت ادا فرماتے۔نماز مغرب کے بعد طلباء اور مہمانوں سے ملاقات کرتے پھر کھانا تناول کرتے۔نماز عشاء کا وقت ہونے پر باجماعت نماز ادا کرتے۔نماز عشاء کے بعد رات گئے تک مطالعہ کتب میں مصروف ہو جاتے۔مطالعہ کتب کے بعد محو استراحت ہو جاتے۔آپ نے سنت رسول ﷺ کے مطابق سادگی سے زندگی گزاری۔آپ کا لباس اور خوراک سادہ تھی بلکہ ہر معاملے میں سادگی کو اختیار فرمایا۔

معزز قارئین!حضور مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال و آثار،سیرت و کردار اور قابل تقلید تعلیمات و خدمات پر مفصل کتاب لکھنے کا خیال تھا لیکن اب اسی مختصر مضمون پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ تذکرہ ''نورِ چراغ'' میں پڑھنے کے لیے آپ کو بہت کچھ مل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ برادرم جناب انجینئر بابر سعید سہول صاحب زید مجدہٗ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے شبانہ روز محنت شاقہ سے حضور مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال و

Marfat.com

آثار کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے اور مختصر وقت میں تذکرہ ''نورِ چراغ'' کے نام سے کتاب مرتب کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ادارہ علم وادب

مکان نمبر E-35/K، گلی نمبر 1،

شاہین کالونی، والٹن روڈ، لاہور کینٹ

Cell # 0300-4455710

Marfat.com

مسلک حنفی (اہلسنّت والجماعت)

اس سے بیشتر کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ ودیگر اولیائے کرام کے حالات و واقعات بیان کیئے جائیں، راقم نے یہ ضروری سمجھا کہ پہلے ہمیں اپنے مسلک کے متعلق روزمرہ کے ضروری مسائل وعقائد کے بارے کچھ نہ کچھ آگاہی ضرور ہونی چاہیے جو استاد صاحب علیہ الرحمہ اکثر وبیشتر بیان فرمایا کرتے تھے اور ان پر عمل پیرا بھی تھے۔ لہذا چند ضروری مسائل بحوالہ ''فتاویٰ رضویہ'' اور ''بہار شریعت'' بیان کیے جاتے ہیں تا کہ ہم سب لوگوں کو اپنے مسلک کا پتہ چل سکے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔

❶ قضا ❷ ولایت ❸ زیارت قبور ❹ ایصالِ ثواب ❺ فتاویٰ رضویہ، سے سے چند مسائل واقتباسات:

قضا

ہر بھلائی، برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدور فرمادی ہے۔ جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا، تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی، اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا، وہ اس کے لئے بھلائی لکھتا، تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی ﷺ نے اس امت کا مجوس بتایا ہے۔

''**عقیدۂ قضا**'' تین قسم ہے:

(۱) ''**مبرم حقیقی**'' کہ علم الٰہی میں کسی شے پر متعلق نہیں، اور

(۲) ''**معلق محض**'' کہ صحف ملائکہ میں کسی شے پر، اس کا معلق ہونا

Marfat.com

ظاہر فرما دیا گیا ہے، اور

(۳) ''**معلق شبیہ بہ مبرم**'' کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مبرم حقیقی ہے اس کی تبدیلی ناممکن ہے اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ رحمت محضہ تھے۔ ان کا نام پاک ہی ''ابراہیم'' ہے یعنی ''اب رحیم'' مہربان۔ باپ۔ ان کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے۔ ان کا رب فرماتا ہے:

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ[1]

ترجمہ: ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔

یہ ''قرآن عظیم'' نے ان بے دینوں کا رد فرمایا جو محبوبانِ خدا کو بارگاہِ عزت میں کوئی عزت و وجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دم نہیں مار سکتا حالانکہ ان کا رب عزوجل ان کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ ''ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔''

حدیث میں ہے شب معراج حضور اقدس ﷺ نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ ''یہ کون ہیں؟'' عرض کی ''موسیٰ علیہ السلام۔'' فرمایا: ''کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟'' عرض کی: ''ان کا رب جانتا ہے کہ ان کے

(۱) پارہ ۱۲: ھود ۷۴

Marfat.com

مزاج میں تیزی ہے۔" جب آیہ کریمہ:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى [1]

نازل ہوئی کہ "بے شک عنقریب تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔"

حضور سید المحبوبین ﷺ نے فرمایا:

اِذًا لَّا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِىْ فِى النَّارِ۔

"ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو۔"

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں جن پر رفعت عزت و جاہت ختم ہے صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم۔

مسلمان ماں باپ کا کچا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اس کیلئے حدیث میں فرمایا: کہ "روز قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کیلئے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرضدار سے۔" یہاں تک کہ فرمایا جائے گا:

"یٰاَیُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ۔" "اے کچے بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے، اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔"

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا مگر ایمان والوں کیلئے بہت نافع اور "شیاطین الانس" کی خباثت کا دافع تھا۔ کہنا یہ ہے کہ قوم لوط پر عذاب قضائے "مبرم حقیقی" تھا۔ خلیل اللہ علیہ السلام اس میں جھگڑے، تو انہیں ارشاد ہوا:

"یٰاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ" [2]

ترجمہ: اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑ، بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے

(۱) پارہ ۳۰، الضحیٰ ۵ (۲) پارہ ۱۲: ھود ۷۶

Marfat.com

شک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔

اور وہ جو ظاہر "قضائے معلق" ہے اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے۔ اِن کی دُعا سے، ان کی ہمت سے، ٹل جاتی ہے۔

اور وہ جو متوسط حالت میں ہے جسے صحف ملائکہ کے اعتبار سے "مبرم" بھی کہہ سکتے ہیں اس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں "میں قضائے مبرم کو رد کرتا ہوں" اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

إِنَّ الدُّعَآءَ يَرُدُّ الْقَضَآءَ بَعْدَمَا اُبْرِمَ۔

ترجمہ: "بے شک دُعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔"

مسئلہ ا:

قضاء وقدر کے مسائل عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سبب ہلاکت ہے۔ صدیق وفاروق رضوان اللہ علیہم اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ ماوشما کس گنتی میں۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت نہیں پیدا فرمایا، بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام، چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے، اسی قسم کے سامان ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اس پر مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔

مسئلہ ۲:

بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ "جو اچھا کام کرے، اسے "منجانب اللہ" کہے اور جو برائی سرزد ہو

Marfat.com

اس کو "شامت نفس" تصور کرے۔"

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ جہت ومکان وزمان وحرکت وسکون وشکل وصورت وجمیع حوادث سے پاک ہے۔

عقیدہ:

دُنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی ﷺ کیلئے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کیلئے ممکن بلکہ واقع رہا قلبی دیدار یا خواب میں۔ یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کیلئے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔

عقیدہ:

اس کا دیدار بلا کیف ہے یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ "کیسے دیکھیں گے؟" جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے، نزدیک یا دور وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے اوپر یا نیچے رہے دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے۔ اس کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہوگا۔ پھر رہا یہ کہ "کیونکر ہوگا؟" یہی تو کہا جاتا ہے کہ "کیونکر" کو یہاں دخل نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اس وقت بتا دیں گے۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اس تک عقل کی رسائی نہیں اور وقتِ دیدار نگاہ اس کا احاطہ کرے یہ "محال" ہے۔

عقیدہ:

وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے، کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ اس کو نہ اُونگھ آئے نہ نیند۔ تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا، نہ تھکے، نہ اُکتائے، تمام عالم کا پالنے والا، ماں باپ سے زیادہ مہربان، حلم والا، اسی کی رحمت ٹوٹے

Marfat.com

ہوئے دلوں کا سہارا، اسی کیلئے بڑائی اور عظمت ہے۔ ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا، گناہوں کا بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، قہر وغضب فرمانے والا۔ اس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کردے اور وسیع کو سمیٹ دے۔ جس کو چاہے بلند کر دے اور جس کو چاہے پست، ذلیل کو عزت دے دے اور عزت والے کو ذلیل کر دے۔ جس کو چاہے راہِ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کر دے۔ جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کر دے۔ جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے۔ ظلم سے پاک وصاف ہے۔ نہایت بلند وبالا ہے۔ وہ سب کو محیط ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ نفع وضرر اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ مظلوم کی فریاد کو پہنچتا اور ظالم سے بدلہ لیتا ہے۔ اسکی مشیت اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے اور برے سے ناراض۔ اسکی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا، جو طاقت سے باہر ہے۔ اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اس کے ساتھ وہ کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو اس پر کچھ واجب نہیں۔ مالک علی الاطلاق ہے، جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے۔ ہاں اس نے اپنے قلم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ ''مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفار کو جہنم میں۔'' اور اس کے وعدہ وعید بدلتے نہیں۔ اس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرمادے گا۔

عقیدہ:

اس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کیلئے غرض نہیں کہ ''غرض'' اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے۔ نہ اس کے فعل کیلئے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے اور نہ اس کے افعال علت وسبب

Marfat.com

کے محتاج۔اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالم اسباب میں ''مسببات'' کو اسباب سے ربط فرما دیا ہے۔آنکھ دیکھتی ہے،کان سنتا ہے،آگ جلاتی ہے،پانی پیاس بجھاتا ہے،وہ چاہے تو آنکھ سنے،کان دیکھے،پانی جلائے،آگ پیاس بجھائے،نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے،کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے کس قہر کی آگ تھی، جس میں ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے ڈالا۔کوئی پاس نہ جاسکتا تھا۔گوپھن (منجنیق) میں رکھ کر پھینکا۔جب آگ کے مقابل پہنچے،جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حاضر ہوئے اور عرض کی ''ابراہیم! کچھ حاجت ہے؟'' فرمایا: ''ہے مگر نہ تم سے۔'' عرض کی: ''پھر اسی سے کہئے جس سے حاجت ہے'' فرمایا ''عِلْمُهٗ بِحَالِیْ کَفَانِیْ عَنْ سُؤَالِیْ۔'' ترجمہ: اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت است'' (وہ میرے سوال کرنے سے بہتر میرے حال کو جانتا ہے) ارشاد ہوا:

یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ [1]

ترجمہ: ''اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا ابراہیم پر۔''

اس ارشاد کو سن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہوگئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو،اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ ''وَسَلٰمًا'' کا لفظ نہ فرمادیا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔[2]

---

(۱) قرآن حکیم: پ ۱۷، الانبیاء ۶۹

(۲) بہار شریعت، حصہ اوّل، ص ۲۱ (تخریج شدہ)

Marfat.com

ولایت

''ولایت'' ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ ۱:

ولایت وہبی شے ہے نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود حاصل کرلے۔ البتہ غالباً ''اعمال حسنہ'' اس عطیہ الٰہی کیلئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداء مل جاتی ہے۔

مسئلہ ۲:

''ولایت'' بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کردیئے ہوں۔

عقیدہ:

تمام اولیائے اوّلین وآخرین سے ''اولیائے محمدیین'' یعنی اس امت کے اولیاء افضل ہیں اور تمام ''اولیاء محمدیین'' میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب، وہی ترتیب افضلیت ہے۔ سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیق اکبر کو۔ ہے، پھر فاروق اعظم پھر ذوالنورین، پھر مولیٰ مرتضیٰ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو۔ ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو، جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

عقیدہ:

''طریقت'' منافی شریعت نہیں۔ وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ''طریقت اور ہے شریعت اور'' محض گمراہی ہے اور اس

Marfat.com

زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو ''شریعت'' سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد ہے۔

مسئلہ:

''احکام شرعیہ'' کی پابندی سے کوئی ''ولی'' کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہوسکتا بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ ''شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے، جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے۔ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اُنہیں فرمایا (صَدَقُوْا لَقَدْ وَصَلُوْا وَلٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ؟ اِلَی النَّارِ) وہ سچ کہتے ہیں۔ ''بیشک پہنچے مگر کہاں؟ جہنم کو۔'' البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہوگئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلم شریعت اُٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا، اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی۔ شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

مسئلہ:

اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں اُن کو ''تصرف'' کا اختیار دیا جاتا ہے۔ سیاہ وسفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہیں اُن کو اختیارات وتصرفات حضور اکرم ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں۔ علوم غیبیہ اُن پر منکشف ہوتے ہیں۔ ان میں بہت کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن'' اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ وعطا سے۔ بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ:

کرامت اولیاء حق ہے۔ اس کا منکر گمراہ ہے۔

مسئلہ:

مردہ زندہ کرنا اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک

Marfat.com

ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام ''خوارق عادات'' اولیاء سے ممکن ہیں۔ سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کیلئے ممانعت ثابت ہوچکی ہے۔ جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دُنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا، اس کو جو اپنے یا کسی ''ولی'' کیلئے دعویٰ کرے ''کافر'' ہے۔

مسئلہ:

اُن سے استمداد و استعانت محبوب ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا اُن کو فاعل مستقل جاننا یہ منکرین کا فریب ہے۔ مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا۔ مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا منکرین کا خاصہ ہے۔

مسئلہ:

اُن کے مزارات پر حاضری مسلمان کیلئے سعادت و باعث برکت ہے۔

مسئلہ:

اُن کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

مسئلہ:

اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم و ادراک وسمع و بصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں[1]۔

حدیث / مسئلہ:

وعن الناس قال قال رسول اللہ ﷺ ان العبداذاوضع فی قبرہ وتولّی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم۔

---

(۱) حوالہ جات کیلئے ''بہارشریعت'' کا پہلا حصہ (تخریج شدہ) ملاحظہ فرمائیں۔ یاد رہے کہ اردو زبان میں مسائل پر مبنی یہ ایک ایسی کتاب ہے، جسے ایک ''انسائیکلوپیڈیا'' (Encyclopedia) کہا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت انس سے مروی ہے فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے واپس ہوتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔[1]

مسئلہ:

انہیں ایصال ثواب نہایت موجب برکات وامر مستحب ہے۔ اسے عرفا براہِ ادب ''نذر ونیاز'' کہتے ہیں۔ یہ ''نذر شرعی'' نہیں جیسے بادشاہ کو ''نذر'' دینا۔ ان میں خصوصاً ''گیارہویں شریف کی فاتحہ'' نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

مسئلہ:

عرس اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی وفاتحہ خوانی ونعت خوانی ووعظ وایصال ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے ''منہیات شرعیہ'' وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزارات طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

تنبیہ:

چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیازمندی اور مشائخ کے ساتھ ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، ان کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاحِ دارین تصور کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانہ حال کے منکرین نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیاء کے یہ منکر ہیں۔ لہذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں ورنہ اگر بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے نباید داد دست

---

[1] مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر، صفحہ ۴۴

Marfat.com

شرائط پیر:

پیری کیلئے چار شرطیں ہیں قبل از بیعت ان کا لحاظ فرض ہے۔

اوّل: سنی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

سوم: فاسق معلن نہ ہو۔

چہارم: اس کا سلسلہ نبی کریم ﷺ تک متصل ہو۔(۱)

☆......☆......☆......☆......☆

(۱) بہار شریعت، حصہ اوّل• تخریج شدہ یعنی بمعہ حوالہ جات) ص ۱۳۲

Marfat.com

زیارت قبور

حدیث (۱):

صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا۔اب تم قبروں کی زیارت کرواور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی۔اب جب تک تمہاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔''

حدیث (۲):

ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہےاور آخرت یاددلاتی ہے۔''

حدیث (۳):

صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ کہیں:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّااِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَاوَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔''

حدیث (۴):

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں قبور کے پاس سے گزرے تو اُدھر کو منہ کرلیااور یہ فرمایا:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَااَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَاوَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔''

Marfat.com

حدیث (۵):

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی۔ حضور ﷺ آخر شب میں بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّااِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَا حِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرلِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرِقَا۔''

حدیث (۶):

بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن نعمان سے مرسلاً روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا'' اس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکو کار لکھا جائے گا۔

حدیث (۷):

خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی شخص ایسے شخص کی قبر پر گزرے جسے دُنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔''

حدیث (۸):

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، فرماتی ہیں کہ ''میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں (یعنی روضۂ اطہر میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اُتار دیتی (یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں ستر پوشی کے لیے ضروری ہیں) اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیاء کی وجہ سے خدا کی قسم! میں وہاں نہیں گئی، مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔''

Marfat.com

مسائل فقهیه:

زیارت قبور جائز و مسنون ہے۔ حضور اقدس ﷺ شہدائے اُحد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور اُن کے لیے دعا کرتے اور یہ فرمایا بھی ہے کہ ”تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔“

مسئلہ:

جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحہ، آیۃ الکرسی ایک بار، اور قل ھو اللہ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ اب قبرستان کو جائے راستہ میں لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو۔ جب قبرستان پہنچے جوتیاں اُتار دے اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کر قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف منہ اور اس کے بعد یہ کہے:

”اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔“

اور ”سورۃ فاتحہ“ و ”آیۃ الکرسی“ و ”سورہ اذا زلزلت“، ”و الھکم التکاثر“ پڑھے، ”سورہ ملک“ اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:

چار دن زیارت کے لیے بہتر ہیں، دوشنبہ (پیر)، پنج شنبہ (جمعرات)، جمعہ کے دن نماز جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنج شنبہ (جمعرات)، کو دن کے

Marfat.com

اوّل وقت میں اور بعض علماء نے فرمایا کہ "پچھلے وقت میں افضل ہے متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے، مثلاً شب برات، شب قدر۔ اسی طرح طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بہتر ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ:

قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ وہ جو درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے وہ جو چاہے کرے اور اگر وہ زمین بنجر تھی، کسی کی ملکیت نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی ملکیت نہیں اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اس کا ہے مگر اسے یہ چاہیے کہ صدقہ کردے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اس کے متعلق اختیار ہے۔ اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کردے، تو کر سکتا ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ:

بزرگانِ دین اولیاء صالحین کے مزار طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر عوام میں پیدا ہو، اُن کا ادب کریں۔ اُن کی برکات حاصل کریں۔(ردالمختار)[1]

ا۔ بہار شریعت، حصہ ۱۶، صفحہ ۶۳۷

Marfat.com

ایصالِ ثواب

مسئلہ:

ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ ''ہدایہ'' اور ''شرح عقائد نسفی'' میں اس کا بیان موجود ہے۔ اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے، کون سا صدقہ افضل ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''پانی۔'' انہوں نے کنواں کھودا اور یہ کہا کہ ''یہ سعد کی ماں کے لیے ہے!۔'' معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔ اب رہیں تخصیصات، مثلاً تیسرے دن، چالیسویں دن۔ یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں۔ یہ محض افتراء ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے۔ پس جب کہ ہم اصل کلیہ بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اس کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

Marfat.com

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے، کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور بچوں[1] اور اہل حاجت کو چنے بتاشے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلاتے ہیں یا اُن کے گھروں پر بھیجتے ہیں، جائز و بہتر ہے۔ پھر ہر پنج شنبہ (جمعرات) کو حسب حیثیت کھانا پکا کر غربا جو دیتے یا کھلاتے ہیں اور پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں۔ پھر چھ مہینے پر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصالِ ثواب کی فروع ہیں، اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کئے جائیں، نمائشی نہ ہوں، نمود مقصود نہ ہو ورنہ نہ "ثواب" ہے نہ "ایصالِ ثواب"۔ بعض لوگ اس موقع پر عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے۔ جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح "شب برات" پر حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی ایصالِ ثواب میں داخل۔ ماہِ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔

ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں۔ وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے۔ یہ ایک لغو حرکت ہے، مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل اور عمل ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح ماہِ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں۔ یہ بھی جائز مگر اس میں عجیب بھی، اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی رکھی

---

(۱) فتاوٰی رضویہ میں ہے کہ اغنیاء کے بچے بھی نہ کھائیں۔ (جلد: 4، قدیمی، ص 227

Marfat.com

ہے۔ یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام ''داستان عجیب'' ہے۔ اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے۔ فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔ ماہِ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (کھیر) پر کوئی مٹھائی، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے۔ ان کو جس طرح ''ایصالِ ثواب'' کرو مندوب ہے۔ بہت سے لوگ پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کی دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے، کسی تاریخ میں ہو عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔ ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ بھی ''ایصالِ ثواب'' میں داخل ہے۔ اصحابِ کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ العزیز کا توشہ بھی جائز ہے اور ''ایصالِ ثواب'' میں داخل ہے۔

مسئلہ:

عرس بزرگانِ دین رحمہما اللہ تعالیٰ جو ہر سال اُن کے وصال کے دن ہوتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب اُن بزرگوں کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے۔ بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں جائز ہیں۔ حضور اقدس ﷺ

Marfat.com

ہر سال کے اوّل آخر میں شہدائے اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔

ہاں یہ ضروری ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے۔ جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ اُن کے ذمہ ہے[1]

☆......☆......☆......☆......☆......☆

(۱) بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۶۳۸

Marfat.com

"دعوت میّت" کا شرعی حکم[1]

۱۔ تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے۔اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہو گا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔" (مفتی امجد علی اعظمی، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵۲)

۲۔ جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔" (ایضاً)

۳۔ دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو، یہ اس وقت ہے کہ اولیاء میت جزع فزع نہ کرتے ہوں ورنہ ان کی تسلی کے لیے دفن سے پیشتر کرے۔ (ایضاً)

۴۔ مستحب ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں، چھوٹے، بڑے، مرد عورت سب کو، مگر عورت کو اس کے محارم ہی تعزیت کریں۔تعزیت میں یہ کہے اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانپے اور تم کو صبر کی توفیق اور مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔" (ایضا ص ۱۵۲)

۵۔ تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں، عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔" (یاد رہے کہ حاملہ ہونے کی صورت میں عورت کی مدت سوگ وضع حمل ہے۔) (ایضاً ص ۱۵۴)

۶۔ ایصال ثواب اور اموات کو ہدیۂ اجر پہنچانا تمام اہلسنّت و جماعت کے اتفاق سے پسندیدہ اور شریعت میں مستحب ہے۔" (امام احمد رضا بریلوی، رسائل رضویہ، حصہ دوم، ص ۱۸۳)

۷۔ میت کے گھر والے تیجہ، دسویں، چالیسویں وغیرہ کے دن رشتہ داروں یا دوست

---

(۱) بشکریہ حضرت مولانا محمد یٰسین قصوری زید مجدہٗ

Marfat.com

واحباب کی دعوت کریں، یہ ناجائز اور بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی کے موقعوں پر۔" (امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم، ج ۴، ص ۲۳۲)

۸۔ میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقراء کو کھلائیں تو بہتر ہے۔ (مفتی امجد علی اعظمی، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵۳)

۹۔ اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں، ہمسائیوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور اصرار کر کے انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے، اس میلے (یعنی آنے والے لوگوں) کے لیے ہرگز نہیں اور اُن کے لیے بھی روز اوّل کا حکم ہے، آگے نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم، ج ۴، ص ۱۴۰)

۱۰۔ یہ (دعوت میت کا) کھانا اگر ریا و تفاخر کی نیت سے ہے تو حرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم، ج ۱۰، ص ۶۸)

۱۱۔ فاتحہ و ایصال ثواب کے لیے کھانے کا پیش نظر ہونا کچھ ضروری نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم، ج ۴، ص ۲۲۵)

۱۲۔ فرمایا (چنوں سے) احتراز زیادہ پسندیدہ ہے اور اسی پر ہمیشہ سے اس فقیر کا عمل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم، ج ۴، ص ۱۳۸)

۱۳۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ: طعام المیت یمیت القلب یعنی میت کا کھانا قلب سیاہ کر دیتا ہے۔ علماء کرام نے اسکے یہ معنی فرمائے ہیں کہ جو لوگ میت کے کھانے کی تمنا اور انتظار میں رہتے ہیں کہ کب کوئی مرے اور اس کا کھانا ملے، اور اس کے نہ ملنے سے ناخوش

Marfat.com

اور ملول ہوتے ہیں۔ان کا قلب سیاہ یعنی دل مردہ ہو جاتا ہے اور عبادت وبندگی، ذکرو اذکار اور نیک کاموں کے لیے شوق انہماک، دلچسپی چستی اُن میں باقی نہیں رہتی۔اس لیے کہ وہ اپنی شکم سیری اور زبان کے ذائقے کی خاطر ملسمانوں کی موت کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت اس کی لذتوں اور ذائقوں میں کھو کر موت وقبر کو بھول جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم، ج ۴، ص ۲۲۳،۲۲۵)

۱۴۔ تلاوت قرآن پاک وذکر الٰہی پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہے، لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔جب یہ فعل حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اموات کو بھیجے گا؟ گناہ پر ثواب کی امید اور زیادہ سخت واشد ہے۔(فتاویٰ رضویہ، طبع ۶ قدیم، ج ۳، ص ۲۱۸)

۱۵۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالقہ (بلند آواز سے رونے اور پیٹنے والی عورت)، حالقہ (مصیبت کے وقت اپنا سر منڈوانے والی عورت) اور شاقہ (مصیبت کے وقت اپنا گریبان چاک کرنے والی عورت) سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ (محمد بن اسماعیل بخاری امام: صحیح بخاری، جلد اول، ص ۱۷۳)

۱۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”پیٹنے والی اور سننے والی دونوں پر لعنت ہے۔(امام ابوداؤد، سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۹۰)

۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”کفر کی دو نشانیاں ہیں: ❶ کسی کے نسب پر طعن کرنا ❷ میت پر پیٹنا۔(امام مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، جلد اول، ص ۵۸)

☆......☆......☆......☆

Marfat.com

فتاویٰ رضویہ سے مسائل و اقتباسات

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوگ جو کہتے ہیں کھانے کے اوپر کلامِ الٰہی یعنی ''الحمد'' اور ''قل ھواللہ'' پڑھنا منع ہے اور پڑھنے سے طعام حرام ہوجاتا ہے لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ کلامِ الٰہیہ سے کھانا کیوں حرام ہوگیا اور کلامِ الٰہی کیا ایسا خراب ہے جس کے پڑھنے سے حلال چیز حرام ہوجائے؟[۱]

جواب:

فاتحہ بیشک جائز ہے۔ وہ مسلمان میت کو نفع پہنچتا ہے اور فرض کے بعد کوئی چیز مولیٰ تعالیٰ کو اس سے زیادہ پسند نہیں کہ مسلمان کو نفع پہنچایا جائے۔ حدیث میں ہے: ''من استطاع منکم ان ینفع أخاہ فلینفع'' دوسری حدیث میں ہے: ''احب الاعمال الی المولیٰ تعالیٰ ادخال السرور فی قلب المسلم۔'' جو لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے سے کھانا حرام ہوجاتا ہے۔ وہ ''کذاب'' ہیں شرع مطہر پر افترا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے ایسے لوگ فلاح نہ پائیں گے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ حدیث شریف میں ہے: اُن پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ ''من افتی بغیر علم لعنۃ ملائکۃ السماء والارض۔'' ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے: ''ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:

اپنے بزرگوں کے نام پر کھانا پکوا کر اس کو آگے رکھ کر، پانی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا جائز یا ناجائز۔ موافق حدیث نیت ''گیارہویں شریف'' کر کے فاتحہ پیران پیر صاحب کی جائز ہے یا نہیں۔ کس کا طریقہ ہے یا سنت ہے؟[۲]

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 230 (۲) فتاویٰ رضویہ، جلد 4، ص 214

Marfat.com

جواب:

اموات مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر ایصال ثواب کیلئے تصدیق کرنا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اور اس پر فاتحہ سے ایصال ثواب دوسرا مستحسن ہے اور دو چیزوں کا جمع کرنا زیادت خیر ہے اور پانی سے بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ بلکہ حدیث میں ہے۔ افضل الصدقة الماء۔ سب سے بہتر صدقہ پانی ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ جہاں پانی نہ ملتا ہو کسی کو پانی پلانا۔ ایک جان کو زندہ کرنے کی مثل ہے اور جہاں پانی ملتا ہو وہاں پلانا غلام کو آزاد کرنے کے مثل ہے۔ او کما قال ﷺ۔ یونہی ''گیارہویں شریف'' جائز ہے اور باعث برکات اور وسیلہ مجربہ قضاء حاجات ہے۔ اور خاص گیارہویں کی تاریخ کی تخصیص، تخصیص عرفی اور مصلحت پر مبنی ہے۔ جبکہ اس سے شرعاً واجب نہ جانے۔ کما بیناہ فی فتاوننا وقد قال ﷺ صوم السبت لالك ولا عليك والله تعالیٰ اعلم۔

جواب مسئلہ ۱۹۵:[1]

فاتحہ دلانا شریعت میں جائز ہے۔ درمختار میں ہے: الاصل ان كل من اتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره وان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الادلة۔ ردالمحتار میں ہے: سواء كانت صلاة او صوما او صدقة او قراءة۔ اور جس طرح مدارس، اور خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان ان کو ''فعل ثواب'' سمجھتے ہیں کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح بنائے یا بنوائے تھے یا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے جس میں قرآن مجید اور کھانے دونوں کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو جس چیز سے اللہ و رسول نے منع نہ

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیم) ص226

Marfat.com

فرمایا۔ دوسرا کہ منع کرے گا۔ اپنے دل سے شریعت گھڑے گا۔ **ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لایفلحون متاع قلیل ولھم عذاب الیم۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔**

جواب مسئلہ ۱۸۴:[1]

.........مساکین کو کھانا کھلانا اور نیک نیت سے خیرات کرنا جس میں نہ محتاج پر احسان رکھا جائے نہ اس کو تکلیف دی جائے۔ پرندوں کیلئے پانی رکھنا، دانہ ڈالنا حتی کہ کتے کو روٹی دینا۔ مسکین کو کپڑا دینا، میلاد شریف پڑھوانا، یہ سب اجر وثواب کی باتیں ہیں۔ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اور وہ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں دوستوں کے تحفے ہدیے سے۔ ملائکہ ان ثوابوں کو زیور کے طباق پر رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے۔ یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے تجھے بھیجا ہے۔ قرآن مجید کے پارے پڑھنے کیلئے مسجد میں رکھنے کا ''صدقہ جاریہ'' ہے۔ جب تک وہ رہیں گے اور پڑھے جائیں گے اس رکھنے والے اور میت کو ثواب پہنچے گا اور کیسا ثواب پہنچے گا ہر حرف پر دس نیکیاں۔ اور صحیح حدیث میں فرمایا: میں نہیں فرماتا ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' الگ حرف ہے، ''لام'' الگ حرف ہے ''میم'' الگ حرف ہے۔ میت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے وہ جب تک تر ہے، رب العزت کی تسبیح کرتا ہے اور میت کا دل بہلتا ہے۔ اگر بتی جلانا، اگر تلاوت قرآن کے وقت ''تعظیم قرآن عظیم'' کیلئے ہو، یا وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں۔ ان کی ترویح کے لیے ہو تو مستحسن ہے۔ ورنہ فضول و تضیع مال۔ میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ قبر مسلم پر جو زیارت کیلئے جاتا ہے میت اسے دیکھتا ہے اور اس کی بات سنتا ہے۔ اگر دنیا میں اُسے پہچانتا تھا، اب بھی پہچانتا ہے کہ میرا فلاں عزیز یا دوست میرے پاس آیا اور اگر نہیں پہچانتا تھا تو اتنا جانتا ہے کہ ایک مسلمان آیا اور ثواب رسانی کرتا ہے۔ جمعہ کو

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص220

Marfat.com

سپرد کرنا کوئی چیز نہیں، نہ غیر جمعہ میں مرنے والے کو اس سے جمعہ مل سکے۔ حمل میں انتقال شہادت ہے۔ صحیح حدیث میں فرمایا: "المراۃ تموت بحمل شھید۔"

مسئلہ ۱۹۳:

کیا حکم ہے علمائے اہلسنّت والجماعت کا اس مسئلہ میں کہ چنوں پر جو سوئم کی فاتحہ کے قبل کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے ان کو کھانے کو بعض شخص مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قلب سیاہ ہو جاتا ہے، آیا یہ صحیح ہے تو ان کو کیا کرنا چاہیے؟ اسی طرح فاتحہ کے کھانے کو جو عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ایک موضع میں ان کے سوئم کے پڑھے ہوئے چنوں کو مسلمان اپنا اپنا حصہ لے کر مشرک چماروں کو دے دیتے ہیں۔ وہاں یہی رواج ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ لہٰذا ان کلمۂ طیبہ کے پڑھے ہوئے چنوں کو مشرک چماروں کو دینا چاہیے یا نہیں؟ کیا یہ گناہ ہے۔؟[1]

جواب:

یہ چیزیں غنی نہ لے، اور وہ جوان کا منتظر رہتا ہے ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے۔ مشرک یا چمار کو اس کا دینا گناہ گناہ۔ فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لیے ہوں تو مسلمان فقیر کو دے۔ یہ حکم عام فاتحہ کا ہے۔ نیاز اولیائے کرام طعام موت نہیں وہ "تبرک" ہے۔ فقیر و غنی سب لیں۔ جبکہ مانی ہوئی "نذر" بطور "نذر شرعی" نہ ہو۔ "شرعی" پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سوئم کے چنوں کا کھانا علاوہ چھوٹوں کے بڑوں کو بھی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔[2]

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 225

(۲) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 227

Marfat.com

جواب:

یہ چنے فقراء ہی کھائیں، غنی کو نہ چاہیے، بچہ یا بڑا۔ غنی بچوں کو ان کے والدین منع کریں۔

مسئلہ ۱۷۹:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کے تیسرے دن مسلمانوں کا جمع ہو کر قرآن مجید و کلمہ طیبہ پڑھنا اور چنوں وغیرہ پر کچھ پڑھ کر تقسیم کرنا جسے سوئم یا تیجا کہتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟[1]

جواب:

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے اور ثواب پہنچنے کا منتظر رہتا ہے تو قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا اچھی بات ہے اور تیسرے دن کی خصوصیت بھی مصالح عرفیہ شرعیہ کی بنا پر ہے۔ اس میں بھی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے: ''صیام السبت لا لك ولا علیك'' اور جو کچھ تقسیم کیا جائے محتاجوں کو دیا جائے کہ یہ بھی ثواب کی بات ہے۔ غنی لوگ اس میں سے نہ لیں۔ باقی جو بیہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس میں شادی کے سے تکلف کرنا عمدہ عمدہ فرش بچھانا، یہ باتیں بے جا ہیں اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم، تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے۔ اسی طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں، نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی برائی پیدا ہوا۔

مسئلہ ۱۸۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ثواب رسانی کی نیت سے قرآن

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 193

Marfat.com

مجید پڑھ کر اس پر اُجرت دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایک قرآن مجید پڑھ کے چالیس درہم سے کم اجرت لینا اور پڑھانے والے کیلئے چالیس درہم سے کم اجرت دینا جائز ہے یا نہیں؟[1]

جواب:

ثواب رسانی کے لئے قرآن عظیم پڑھنے پر اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز اور چالیس درہم اجرت محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۱۲۶:

(۱) مردہ کے ساتھ کھانا لے جانا حلال ہے یا حرام (۲) گلاب قبر میں چھڑکنا جائز ہے یا ناجائز (۳) اور قبر سے چالیس قدم جا کر دعا مانگنا؟[2]

جواب:

(۱) مردہ کی طرف سے تصدق کرنا چاہیے اور ساتھ لے جانا فضول ہے اور علامہ طحطاوی نے اسے بدعت لکھا ہے، وھو تعالٰی اعلم (۲) قبر میں گلاب، وقت دفن چھڑکنے میں حرج نہیں اور اوپر چھڑکنا فضول اور مال کا ضائع کرنا۔ وھو تعالٰی اعلم (۳) دعا مانگنا ہر وقت جائز ہے اور چالیس قدم کی خصوصیت بلا وجہ ہے۔ وھو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۱۲۸: [3]

جواب:

اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا مجمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت یا اور مجالس کرنا اور اس کا ثواب ارواح طیبہ کو پہنچانا جائز ہے۔ جبکہ منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔ عورتوں کو قبور پر ویسے جانا نہ چاہیے نہ کہ مجمع میں بے حجاب اور

---

(1) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 218 (2) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 162

(3) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 216

Marfat.com

تماشے کا میلہ کرنا اور فوٹو وغیرہ بجوانا۔ یہ سب گناہ و ناجائز ہیں۔ جو شخص ایسی باتوں کا مرتکب ہو اسے امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۹:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قبروں کا بوسہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ زیارت قبور کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے؟ [1]

جواب:

قبروں کا بوسہ لینا نہ چاہیے۔ زیارت قبر میت کے مواجہ میں کھڑے ہو کر ہو، اور اس کی پائنتی کی طرف سے جائے کہ اسکی نگاہ کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اسے سر اُٹھا کر دیکھنا پڑے، سلام وایصال ثواب کے لئے اگر دیر کرنا چاہتا ہے تو رو بہ قبر بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے یا ولی کا مزار ہے تو اس سے فیض لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو قبروں پر فاتحہ کو جانا درست ہے یا درست نہیں ہے؟ [2]

جواب:

اصح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۴: [3]

جواب:

عورتوں کو زیارت قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے: "لعن اللہ زائرات القبور" اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ مجاور مردوں کو ہونا چاہیے۔ عورت

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 163 (2) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 165

(3) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 165

Marfat.com

مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے اختلاط کرے۔ یہ سخت برا ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے۔ نہ یوں مردوں کے ساتھ اختلاط کا۔ جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ اسے تنہائی بھی ہوگی۔ اور یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبرستان میں ماں باپ کی زیارت کرنا بعد نماز فجر افضل یا بعد نماز عصر یا مغرب۔ اور بعد مغرب زیارت کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟[1]

جواب:

زیارت ہر وقت جائز ہے مگر شب میں تنہا قبرستان نہ جانا چاہیے اور زیارت کا افضل وقت روز جمعہ بعد نماز صبح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۴۶: [2]

جواب:

(۱) قبر کے پاس تلاوت زبانی یا خواہ دیکھ کر ہر طرح جائز ہے جبکہ لوجہ اللہ ہو اور قبر پر نہ بیٹھے نہ کسی قبر پر پاؤں رکھ کر وہاں پہنچا ہو۔ اور اگر اس کے بغیر وہاں تک نہ جا سکے تو قبر کے نزدیک تلاوت کے لئے جانا حرام ہے۔ بلکہ کنارے ہی سے جہاں تک بغیر کسی قبر کو روندے جا سکتا ہے، تلاوت کرے۔ درمختار میں ہے: یکرہ المشی فی طریق ظن انہ محدث حتی اذا لم یصل الی قبرہ الا بوطی قبر ترکہ لایکرہ الدفن لیلا ولا اجلاس القارئین عند القبر وھو المختار ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (۲) قبر پر سبزی پھول ڈالنا اچھا ہے۔ عالمگیری میں ہے: وضع الورد والریاحین علی القبور حسن ۔ ردالمحتار میں ہے: یوخذ من ذلک رای من انہ مادام رطبا یسبح للہ تعالیٰ

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 164 (۲) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 185

Marfat.com

فیونس المیت وتنزل بذکرہ الرحمۃ)ومن الحدیث تدباوضع ذلک للاتباع وبفاس علیہ مااعتیدفی زماننامن وضع اغصان الآس ونحوہ۔ اگربتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوءادب اور بدفالی ہے۔ عالمگیری میں ہے:ان سقف القبر حق المیت ۔ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب ۱۴:

بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اور اگر مرورِ زمان سے اس کی خاک منتشر ہوگئی ہے اور نئی ڈالی گئی یا منتشر ہو جانے کا احتمال ہو تو اب بھی پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔ بہ علل فی الدر وغیرہ ان لایذھب الاثر فیمتسن ۔اس کے لئے کوئی دن معین نہیں ہوسکتا ہے اور بے حاجت پانی کا ڈالنا ضائع کرنا ہے اور پانی ضائع کرنا جائز نہیں اور عاشورہ کی تخصیص محض بے اصل و بے معنی ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵:

قبر میں جس قدر مٹی نکلی وہ سب اس پر ڈال دینا چاہیے۔ یا صرف بالشت یا سوا بالشت قبر کو اونچا کرنا چاہیے۔ میت کو دفن کرتے ہی آدمیوں کو منتشر ہو جانا چاہیے یا گھر پر آ کر فاتحہ پڑھ کر پھر منتشر ہونا چاہیے جیسا کہ آج کل رواج ہے۔[2]

جواب:

صرف بالشت بھر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بہتر یہ ہے کہ منتشر ہو جائیں۔ پھر میت کے گھر جانے کو لازم نہ سمجھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(1) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 185 (2) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص 14

Marfat.com

مسئلہ ۶۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نمازِ جنازہ میں سلام ہاتھ چھوڑنے کے بعد پھیرنا چاہیے یا قبل ہاتھ چھوڑنے کے، کیا افضل ہے؟(1)

جواب:

ہاتھ باندھنا سنت اس قیام کی ہے۔ جس کے لیے قرار ہو۔ کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار۔ سلام وقت خروج ہے۔ اس وقت ہاتھ باندھنے کی طرف کوئی داعی نہیں تو ظاہر ہے یہی کہ تکبیر چہارم کے بعد ہاتھ چھوڑ دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۴:

اگر عوت مرجائے تو شوہر اسے اور اسکے جنازے کو ہاتھ لگائے یا نہیں (1)

جواب:

جنازے کو محض اجنبی آدمی ہاتھ لگاتے، کندھوں پر اُٹھاتے، قبر تک لے جاتے ہیں۔ شوہر نے کیا قصور کیا ہے؟ یہ مسئلہ جاہلوں میں محض غلط مشہور ہے۔ ہاں شوہر کو اپنی زن مردہ کا بدن چھونا جائز نہیں۔ دیکھنے کی اجازت ہے۔ "کمانص علیه فی التنویر والدر وغیرهما۔" اجنبی کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔ محارم کو پیٹ، پیٹھ، اور ناف سے زانو تک کے سوا چھونے کی بھی اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۵:

زوجہ کا جنازہ شوہر کو چھونا کیسا ہے؟ چھونا چاہیے یا نہیں۔ شوہر کو اپنی زوجہ کا منہ قبر میں رکھنے کے بعد دیکھنا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟(2)

---

(1) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص96

(2) فتاویٰ رضویہ، جلد 4 (قدیمی) ص96

Marfat.com

جواب:

شوہر کو بعد انتقال زوجہ قبر میں خواہ بیرون قبر اس کا منہ یا بدن دیکھنا جائز ہے۔قبر میں اُتارنا جائز ہے اور جنازہ تو محض اجنبی تک اُٹھاتے ہیں۔ہاں بغیر حائل کے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا شوہر کو ناجائز ہوتا ہے۔زوجہ کو جب تک عدت میں رہے شوہر مردہ کا بدن چھونا بلکہ اُسے غسل دینا بھی جائز رہتا ہے۔یہ مسئلہ درمختار میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۱:

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟!

جواب:

بلاشبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاءِ کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے:لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال مال نسأل اللّٰہ حسن مال وعندہ علم بحقیقۃ کل حال۔واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ہر جگہ کے لئے ایک مناسب گفتگو ہے اور ہر گفتگو کے لائق کچھ خاص مرد ہیں۔اور ہر مرد کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش ہے اور ہر گنجائش کے لئے ایک اچھا انجام ہے۔لہذا ہم اللہ تعالیٰ سے اچھا انجام چاہتے ہیں کیونکہ اُسی کے پاس ہر حال کا حقیقی علم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(1) فتاویٰ رضویہ،جلد22،ص381

Marfat.com

مسئلہ ۱۵۷:

ایک پیر مرید کرتا ہے اس طریقہ پر کہ اول نے، ڈھول اور طنبورہ اور مردگن اور سارنگی اور ستار اور ربیلا اور تالی بجانا اور گیت گانا اور ناچنا شروع کرتا ہے تو پھر بے ہوش ہوتا ہے اور گانا اور بجانا ایسی زور سے کرتا ہے کہ ایک میل (1.6KM) سے سنا جاتا ہے اور اُس پیر کے نزدیک جب سب مرید آتے ہیں اوّل سجدہ کرتے ہیں یا کہ قدم چومتے ہیں تو اس شرط میں اس ملک کے عالم منع کرتے ہیں اور وہ پیر یہ جواب دیتے ہیں کہ سجدہ کرنا قرآن میں جائز ہے پیر کو۔ سورۂ یوسف کی اُس آیت میں: ورفع ابویه علی العرش وخروا له سجّدا (اور حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو اوپر کر کے تخت پر بٹھایا اور وہ سب اس کے لئے سجدے میں گر گئے۔ت) اور وہ پیر یا کہ وہ مرید امامت کریں تو اُن کے پیچھے اقتدا کرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟[1]

جواب:

مزامیر ناجائز ہیں اور سجدہ غیر خدا کو حرام قطعی ہے اور قرآن عظیم کی طرف اس کے جواز کی نسبت کرنا افترا ہے۔ قرآن عظیم نے اگلی شریعت والوں کا واقعہ ذکر فرمایا ہے اُن کی شریعت میں سجدۂ تحیت ''حلال'' تھا ہماری شریعت نے ''حرام'' فرمادیا تو اب اس سے سند لانا ایسا ہے جیسے کوئی شراب کو حلال بتائے کہ اگلی شریعتوں میں، جہاں تک نشہ نہ دے حلال تھی بلکہ شریعت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا۔ اب اس کی سند لاکر جو ''حلال'' بتائے کافر ہو جائے گا۔ ایسے پیر اور ایسے مریدوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ ہے اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب، اور انہیں امام بنانا ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(1) فتاوٰی رضویہ، جلد 22، ص 407

Marfat.com

مسئلہ ۱۷۳:

نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھ کر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ [1]

جواب:

عالم دین اور سلطانِ اسلام اور علم دین میں اپنا استاذ، اُن کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائے گی اور ''مجالس خیر'' میں بھی کی جائے گی اور تلاوت قرآنِ عظیم میں بھی۔ عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۷۸:

بوسۂ قبر جائز ہے یا نہیں؟ [2]

جواب:

اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے، بکثرت اکابر جواز و منع دونوں طرف ہیں اور عوام کے لئے زیادہ احتیاط منع میں ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیاءِ کرام پر کہ اُن کے اتنا قریب جانا ادب کے خلاف ہے۔ کم از کم چار ہاتھ فاصلے سے کھڑا ہو کما فی العالمگیریة وغیرھا (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے۔ت) تو بوسہ کیسے دے سکتا ہے۔ وھو سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۸۵:

سجدہ کس قسم پر ہے اور کون سا کس لئے خاص ہے اور باقی کیسے ہیں؟ [3]

جواب:

سجدہ دو قسم ہے۔ ''سجدۂ عبادت'' اور ''سجدۂ تحیت''۔ ''سجدۂ عبادت'' غیر خدا کے

---

(1) فتاویٰ رضویہ، جلد 22، ص 415 (2) فتاویٰ رضویہ، جلد 22، ص 419

(3) فتاویٰ رضویہ، جلد 22، ص 423

Marfat.com

لئے کفر ہے اور سجدۂ تحیت غیر خدا کے لئے حرام مگر کفر و شرک نہیں کہ اگلی شریعتوں میں جائز تھا اور کفر و شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۱۹۰:

قرآنِ مجید کو بعد تلاوت ماتھے پر رکھنا بہ نیت تعظیم کیسا ہے؟[1]

جواب:

"مصحف شریف" کو تعظیماً سر اور آنکھوں اور سینے سے لگانا اور بوسہ دینا جائز و مستحب ہے کہ وہ اعظم شعائر سے ہے اور تعظیم شعائر تقوی القلوب سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۲۰۱:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وضو، وظیفہ، تلاوتِ قرآن مجید میں کوئی شخص "سلام علیک" کرے اس کا جواب دے یا نہیں؟[2]

جواب:

وضو میں جواب دے اور وظیفہ و تلاوت میں جواب نہ دینے کا اختیار رکھتا ہے کہ اس حال میں اس پر سلام "مکروہ" ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۱۱۹:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں؟

(۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں خود بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں، اُچھلتی، کودتی ہیں اور اللہ کی آواز مکان سے باہر دُور دُور سنائی دیتی ہے، ان سے بیعت ہونا کیسا ہے؟[3]

---

(1) فتاویٰ رضویہ، جلد22، ص563 (2) فتاویٰ رضویہ، جلد22، ص569

(3) فتاویٰ رضویہ، جلد22، ص250

Marfat.com

جواب:

(۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ صورت محض خلافِ شرع وخلافِ حیا ہے، ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۱:

علمائے دین وفضلائے واثقین ومفتیان شرع دین متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ داڑھی کتنی نیچی رکھنا چاہیے اور ریش مبارک حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نیز باقی اصحابۂ کبار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی کس قدر نیچی تھی؟ جواب سے مع حوالہ کتب بہت جلد معزز فرمایئے۔

جواب:

ایک مشت نیچی رکھنا واجب ہے اور اُس کا تارک فاسق۔ ''فتح القدیر'' و ''درمختار'' میں ہے: ''اما الاخذ منها وهى دون ذلك (اى القبضة) كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه۔'' داڑھی جب مشت بھر سے کم ہو تو اُسے تراشنا اور کترنا جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑہ صفت مرد کرتے ہیں کسی نے اس کو مباح نہیں کہا (ت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ریش مبارک اوائل سینہ تک تھی۔ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک زیادہ تھی۔ ریش تراشی کی مذمت میں ہمارا رسالہ ''لمعة الضحى فى اعفاء اللحى'' شائع ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم یا ص یا ؑ یا صللم وغیرہا رموز لکھنا ممنوع اور سخت بے دولتی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ''پہلا شخص جس نے ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا، درود پورا لکھنا لازم ہے۔'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(1) فتاوٰی رضویہ، جلد 22، ص 691

Marfat.com

حضرت سید خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش:

آپ ۹۷۱ھ (بمطابق 1569ء) میں بخارا میں پیدا ہوئے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی

نام:

خواجہ خاوند محمود بن خواجہ میر سید شریف[1] بن خواجہ ضیاء بن خواجہ میر محمد بن خواجہ تاج الدین حسین بن خواجہ حسین بن خواجہ علاء الدین عطار[2] رحمہما اللہ تعالیٰ۔

وجہ تسمیہ "حضرت ایشاں":

آپ کا اسم گرامی خواجہ خاوند محمود مگر حضرت ایشاں کے پیارے نام سے معروف زمانہ ہوئے۔ حضرت ایشاں یا "آں شاں" آپ کا لقب تھا۔ "آں شاں" فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ہیں "وہ شان" یعنی عوام میں بڑی شان والا، آپ کے مریدین اور عقیدت مند آپ کو احترام سے "حضرت ایشاں" کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ تعظیمی کلمات تھے جو ترکستان میں شیخ، مرشد، اُستاد، پیر، راہنما اور بزرگ (آتا) کے لئے استعمال ہوتے تھے۔

---

(۱) آپ کے والد محترم کا نام میر سید شریف بن خواجہ ضیاء الدین علیہ الرحمہ ہے۔ آپ سن ۱۵۶۳ء/۹۷۱ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت ۹۷۱ھ "خاشع" سے برآمد ہوئی ہے۔ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ نسباً سید تھے۔ ہر مصنف اور مؤرخ نے آپ کو سیّد لکھا ہے اور آپ کے سیّد ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ نیز حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند محمد بن حنفیہ کی اولاد سے تھیں۔ (تذکرہ حضرت ایشاں، ص ۲۲)

(۲) حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء) کے داماد اور خلیفہ اعظم تھے۔ ان کی رحلت کے بعد آپ مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ (تذکرہ حضرت ایشاں، ص ۲۱)

Marfat.com

آپ اپنی آبائی نسبت جو نقشبندی اور عطاری تھی کی وجہ سے معزز اور مقبول تھے نہ کہ وہ بیدیوں کے خلیفہ ہونے کے سبب، اسی وجہ سے سلسلہ نقشبندیہ کے متوسلین اور بادشاہ انہیں غایت احترام سے ''حضرت ایشاں'' کے معزز اور پیارے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کا نام زبان پر نہ لاتے تھے اور عوام میں بھی آپ ''حضرت ایشاں'' کے نام سے معروف تھے۔

تعلیم و تربیت:

اصل وطن بخارا تھا، ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد کے زیر سایہ پائی۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اپنے والد گرامی کے ارشاد کے مطابق بخارا سے مدرسہ سلطانیہ میں داخل ہو کر علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ پھر راہِ سلوک میں قدم رکھا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں حضرت خواجہ محمد اسحاق سفید کی علیہ الرحمہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور خدمت مرشد میں رہ کر تکمیل سلوک کی۔ اور خرقۂ خلافت وحکم ارشاد سے سرفراز ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ بزرگ سید بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ سے بھی نسبت ''اویسیہ'' رکھتے تھے۔ ''اویسی'' اصطلاح تصوف میں اُسے کہتے ہیں جس نے کسی بزرگ کی وفات کے بعد اس کی روح سے فیض پایا ہو ان کے علاوہ حضرت خواجہ حاجی محمد قبادانی سے بھی فیض حاصل کیا۔

اوائل عمری ہی میں آپ اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ، اتباع قرآن و سنت اور رفع بدعت کے باعث مشہور زمانہ ہو گئے تھے۔ ان فضائل پسندیدہ اور اوصافِ حمیدہ نے آپ کو مرجع خلائق بنایا تھا۔ خواص و عام سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ چنانچہ حاکم بخارا عبداللہ خاں اور اس کا بیٹا عبدالمومن حاضر خدمت ہو کر پند و نصائح سے سعادت حاصل کرتے تھے۔ اس فضل و کمال کے ساتھ آپ کو سیر و سیاحت کا بھی شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ اشتیاق بھی

Marfat.com

پورا کر دیا۔ عبداللہ خاں جب حاکم بخارا ہوا تو آپ بہ اشارہ ربانی کابل کی طرف روانہ ہوئے۔

آپ صوفیانہ ذوق کے باعث تیئس (۲۳) سال کی عمر میں (۹۹۴ھ/۱۵۸۵ء) میں پہلے شہر "وخش" میں جو "ختلان" کا مشہور شہر ہے تشریف لائے اور شیخ اللہ بروی علیہ الرحمہ کی مجالس میں بیٹھنا شروع کیا۔ آپ بڑے ذوق وشوق سے محفل ذکر میں شرکت فرماتے تھے۔ اتفاقاً اس محفل میں چند صوفی اور حافظ جو خواجہ کلاں علیہ الرحمہ دہ بیدی کے مرید تھے، بھی شریک ہوئے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ ابواسحاق سفید کی (دہ بیدی) علیہ الرحمہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے "اویسیہ نسبت" رکھتے تھے۔

اولاد امجاد:

آپ کے چھ فرزند ارجمند، خواجہ تاج الدین حسین، خواجہ خاوند احمد، خواجہ محمد خاوند، خواجہ خاوند معین الدین ہادی نقشبندی، خواجہ خاوند قاسم، خواجہ بہاء الدین اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت معین الدین ہادی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب رضوانی" تصنیف فرمائی جس میں اپنے والد گرامی کے مناقب، مقامات، تصرفات تحریر فرمائے ہیں۔

نامور خلفاء:

آپ کے انیس نامور خلفاء ہیں جو بعد تربیت وتکمیل مختلف ممالک میں ہدایتِ خلق اور تبلیغ اسلام کے لئے مامور ہوئے۔ مگر "مراۃ طیبہ" میں حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے گیارہ خلفاء کا ذکر ملتا ہے۔ ان خلفاء کے علاوہ آپ کے مریدوں کی تعداد حد وحساب سے باہر ہے۔ مورخین اور تذکرہ نویسوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آپ عوام کی ہدایت و

Marfat.com

رہنمائی میں یکتائے زمانہ تھے۔

(۱) حضرت احمد علیہ الرحمہ (فرزند حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) خواجہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ (جو حضرت خواجہ حسن عطار علیہ الرحمہ بن علاء الدین عطار علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد سے تھے۔)

(۳) خواجہ خاوند معین الدین علیہ الرحمہ (فرزند حضرت ایشاں علیہ الرحمہ)

(۴) خواجہ سید یحییٰ علیہ الرحمہ (جو حضرت شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمہ اور خواجہ محمد امین علیہ الرحمہ "دہ بیدی" کی اولاد سے تھے۔)

(۵) خواجہ محمد امین وحیدی علیہ الرحمہ (۶) خواجہ عبدالعزیز وحیدی علیہ الرحمہ

(۷) خواجہ ترسون المشہور بہ خواجہ باقی علیہ الرحمہ

(۸) خواجہ شادمان کابلی علیہ الرحمہ

(۹) مرزا ہاشم برادر علیہ الرحمہ (خواجہ دیوانہ بلخی علیہ الرحمہ جو سبحان قلی خاں حاکم بلخ کے مرشد تھے۔)

(۱۰) خواجہ لطیف درخشی علیہ الرحمہ (۱۱) خواجہ بانڈے کشمیری علیہ الرحمہ

(۱۲) مرزا ابراہیم علیہ الرحمہ (برادر میر نعمان علیہ الرحمہ جو حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے خلیفہ اعظم تھے۔)

(۱۳) خواجہ حاجی طوسی علیہ الرحمہ (۱۴) حاجی ضیاء الدین سمرقندی علیہ الرحمہ

(۱۵) خواجہ ابوالحسن سمرقندی علیہ الرحمہ (۱۶) مولانا پائندہ حارثی علیہ الرحمہ

(۱۷) شیخ پیر محمد علیہ الرحمہ (۱۸) شیخ محمد یوسف علیہ الرحمہ

(۱۹) خواجہ بہاؤالدین (فرزند حضرت ایشاں علیہ الرحمہ)

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے ان خلفاء کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسیع تھا۔

Marfat.com

انہوں نے لاکھوں بندگانِ خدا کو راہِ ہدایت اور دور دراز ممالک اسلامیہ میں طریقہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی تعلیمات کو پھیلایا۔ اور تبلیغ اسلام کی گرانقدر خدمات انجام دیں، جن کا فیضان آج تک جاری ہے۔ شمالی کشمیر اور تبت کے علاقوں میں اسماعیلی فرقہ کو بڑا فروغ تھا۔ ان علاقوں کے رہنے والوں کو سُنّی مذہب کا نام سننا بھی گوارا نہ تھا۔ آپ نے ایک وفد خلیفہ ابوالحسن سمرقندی علیہ الرحمہ کی قیادت میں ان علاقوں کی طرف روانہ کیا، جہاں ان کو کامیابی ہوئی اور سلسلہ نقشبندیہ نے فروغ پایا۔

معاصر علماء و مشائخ:

(۱) حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ (المعروف مادھولعل حسین)

(۲) حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت شیخ محمد طاہر المعروف بہ طاہر بندگی قادری، نقشبندی، مجددی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت شیخ محمد میر المشہور میاں پیر بالا میر قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حضرت شاہ بلاول قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

احوال و آثار

سیاحت : آپ نے کچھ عرصہ شہر ''وخش'' میں قیام فرمایا۔ پھر بلخ، سمرقند، ہرات و قندھار سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے، کابل پہنچ کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب وہ تیئس (۲۳) سال کے ہوئے تو ان کے والد بزرگوار نے ''دہوی حصار'' سے انہیں خط لکھا کہ ان کا وقت آخر ہے، اس لئے آخر بار اُن سے مل لیں، حضرت ایشاں علیہ الرحمہ خط پاتے ہی ''دہوی حصار'' کی طرف چل پڑے لیکن ان کے وہاں پہنچنے سے چند روز قبل ان کے والد بزرگوار کا انتقال ہو چکا تھا۔ جس طرح حضرت خواجہ سید علاء الدین عطار علیہ الرحمہ نے اپنے والد محترم کی وفات کے بعد ان کے ترکہ سے کوئی چیز قبول نہ کی اور حالت تجرید میں بخارا کے ایک مدرسہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ اسی طرح آپ نے اپنے والد بزرگوار کے ترکہ میں اپنے لئے کچھ نہ لیا اور اپنا حصہ اپنی ہمشیرگان میں تقسیم کر دیا۔ آپ نے چند روز ''دہوی حصار'' میں قیام کیا۔ پھر شہر ''وخش'' چلے گئے، یہ واقعہ ۹۹۴ھ کا بیان کرتے ہیں۔

کشمیر میں آمد : کشمیر میں آمد کے بعد آپ نے اپنے قیام اور مریدوں کی تربیت کے لئے سری نگر میں ایک مدرسہ اور ایک عالیشان خانقاہ تعمیر کروائی جواب تک موجود ہے۔ اس خانقاہ میں درس و تدریس اور وعظ و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ دور دور سے طالبانِ علم و ہدایت خانقاہ میں حاضر ہو کر دینی و دنیوی فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر واپس جاتے۔ قیامِ کشمیر کے دوران حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے شمالی کشمیر، تبت اور کابل میں اشاعت دین اسلام کی خدمت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اپنے خاص مرید ملا ابوالحسن علیہ الرحمہ کو شمالی کشمیر اور تبت کے علاقوں میں اسلام کی تبلیغ اور سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج کے لئے روانہ کیا۔ ملا ابوالحسن علیہ الرحمہ کے ہمراہ ملا داؤد کشمیری علیہ الرحمہ بھی تھے۔ بخارا، وخش،

Marfat.com

کابل اور شمال کشمیر اور تبت میں اصلاحی تحریکات کے باعث آپ کو مقامی حکام سے اکثر مقابلہ کرنا پڑتا اور یہ مقابلہ آپ کی نقل مکانی کا ہمیشہ سبب بنتا رہا۔

شمالی کشمیر اور تبت کے لوگ طریقہ اہلسنّت والجماعت سے ناواقف تھے۔ ملا ابوالحسن علیہ الرحمہ نے ابدال نامی ایک شخص کو جو شیر خاں کا لڑکا تھا اپنا مرید کر کے مؤذن مقرر کیا، اور تبلیغی کاموں میں مشغول ہو گئے، آپ کی سعی و کشش سے وہاں نماز باجماعت ہونے لگی، اور جمعۃ المبارک کے خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے گرامی پڑھے جانے لگے۔ کسی کو منع کرنے کی طاقت نہ تھی۔ یہاں تک کہ دو مؤذن اور ایک امام مقرر کیے گئے۔ طریقہ اہل سنت والجماعت کو فروغ حاصل ہوا۔ اور عوام سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہو گئے۔

زمانۂ حضرت ایشاں علیہالرحمہ :حضرت ایشاں علیہ الرحمہ اکبر کے عہد آخر میں وارد ہندوستان ہوئے، ویسے کہنے کو تو اس وقت بے شمار علماء اور صوفیاء تھے، مگر ان میں اکثریت ایسے اصحاب کی تھی۔ جو نہ تو اقتضائے زمانہ جانتے تھے اور نہ اسلام کی صحیح رُوح سے واقف تھے۔ اکبر اپنے سیاسی اغراض و مقاصد اور استحکام سلطنت کے لئے ایسا ماحول پیدا کر دینا چاہتا تھا کہ کفر و اسلام کا امتیاز مٹا کر اپنی حکومت کی بنیادیں مضبوط کرے۔ ہمیشہ ہندومت اور اسلام کو ایک دوسرے میں مدغم کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔ اس مقصد کے لئے شیخ مبارک ناگوری اور ان کے دونوں بیٹے ابوالفضل اور فیضی اور ان کے ہمنوا حکیم الملک الگیلانی۔ میر فتح اللہ شیرازی اور قاضی ابوالمعالی اور دیگر امراء بھی تھے جو ان کے ہاتھ مضبوط بنا رہے تھے اور ''دین اکبری'' کے رواج دینے میں سرگرم تھے۔ اس کے علاوہ مشائخ کی جگہ بادشاہ لوگوں سے خود بیعت لینے لگا۔ بعض مشائخ طریقت میں شجرہ کا رواج تھا، اکبر شجرہ کی جگہ مریدوں کو اپنا عکس (تصویر) دیتا تھا۔ اس عکس کا پاس اور زیر زیارت رکھنا

Marfat.com

بہت رشد وسعادت اور ترقی اقبال کا ذریعہ خیال کیا جاتا تھا، مرید اس عکس کو ایک غلاف میں لپیٹ کر جو جواہر سے مرصع ہوتا تھا۔ عمامہ کے اوپر ڈالے رہتے تھے۔ اکبر بادشاہ نے اسلامی سلام کو بھی برطرف کر دیا تھا۔ سلام کی جگہ معمول تھا کہ جب اکبری مرید آپس میں ملاقات کرتے تھے تو ان میں سے ایک اللہ اکبر کہتا اور دوسرا اس کے جواب میں جل جلالہٗ پکارتا۔ یہ لوگ جس وقت اور جہاں کہیں اکبر کو دیکھتے سر بسجود ہو جاتے۔ رعایا کو سجدہ پر مجبور کیا جاتا تھا۔ اسلام نے مساوات کا جو اصول قائم کیا ہے اس کی رُو سے بادشاہ و رعایا، امیر و غریب، اعلیٰ و ادنیٰ سب ایک درجہ پر ہیں۔ لیکن اکبر کے دربار میں بجز طریقہ عبودیت، کے کوئی شخص عرض معروض نہیں کر سکتا تھا۔

حامی دین امراء کے گروہ میں سے (جنہیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ''جرگہ شانِ دولت اسلام'' کے نام سے یاد کرتے ہیں) شیخ فرید بخاری، خانِ اعظم، مرزا عزیز کوکہ، مرزا عبدالرحیم خانخاں، شہباز کنبوہ اور قلیچ خاں نے نمایاں خدمات اجام دیں، ان حضرات کے بعد مزید کام اللہ تعالیٰ نے حضرت ایشاں علیہ الرحمہ اور ان کے معاصرین کے لئے رکھا ہوا تھا۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی، المتوفی ۱۰۳۴ھ نے اصلاح و تجدید اور تبلیغ اسلام کا آوازہ اسی روز سے بلند کیا جس کی صدائے بازگشت آج تک دُنیائے اسلام کے در و دیوار سے آ رہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے اپنے تبحر علم اور اپنی دور رس نگاہی سے عہد اکبری سے لے کر اپنے عہد تک کے تمام حالات و واقعات کا جائزہ لیا اور دینی نصاب تعلیم قرآن و حدیث کو مقدم قرار دے کر ہر طالب علم کے دل میں بات نقش کر دی کہ جو شخص قرآن و حدیث میں اپنی رائے کو دخل دے وہ کفر کا مرتکب ہے۔ وہ علم علم نہیں جو تقویت دین کا باعث نہ ہو۔ حضرت شیخ محمد میر المعروف بہ میاں میر علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ بلاول قادری علیہ الرحمہ نے فقر غیور، زہد و تقویٰ، عبادت و

Marfat.com

ریاضت اور مستغنی المزاجی کی بہترین مثال پیش کی جس سے سلاطین وقت بھی متاثر ہوئے۔

اُن دنوں لاہور، بیگم پورہ اور مغلپورہ درس وتدریس، ترویج علم اور رُشد وہدایت کا ایک اہم مرکز تھا، انہی بوریہ نشینوں نے اشاعت علم دین کیلئے درس جاری کئے۔ مفت تعلیم دی اور ان درسگاہوں سے پھر بڑے بڑے فلسفی، علامہ، منطقی، فقیہہ، محدث، شاعر اور حریت نواز وحق گو اہل علم پیدا ہوئے جو فخر البلاد بنے اور علم وہنر کی جو مشعلیں روشن کیں ان سے قوم کے بجھے ہوئے چراغ صدیوں تک روشنی حاصل کرتے رہے۔ ان ہی کی ہمت اور کوشش سے لاہور میں بے شمار درسگاہیں قائم ہوئیں اور مدرسہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔

شاہجہان کے زمانہ میں خانقاہ نقشبندی کے نزدیک حضرت خواجہ خاوند محمود علیہ الرحمہ نے ''مدرسہ خواجگان نقشبندیہ'' قائم کیا جس کے سر معلم حق داد بدخشانی علیہ الرحمہ تھے۔ کشمیر کے نامور محدث مفسر اور معلم ملا محمد حاجی علیہ الرحمہ تھے۔ ان کے بزرگ سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کے ہمراہ کشمیر آئے تھے۔ انہوں نے کئی بار حجاز، مقدس کا سفر کیا، مدینہ منورہ میں حاضر ہوتے رہے۔ انہوں نے میر جمال محدث علیہ الرحمہ اور ابن حجر مکی علیہ الرحمہ سے فیض حاصل کیا۔ انہوں نے شمائل ترمذی کی شرح فارسی زبان میں لکھی۔ اس زمانے میں کشمیر کے نومسلم محدث ملا جوہر ناتھ نے بڑا نام پیدا کیا۔ انہوں نے سلطان زین العابدین کے مدرسہ سے علوم عقلیہ کی تکمیل کی پھر عازم حجاز ہوئے۔ وہاں ابن حجر مکی علیہ الرحمہ اور ملا علی قاری علیہ الرحمہ سے حدیث پڑھی۔ وہاں سے واپس آ کر شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب کشمیر پہنچے تو مسند درس بچھائی اور بڑے بڑے شاگرد پیدا کئے۔ وہ اکل حلال کے لئے دوشالہ بُنا کرتے تھے۔ ۱۰۲۶ھ میں وفات پائی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ایک شاگرد خواجہ معین الدین نقشبندی

Marfat.com

علیہ الرحمہ تھے۔ وہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے نامور فرزند تھے۔ انہوں نے علومِ حدیث و تفسیر اور اصول حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے پڑھے اور یہ ہی کشمیر میں پڑھاتے رہے۔ ملا یعقوب صرفی علیہ الرحمہ کا بیٹا ملا کبیر حسن علیہ الرحمہ تھے۔ انہوں نے شمائل ترمذی کو نقل کیا اور ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ جس پر آپ کے حواشی بھی ہیں۔ ڈھاکہ یونیورسٹی میں موجود ہے۔ اس نسخے پر ۱۰۵۵ھ کی تاریخ درج ہے۔

خواجہ اوتر پنڈت کا حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا:

صاحب کتاب مراۃ طیبہ/ مقاماتِ محمودیہ رقم طراز ہیں کہ محلّہ دری بل سرینگر (کشمیر) میں ایک معزز و متمول کشمیری پنڈت خاندان رہتا تھا جو جود و سخاوت میں بے نظیر و بے عدیل تھا۔ اس خاندان کے جد اعلیٰ خواجہ اوتر اور خواجہ خورم پنڈت تھے جنہوں نے حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے روحانی تعلیمات کا سرمایہ حاصل کیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین خواجہ خاوند معین الدین نقشبندی علیہ الرحمہ کی صوفیانہ مجالس میں شریک ہو کر علمی و روحانی فیوض و برکات سے فیض یاب ہوئے۔ اس خاندان کے افراد آج بھی اپنے نام کے آغاز یا آخر میں لفظ ''پنڈت'' لکھتے ہیں۔ ان میں خواجہ عطار پنڈت قابل ذکر بزرگ ہیں۔ آپ بابا داؤد خاکی کشمیری علیہ الرحمہ کے خلفاء سے تھے۔

خواجہ اوتر پنڈت خانقاہ فیض پناہ (خانقاہ نقشبندیہ) کے قرب میں رہتے تھے۔ ان کو حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے بہت عقیدت تھی۔ خواجہ معین الدین نقشبندی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف مراۃ طیبہ/ مقامات محمودیہ میں بیان کرتے ہیں کہ ایک رات خواجہ اوتر پنڈت نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس مقام پر جس جگہ پر ''خانقاہ فیض پناہ'' کی بنیاد رکھی گئی۔ فرمایا کہ ''اس زمین کو خوب پاک اور صاف کرو۔'' چند دنوں کے بعد حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سری نگر (کشمیر) تشریف لائے اور اس جگہ کا انتخاب کیا جس کا نشان

Marfat.com

حضرت رسول مقبول ﷺ نے خواب میں خواجہ اوتر پنڈت کو فرمایا تھا، اس واقعہ سے خواجہ اوتر پنڈت بہت متاثر ہوئے، اور بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے آپ کے مرید ہوئے۔ علمیت اور تصرف میں آپ کا مقام بہت بلند تھا اور یہ جذبہ آپ کو موروثی حاصل تھا۔

آپ نے خطہ کشمیر میں ۱۰۱۶ھ میں ایک خانقاہ اور مسجد تعمیر کروائی، خانقاہ کا نام ''خانقاہ فیض پناہ نقشبندیہ'' رکھا مگر کشمیری عوام میں یہ خانقاہ ''خانقاہ نقشبندیہ'' کے نام اور آپ ہی کی بدولت محلّہ سکندر پورہ کا نام ''بازار خواجگان'' پڑ گیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ مقام ''خواجہ بازار'' کے نام سے پکارا جانے لگا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس خانقاہ اور مسجد کی تعمیر میں (۴۵) پینتالیس ہزار روپیہ لاگت آئی۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے کردار کی بلندی، سیرت کی پاکیزگی، علم و عرفان کی دولت، عشق خداوندی، ولایت، بزرگی، کرامات و تصرفات اور علمیت و فضیلت کے چرچے چہار سو پھیلنے لگے۔ ارشاد و تلقین اور روحانی تعلیم و تربیت کا ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ سارا کشمیر خاص کر سری نگر اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ آپ کی شعلہ نفسی سے گرم ہوگیا۔ ہزاروں انسان آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ آپ کے حلقہ درس میں قرآن، حدیث اور فقہ کا درس جاری رہتا تھا۔ ہزاروں انسانوں نے آپ کے علمی اور روحانی فیوض و برکات سے استفادہ کیا۔ سلوک اور روحانی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ آپ مسلمانوں کی ذہنی زندگی سنوانے میں اور دینی احساس کو بیدار کرنے میں خاص توجہ دیتے تھے۔ آپ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ''اہلسنّت والجماعت'' میں سے کسی کے عقیدے میں خلل آ جائے تو وہ اولیاء کرام کے طریقے سے خارج ہو جاتے تھے۔

شاهجهان کا نذرانه پیش کرنا:

آپ نے مصلحت وقت کے پیش نظر ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۴ء میں مدرسہ و خانقاہ نقشبندیہ

Marfat.com

(سری نگر) اور لنگر کی خدمت کو اپنے فرزند ارجمند خواجہ معین الدین علیہ الرحمہ کی نگرانی میں دے کر ہمیشہ کے لئے لاہور تشریف لے آئے۔ شاہجہان نے ایک لاکھ اشرفی بطور نذرانہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں ارسال کی جسے آپ نے واپس کر دیا۔ شاہجہان نے دوبارہ آصف جاہ کو نذرانہ کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا اور اظہار اخلاص و عقیدت ظاہر کیا۔ آپ نے قبول فرما کر کچھ روپیہ یہاں کے مدرسوں اور خانقاہوں کے لئے رکھ لیا، کچھ کشمیر کی خانقاہ و مدرسہ کے لئے بھیج دیا اور باقی ماندہ رقم حاجت مندوں میں تقسیم کر دی۔ مدرسہ و خانقاہ کے ساتھ آپ نے باغیچہ بھی بنوایا تھا، تعمیر کی نگرانی نواب سعد اللہ خاں اور نواب وزیر خاں نے کی تھی جو آپ کے ساتھ والہانہ عقیدت و ارادت رکھتے تھے، جب شاہجہان کی لاہور سے دہلی واپسی ہوئی، تو حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کو بھی ہمراہ لے گئے، وہاں بادشاہ بیگم (ملکہ زمانی) آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئی۔ اکثر علمائے دہلی بوسیلہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہوئے۔ دریں ایام نواب وزیر خاں کو بہت شہرت حاصل ہوئی تھی۔ یہ سب حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی خاص توجہ اور فیضان کا اثر تھا، جن کی دُعا و برکت سے آپ کو جلیل القدر مرتبہ نصیب ہوا۔

جب آپ لاہور تشریف لائے تو لاہور میں بھی آپ کا سلسلہ درس و تدریس بدستور قائم رہا۔ ہر جمعہ کے روز آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اُس روز لاہور کے علماء، فضلاء، اور صلحاء وعظ میں شریک ہو کر آپ کے ارشاداتِ گرامی سے مستفیض ہوتے تھے۔ لاہور میں (۹) نو سال تک آپ کا فیضان جاری رہا۔ ایک خلق کثیر نے آپ سے علمی و روحانی فیض حاصل کیا۔

بیان کرتے ہیں کہ ان معروف درسگاہوں کے علاوہ سینکڑوں درسگاہیں اور بھی

Marfat.com

تھیں لیکن مدرسہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ (بیگم پورہ) امتیازی شان رکھتا تھا۔اس درسگاہ میں درسِ حدیث کو بہت اہمیت تھی اور روحانی تعلیم و تربیت کے علاوہ آپ مسلمانوں کی ذہنی زندگی سنوارنے میں اور دینی احساس کو بیدار کرنے میں خاص توجہ دیتے تھے اور خانقاہ کی عظمت و شوکت کو بحدِ امکان اجاگر کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔طلبہ کے علاوہ مریدین کو بھی قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ اور عقائد کی تعلیم دیتے تھے۔صحبت و بیعت کے ذریعے سیرت کی پختگی، کردار و عادات کی بلندی اور جذبہ اخلاص و محبت پیدا کرتے رہتے تھے۔

بعض اکابر مشائخ طریقت:

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی سند طریقت مندرجہ ذیل تین واسطوں سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ تک پہنچتی ہے۔

حضرت ایشاں: حضرت خواجہ اسحاق دہ بیدی، حضرت مخدومِ اعظم شیخ احمد کاشانی دہ بیدی، حضرت مولانا قاضی احمد اور حضرت خواجہ احرار، رحمہم اللہ تعالیٰ

جس طرح برصغیر پاک و ہند میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ امکنگی سلسلہ لے کر آئے تھے۔اسی طرح حضرت ایشاں علیہ الرحمہ ''دہ بیدی'' طریقہ کے ساتھ وارد ہوئے۔لیکن آپ کا زیادہ احترام حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ کی اولاد سے ہونے کی وجہ سے ہوا۔آپ کے معاصر معروف نقشبندی بزرگ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سند طریقت میں یہ چار واسطے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی: حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت خواجگی امکنگی، حضرت مولانا درویش محمد، حضرت مولانا محمد زاہد اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولانا خواجگی علیہ الرحمہ سے مراد حضرت خواجہ محمد خواجگی امکنگی ہے، جو قصبہ ''امکنگ'' کے رہنے والے تھے اور حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہٗ کے فرزندار جمند

Marfat.com

تھے۔ جو مولانا محمد زاہد ولی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت خواجگی مخدوم اعظم احمد کاشانی بن جلال الدین علیہ الرحمہ ''دہ بید'' کے رہنے والے تھے اور اسی نسبت سے ''دہ بیدی'' کہلاتے ہیں۔ ''دہ بید'' اور ''سفیدکی'' دو گاؤں ہیں، جو کاشان (سمرقند) کے نزدیک آباد تھے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ ''املنگی'' اور ''دہ بیدی'' دو علیحدہ علیحدہ سلسلہ نقشبندیہ کی شاخیں ہیں جس کے بانی اور مورثِ اعلیٰ خواجہ بزرگ حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ ہیں۔ حضرت خواجگی مخدوم اعظم احمد کاشانی علیہ الرحمہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد بو ہاشم علیہ الرحمہ جو اپنے باپ حضرت خواجہ محمد کلاں علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے کی اولادِ امجاد خطہ کشمیر میں آج بھی آباد ہے۔

ان کا سلسلہ سمرقند، بخارا، تاشقند اور وسطِ ایشیا میں نقشبندیہ کے نام سے معروف ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اسی سلسلہ کو ''نقشبندیہ مجددیہ'' بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس سلسلۂ طریقت کے بانی تھے اور اس سلسلہ کو بہت ترقی دی۔

حضرت ایشاں علی الرحمہ حضرت خواجہ اسحاق علیہ الرحمہ ولی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی حضرت مخدومِ اعظم خواجگی احمد کاشانی علیہ الرحمہ تھا۔ آپ حضرت جلال الدین علیہ الرحمہ کے فرزند تھے اور دوست محمد کاشانی علیہ الرحمہ بن شیخ برہان الدین علیہ الرحمہ قلیچ کی اولاد سے تھے۔ آپ صدیقی نسب و حنفی مذہب تھے۔ مولانا محمد قاضی علیہ الرحمہ کے مرید تھے، جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ باغشانی کے بزرگ خلفاء میں سے تھے۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت ایشاں رحمھم اللہ تعالیٰ کے باھمی تعلقات:

آپ کے تعلقات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ساتھ بہت خوشگوار تھے۔ مسائل شریعت طریقت اور وحدت الوجود کے بارے میں اکثر گفتگو رہتی تھی۔ آپ ''وحدت الوجود'' کے نظریہ کی تردید کرتے اور ''وحدت الشہود'' کے تصور کی حمایت کرتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں تصوف جو اپنا مقام کھو چکا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی کوشش سے اس نے از سر نو اپنا مقام حاصل کیا۔ اس عمل میں آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے معاون تھے۔ آپ اکثر ملاقات کے لئے سرہند بھی جاتے تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ آپ کے بارے میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

''خواجہ خاوند محمود علیہ الرحمہ پیرزادہ ما اند وجذبہ موروثی وارند۔'' ''ترجمہ) خواجہ خاوند محمود علیہ الرحمہ خواجہ زادہ ہیں اور جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ اس کے علاوہ مکتوباتِ شریف میں اکثر مقام پر حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کو آپ نے ''مشیخت پناہ'' خواجہ خاوند محمود کے القاب سے مخاطب کیا ہے۔ ملا بدر الدین ابراہیم سرہندی علیہ الرحمہ خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنی تحریروں میں ''بختہ الاکابر'' (حضرت خواجہ خاوند محمود) کے لقب سے ملقب کیا کرتے تھے۔ محمد صالح کنبوہ نے اپنی تصنیف شاہجہاں نامہ (عمل صالح) میں حضرت ایشاں علیہ الرحمہ ''بزرگوار عزیز الوجود'' (حضرت خواجہ خاوند محمود) لکھا ہے۔ ان مذکورہ القاب سے واضح ہوتا ہے کہ علماء و صلحاء مولفین و مصنفین خاص و عام اور مغل اُمراء و بادشاہ کو آپ سے کس قدر غیر معمولی عقیدت تھی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آپ کے ہم عصر تھے اور فرماتے ہیں ''آدمی کے لئے ''اہلسنّت والجماعت'' کے عقائد کے مطابق عقیدہ رکھنے کے سوا کوئی چارہ

Marfat.com

نہیں تاکہ آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل ہو، اور ''اہل سنت والجماعت'' کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب کا سبب ہے۔ عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی اُمید کی جاسکتی ہے لیکن اگر عقیدہ میں کوتاہی ہو تو بخشش کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔''

شیخ عبدالحق محدث دھلوی علیہ الرحمہ سے ملاقات:

اکبرآباد جانے سے قبل آپ نے چند روز دلّی میں قیام کیا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ اپنے فرزندارجمند خواجہ معین الدین نقشبندی علیہ الرحمہ کو علوم تفسیر، حدیث اور فقہ حاصل کرنے کے لئے آپ کی فرزندی میں دیا۔ اُستاد نے بڑی شفقت فرمائی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی حاضری:

اہل لاہور کے علماء وصلحاء میں مولوی شیر محمد شرقپوری(۱) رحمۃ اللہ علیہ ومولوی غلام قادر،

---

(۱) حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمہ شرقپوری المتوفی 1928ء لاہور کے جید علماء وفضلاء سے تھے۔ علوم ظاہری وباطنی میں اکمل تھے۔ مستغنی المزاج اور سادہ لباس درویش تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور بزرگ خواجہ امیرالدین کوٹلوی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور مزار شریف پر اکثر حاضری دیتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضر تھے کہ مزار مبارک سے کشف ہوا کہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ باہر بیٹھے ہیں۔ آپ باہر مسجد میں تشریف لے آئے۔ مسجد کے درمیان حوض تھا اور حوض کے کنارے حضرت سید میر جان کابلی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا: ''آپ کہاں سے آئے ہیں؟'' میاں صاحب نے جواب دیا ''مکان شریف سے۔'' آپ بولے ''اے شیخ الوقت! شفقت ومحبت سے آپ کی سرخ آنکھیں نمدار ہوگئیں۔ ضبط نہ ہوسکا، مستی کی سی کیفیت طاری ہوگئی، مراقبہ میں چلے گئے، کچھ عرصہ کے بعد میاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت سید میر جان علیہ الرحمہ کو نذرانہ بصورتِ شیرینی پیش کیا، آپ نے قبول فرمایا اور حاضرین مجلس میں تقسیم کردیا۔ میاں صاحب کی زندگی اتباعِ سنت کا مکمل نمونہ تھی، آپ عارفِ شب زندہ دار تھے۔ مسجد کے حجرہ میں آپ قیام کرتے تھے۔ جو اب تک قائم ہے اور حجرہ مولوی شیر محمد صاحب علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب ہے۔

Marfat.com

خطیب بیگم شاہی مسجد لاہور عموماً جمعرات یا جمعہ کے روز تشریف لاتے۔ مسجد کے محراب کے پاس بیٹھ جاتے اور آپ کے ارشاداتِ گرامی سے مستفیض ہوتے تھے۔ مسجد کے پاس ہی ایک عمارت جس کو نواب خان بہادر نے تسبیح خانے کے نام سے تعمیر کرائی تھی اس میں فاتحہ خوانی اور ختم خواجگان ہوا کرتا تھا۔

حضرت میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ جب کبھی وہاں جاتے، میر جان صاحب آپ سے بڑی محبت کرتے۔ آپ نے خود فرمایا کہ آپ ایک دن ایشاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے، میر جان صاحب مسجد کے صحن میں حوض کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ بھی اُن کے پاس بیٹھ گئے، اس وقت وہاں کا ماحول کچھ عجیب سا تھا۔ ایک آدمی کو وجد ہو رہا تھا ایک پاس بیٹھا تلاوت کر رہا تھا ایک مراقبے میں مشغول تھا اور ایک آدمی آ کر حوض میں نہانے لگا۔ آپ فرماتے ہیں:

> ''مجھے بڑی غیرت آئی اور میں اُٹھ کر ایشاں صاحب علیہ الرحمہ کے روضہ کے اندر چلا گیا۔'' وہاں سے آواز آئی ''اندر کیا لینے آئے ہو ایشاں صاحب تو باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔''

آپ فرماتے ہیں: ''میں باہر آ گیا لیکن برداشت نہ کر سکا اور اُٹھ کر چلا آیا اور اندر سے پھر وہی آواز آئی اور میں باہر آ گیا۔'' تین بار ایسے ہی ہوا۔ آخر میر جان صاحب نے مسکرا کر کہا: ''اے میرے عزیز! وہ اپنا کام کر رہے ہیں تم اپنے خیال میں مگن رہو۔'' اور پھر مجھے تسکین ہوگئی۔''

میر جان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رشتہ دار تھے —— وہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میر جان صاحب کا ایک خادم خاص غلام محمد انہیں دبا رہا تھا اور میر صاحب لیٹے ہوئے تھے کہ سرکار میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمہ تشریف لے آئے اور غلام محمد کے پاس چپ

Marfat.com

چاپ بیٹھ گئے۔ آپ نے غلام محمد کو اشارہ سے فرمایا کہ وہ دبانا چھوڑ دے اور آپ میاں صاحب) کو مٹھیاں بھریں۔ چنانچہ غلام محمد نے اپنا ایک ہاتھ اُٹھایا تو آپ نے اپنا ایک ہاتھ میر صاحب کی ران پر رکھ دیا اور غلام محمد نے دوسرا ہاتھ اُٹھایا تو حضور نے دوسرے ہاتھ سے دبانا شروع کر دیا اسی طریقے سے آپ نے غلام محمد کی جگہ لے لی اور غلام محمد اُٹھ کر کسی دوسرے کام سے چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ کافی وقت میر جان صاحب کو مٹھیاں بھرتے رہے جب غلام محمد واپس آیا تو میر صاحب نے اس سے کہا: ''غلام محمد! دیکھو! یہ شخص بڑا باکمال ہے اس کی شہرت سارے ملک میں پھیلے گی۔ یہ شمع ہدایت بن کر چمکے گا اور ان کی ضیاء پاشیاں تاریک دلوں کی سیاہی دور کر کے لوگوں کو نور اور روشنی عطا فرمائیں گے۔ لوگ چار دانگ عالم سے کھچ کھچ کر آئیں گے اور اس چشمہ ہدایت سے فیض یاب ہو کر جائیں گے۔ یہ شخص اس دورِ الحاد میں سنت رسول اللہ ﷺ کو اَز سرِ نو اُجاگر کرے گا۔

Marfat.com

کشف وکرامات

ارادۂ قتل کرنے والے کا مرید ہونا:

حاکم کشمیر مذہباً شیعہ تھا، بعض مخالفین نے حاکم کشمیر کے کان بھرے کہ اس ولی اللہ کے ساتھ عقیدت مندوں کی ایک کثیر جماعت ہے جو آپ کے اشارہ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ اگر آمادۂ بغاوت ہوجائے تو خطرہ کا باعث بن سکتی ہے۔ حاکم کشمیر اس خوف سے فکرمند ہوا اور آپ کو اپنے اقتدار کا دشمن سمجھنے لگا اور پریشان کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کرنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ آپ کشمیر کو چھوڑ جائیں۔

بیان کرتے ہیں کہ اسد وقت یوسف شاہ بن علی شاہ، قوم ''چک'' حاکم کشمیر تھا۔ اس نے رونق خانقاہ اور اجتماع کثیر سے خائف ہو کر آپ کو کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ یہ عہد اکبری کا آخری دور تھا۔ آپ نے ایک ماہ کی مہلت چاہی ابھی پندرہ روز ہی گزرے تھے کہ اکبری فوج نے کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ کچھ مدت گزر جانے کے بعد آگرہ تشریف لے گئے، آگرہ میں چند ماہ قیام کیا پھر واپس کشمیر تشریف لے آئے۔ پھر شیعہ حضرات آپ کے درپے عداوت ہوئے۔ ایک شخص نامی نعمت علی جو بظاہر مسلمان اہل سنت والجماعت اور باطن میں شیعہ (رافضیہ) تھا، اپنے رافضی ساتھیوں سے مل کر اس بات پر تیار ہوگیا کہ وہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کو قتل کر دے گا۔ اس قتل کے عوض دس ہزار دینار طے ہوئے۔ آخر ایک روز شام کے وقت حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کو اکیلا پا کر قتل کرنا چاہا مگر وہ اپنے ناپاک ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکا پھر اپنے عقیدہ باطل سے تائب ہو کر آپ کا مرید ہوگیا۔ ابھی چند ایام خیر و عافیت سے گزرنے نہ پائے تھے کہ ایک اور شخص جس کا نام سکندر کوتوال تھا، شمشیر برہنہ سے مسلح ہو کر خانقاہ میں کسی طریقہ سے داخل ہوگیا کہ آپ کو تنہا پا کر چاہتا تھا کہ تلوار کا

Marfat.com

وار حضرت ایشاں علیہ الرحمہ پر کرے۔ فی الفور اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور گرفتار ہو گیا۔

حاکم کشمیر "حسین چک" کا گرفتار ہونا:

خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ خانقاہ میں قیام کے دوران اکابرین کشمیر آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان کشمیری عقیدت مندوں میں سے ملا عثمان مستو، شمس گنائی، حاجی طوسی، محمد جان بیگ، ملا ابراہیم، ملا عبدالنبی، ملا عبداللہ غازی اور عبداللہ بیگ خاص طور پر قابل ذکر بزرگ ہیں۔ ان حضرات سے اکثر کشمیر کی سیاست پر گفتگو ہوا کرتی تھی (جس سے کشمیر کی سیاست پر آپ کی گہری دلچسپی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔) ایک بار حاکم کشمیر حسین چک گرفتار ہوا، اس کی رہائی کے لئے لوگوں نے میرے والد بزرگوار سے استدعا کی اور ان کی دُعا برکت سے اُسے رہائی ملی۔

"اکبر عنقریب مرنے والا ہے!"

جب آپ آگرہ میں تشریف فرما تھے تو ایک روز اکبر کی اہلیہ سلیمہ سلطان بیگم (۱) آپ کی زیارت کے لئے آئی۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ "اکبر عنقریب مرنے والا ہے۔"

(۱) حضرت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار علیہ الرحمہ کی پوتی حضرت ایشاں صاحب علیہ الرحمہ کی نانی صاحبہ تھیں۔ اس بناء پر سلیمہ سلطان بیگم حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی قریبی رشتہ دار تھیں۔ اس کی استدعا پر شاہی محل میں قیام فرمایا۔ سلیمہ سلطان بیگم بڑی عقل مند خاتون تھی۔ سلیمہ سلطان بیگم اور اس کی والدہ گل رُخ بیگم آپ کے ساتھ والہانہ عقیدت وارادت رکھتی تھیں۔ اکثر زیارت کے لئے آیا کرتی تھیں۔ گل رُخ بیگم نے اپنے ہاتھ سے کپڑے سی کر حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ کے لئے ایک چوغہ بھی سیا۔ وہ ہر سلائی (ٹانکے) پر "لا الٰہ اِلّا اللہ" کا ورد کرتی تھیں۔ جب بھی آپ آگرہ میں قیام کرتے اکثر آپ کے لئے کھانا بھیجا کرتی تھیں۔ آپ کی عقیدت وارادت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آگرہ سے واپسی کے بعد سلیمہ سلطان بیگم کی باقاعدہ خط وکتابت حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے ساتھ رہتی تھی اور خیر و برکت کی دُعا کے لئے استدعا کرتی تھی۔ یہ بیگم ایک قادر الکلام شاعرہ بھی تھی۔

Marfat.com

سلیمہ سلطان بیگم نے عرض کی کہ "حضرت یتیم کرنے آئے ہیں۔" آپ نے جواب دیا کہ "شہزادہ سلیم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔" اُس ملاقات کے چند روز بعد اکبر کا انتقال ہوگیا اور شہزادہ سلیم اس کا جانشین ہوا۔

"ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے!"

شاہزادہ سلیم کا فرزند کلاں سلطان خسرو راجہ مان سنگھ کی بہن کا بیٹا تھا۔ مرزا عزیز جو کہ خانِ اعظم کا داماد تھا جو اکبر کا رضاعی بھائی تھا، حضرت ایشاں علیہ الرحمہ نے آگرہ کے شاہی محلات میں چند روز بطور مہمان قیام کیا ایک روز اچانک انہوں نے اپنے عقید تمندوں سے کہا کہ عنقریب آگرہ میں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے جس قدر جلد ممکن ہو وہاں سے چلے جانا چاہیے۔ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ نے جہانگیر سے اجازت طلب کی اور لاہور میں تشریف لے آئے۔ آپ کی روانگی کے بعد شہزادہ خسرو نے جہانگیر کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ پنجاب کی طرف بھاگ نکلا۔ جہانگیر نے اس کا تعاقب کیا۔ اس ہنگامہ میں بہت سے لوگ مارے گئے۔ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ ابھی لاہور ہی میں تھے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست کی۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ نے شہزادہ خسرو کو فرمایا:

"ہم اپنے بزرگوں کے طریقے کے خلاف فاتحہ نہیں پڑھتے۔ میں صرف اسی قدر کہوں گا کہ جس کی نیت اچھی ہے اور وہ محض اللہ کے لئے کام کرنا چاہتا ہے، وہی بادشاہ بننے کے لائق ہے ورنہ اس فاتحہ کا نتیجہ نیک نہیں۔"

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی یہ بات سُن کر خسرو کے ایک ہمرکاب نے کہا کہ آپ اپنے بزرگان کی روش کے موافق دُعا فرمائیں۔ حضرت والا نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب شہزادہ چلا گیا تو آپ نے حاضرینِ مجلس سے کہا: "یقین است کہ سلطان بادشاہ نمی شود۔"

Marfat.com

اس واقعہ کے دو تین روز بعد خسرو نے لاہور سے باہر نکل کر شاہی لشکر کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ وہ جان بچانے کے لئے بھاگا لیکن دریائے چناب کے کنارے پکڑا گیا اور قید کیا گیا۔

”ایک دن ایسا آئے گا، تیرے ناک، کان کاٹے جائیں گے!“

ایک دفعہ آپ کو وخش سے بخارا آنے کا اتفاق ہوا اور ایک دن ”باقی بیگ“ حاکم وخش کی مجلس میں جانا ہوا، وہ سخت مزاج اور منکر اولیاء اللہ تھا۔ حضرت کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ لوگ جو خواجہ زادہ کہلاتے ہیں۔ درحقیقت لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ان کے کان ناک کاٹ کر تشہیر کرنا چاہیے۔ ”میں باقی بیگ نہیں اگر ایسا نہ کروں۔“ آپ نے سن کر فرمایا: ”مجھے امید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تیرے ناک کان کاٹے جائیں گے۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ عبداللہ خان شاہ بخارا کا میر شکار اپنے شکاری جانور کو لے کر وخش آیا۔ اس سے کچھ ایسی خطا سرزد ہوئی کہ باقی بیگ نے اُسے پٹوایا اور شہر وخش سے اسے نکلوایا۔ اس نے آ کر عبداللہ خان شاہ بخارا سے شکایت کی کہ حاکم وخش نے مجھے بے گناہ پٹوایا ہے، اور بادشاہ کے خاص شکاری باز کو بھی مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے باقی بیگ کو پکڑ بلوایا اور حکم دیا کہ اس کے دونوں کان اور ناک کاٹ دیئے جائیں۔ چنانچہ وہ کاٹ ڈالے گئے۔

نزولِ بارانِ رحمت:

ایک مرتبہ آپ کشمیر سے روستاق تشریف لے جا رہے تھے۔ ماہ رمضان تھا، موسم سخت گرم تھا۔ ہمراہیوں کو بے حد تکلیف ہوئی، گرمی اور پیاس سے جان لبوں پر آ گئی۔ ”نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن!“ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دُعائے بارش کی التجا کی، آپ نے دُعا فرمائی، اُسی وقت بادل نمودار ہوئے بارش ہونے لگی، ہوا سرد ہوگئی، غروبِ آفتاب تک آسمان پر بادل چھایا رہا حتی کہ آپ اپنے ہمراہیوں سمیت منزل پر پہنچ گئے۔

Marfat.com

شرف بیگ کی موت و حیات:

ایک مرتبہ مسمی شرف بیگ جو آپ کے عقید تمندوں میں سے تھا، اسے کسی کام کے لئے کابل جانے کا اتفاق ہوا، آپ نے اسے ایک کام کرنے کے لئے فرمایا تھا جس میں اُس نے غفلت کی۔ اس بے پرواہی پر حضرت خواجہ علیہ الرحمہ رنجیدہ خاطر ہوئے۔ جس کے نتیجہ پر وہ مرضِ تپ دق میں مبتلا ہو گیا۔ تین ماہ گزر گئے، علاج کے باوجود صحت یاب نہ ہوا۔ آخرکار اس کا بھائی عوض بیگ اُسے لے کر حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دُعائے صحت کی درخواست کی، آپ نے تکبیر کہی اور فرمایا: ''اگر خدا نے چاہا تو شفا ہو جائے گی۔'' حاضرینِ مجلس نے سمجھا کہ آپ نے دُعائے صحت نہیں فرمائی۔ اس کا گھر آپ کی خانقاہ کے قریب ہی تھا۔ رات کو اس کے گھر سے رونے کی آواز آئی کہ وہ مر گیا ہے۔ اسی اثناء اس کا بھائی عوض بیگ حاضر خدمت ہو کر قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ ''حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمہ مُردے زندہ کرتے تھے، میں بھی اُمیدوار ہوں کہ میرا بھائی زندہ ہو جائے۔'' حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ''گھر جاؤ اور دیکھو شاید شرف بیگ زندہ ہی ہو۔'' یہ بات ہو رہی تھی کہ اس کے گھر سے رونے کی آواز بند ہو گئی اور خبر آئی کہ اس نے آنکھیں کھول دی ہیں۔ اس واقعہ کے بعد وہ شفایاب ہو گیا۔

کشف صریح:

ملا ذہنی شاعر کشمیر کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ نے جو خانقاہ کشمیر میں تعمیر فرمائی تھی۔ میں نے اس کا قطعہ تاریخ لکھا تھا۔ ایک دن میں نے قطعہ جیب میں ڈالا اور حضرت علیہ الرحمہ کو سنانے کے لئے حاضر خدمت ہوا مگر اس وقت ایک بڑے ہجوم کے باعث سنا نہ سکا۔ سوچا کہ پھر کسی وقت سناؤں گا، رخصت کی اجازت لی، ابھی چند قدم ہی دور گیا تھا کہ آپ نے آواز دی۔ ''اے اخوند! تو نے جو جیب میں رکھا ہوا ہے۔ وہ مجھے کیوں

Marfat.com

نہ دیا، اس وقت سے بہتر اور کون سا موقع ہوگا۔'' وہ فوراً پلٹا اور قطعہ تاریخ پیش کیا۔ آپ نے سماعت فرما کر بڑی تعریف کی اور ظاہری و باطنی فیوض سے سرفراز فرمایا۔

مُلّا صالح لاہوری کا خاتمہ بالخیر:

کتاب رضوانی کے مؤلف آپ کے فرزند خواجہ خاوند معین الدین ہادی نقشبندی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں کہ حضرت علیہ الرحمہ لاہور میں قیام پذیر تھے۔ عید کے روز نماز پڑھنے کے لئے عید گاہ تشریف لے گئے کافی عرصہ تک حاکم لاہور کا انتظار رہا۔ اسی اثناء گفتگو ہوئی کہ نماز عید کا آخر وقت کب تک ہے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ''زوال تک''۔ ملا صالح لاہوری بڑے جید عالم تھے اور عوام میں بلقب ''اصبری'' مشہور تھے۔ اس بات پر بگڑے اور کچھ بے ادبانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے نکالے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''اے ملا ابر! تم اپنی زندگی کے سورج کو موت کے ابر کے نیچے آ جانے سے نہیں ڈرتے۔'' چنانچہ جب ملا ابر نمازِ عید سے فارغ ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھر کی جانب چلے۔ راستے میں گھوڑے سے نیچے گر پڑے اور گردن ٹوٹ گئی، بڑی مشکل سے گھر پہنچے۔ سمجھے کہ یہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی گستاخی کی شامت ہے۔ نورالدین قاضی لاہوری اور امیر حسین شیخ الاسلام کو تقصیر کی معافی کے لئے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا، ان دونوں حضرات نے حاضر ہو کر ملا کی صحت کے لئے دُعا کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا: ''تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ وہ اب واپس نہیں آسکتا۔ میں راضی ہو بھی جاؤں مگر خواجگان راضی نہیں ہوئے پس ہمیں ملا کی سلامتی کے لئے فاتحہ پڑھنی چاہیے۔'' یہ کہہ کر آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ فاتحہ پڑھی اور فرمایا: ''ملا صالح دُنیا سے ایمان باسلامت گئے۔'' قاضی اور شیخ الاسلام مجلس سے نا اُمید لوٹے۔ دوسرے روز ملا صالح اللہ کو پیارے ہوگئے۔

Marfat.com

ملکہ نور جہاں کی صحت یابی:

بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ایشاں علیہ الرحمہ جہانگیر کے ہمراہ سفر کشمیر پر تھے۔اس سفر میں نور جہاں ملکہ بھی ہمراہ تھی، جب شاہی قافلہ کشمیر پہنچا تو بوجہ تھکان سفر بادشاہ اور ملکہ کی صحت خراب ہوگئی۔زندگی کی اُمید باقی نہ رہی۔بادشاہ نے حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے دُعائے صحت کی استدعا کی۔آپ نے فرمایا:''دونوں میں سے ایک بچے گا۔'' بادشاہ کو نور جہاں کی زندگی ہر صورت منظور تھی، چنانچہ نور جہاں صحت یاب ہوگئی اور بادشاہ کی حالت اور بگڑ گئی۔تھوڑے ہی دنوں بعد وفات پائی، بادشاہ کی لاش لاہور میں لائی گئی آپ بھی اس کے ہمراہ تھے۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ پر خون بہا کا دعوٰی:

جہانگیر کی وفات کے بعد شاہ جہاں تخت نشین ہوا۔وہ بھی حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے بہت معتقد تھا، مگر درباری آپ علیہ الرحمہ کو زیر کرنے کے اکثر منصوبے تیار کرتے اور اس دُشمنی کے باعث آپ کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا۔دُشمنی کی وجوہات کا صحیح علم تو نہ ہوسکا۔لیکن شکایات شاہجہان تک پہنچ گئیں۔مخالفین آپ پر طرح طرح کے سوال کرتے اور آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے۔پہلے تو آپ برداشت کرتے رہے۔جب معاملہ حد سے گزرا تو آپ کی طبیعت میں ایک ایسا تغیر رونما ہوا کہ ادھر سرغنہ مسمی محمد محسن منہ کے بل زمین پر گرا اور مر گیا، لوگوں نے خون بہا کا دعویٰ کیا جب شاہجہان صحیح حالات سے آگاہ ہوا اور آپ کو باعزت وآبرو بری کر دیا۔آپ علیہ الرحمہ کا مقام تصرف بہت بلند تھا۔

''نواب خاں دوراں'' حاکم لاہور کی موت کا واقعہ:

صاحب کتاب رضوانی تحریر کرتے ہیں کہ مزار پر روضہ عالیہ کی تیاری کے بعد شاہجہاں کشمیر کی طرف چلا گیا اور لاہور کا حاکم ''دوراں'' مقرر ہوا۔اسے حضرت خواجہ علیہ

Marfat.com

الرحمہ سے عناد تھا۔ اس لئے کہ وہ اہل تشیع تھا، اس نے مزار کے گنبد کو مسمار کرنا چاہا اور مجھے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا کمترین فرزند ہوں بلایا اور کہا کہ "اس سے پہلے نقشبندی خاندان کے کسی بزرگ کے مزار پر گنبد نہیں ہے۔ تم نے اپنے بزرگوں کے طریق کے خلاف عمل کیا اور اپنے والد کی قبر پر گنبد بنالیا ہے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اسے گرادوں۔" میں نے کہا کہ "صاحب مزار کو مردہ نہ جانو۔ اگر ہمت ہے تو مسمار کردو۔" اس کے چند روز بعد "خاں دوراں" لاہور سے سواہر کو اپنے دیہات کی جاگیر کی طرف چلا۔ دوپہر کے وقت شالامار باغ لاہور میں اُترا۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے ایک خادم نے چند انگور خانقاہ کے باغ سے اُسے بطور تحفہ پیش کئے مگر اس نے اپنے دلی بغض وعناد کے باعث جو اسے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ سے تھا۔ انگور نہ کھائے، سب نوکروں ہی کو دے دیئے اور از راہ تمسخر خادم خانقاہ سے کہنے لگا کہ "معین الدین علیہ الرحمہ پسر خاوند محمود علیہ الرحمہ کہتا ہے کہ صاحب مزار مردہ نہیں ہے اگر وہ مردہ نہیں ہے تو اسے سپرد خاک کیوں کیا گیا۔" خادم نے کوئی جواب نہ دیا، اور واپس آ گیا۔ جب "خان دُوراں" دوپہر کے بعد سوار ہو کر ہشیار خاں کے تالاب کے پاس پہنچا تو اس کے لڑکے نے جو اس سے دُشمنی رکھتا تھا، قتل کر دیا۔

"پندرہ دن بعد اس "دارالفناء" سے "دارالبقا" کی طرف رحلت کر جاؤں گا!"

"کتاب رضوانی" میں درجہ ہے کہ جب آپ کی وفات کے دن قریب آئے تو آپ نے پندرہ دن پہلے عصر کی نماز کے بعد اپنے مرید نواب افتخار الدین خاں عالیجاہ کو فرمایا کہ "میں پندرہ دن کے بعد اس دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت کر جاؤں گا۔ جب سولھواں دن پہنچا تو بروز سہ شنبہ ۱۲ رشعبان ۱۰۵۲ھ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد چند بار

Marfat.com

مولانا جامی علیہ الرحمہ کا یہ شعر پڑھا:

الٰہی غنچہ اُمید بکشا   گلے از روضہ جاوید بنما

آپ نے عشاء سے پہلے سجدہ میں سر رکھ دیا اور جانِ عزیز جان آفریں کے سپرد کر دی۔

تہہ بند کے پیچ کو مضبوطی سے پکڑنا:

جب غسل کے لئے جسم مبارک کو تختہ صندلین پر لٹایا تو اتفاق سے تہہ بند کی گانٹھ ڈھیلی پڑ گئی اور قریب تھی کہ کھل جائے۔ غسال کو معلوم نہ تھا کہ خواجہ علیہ الرحمہ نے دونوں ہاتھ ملا کر تہہ بند کے پیچ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ یہ حالت دیکھ کر تمام حاضرین بول اُٹھے کہ واقعی اللہ کے ولی نہیں مرتے وہ ہمیشہ زندہ ہیں۔"

"جماعۃ کہ در غسل ایشاں حاضر بودند میگویند کہ عقد لنگی در وقت ششتن سُست شدہ نزدیک بود کہ از بہ جدا شود ہر دو دست مبارک آنحضرت فراہم آمدہ عقد لنگی محکم کرد نگذاشتند کہ کشف عورت شود از مشاہدہ ایں احوال حاضران اقرار کردند و گفتند کہ "اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ بَلْ اَحْیَاءٌ" وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ (ترجمہ:) تحقیق اللہ کے ولی نہیں مرتے بلکہ وہ ہمیشہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے۔ (مراۃ طیبہ قلمی)

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

Marfat.com

عادات وفرمودات

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”طالب مولیٰ کو چاہیے کہ دن میں ستر بار استغفار پڑھے۔ نماز عصر سے مغرب تک ذکر و فکر میں مصروف رہے۔ دنیاوی باتوں سے احتراز کرے اور اپنے آپ کو فکر مند رکھے، یہ بھی عین عبادت ہے۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ نقشبندیہ سلسلہ کے چار اہم اصولوں کا ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ”سالک“ کو چاہیے کہ وہ ان اصولوں پر سختی سے کاربند رہے:

(۱) یادداشت۔ (۲) نگاہ داشت۔ (۳) خلوت در انجمن۔ (۴) سفر در وطن۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں ”سالک“ کو شیخ کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اور نماز عصر کے بعد اپنے دن بھر کے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ اس نے صبح سے اب تک کیا کیا ہے اور کتنے نفس گم کئے ہیں۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار کسی نے خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ ”جب بزرگ انتقال کر جائیں تو پھر لوگوں کو اپنے ایمان کی سلامتی اور تحفظ کے لئے کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔“ آپ نے فرمایا کہ ”ایسی صورت میں ان کے احوال و اقوال کے موضوع پر آٹھ ورق روزانہ پڑھنے چاہئیں۔“

اس بارے حضرت ایشاں علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ ”مریدوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بزرگوں کے اقوال و ملفوظات کا مطالعہ کیا کریں۔“ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کرتے ہیں:

”بزرگوں کی باتیں اللہ کے لشکروں میں سے زمین پر ایک لشکر ہے۔
ان سے مریدوں کے احوال قوی ہوتے ہیں اور مشتاقین کا شوق بڑھتا ہے۔“

Marfat.com

اس ضمن میں شیخ ابو یوسف ہمدانی قدس سرہٗ العزیز کا یہ قول بھی سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اللہ کی صحبت اختیار کرو، اگر اللہ کی صحبت میسر نہ آئے تو ایسے شخص سے صحبت اختیار کرو، جسے اللہ تعالیٰ سے صحبت میسر ہو۔''

خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ بات فنا کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر اللہ سے صحبت نصیب نہ ہو سکے تو اہل فنا سے صحبت اختیار کرو۔''

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''ہمارے خواجہ کا طریقہ صحابہ کرام جیسا ہے ——— ''طریقہ شریفہ ایشاں (خواجگان قدس اللہ ارواحہم) بظاہر و باطن مشابہ طریقہ صحابہ موصوفہ بصفت۔''

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''سالک کو مراقبہ کی طرف پوری توجہ دینی چاہیے۔ مراقبہ تمام صفاتِ کمال کی جامع ہے اور تمام نقصانات سے پاک ہے۔ ذکر کثرت سے کرے اور ذکر سے کسی وقت خواب اور بیداری میں غافل نہ رہے۔

خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد جب کسی سے ناراض ہوتے تو اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے صرف اتنا فرماتے تھے:۔

''حیف کہ شمشیر خواجہا در غلاف بود۔''

آپ کی خانقاہ قال اللہ وقال الرسول کے ذکر سے معمور رہتی تھی۔ سماع کا رواج نہ تھا، حضرت شیخ محمد میر المعروف بہ میاں میر قدس سرہٗ آپ کے ہمعصر تھے۔ اکثر مسائل شریعت وطریقت اور ''وحدت الوجود'' کے بارے آپ کے ساتھ مراسلت رہتی تھی، مگر تاحال یہ مواد دستیاب نہیں ہو سکا جو شخص وحدت الوجود یعنی ''ہمہ اوست'' کا قائل ہوتا۔ آپ اس کی سخت سرزنش کرتے تھے۔ اس مسلک میں وہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

Marfat.com

کے ہم مشرب وہمنوا تھے۔ ''ہمہ از اوست'' کے قائل تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوب میں اکثر مقامات پر عقیدہ ''ہمہ اوست'' کے خلاف اظہار رائے فرمایا ہے۔

شیخ محمد امین بدخشی علیہ الرحمہ عارف کامل اور جامع علوم شریعت وطریقت تھے، علماء فضلاء اور صلحاء کی زیارت کے لئے لاہور تشریف لائے۔ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات سے بہت متاثر ہوئے۔

آپ بڑے خلیق اور مہمان نواز تھے، درویشوں اور مسافروں سے ہمدردی اور محبت رکھتے۔ ان کی خدمت میں کمربستہ رہتے تھے۔ آپ مرہم دلِ دردمنداں تھے۔

آپ ہدایت خلق، تبلیغ اسلام اور درس وتدریس کے سلسلے میں خود مختلف مقامات پر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو احکاماتِ الٰہی اور پیغاماتِ رسول مقبول ﷺ سے آگاہ کرتے اور ان پر عمل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ قرآن وحدیث کے مطابق مخلوقِ خدا کی رہنمائی فرماتے۔ آپ دینی نظریات میں کسی قسم کی مفاہمت کے قائل نہ تھے اور حق بات کو بے خوف وخطر کہتے تھے۔ دین کے معاملے میں قرآن وحدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کو قابل حجت نہ جانتے تھے۔ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت آپ کی زندگی کا واحد نصب العین تھا۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ ہر جمعہ کے روز شہر کی جامع مسجد میں تشریف لے جاتے اور وعظ فرماتے۔ عوام الناس کی رُشد وہدایت کے لئے اپنے صحبت یافتہ ارادت مندوں کا ایک حلقہ قائم کرتے تاکہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد یہ سلسلہ رُشد وہدایت کا جاری رہے۔

کابل میں آپ کا قیام کم وبیش دو سال رہا۔ آپ نے یہاں ایک تبلیغی جماعت تیار کی اور مبلغین کو آپ نے اپنے حلقے میں رکھ کر پوری طرح تربیت دی پھر اشاعت دینِ اسلام کے فریضے کی ادائیگی کے لئے روم، شام، عراق، وسط ایشیا اور شمالی کشمیر خاص کر

Marfat.com

لداخ، گلگت، تبت کے ممالک کو روانہ کیا۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ اگر کوئی مناظرے کی دعوت دیتا تو اسے بخوشی قبول فرمالیتے۔ غرض یہ کہ دین کے معاملے میں جسے حق تسلیم کرتے، اس سے سرمو انحراف نہ کرتے، اور ساری زندگی رفع بدعت والحاد اور اشاعت تبلیغ اسلام میں گزاری۔ آپ ایسے بزرگ تھے کہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور علماءِ وقت آپ کا فتویٰ قبول کرتے تھے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

وصال مبارک

خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں کہ میں اپنے والد بزرگوار کے آخری ایام میں سرینگر (کشمیر) میں مقیم تھا۔ والد محترم کا خط ۲۴ ررجب المرجب ۱۰۵۲ھ کو موصول ہوا جس میں مرقوم تھا۔ "ترا و فرزندانِ ترا بخدا سپردیم، بندہ باجمعیت خویش حیران شدہ" پڑھ کر بڑے فکر مند ہوئے۔ اور نامہ بر سے آپ کی صحت کے بارے میں دریافت کیا، اس نے جواب دیا جب میں لاہور سے چلا تھا آپ بالکل تندرست اور خوش وخرم تھے اس واقعہ کے آٹھ روز بعد اطلاع پائی کہ آپ کی طبیعت میں قدرے گرانی ہے اس کے آٹھ روز بعد اُن کی رحلت کی خبر ملی۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ نے عہد شاہجہانی میں ۱۲ ر شعبان ۱۰۵۲ھ / مطابق ۲۶ ر اکتوبر ۱۶۴۲ء بروز بدھ نماز مغرب کے بعد وفات پائی۔ شہاجہاں ان دنوں لاہور میں ہی تھا۔

حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کے فرزندار جمند خواجہ بہاء الدین، روشنی کشمیری (مرید صادق) اور ایک اور مرید لاہوری نے آپ کی تاریخ وصال ۱۰۵۲ھ لکھی ہے۔[1]

آپ کا مزار بیگم پورہ (جی ٹی روڈ) لاہور میں زیارت گاہِ خلق ہے۔ اسلامی عمل داری تک تو آپ کا روضہ بشان وشوکت قائم رہا، تاریخ کبیر (کشمیر) کا مصنف لکھتا ہے کہ امراء شاہجہانی میں سے ایک نامور امیر کبیر نواب سعد اللہ خاں نے مزار پر گنبد تعمیر کرایا۔ وزیر خاں، وزیر شاہجہاں نے جو آپ کی بہت عزت کرتا تھا اور عقیدت مند تھا۔ تاحیات آپ کے روضے کی پوری طرح نگرانی کرتا رہا، محمد شاہی خاندان نے بھی اس کی مرمت کرائی عمارت وباغات کا اضافہ کیا، نواب خاں بہادر نے اس روضہ کے پاس ایک عالیشان مسجد

(۱) ماخذ مراۃ طیبہ (قلمی)

Marfat.com

بنوائی۔ نیز ایک عمارت تسبیح خانہ کے نام سے بھی تعمیر کروائی جس میں فاتحہ خوانی اور ختم خواجگان ہوا کرتا تھا۔ ہر آٹھویں دن فقراء اور خدام خانقاہ کو کھانا اور نقدی تقسیم کرتے۔ مقررہ روز اہل لاہور کے علماء وصلحاء جمع ہوتے۔ مجلس وعظ وہدایت منعقد ہوتی اور حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کرایا جاتا، ہشیار خان نے مزار اور مسجد کے درمیان تالاب بنوایا۔

مقبرہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ اسلامی ثقافت، تہذیب وتمدن اور ماضی کی تاریخ کا آئینہ دار ہے۔ فن تعمیر کے اعتبار سے بہت اہم اور اسلامی تعمیری خصوصیات کا حامل ہے۔ فن تعمیر میں شہر بغداد کی عمارتوں کے شائبہ اور اس کے علاوہ یہ مقبرہ ہمایوں، دہلی اور روضہ تاج محل آگرہ کے بھی مشابہ ہے۔ اس کا فلک بوس گنبد پختہ، چونہ گچ ہشت پہلو صورت کا بنا ہوا ہے۔ آٹھوں پہلوؤں میں آٹھ عالی شان محرابیں ہیں۔ سقف قالبوتی اور سقف پر عالی شان گنبد ہے جس کا شمار پاکستان کے بڑے گنبدوں میں ہوتا ہے۔ اندر باہر چونہ گچ اسرکار ہے۔ اندرونی حصہ نقش ونگار سے مرصع ہے۔ داخل ہونے کا دروازہ مغرب کی جانب اور یہ دروازہ محرابی بنا ہوا ہے۔ بعہد ناظمانِ لاہور اور احمد بیگ نبیرہ نواب خاں بہادر جو حضرت ایشاں علیہ الرحمہ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ وہ اور اس کی زوجہ اکثر زیارت کو آتی تھیں، نے چوکھٹ چوکی، طاق تختہ لگوایا۔ اور مسجد، مزار ودیگر عمارات کی مرمت کرائی۔ اس کے بعد سرکار کمپنی بہار کے عہد میں حضرت سید میر جان کابلی علیہ الرحمہ نے اس کی مرمت کروائی۔

گنبد کے اوپر جانے کے لئے ایک زینہ موجود ہے۔ خانقاہ کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانہ میں جانے کے لئے جنوب کی جانب ایک چھوٹا سا زینہ تھا۔ جس کا دروازہ سنگ مرمر کا اتار لیا گیا۔ زینہ کو مٹی کے ملبہ سے پر کر دیا گیا۔ تہہ خانہ کی کیفیت کا کچھ علم نہیں ہوسکا، اس کے آثار گردونواح کی زمین کی کھدائی کے وقت اب بھی نظر آتے ہیں۔ روضہ اور

Marfat.com

تسبیح خانہ ذکر وفکر کرنے والوں سے اور مسجد نمازیوں سے معمور رہتی۔

بعدازاں خواجہ عبدالاحد کشمیری جو حضرت ایشاں علیہ الرحمہ کی اولادِ امجاد سے تھے۔ کشمیر سے لاہور تشریف لائے اور ہنری لارنس کی ریذیڈنسی میں اس مقبرہ کو قبضہ میں لے لیا اور کافی روپیہ خرچ کرکے مزارات کی مرمت کروائی، مسجد ومزار کی تولیت محمد بخش صحاف لاہوری کے سپرد کرکے آپ واپس کشمیر چلے گئے۔ مگر اس کوشش سے کوئی مفید نتائج برآمد نہ ہوئے۔ پھر محکمہ تعمیراتِ عامہ (P.W.DEPTT:) نے مسجد اور روضہ کی مرمت ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء کے درمیان رائے بہادر کنہیالال ایگزیکٹو انجینئر کی نگرانی میں کرائی۔ منشی محمد دین فوق لکھتے ہیں کہ سیّد سید محمود آغا علیہ الرحمہ برادر حضرت سید میر جان علیہ الرحمہ متولی کی تحریک سے انگریزی عہد میں مسلمانانِ لاہور نے اس کی واگزاری کیلئے کوشش کی۔

چند سالوں کے بعد ۲۵ رمئی ۱۸۹۰ء کو ٹاؤن ہال، لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر ڈوئی سابق کمشنر نے اعلان کیا کہ خانقاہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ جو محکمہ نزول میں مدت سے چلی آرہی ہے۔ گورنمنٹ نے معہ ۱۴ گھماؤں (ایکڑ) اراضی بطور عطیہ مسلمانانِ پنجاب کے حوالہ کردی۔ اس پر خان بہادر محمد برکت علی خاں ودیگر اکابرین لاہور و رؤساء باغبانپورہ نے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ حضرت سیّد سید محمود آغا علیہ الرحمہ المتوفی ۱۱رذی الحجہ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء کے برادرِ اکبر سیّد میر جان علیہ الرحمہ نے مسجد اور روضہ کی دیواروں کو مرمت کروایا۔ یہ دونوں بزرگ حضرت ایشاں کے مزار کے مشرقی پہلو میں دفن ہیں۔ جنوب کی طرف روضہ کے اندر حضرت صاحبزادے خواجہ بہاؤالدین اور چند عقیدت مندوں کی قبریں ہیں۔ دروازہ کلاں کے دونوں جانب امراء کابل وعقیدتمندوں کی قبریں ہیں۔

Marfat.com

شجرۂ طریقت

اسمائے گرامی:

(۱) الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین شفاعت دستگاہِ اُمت پناہ احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) الٰہی بحرمت صدیق اکبر حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) الٰہی بحرمت حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) الٰہی بحرمت حضرت قاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) الٰہی بحرمت خواجہ ابو یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت بوعلی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت محمود بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الٰہی بحرمت حضرت سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) الٰہی بحرمت امام الطریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(۱۸) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) الٰہی بحرمت حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد قاضی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگی احمد کاشانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) الٰہی بحرمت حضرت مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد اسحاق دہ بیدی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بہاء الدین بن حضرت خواجہ خاوند محمود رحمۃ اللہ علیہ

شجرۂ طریقت: (اویسیہ)

شجرۂ طریقت مندرجہ ذیل ہے:

(۱) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(۲) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۳) خواجہ حبیب عجمی علیہ الرحمہ (۴) خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) خواجہ معروف کرخی علیہ الرحمہ (۶) حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت خواجہ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ

(۹) حضرت ابو علی کاتب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) حضرت خواجہ ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) حضرت ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(۱۲) خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) خواجہ سید خاوند محمود (المعروف حضرت ایشاں) رحمۃ اللہ علیہ

اس کے علاوہ آپ کے فرزند ملا معین الدین ہادی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''مراۃ طیبہ'' میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ آپ کے روحانی پیشوا تھے اور آپ کو اپنی فرزندی میں لیا ہوا تھا۔ آپ کے بزرگ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ''خوارزم'' کے ساداتِ عظّام سے تھے۔ ان کا نسب پاک ایک طرف سے حضرت آقا رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسری جانب حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔[1]

---

(۱) ماخوذ از تذکرہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ۔ مصنف میاں اخلاق احمد مرحوم نے بڑی جانفشانی سے حضرت صاحب کے حالات اکٹھے کیے ہیں۔ خصوصاً اپنے بھائی میاں عبدالقادر (سیالکوٹی) صاحب جن کی کوششوں سے ''مراۃ طیبہ'' کی مائیکروفلم (Mico Film) انڈیا آفس لائبریری لندن سے دستیاب ہوئی۔ (یہ مخطوطہ 373 صفحات پر مشتمل ہے (نمبر 1895/2)) اللہ تعالیٰ ان دونوں بھائیوں کو جزائے خیر دے اور ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین! راقم نے میاں اخلاق احمد مرحوم کو دیکھا ہے کیونکہ وہ مدرسہ میں وقتاً فوقتاً تشریف لاتے تھے بلکہ ایک مرتبہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ اُن کے گھر جانے کا بھی موقع ملا۔

Marfat.com

مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ

حالاتِ زندگی:

آپ موضع کیرانوالی ضلع گوجرانوالہ میں ملک برادری میں پیدا ہوئے، حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا- آپ حافظ قرآن بھی تھے- حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ۱۹۳۵ء میں مسجد نور کو آباد کرنے کی غرض سے مغلپورہ، لاہور میں تشریف لائے اور تاحیات مسجد نور مغلپورہ، لاہور میں امامت و خطابت اور اشاعت دین کے فرائض سرانجام دیتے رہے- آپ کا وصال بھی ۸۵ سال[1] کی عمر میں مسجد نور میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے-

حلیہ مبارک:

آپ کا رنگ گندمی، قد میانہ، رفتار و چال میانہ، سنت کے مطابق چہرے پر داڑھی شریف، محبت شیخ سے دل سرشار، ہر معاملہ میں سنت نبوی ﷺ اور تعلیمات مرشد کی جستجو اور عمل، لباس سادہ و سفید، ایک ٹانگ میں معمولی ضعف، ہاتھ میں عصا جس کے سہارے چلتے، آخری وقت تک نظر بحال اور ۸۵ سال عمر ہونے کے باوجود ریش مبارک بالکل سیاہ تھی-

---

(۱) مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دریائے نیل جاری فرمانے کا واقعہ پنجابی زبان میں قلمبند فرمایا جو چند صفحات پر مشتمل تھا، اس میں آپ نے اپنی عمر شریف 80 سال درج فرمائی تھی- اسکے چند سال بعد آپ نے وصال فرمایا- بندہ نے کافی کوشش کی کہ یہ اشعار مل جائیں لیکن افسوس آپکے یہ اشعار پڑھنے والے بھی محفوظ نہ رکھ سکے حالانکہ یہ اس وقت چھپے بھی تھے-

Marfat.com

گھڑسوار پنڈت کی پشین گوئی:

مہر عبداللہ آف دو گیج شریف بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بچپن میں مدرسہ سے حفظ کرنے کے بعد آ رہا تھا کہ ایک گھڑسوار پنڈت جاتے جاتے میرے پاس رک گیا اور کہنے لگا ''ارے لڑکے تیرا پیر تجھ پر بہت راضی ہوگا''[1]

﴿مسجد نور﴾

جامع مسجد نور جو مغلپورہ لاہور میں مغلپورہ ریلوے پھاٹک کے قریب، غازی آباد (جو پہلے کمہار پورہ کہلاتا تھا) کے علاقے میں واقع ہے، یہ وہ عظیم مسجد ہے جس میں مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سالہا سال امامت وخطابت اور اشاعتِ دین کے فرائض انجام دیے اور اسی مسجد میں عوام کی اصلاحِ نفس واحوال، تعلیم وتربیت، رشد و ہدایت اور تقسیم دولتِ عشقِ رسول ﷺ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپکے وصال کی گھڑیاں بھی اِسی ''مسجد نور'' کی مقدس وبابرکت زمین پر آئیں، آپ مدفون بھی یہیں ہیں۔ اسی مسجد سے مولوی صاحب کی اس قدر وابستگی کی وجہ اور اسی عظمت وشان کی حقیقت سطور ذیل سے بخوبی واضح ہوتی ہے۔

جناب بابا عبداللہ آف دو گیج شریف، لاہور کا بیان ہے کہ حضرت مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نور میں آنے کا واقعہ بیان فرمایا:

مسجد نور میں آنے کا پس منظر:

ہم تین آدمی حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ایک خادم کو یہ کہہ کر بھیجا کہ ''وہ جو تین آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے جو اچھا لگے اس کو لے آوَ۔'' چنانچہ اس

---

(۱) کسی کافر کا غیبی خبر دینا ''استدراج'' کہلاتا ہے۔

Marfat.com

شخص نے ہمارے قریب کھڑے ہو کر کچھ توقف کیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ''مولوی صاحب! آپ آجائیں،'' پس میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا: ''مولوی جی! جنگل وچہ بندہ بہہ کے اللہ، اللہ کرے تے بڑی گل اے'' (یعنی مولوی صاحب اگر بندہ جنگل میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو بڑی بات ہے) مولوی صاحب نے جواباً عرض کیا: ''حضور! بالکل اسی طرح ہے'' اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر ان کو ساتھ لے گئے۔رات کو حضرت صاحب نے خواب میں ایک مسجد دکھائی، اس مسجد کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے تعمیر فرمایا تھا۔عرس مبارک کے بعد حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: ''جاؤ، اب لاہور چلے جاؤ اور مغلپورہ ریلوے اسٹیشن پر اتر جانا'' چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ایک مسجد جو پرانا گنج مغلپورہ نزد کمہار پورہ ریلوے لائن کے درمیان واقع تھی اس میں آیا تو پتہ چلا کہ یہ وہی مسجد ہے جو حضرت نے رات کو خواب میں دکھائی تھی۔اس وقت اس مسجد کو ''چٹی'' مسجد کہتے تھے اور اب ''مسجد نور'' کے نام سے مشہور ہے۔مولانا چراغ دین صاحب نے بتایا کہ مسجد کے اطراف کے دونوں حجرے گرے ہوئے تھے اور کمہار اپنے گدھے مسجد کے اندر باندھتے تھے اور سٹہ بازی بھی ہوتی تھی۔بہرحال میں نے مسجد کی صفائی کی اور وضو کر کے اذان پڑھی اس طرح آہستہ آہستہ کچھ لوگوں کا اس طرف رجحان ہونا شروع ہو گیا۔تو پھر کیا تھا جس طرف نظر اٹھتی مخلوق خدا ہی نظر آتی تھی۔عارف کامل حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا:

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آئند

حضرت شیرِ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے خلیفہ مجاز حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا: ''شاہ صاحب! آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ ایک مسجد آباد کرائیں گے۔'' اس ارشاد گرامی سے بارہ سال بعد ایک دفعہ حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں کرمونوالہ ضلع فیروزپور (انڈیا) میں حاضر ہوئے تو آپ نے باتوں باتوں میں مولوی صاحب سے یوں فرمایا:

''ریلوے اسٹیشن (مغلپورہ) لاہور کے مشرق کی جانب ریلوے لائن کے قریب بزرگوں (حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ باقی باللہ) کی بنائی ایک بابرکت مسجد ہے جو کہ عرصہ دراز سے غیر آباد ہے، اسے آباد کرنا ضروری ہے۔''

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی خواہش پر لاہور آئے اور انہوں نے ریلوے لائن مغلپورہ کے پاس ایک مسجد دیکھی اور واپس جا کر اس کے بارے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو بتایا۔ آپ نے محل وقوع دریافت کرنے پر فرمایا: ''وہ یہ مسجد نہیں بلکہ جس بابرکت مسجد کو آباد کرنا مقصود ہے۔ وہ اس مسجد کی مغرب کی جانب واقع ہے۔ دوبارہ جاؤ! انشاء اللہ وہ مسجد مل جائے گی۔''

چنانچہ حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ لاہور تشریف لائے تو پہلی مسجد سے مغرب کی طرف جھاڑیوں اور درختوں میں چھپی ہوئی ایک قدیم طرز تعمیر کی مسجد دکھائی دی تو پھر واپس کرمونوالہ میں جا کر مسجد کے بارے میں عرض کیا تو شاہ صاحب نے یوں فرمایا: ''بس یہی مطلوبہ مسجد ہے جس سے ملحقہ ایک کنواں بھی ہے۔''

Marfat.com

آپ کے حکم سے درخت اور جھاڑیاں کاٹ کر مسجد کو بالکل صاف کر دیا گیا اور کنواں بھی دریافت کیا گیا اور اسے آباد کر دیا گیا، اور اس مسجد میں پانچ وقت کی اذان اور نماز کا سلسلہ باقاعدگی سے شروع کیا گیا اور اسے ''مسجد نور'' کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔

''مسجد نور'' اولیاء کبار کی عبادت گاہ:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نور کے حوالے سے فرمایا: یہ مسجد بڑی بابرکت ہے یہاں حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگانِ سلسلہ اور درویشِ کامل ذکر الٰہی میں مصروف رہے ہیں۔

مسجد نور کے در و دیوار سے ذکر الٰہی کی آواز آنا:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نور کی عظمت و شان بیان فرماتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا: ''اب بھی اس مسجد (مسجد نور) کی ایک ایک اینٹ ذکرِ الٰہی میں مصروف ہے۔''[1]

کنویں کی آبادکاری:

ایک دفعہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف سے عرس مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سالانہ تقریبات سے واپسی پر سرزمینِ لاہور تشریف لائے اور چند ایام مسجد نور میں قیام فرمایا۔ ایک دن آپ چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد کے جنوب کی طرف ایک مقام پر رک گئے اور فرمایا: اس مقام پر ایک بہت بڑا کنواں ہے اور یہ کنواں بھی انہیں بزرگوں کا بنایا ہوا ہے، جن کے ہاتھوں سے اس بابرکت مسجد کی تعمیر ہوئی تھی، لہٰذا یہ کنواں بھی کھود کر چالو کیا جائے اور اس سے آبپاشی کا کام لیا جائے۔ آپ کے حکم

(۱) اب یہ مسجد آبادی میں آچکی ہے، اس میں نماز پنجگانہ اور نماز جمعۃ المبارک باقاعدگی سے ہوتی ہے۔

Marfat.com

سے مقررہ جگہ سے دس فٹ کھدائی کرنے پر واقعی ایک بہت بڑے کنویں کے آثار ظاہر ہو گئے۔ جسے آباد کر دیا گیا۔[1]

انگریز افسر کا معافی مانگنا:

جب ریلوے حکام نے لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ دیکھا تو مسلمانوں کو روکنے کے لیے ریلوے حکام نے مسجد کے راستے میں خاردار تاریں لگا دیں۔ حضرت مولوی صاحب نے پیدا ہونے والی نئی صورتحال کے بارے میں حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو شاہ صاحب نے فرمایا: تم خاموشی سے اپنے کام میں مصروف رہو، اسی رات جس انگریز افسر کے حکم سے تاریں لگوائی گئی تھیں، کے ساتھ عجیب و غریب واقعہ پیش آیا وہ اس طرح کہ رات کو چارپائی پر سویا لیکن سو نہ سکا بلکہ چارپائی سے بار بار گرتا رہا۔ صبح کو وہ انگریز افسر حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا اور یوں کہا: ''مجھے علم نہیں تھا کہ یہاں کے پادری (علماء) بہت بزرگ ہیں۔'' اور ساتھ ہی اس نے خاردار تاریں اتارنے کا حکم دے دیا اور مسجد کا راستہ کھول دیا۔

مسجد نور کے درختوں کو دیکھنے سے رقت طاری ہونا:

مولوی صاحب علیہ الرحمہ کے خادم خاص حضرت میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[2] ہے کہ جب مسجد نور میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے ریلوے لائن کی پٹڑی[3] پر چڑھتا تو مسجد نور کے درختوں کی اوپر والی شاخیں

(۱) اب یہ کنواں بے آباد ہے۔

(۲) راقم کو استادِ محترم کے ہمراہ بہت سا وقت حضرت میاں تاجدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزارنے کی سعادت حاصل ہے، میں نے انہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اس مقام پر پایا کہ آج پیری کے دعویدار بڑے بڑے لوگ اس سے بڑی حد تک تہی داماں ہیں۔

(۳) ریلوے لائن کی جگہ سڑک بن چکی ہے۔

Marfat.com

نظر آتیں تو مجھ پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔

مسجد نور کی اولیاء کے ہاتھوں تعمیر:

میرے استادِ محترم مولانا مفتی محمد عبد الغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولوی قربان علی صاحب کے زمانہ میں محمد دین (پنکھوں والا) نے نماز جمعۃ المبارک مسجد نور میں ادا کی تو انہوں نے کہا کہ آدمیوں کے حساب سے یہ مسجد بہت چھوٹی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس کو شہید کر کے بڑی مسجد تعمیر کر دی جائے۔ مولوی قربان علی صاحب نے جواباً کہا: میں حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسجد کی توسیع کے حوالے سے عرض کروں گا۔ چنانچہ وہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسجد نور کی تعمیر نو کے حوالے سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: کہ ٹھیک ہے کہ وہ بہت عالیشان اور وسیع مسجد تعمیر کر دیں گے لیکن حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ کے ہاتھ کہاں سے لائیں گے؟"

☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

احوال و آثار

حضرت کرمانوالہ کے مولوی صاحب سے روابط:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا: ''او بیلیو! ساڈا اک بیلی جنگل وچ ڈیرہ لا کے بیٹھا اے، اوہدے کول جایا کرو۔'' اسکے بعد میں نے مولوی صاحب کی خدمت میں جانا شروع کر دیا۔

مستری محمد شریف ساکن دو گیج لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ سید محمد علی شاہ مولوی چراغ دین سے ناراض ہو گئے تو مولوی صاحب حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپکی ناراضگی کے بارے عرض کیا تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''کہ مولوی صاحب ہمارے آپس میں تعلقات تو قائم ہیں نا! سید محمد علی شاہ کے ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں۔''

مولوی صاحب اور میاں تاج دین:

استادِ محترم بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب انکے والد میاں تاج دین کو اکثر جب کہیں سفر پر جاتے تو ساتھ لے جاتے اور بعض دفعہ فرماتے ''تاج دین بندے تو ساتھ جانے کیلئے بہت مل جاتے ہیں لیکن طبیعت کے موافق آدمی نہیں ملتا۔''

میاں تاج دین صاحب کے نزدیک حدِّ ادب:

استاد محترم مولانا عبدالغفور مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محمد حسین وغیرہ ناظرہ کے طلباء کو کوئی پیغام دے کر والد صاحب (میاں تاج دین) کے پاس بھیجا تو میں نے دیکھا کہ بچے تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام دے رہے تھے اور والد صاحب ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

Marfat.com

کامل ہونے کے باوجود بیعت نہ کرنا:

استاد محترم بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل ہونے کے باجود کسی کو بیعت نہ فرماتے بلکہ شرقپور شریف، کرمانوالہ شریف اور گھنگ شریف میں بھیج دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی صاحب نے ادباً ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو اس قابل ہی نہ سمجھا اور لوگوں کو بہتر سے بہتر شخصیت کے پاس بھیجنے کی کوشش فرمائی۔

بیعت کا معیار:

مستری محمد شریف ساکن دو گیچ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ''جس شخص کو زمین اور آسمان کے درمیان کا حال معلوم ہو وہ مرید کر سکتا ہے اور وہ بھی چند آدمیوں کو۔[1]

انگریزی شکل و صورت سے نفرت:

خادم محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بچہ اٹھائے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: ''حضور! یہ بچہ بیمار ہے لہٰذا اسے دم فرمادیں''۔ اس بچے کے بال بڑے بڑے اور انگریزی (بودے) رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''تم بچے کے بال کٹوا دو تو بچے کو آرام آجائے گا۔'' اس نے عرض کیا: ''حضور! یہ بچہ میرا نہیں ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''لے کر تم ہی آئے ہو۔ اگر ایسا کرنے سے بچہ ٹھیک نہ ہوا تو واپس میرے پاس لے آنا۔'' اسی طرح کا ایک اور واقعہ محمد یعقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کیا: ''حضور! میری والدہ علیل ہیں، دعا فرمائیں!'' آپ نے

---

(۱) یہ اگرچہ قاعدہ یا شرط نہیں ہے لیکن مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے اپنا ایک معیار تھا۔

Marfat.com

فرمایا: ''تم داڑھی رکھ لو تو تمہاری والدہ صاحبہ ٹھیک ہو جائیں گی، اگر آرام نہ آئے تو میرے پاس آ جانا۔''

حضرت باقی باللہ علیہ الرحمہ کی اولاد کا ادب و احترام:

جناب مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سفر و حضر کے ساتھی اور خادم خاص حضرت میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ داڑھی منڈا پتلون پہنے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کا بہت ادب و احترام کیا۔ اس پر آپ کے ایک خادم خاص بابا نور محمد صاحب کو بہت اعتراض ہوا کہ مولوی صاحب نے داڑھی منڈے شخص کو چارپائی پر بٹھایا ہوا ہے۔ میاں تاج دین صاحب کا کہنا ہے کہ مہمان کے جانے کے بعد مولوی صاحب نے فرمایا: کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اس (خادم) کا سر پھاڑ دوں، میں نے تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا ہے۔ یاد رہے کہ آنے والا شخص حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھا۔

عورت و مرد کا داخلہ:

آپ کا رعب و جلال اس قدر تھا کہ کسی عورت کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ ریلوے لائن سے نیچے بھی اتر جائے، اور مرد ننگے سر آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔

عورتوں سے بچنا:

میاں تاج دیں آف دوگیچ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میں نے اوکاڑہ سے حضرت کرمانوالہ آنا تھا۔ ٹانگے کا انتظار کرنے لگے۔ جو بھی ٹانگہ آتا اس میں عورتیں ہوتیں تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''تاج دین اس ٹانگے میں بیٹھنا جس میں عورتیں نہ ہوں''۔ آخر کار ایک ٹانگہ بغیر عورتوں کے مل گیا اور اس طرح ہم حضرت کرمانوالہ پہنچے۔ بعض اوقات فرماتے کہ ان عورتوں کی وجہ سے تو میں 14 سال

Marfat.com

سے گھر نہیں گیا۔ سرکار شرقپوری حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کرمانوالہ سے بھی فرمایا تھا کہ ''شاہ صاحب عورت سے بچنا بیشک وہ 70 سال کی بوڑھی کیوں نہ ہو'' (اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت سے بات نہیں کی جاسکتی۔ باپردہ عورت بات کر سکتی ہے مسئلہ وغیرہ پوچھ سکتی ہے لیکن یہاں ان بزرگوں کا اپنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔)

سٹہ بازوں سے نفرت:

میاں تاج دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ خود مولوی صاحب نے فرمایا کہ ''ایک مرتبہ میں اکیلا دوپہر کے وقت بیٹھا ہوا تھا۔ تین چار آدمی دور سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں نے جان لیا کہ یہ سٹہ باز ہیں۔ میں نے اونچی آواز سے کہا کہ اندر سے میری کھونٹی لاؤ تاکہ میں ان کا علاج کروں۔ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ وہ سب کے سب بھاگ گئے، اور جاکر کھونٹی کا نمبر لگا دیا۔ جس سے وہ سٹہ جیت گئے۔ دوسرے دن وہ مٹھائی کی ٹوکریاں بھر کرلے آئے۔ میں نے نہ کھائی اور واپس بھیج دیا اور کہا کہ نکل جاؤ''

مولانا عبدالغفور مدظلہ العالی پر بچپن میں خصوصی شفقت:

استاد صاحب، مولانا عبدالغفور مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوگیچ تشریف لائے۔ جب واپسی پر روانہ ہوئے تو مجھے بھی اپنے ساتھ کار میں بٹھالیا اور گاؤں سے کچھ فاصلہ پر اتار دیا اور فرمایا ''لو اب دوڑ جاؤ'' میں بھاگ کر گاؤں آگیا۔

استاد صاحب فرماتے ہیں کہ جب والد (میاں تاج دین صاحب) مجھے سائیکل پر بٹھا کر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لاتے تو واپسی پر آپ فرماتے ''کہ تاجدین! اب تم نے جانا ہے۔ والد صاحب عرض کرتے ''جیسے آپ فرمائیں۔'' اس پر فرماتے'' اچھا! تم جاتے رہو'' والد صاحب فوراً سائیکل پکڑتے اور جلدی سے روانہ ہو پڑتے۔ انہوں نے

Marfat.com

کبھی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ عرض نہیں کیا تھا کہ میرے ساتھ عبدالغفور بھی آیا ہوا ہے۔ اسکو لے جاؤں یا یہ کس کے ساتھ آئے گا؟ بعض اوقات خود ہی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے "تاجدین تم جاؤ عبدالغفور پھر آ جائے گا یا عبدالغفور کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ کبھی بعد میں والد صاحب کے پیچھے کسی آدمی کو بھیج دیتے اور فرماتے کہ تاجدین سے کہو کہ عبدالغفور کو بھی ساتھ لے جائے" استاد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے مجھے مسجد نور میں ہی رکھ لیا اور رات کو بڑی اچھی قسم کا آلو بخارا دیکر فرمایا "یہ کھاؤ اور اس چارپائی پر جا کر سو جاؤ" میں نے حسبِ ارشاد کچھ تو کھایا اور باقی ماندہ اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا۔

ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاد صاحب کو فرمانے لگے "کہ عبدالغفور تاجدین سے کہنا کہ کل ہل لیکر آئے کیونکہ کھیت وتر آ چکے ہیں۔" میں جب گھر گیا تو بالکل بھول ہی گیا اور آپ کا پیغام دینا یاد ہی نہ رہا۔ اگلی دفعہ جب بسلسلہ گیارہویں شریف بڑی خوشی خوشی میں مولوی صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوا تو سب نے باری باری سلام کیا جب میری باری آئی تو جتنی خوشی سے میں مصافحہ کرنے لگا تو اتنی ہی ناراضگی سے فرمانے لگے "کہ میں نے تم سے سلام نہیں لینا" میں یک دم بڑا پریشان ہوا۔ آپ والد صاحب اور دیگر افراد سے فرمانے لگے "جاؤ کام کرو اور عبدالغفور ادھر ہی رہے!" خیر میں بیٹھ گیا تو آپ فرمانے لگے "تم نے ہمارے کھیت خشک کر دیے ہیں! میں نے تمہیں ہلوں کیلئے کہا تھا۔" میں نے عرض کیا "حضور مجھے یاد ہی نہیں رہا۔" اس کے بعد مزید اضافہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہل تو بڑوں نے ہی لانے تھے" اس پر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آ گئے اور فرمانے لگے "کون بڑا! ادھر کوئی بڑا نہیں تم بڑے ہو۔"

ایک دفعہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاد صاحب سے فرمانے لگے "جاؤ اندر کمرے سے بندوق لے آؤ۔ میں لے آیا۔ یونہی باری باری مجھ سے کمرے سے تلوار،

Marfat.com

پستول، غلیل وغیرہ (تقریباً پانچ چیزیں) بھی منگوائیں۔ میں نے یہ سب چیزیں لاکر آپ کے پاس رکھ دیں تو آپ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے "یہ ساری چیزیں میں نے تمہیں دے دینی ہیں۔" اُستاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ "اس کا مطلب مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی جانیں۔"

استادِ محترم مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ میں تقریباً تیسری جماعت میں پڑھتا تھا جب سے میرے والد میاں تاجدین صاحب مجھے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیکر آتے تھے۔ شرقپور شریف میں مجھے میرے دادا جان (میاں جلال دین صاحب مرید حضرت میاں شیر محمد، سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ) حضرت میاں غلام اللہ (ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا "حضور عبدالغفور کو داخل کرلیں" اس پر آپ نے پہلے مجھے بیعت فرمایا اور بعد میں جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں داخل کیا۔" پڑھنے کے زمانے میں میں اساتذہ کا ادب جس انداز میں کرتا تھا وہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے جانے کی وجہ سے تھا۔ ایک مرتبہ میرے استادِ محترم مربی ومحسن علامہ مولانا مفتی حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے "یہ ادب کی باتیں تمہیں کون بتاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دُنیا میں تم پہلے بھی رہ کر گئے ہو۔"

اھل دوگیچ پر خصوصی شفقت:

مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل دوگیچ سے بہت شفقت ومحبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ گیارہویں شریف کے موقع پر فرمایا کرتے: "دوگیچ والے بیلیاں نوں پہلوں کھانا کھلاؤ۔" کیونکہ یہاں سرکار شرقپوری حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت میاں جلال الدین صاحب مرحوم ومغفور رہتے تھے اور حضرت ثانی صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس تین بار تشریف لائے تھے۔ نیز میاں جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے میاں تاج دین صاحب حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور مولوی چراغ دین صاحب کے سفر وحضر کے ساتھی ہیں۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی تقریباً چار مرتبہ دوگیچ شریف تشریف لے گئے تھے۔[1] اہل دوگیچ آپ کی خدمت میں رہے اور تربیت پائی۔)

گیارھویں شریف کا اہتمام:

آپ کے خادم بشیر احمد صاحب کا بیان ہے کہ آپ ہر ماہ باقاعدگی سے گیارھویں شریف کے ختم کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس بابرکت محفل میں گیارہ، بارہ دیگیں پکا کرتی تھیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے علاوہ سکھ بھی شرکت کیا کرتے تھے۔ سکھ اصرار کرتے کہ ''باباجی! ہم نے بھی دیگیں پکانی ہیں۔'' آپ فرماتے کہ مسلمان تمہارے ساتھ نہیں کھاتے اس لیے تم لوگ علیحدہ ایک طرف انتظام کرلو۔ چنانچہ گیارھویں شریف پر بعض اوقات ایک طرف مسلمان جبکہ دوسری طرف سکھ دیگیں پکاتے تھے لیکن یاد رہے کہ اس مقصد کے لیے کبھی کسی سے چندہ وصول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ لوگ خود بخود اس کارخیر میں حصہ لیا کرتے تھے۔

سکھوں کو گائے کا گوشت کھلانا:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص میاں تاجدین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ صدر (کینٹ) لاہور سے کچھ سکھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''کہ ہمیں کوئی چیز کھلائیں'' اس پر آپ نے فرمایا: ''میں تو گائے کا گوشت کھاتا ہوں'' سکھوں نے عرض کیا: ''حضور! اگر آپ ہمیں گائے کا گوشت کھلائیں

(۱) مگر انکا قیام مسجد میں ہی ہوتا تھا۔

Marfat.com

گے تو کھالیں گے۔'' چنانچہ مولوی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ صدر بازار سے گائے کا گوشت لے کر آؤ۔ حسب حکم میں گائے کا گوشت لے کر آیا اور پھر پکا کر سکھوں کو کھلایا۔ سکھوں نے گائے کا گوشت کھانے کے دوران کہا: باباجی! ایہہ تے بڑا مزیدار گوشت اے۔'' یاد رہے کہ سکھوں اور ہندوؤں کے نزدیک گائے کا گوشت کھانا مذہباً ناجائز ہے۔

مقام فنا فی الشیخ:

بعض اوقات آپ خیال فرماتے کہ شادی کر لی جائے کیونکہ کھانا پکانے میں بہت دقت محسوس ہوتی تھی لیکن پھر خود ہی فرماتے کہ حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ جانتے ہی ہیں منظور نظر حضرت کرمانوالہ حضرت میاں تاج الدین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد کی زمین برائے کاشتکاری تیار کر رہا تھا کہ مجھے سونے کی ایک ڈلی ملی، میں نے وہ اٹھا کر مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کریں گے۔ سبحان اللہ! فنا فی الشیخ کا یہ حال ہے کہ نہ تو میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور نہ ہی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملنے والی سونے کی ڈلی کو تصرف میں لانے کا ارادہ کیا۔

دینی طلباء کی تربیت کرنا:

آپ کے ہاں بکثرت قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے لڑکے اور نوجوان حاضر ہوتے تھے۔ آپ سے تعلیم حاصل کرنے والے تمام بچے دوزانو ہو کر سبق یاد کرتے اور باری باری جس کو مولوی صاحب بلاتے وہ چپکے سے اٹھتا اور سبق سنا کر واپس آ جاتا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ''تاج دین! دیکھو یہ بچے کیسے بیٹھے ہیں؟'' پھر خود ہی فرمایا: ''انج لگدا اے جویں نوری فرشتے بیٹھے نیں۔''

Marfat.com

دینی طلباء پر شفقت:

میاں تاج دین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ بعض اوقات مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''درس بڑے میاں''[1] سے حفاظ کرام کو بلا کر انکی بڑی اچھے طریقے سے دعوت فرماتے اور واپسی پر ہر حافظ صاحب سے مصافحہ فرماتے اور ایک اٹھنی (پچاس پیسے) بھی عنایت فرماتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے کہ ''حافظ جی! خوش جانا، ناراض نہ ہونا۔'' خیال رہے یہ واقعہ قیامِ پاکستان یعنی ۱۹۴۷ء سے قبل کا ہے۔

جناب بابا محمد یعقوب کمہار کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم کچھ کمہار لڑکے کھانا کھا رہے تھے کہ نوجوان ہونے کی وجہ سے ہم نے کچھ تاخیر سے کام لیا۔ اس پر بابا فضل دین صاحب نے کہا کہ ''یہ لڑکے کھانا ترک نہیں کرتے۔'' مولوی صاحب نے فرمایا: ''جنے اینہاں کمہاراں نوں رجادتا اوہنے رب نوں راضی کرلیا'' یاد رہے کہ یہ لڑکے بطور طالب علم مولوی صاحب کی خدمت میں رہتے تھے۔

جاہ و جلال:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ آپ کا رعب و جلال اس قدر تھا کہ آپ کی خدمت میں دو، دو، اڑھائی، اڑھائی گھنٹے دوزانو ہو کر بیٹھنے میں گزر جاتے اور پاؤں سن ہو جاتے لیکن اتنی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ پانسہ پلٹ لیں۔

تعلیم قرآن کا انوکھا انداز:

جناب بشیر احمد صاحب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی مولوی صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دن والد صاحب سے فرمایا کہ:

---

(۱) اس مدرسہ کے بانی سید اسماعیل شاہ صاحب عرف بڑے میاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہیں ان کا مزار پُرانوار کچی قبر کی شکل میں ہے۔

Marfat.com

''بشیر احمد کو بھیجنا!'' یہ میرے بچپن کا واقعہ ہے۔حکم ملنے پر میں حاضر خدمت ہوا، آپ نے کچھ مقدار میں کھجوریں دیں اور فرمایا ''چلے جاؤ کل پھر آنا'' دوسرے دن میں حاضر ہوا تو آپ نے پھر کچھ کھجوریں دیں اور فرمایا کہ ''اب چلے جاؤ کل پھر آنا'' یہی معاملہ تیسرے دن حاضر ہونے پر بھی فرمایا اور حکم دیا کہ ''کل سیپارہ لیکر آنا''، تو اس طرح آپ نے مجھے قرآن پاک کی تعلیم دی۔

میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار محبت:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلوت وجلوت کے ساتھی اور خادم خاص میاں تاج دین صاحب کے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے والد صاحب کو حجرے میں کسی کام کے لیے بھیجا۔ والد صاحب حجرے میں داخل ہوئے تو مولوی صاحب نے بچوں کو حکم دیا کہ ''جاؤ باہر سے دروازے کی کنڈی لگا دو۔ چنانچہ ان بچوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کنڈی لگا دی۔ کچھ دیر بعد پھر بچوں کو بھیجا کہ جاؤ تاج دین سے پوچھو کہ ''آیا ہم کنڈی کھول دیں؟'' لیکن والد صاحب خاموش رہے۔ بچے واپس جاتے تو مولوی صاحب دریافت کرتے کہ ''تاج دین کیا کہتا ہے؟ بچے عرض کرتے: ''حضور! وہ کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔'' پھر آپ تشریف لائے، تو کنڈی کھولی اور حجرے کے اندر تشریف لائے کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے پھر ہاتھ پکڑ کر حجرے سے باہر لے آئے۔

صوفی محمد بشیر کا بیعت کروانا:

صوفی محمد بشیر صاحب نقشبندی ساکن کمہار پورہ (جو پہلے اور قریبی شاگردوں سے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ فرمانے لگے کہ ''میں تمہیں حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بیعت کروادونگا'' میں نے یہ بات اپنے والد صاحب کو

Marfat.com

بتائی تو والد صاحب کہنے لگے ''اگر تم بھی شاہ صاحب کے مرید ہو گئے تو شاگرد ہونے کے ناطے اپنے استاد (مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ) کا وہ ادب نہیں کرو گے، جواب کرتے ہو کیونکہ تم بھی یہ سمجھو گے ''جسطرح مولوی صاحب شاہ صاحب کا پیروں کی طرح ادب کرتے ہیں اس لحاظ سے شاہ صاحب میرے بھی پیر ہیں، پھر بحثیت استاد وہ ادب نہیں رہے گا'' میں نے یہ بات مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی تو آپ فرمانے لگے ''کہ تمہارے والد صاحب کی سوچ تو بہت اچھی ہے! چلو میں تمہیں شرقپور شریف بیعت کروادونگا۔'' لیکن اتنی مہلت ہی نہ ملی کہ چند دن کے بعد آپکا وصال ہو گیا۔

نفل نماز:

صوفی محمد بشیر نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''استاد کا اتنا احترام ہے کہ بندہ نفل نماز پڑھ رہا ہو اور استاد آواز دے تو نفل نماز توڑ کر استاد کی بات سنے۔'' اسکے بعد استادِ محترم مولانا عبدالغفور نقشبندی صاحب مدظلہ العالی فرمانے لگے کہ ''مسئلہ بھی یہی ہے۔ یہی حکم والدین کیلئے بھی ہے۔''

مولوی صاحب کی دعا:

استادِ محترم حضرت مولانا محمد عبدالغفور نقشبندی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی تو مولوی صاحب مندرجہ ذیل اشعار نہایت محبت سے پڑھ رہے تھے:

رحمت دا مینہ پا خدایا تے باغ سوکھا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا کر دے میوے بھریا

مٹھا میوہ بخش اجیہا قدرت دی گھت شیری
جو کھاوے روگ اس دا جاوے دور ہوئے دلگیری

☆......☆......☆......☆

Marfat.com

کشف و کرامات

مولوی صاحب بحیثیت غوث زماں:

بابا محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوا تو ایک مجذوب نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:

''کہاں سے آئے ہو''

میں نے جواب دیا ''کمہار پورہ سے!'' ——— پھر مجذوب نے کہا ''ادھر مسجد نور میں ہمارا غوث ہے'' ——— میں نے عرض کیا ''ان کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں!۔''

غیر شرعی امور سے نفرت:

راقم الحروف کے استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ جمعہ کا روز تھا کہ تمام لوگ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد چلے گئے لیکن مجھے آپ نے اجازت نہ فرمائی۔ مولوی صاحب تلاوت قرآن پاک شروع کرتے وقت مجھے فرمانے لگے کہ ''جاؤ اندر سے غلیل لے آؤ اور یہ پرندے جو شور مچا رہے ہیں انہیں اڑاؤ۔'' میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پرندے اڑانے میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کے ارشاد فرمانے پر میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ''جاؤ اس دیوار کے پیچھے جو مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہیں ان کے پیچھے ایک آدمی آ رہا ہے اسے کہو کہ وہ ادھر نہ آئے۔'' میں دیوار عبور کرنے کے بعد مال گاڑی کے ڈبوں کے نیچے سے ہوتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو واقعی ایک آدمی آ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ''مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ ادھر مت آؤ۔'' اس وقت وہ واپس ہو گیا اور میں نے واپس آ کر مولوی صاحب کو بتا دیا کہ اسے کہہ دیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اب وہ اس دوسرے راستے سے آ رہا ہے'' دیکھا تو وہ واقعی دوسرے راستے سے آ رہا تھا، مولوی صاحب نے مجھے قرآن کریم پکڑایا اور اس شخص

Marfat.com

کے پیچھے دوڑے اور ہاتھ والی کھونٹی بھی اس کے قدموں پر ماری جس سے وہ واپس دوڑ گیا۔اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ سٹہ باز تھا، میرے پاس نمبروں کے لیے آیا تھا۔سبحان اللہ! حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے علم کا یہ حال ہے تو خود مخبرِ صادق حضور پُر نور ﷺ کے علم کی کیا حد ہوگی۔

دلوں کے حال سے آگاھی:

محمد شریف ترکھان آف دوپچ شریف بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک لڑکے محمد اسماعیل کا رشتہ کیا۔جب ہم شادی کا دن مقرر کرنے کیلئے لڑکی والوں کے پاس گئے تو وہ ہم پر برس پڑے کہ تم لوگوں کو کس نے اس مقصد کیلئے بھیجا ہے؟ وہ لوگ اس قدر غصے میں تھے کہ انہوں نے ہمیں تاریخ شادی نہ دی۔اس طرح ہمیں محروم ہو کر واپس آنا پڑا۔بعد میں معلوم ہوا کہ کسی نے ان سے ہمارے خلاف کافی باتیں کی ہیں۔اس وقت دوسرے لوگ تو گھر واپس چلے گئے لیکن میں نے فیصلہ کیا کہ میں تو کچھ کر کے ہی جاؤں گا۔چنانچہ میں سیدھا مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو مولوی صاحب نے فرمایا: ''اذان پڑھو'' میں نے اذان پڑھی اور مولوی چراغ دین صاحب علیہ الرحمہ نے جماعت کرائی۔بعد از نماز بیٹھ گئے میں نے دل میں ارادہ کرلیا کہ بات میں نے بھی نہیں کرنی، آپ خود ہی مسئلہ کا حل بتائیں گے۔اس طرح نماز عصر کا وقت ہو گیا، آپ نے پھر اذان پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے اذان عصر پڑھی اور آپ نے جماعت کرائی۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر بیٹھ گئے اور مولوی صاحب نے فرمایا: ''وہ خود چل کر تمہارے پاس آئیں گے اور تمہارے پیر پکڑیں گے۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند دن کے بعد لڑکی والے آئے اور اپنے کیے پر معافی کے خواستگار ہوئے اور کہا: ''کہ ہمیں کسی نے آپ لوگوں کے بارے میں غلط باتیں بتادی تھیں۔'' پس انہوں نے شادی کا دن متعین کر دیا اور واپس چلے گئے۔

Marfat.com

صاحب قبر کے حال سے آگاہی:

راقم الحروف کے استاذ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ہمارے گاؤں دوگیج شریف میں ایک آدمی (عبداللہ کمبوہ) کو مرگی کی شکایت تھی، جس کے سبب اسے شدید دورہ پڑتا تھا- ایک دفعہ حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔اس کے ایک دو دن بعد میرے والد گرامی میاں تاج دین صاحب مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے عبداللہ کمبوہ صاحب کی خیریت دریافت فرمائی تو والد گرامی نے جواب دیا کہ ''وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور ان کی تو تدفین بھی عمل میں لائی جا چکی ہے۔'' اس پر مولوی صاحب نے فرمایا: ''تاج دین وہ فوت نہیں ہوا تھا، اسے تو غشی کا دورہ پڑ گیا تھا۔جب اسے قبر میں ہوش آیا تو وہ قبر میں ٹکریں مار مار کر فوت ہوا۔'' ادھر وہ روزانہ اپنی بیوی کو خواب میں ملتا اور کہتا کہ ''میں تو زندہ ہوں، مجھے ایسے ہی دفن کر دیا گیا ہے۔'' اس کی بیوی نے بہت اصرار کیا کہ اس کی قبر کو کھولا جائے۔چنانچہ اس کے اہل خانہ نے قبر کھولی تو ایسے ہی خون میں لت پت پایا۔سبحان اللہ! غلاموں کے علم کا یہ حال ہے تو اس سردارِ انبیاء حضور سرور عالم ﷺ کے علم کا کیا حال ہوگا؟۔

ولی کامل کا جانور:

حضرت مولوی چراغ دین علیہ الرحمہ کے خادم خاص جناب محمد یعقوب کا بیان ہے کہ حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بھینسا تھا جسے کنویں سے پانی نکالنے کیلئے استعمال میں لایا جاتا تھا۔خادم نور محمد صاحب اسے چارہ ڈالتے اور پانی پلاتے تھے۔استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ جب مولوی صاحب علی الرحمہ کو بھینسے کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ خود بخود ہمارے گاؤں آجاتا اور جب آپ کو اس کی ضرورت ہوتی تو وہ

Marfat.com

خود بخود مولوی صاحب علی الرحمہ کے پاس آ جاتا تھا۔

مولوی صاحب کو مقام حضوری حاصل ہونا:

مستری محمد شریف صاحب آف دوگیچ شریف کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ ''یا اللہ مجھے ایسا بزرگ ملا جس کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کی حضوری ہوتی ہو۔'' جب فجر کی نماز کے وقت میں مسجد میں گیا تو مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے جس سے مجھے آپ کی حضوری کا یقین ہو گیا۔

سائیں حیات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری:

جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ میں ایک مجذوب سائیں حیات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، مستری محمد شریف کا بیان ہے کہ ایک دفعہ خود مولوی صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ سرکار شرقپوری حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار، مجھے سائیں صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ جب میں پہنچا تو سائیں صاحب میرے کندھوں پر دونوں ہاتھوں کو پیار سے مارتے اور فرماتے ''او صوفی دیا پترا کی حال اے۔'' یاد رہے یہاں صوفی سے مراد سرکار حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

متعدد بزرگوں سے فیض:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے بزرگوں سے فیض تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے تعداد بھی بتائی تھی لیکن اب مجھے یاد نہیں رہی۔ ان بزرگوں میں مجذوب بھی شامل تھے جن میں ایک سائیں حیات شاہ صاحب آف جنڈیالہ شیر خان، ضلع شیخوپورہ بھی ہیں۔

مولوی صاحب کو میاں تاج دین صاحب سے کام:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے مولوی صاحب رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں نے ضلع شیخوپورہ میں کوئی کام جانا ہے آپ نے فرمایا: ''کہاں کام جانا ہے؟'' میں نے عرض کیا'' موضع بھدروں میں۔'' آپ نے فرمایا: کہ'' میرا بھی ایک کام کرتے آنا کہ جنڈیالہ شیر خان میں سائیں حیات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر جانا میرا اور اپنا سلام عرض کرنا اور فاتحہ خوانی کرنا'' چنانچہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس گاؤں میں مزید اولیاء کے مزارات پائے۔

گمشدہ لڑکا ملنا:

میاں تاج دین صاحب آف دوگچ شریف کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: ''حضور! دعا فرمائیں میرا لڑکا گم ہو گیا ہے، کوشش بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکا۔'' آپ نے فرمایا: ''تمہارا لڑکا اس وقت منٹگمری (ساہیوال) جیل میں ہے، تم جاؤ گے تو مل جائے گا۔'' وہ شخص تو چلا گیا تو میں نے عرض کیا: ''حضور! وہ کدھر تلاش کرتے پھریں گے، آپ ہی اس لڑکے کو یہیں لا دیتے۔'' اس پر مولوی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''تاج دین! یہ مقام حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا کہ وہ کلکتہ سے لڑکے کو شرقپور شریف لے آئے تھے، مجھے جتنا اختیار تھا، میں نے بتا دیا۔''

نرینہ اولاد ہونا:

میاں تاج دین صاحب آف دوگچ شریف کا بیان ہے کہ میں ایک شخص کو لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا عطا فرمائے۔'' آپ نے جواب دیا: ''کہ اللہ کریم اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھنا۔'' بہرحال اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے لڑکا عطا فرمایا تو اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھا گیا اور اب وہ خود صاحب اولاد ہے اور اس کا محمد شبیر نامی ایک لڑکا اس وقت

Marfat.com

دارالعلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجر پورہ، باغبانپورہ لاہور میں زیرِ تعلیم ہے۔[1]

مولوی چراغ دین صاحب کے عرس کے موقع پر ایک شخص نے استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کے حضور اپنا ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اولادِ نرینہ کے سلسلہ میں دعا کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ سامنے بیری سے بیر توڑ لاؤ، وہ شخص تعمیل ارشاد کرتا ہوا بیر توڑ لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ نے فرمایا: جھولی کرو! اس نے اپنے دامن کو پھیلا دیا تو مولوی صاحب نے یکے بعد دیگرے چھ بیر اس کی جھولی میں ڈال دیئے اور فرمایا: ''کہ یہ چھ بیر کھالو اللہ کریم تمہیں چھ لڑکے عطا فرمائے گا۔'' سبحان اللہ اس شخص کے ہاں یکے بعد دیگرے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ شریف، لاہور کا بیان ہے کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عموماً یوں فرمایا کرتے تھے کہ: ''تاج دین! رب کریم کولوں کڑیاں منڈے لے کے دینا تے کوئی گل ای نئیں اصل کم ایہہ وے کہ بندے نوں رب تک پہنچا دتا جائے۔''

محمد شریف آف دوگیچ شریف، لاہور کا بیان ہے کہ میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضور! نرینہ اولاد کیلئے دعا فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا: اللہ کریم تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا اس کا نام گلزار احمد رکھنا۔'' سبحان اللہ! آج بھی اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے جو بقیدِ حیات ہے۔[2]

جناب بابا بشیر صاحب کا بیان ہے کہ اللہ دتہ نامی شخص مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضور! نرینہ اولاد سے محروم ہوں، بیوی بھی ضعیف ہو چکی ہے آپ دعا فرمائیں۔'' آپ نے جوش میں آکر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکا عطا

---

(۱) راقم نے باپ بیٹا دونوں دیکھے ہوئے ہیں۔

(۲) راقم نے اس لڑکے کو بھی دیکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

فرمائے گا، اس کا نام نور احمد رکھنا۔" اسی طرح کا ایک واقعہ جناب حسن دین سے متعلق ہے کہ ان کی بیوی بھی ضعیف ہو چکی تھی کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کریم لڑکا عطا فرمائے گا اور اس کا نام "غوث محمد" رکھنا" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لڑکے کا نام یہی رکھا گیا۔

جناب بابا محمد یعقوب کمہار کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ "جاؤ مولوی صاحب کو توڑی کا ایک تنگڑ (بھوسے کا ایک گٹھا) دے آؤ"، تو بھائی نے کہا "میں نے سوچا جو ایک روپیہ ملنا تھا وہ بھی گیا" وہ حسب حکم بھوسے کا تنگڑ لیکر چلا گیا تو جب اس تنگڑ کو الٹا کر فارغ ہوا تو مولوی صاحب تشریف لائے اور دو روپے عنایت فرمائے۔ آپ کا عطا فرمانا ہی تھا کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس نے عرض کیا: "حضور! آپ رکھ لیں، میں نے نہیں لینے" آپ نے پھر فرمایا: "کیوں روتے ہو؟ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ اس نے عرض کیا: "حضور! بچہ کوئی نہیں" آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا: "جاؤ اللہ کریم تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا۔" الحمدللہ! اللہ نے لڑکے سے نوازا۔

سانپ کا محبت کرنا:

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شروع شروع میں جب میں کچھ پڑھنے بیٹھتا تو ایک بہت بڑا سانپ میرے پاس آ جاتا جس کی وجہ سے میں بعض اوقات خوفزدہ بھی ہو جاتا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالے) کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس سانپ کے بارے میں عرض کیا "تو آپ نے فرمایا: "مولوی جی! اونہوں کُج نہیں آکھنا اوہ محبت نال آوندا اے۔"

سانپوں کا نہ کاٹنا:

صوفی محمد حسین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

کسی آدمی کو کام کے سلسلے میں بھیجا، رات کا وقت تھا اسے کوئلہ کا ایک بڑا ٹکڑا محسوس ہوا تو اس نے راستے سے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بہت بڑا سانپ لپٹا ہوا تھا۔ سبحان اللہ! بات درحقیقت یہ ہے کہ آدمی کسی ولی کامل کا بھیجا ہوا تھا۔ صوفی صاحب کا کہنا ہے کہ ''ادھر بہت سانپ ہوا کرتے تھے لیکن کسی سانپ نے کبھی بھی کسی آدمی کو نہیں ڈسا۔''

میاں تاج دین صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بتایا کہ ''میں نے خود اپنے ہاتھوں سے تقریباً 360 سانپ مارے ہیں۔''

دور سے اعانت کرنا:

راقم الحروف کے استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جب ہماری گابھن بھینس نے اپنا گابھ ڈالا تو والد محترم نے مجھے فرمایا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں دودھ (بولی) دے آؤ چنانچہ میں اور میرے چچازاد بھائی ظہور احمد صاحب دونوں نے تازہ دودھ بڑے ڈول میں ڈالا اور سائیکل پر سوار ہو گئے۔ میں سائیکل چلانے لگا جبکہ ظہور احمد صاحب میرے پیچھے ڈول پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ریلوے لائن کی پٹری کے ساتھ ساتھ چل دیئے، ایک جگہ پر ریلوے والوں نے پٹری کے ساتھ سے ہی کافی مٹی کھود کر لائن کے ساتھ ڈالی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بڑے بڑے خوفناک گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ میں سائیکل چلاتا ہوا جب اس مقام پر پہنچا تو یکدم سائیکل لائن کے ساتھ پڑی ہوئی بجری کے سبب پھسل گئی اور ہم ہوا کی طرح ان کھودے ہوئے گڑھوں کی طرف گئے، میں نے کہا: ''آج خیر نہیں!'' جب ہم نچلی سطح پر پہنچے تو یوں محسوس ہوا کہ کسی طاقت نے ہمیں سہارا دیا ہے، ہماری کیفیت یہ تھی کہ میرے بائیں ہاتھ میں سائیکل کا ہینڈل اور برادرم ظہور احمد صاحب کے ہاتھ میں دودھ کا ڈول تھا، نہ تو سائیکل گری اور نہ ہی دودھ۔

Marfat.com

ہم نے ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی اور دہشت کی وجہ سے کافی فاصلہ پیدل ہی طے کیا اور پھر دوبارہ سائیکل پر سوار ہوئے۔ جب ہم مسجد نور میں پہنچے، سائیکل کھڑی کی اور میں نے وضو کر کے مولوی صاحب کا پتہ کیا تو آپ اس وقت حجرے میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ میں حجرے میں گیا اور ابھی صرف السلام علیکم ہی عرض کیا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اوسٹوں سٹوں تے بچے اوناں'' میں نے عرض کیا: حضور! بالکل شکر الحمد للہ! پھر آپ نے فرمایا: ''کملیو! اسیں تے تہاڈیاں راہواں وچ لگے پھرنے آں۔''

سلب مرض:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص جناب بشیر احمد صاحب کا بیان ہے کہ ہری نگر کا بابا فرید، مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضور! بہت علاج معالجہ کیا ہے حتیٰ کہ ساری ساری رات پانی میں بھی کھڑا رہا ہوں لیکن میری ران پر گھمیر ٹھیک نہیں ہوا- آپ نے فرمایا: ''جاؤ سامنے کھیت میں سے مٹی کا ڈھیلا لاؤ'' تو میں ڈھیلا لے کر حاضر ہو گیا- پھر فرمایا: ''اس کو کپڑے میں لپیٹ کر ''بسم اللہ شریف'' پڑھ کر گھمیر پر پھیرنا، انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا-'' چنانچہ میں نے حسب ارشاد چند دن تک یہ عمل کیا تو مکمل طور پر شفایاب ہو گیا۔

موت کا علم:

مولوی محمد بشیر صاحب امام مسجد کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد نور کے حجرے میں سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی اور اس کا لڑکا مسجد نور میں آئے۔ لڑکے کے باپ نے مجھے جگایا اور کہنے لگا کہ ''ہم نے مولانا چراغ دین صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔'' میں نے اس سے دریافت کیا کہ ''آپکو یہاں آئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ ''تقریباً آج سے 20-25 سال پہلے میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوا تھا۔'' بہر حال میں نے اسے بتایا کہ'' مولوی صاحب کا تو وصال ہو چکا ہے اور اب وہ سامنے اپنے مرقد میں آرام فرما ہیں۔'' میں نے اس شخص سے پوچھا کہ'' پہلے آپ کس سلسلہ میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔'' اس نے کہا کہ'' میرے اس لڑکے سے بڑا ایک لڑکا تھا جو گھر پر نہیں ٹھہرتا تھا۔ میں اس کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا اور دعا کیلئے عرض کی۔'' اس پر آپ نے فرمایا'' اس لڑکے پر آپ سختی نہ کریں۔ اس نے آپ کے پاس نہیں رہنا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں ایک لڑکا عطا فرمائے گا۔ وہ تمہارے پاس رہے گا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ لڑکا فوت ہو گیا اور اب میرا لڑکا جو بعد میں پیدا ہوا تھا'' وہ یہ ہے۔ میں فوج میں ملازم تھا ابھی ریٹائر ہوا ہوں سوچا چلو، اب فارغ ہیں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضری دے لیں۔

قبلہ استاذی المکرّم بیان فرماتے ہیں کہ'' ہمارے چچا محمد لطیف صاحب ولد میاں علی محمد کافی بیمار ہو گئے تو گھر والوں نے مجھے اور ایک لڑکے کو مولوی صاحب کی خدمت میں پانی والی بوتل دم کروانے کیلئے بھیجا۔ چنانچہ ہم آئے اور مولوی صاحب سے پانی دم کرنے کیلئے عرض کی تو آپ فرمانے لگے'' کہ اس نے تو آج فوت ہو جانا ہے تو پانی دم کرنے کا کیا فائدہ؟'' خیر ہم ویسے ہی گاؤں واپس آ گئے تو دن کے دو اڑھائی بجے اُن کا انتقال ہو گیا۔

حضرت کی چادر کا کمال:

میاں تاج دین صاحب آف دو گنج شریف کا بیان ہے کہ'' ایک دفعہ ہم چند آدمی مولوی صاحب کی معیت میں حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف حضرت کرمانوالے کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ ہم فیروز پور چھاؤنی اسٹیشن (انڈیا) پر اترے تو فیروز شاہ جانے والی گاڑی کا پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی صبح

Marfat.com

روانہ ہوگی۔اس وقت سخت سردی کا موسم تھا۔رات ہم کو ریلوے اسٹیشن پر گذارنی پڑی۔ہم ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور مولوی صاحب نے چادر ہمارے اوپر ڈال دی۔حیرت کی بات ہے کہ رات بھر ہمیں سردی محسوس ہی نہیں ہوئی۔''

آسیب کا عمل:

میاں تاج دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ آسیب کے عامل تھے۔ایک جن آپکی خدمت پر مامور تھا۔بعض اوقات آپ فرماتے کہ'' تاج دین میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کچھ بتادوں، میں عرض کرتا حضور کافی وقت ہے،سیکھ لیں گےلیکن آپ سے یہ چیز آپکی زندگی میں حاصل نہ کرسکا کیونکہ ان چیزوں کی طرف کبھی توجہ ہی نہ دی تھی ، نیز مولوی صاحب یہ بھی فرماتے کہ'' تاج دین ایہہ عمل کرلویں تے جس جوو چوں توں لنگ جائیں گا ایہہ چیزاں اوجو چھڈ ھ جان گیاں''یعنی جس جگہ سے گزر جاؤ گے جنات وہ جگہ چھوڑ جائیں گے۔

جنات پر رعب و جلال:

مستری محمد شریف ساکن دو گیچ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مہر عبداللہ ساکن دو گیچ نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ'' عبداللہ تم پیچھے سے تو دو آدمی آتے ہو اور یہاں تم اکیلے آتے ہو'' میں نے عرض کیا کہ''نہیں مولوی صاحب میں تو اکیلا ہی آتا ہوں۔'' پھر آپ فرمانے لگے کہ'' میں تمہیں دوسرا آدمی دکھادوں؟'' میں نے عرض کی'' ہاں جی! دکھا دیں'' مولوی صاحب نے مجھے ایک تعویذ دے دیا اور فرمایا''لو جب تم واپس گاؤں جاؤ گے تو وہ تمہیں راستے میں مل جائے گا۔ یاد رکھو کہ وہ بچے یا بوڑھے آدمی کی شکل میں ہوگا۔'' خیر میں جب تعویذ لیے واپس گاؤں آرہا تھا تو راستے میں ایک اینٹوں کا بھٹہ تھا-تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ

Marfat.com

ایک بچہ اینٹوں کے اوپر بیٹھا ہوا ہے۔جب میں قریب سے گزرا تو وہ میری طرف بڑا گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مہر عبداللہ کو سخت آسیب کی شکایت تھی۔یہ جن اسکے ساتھ رہتا تھا لیکن جب مہر عبداللہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کیلئے آتا تو اس میں اتنی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ آپکی حدود میں داخل ہوسکے۔

جن کا بے موسم پھل پیش کرنا:

میاں محمد بشیر صاحب آف کمہار پورہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب (کرمانوالے) نے مولوی قربان علی کو آپ کی ملاقات کیلئے بھیجا، اس وقت مولوی چراغ دین صاحب علیہ الرحمہ اکیلے تھے ابھی میرے بیٹھنے کو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک آدمی تازہ خربوزے چادر میں ڈالے پشت پر رکھے آیا اور خربوزے ہمارے پاس رکھ کر چلا گیا۔ خربوزے اتنے تازہ تھے کہ ابھی ڈھنٹل سے پانی رس رہا تھا۔ہم نے وہ خربوزے کھائے اور بعدازاں میں نے عرض کیا: ''مولوی صاحب! یہ آدمی کون تھا جو اتنی سخت سردی کے موسم میں خربوزے لایا، حالانکہ یہاں خربوزوں کا موسم بالکل نہیں ہے۔'' اس پر مولوی صاحب نے جواب دیا: ''بعض اوقات یہاں کوئی آدمی نہیں ہوتا تو اس سے کام لے لیتے ہیں، کیونکہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب نے اس کی ڈیوٹی مسجد کی حفاظت کے لیے لگا رکھی ہے، خربوزے وہ بمبئی (انڈیا) کے علاقے سے لایا ہے۔'' سبحان اللہ! کس قدر مولوی صاحب نے کسر نفسی سے کام لیا حالانکہ اب یہ جن خربوزے آپ کے حکم سے لایا تھا۔آخر میں مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''قربان علی میرے بعد تم اس مسجد میں آؤ گے یہ بات آپ نے وصال سے کئی سال قبل کہی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔''

Marfat.com

دیوار کے پیچھے کا علم ہونا:

مستری محمد شریف صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں، میں مسجد کے حجرے میں موجود تھا کہ آپ نے فرمایا: ''مستری شریف! تم بیٹھو اور میں تھوڑی دیر کے لیے آرام کرلوں۔'' چنانچہ آپ حجرے میں شرقاً غرباً چارپائی پر لیٹ گئے۔ تقریباً دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ آپ نے مجھے فرمایا: ''مستری صاحب! مسجد کے پیچھے جاؤ وہاں دو عورتیں کھڑی ہیں ان سے دریافت کرو کہ کیا بات ہے؟'' میرے دل نے اسی وقت تصدیق کر دی کہ وہاں یقیناً دو عورتیں ہیں۔ جب میں مسجد کے پیچھے گیا تو واقعی وہاں دو عورتیں بچہ لیے کھڑی ہیں۔ میں نے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: ''کہ بچہ بیمار ہے ہم نے مولوی صاحب سے بچے کی دوا پوچھنی ہے۔'' مولوی صاحب نے فرمایا: ''کہ انہیں کہہ دو کہ اس بچہ کو چاروں عرق پلاؤ، انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا'' اور میں نے عورتوں کو جا کر بتا دیا۔ سبحان اللہ! اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولوی صاحب کو صرف دیوار کے پیچھے کا علم ہی نہیں تھا بلکہ ان کو بچے کی بیماری کا بھی علم تھا حالانکہ عورتوں نے آپ کو بچے کی بیماری کے بارے میں بتایا نہیں تھا۔

وعظ میں شیخ سے مطابقت:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ جب کبھی کوئی آدمی حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ کی اقتداء میں جمعہ ادا کر کے آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے کہ ''حضرت شاہ صاحب نے جمعہ میں کیا وعظ فرمایا ہے؟'' اس شخص کے بتانے پر پتہ چلتا کہ یہی وعظ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نور میں فرمایا تھا۔

بیر کھانے کی خواہش پوری ہونا:

حضرت میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ ''یہاں کوئی بیری کا درخت ہوتا کہ ہم بیر کھایا کریں۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گھنگ شریف تشریف لائے، آپ نے بیر کھا کر اس کی گٹھلی زمین میں دبادی جس سے بیری کا ایک درخت اُگا، اس درخت کی کچھ شاخیں ''مسجد نور'' پر پڑتی تھیں۔ شیخ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ'' مجھے اس بیری کے بیر کھانے کی سعادت حاصل ہے۔ اس بیری کے بیر بہت لذیذ اور مزیدار ہوتے تھے۔ اس طرح کے بیر میں نے آج تک نہیں کھائے۔'' یہ بیر مزیدار کیوں نہ ہوتے کہ جس درخت کی خواہش مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہو اور اُگانے والے حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گھنگ شریف ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں کی برکت سے اس درخت کے پھل میں ایسی لذت پیدا کردی کہ وہ دوسرے درختوں میں کمیاب و نایاب ہے۔

چوری سے تائب ہونا:

صوفی محمد حسین صاحب آف کمہار پورہ کا بیان ہے کہ ایک خان صاحب نے مجھے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ اکثر اوقات میں ریل گاڑی سے بریکیں اتارتا تھا اور مولوی صاحب مجھے اس سے منع فرمایا کرتے تھے، اس وقت تو میں بریکیں نہ اتارنے کا وعدہ کرلیتا لیکن بعدازاں پھروہی عمل جاری رکھتا- آخر ایک دن مولوی صاحب نے مجھے فرمایا: کہ'' اگر تو نے آج بریکیں چوری کیں تو تجھے گولی لگ جائے گی۔'' آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ'' میں نے آپ کے سامنے سچی توبہ کرلی۔''

بات کا پورا ہونا:

محمد شریف ترکھان (بڑھئی) بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب سے جب کوئی بات کی جاتی تو کبھی تو اسکا جواب جلدی دے دیتے اور کبھی تھوڑی دیر کے بعد۔ مگر جو بات فرمادیتے وہ اسی طرح پوری ہو کر رہتی۔

Marfat.com

صوفی محمد حسین صاحب جو مولوی صاحب کے شاگرد تھے اور مولوی صاحب انہیں صغرسنی میں ''صوفی'' کہہ کر پکارتے تھے اور وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے پیرومرشد حاجی شیخ عبدالرؤف لوتھر شہید[1] رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی یا حضرت لوگ مجھے ''صوفی'' کہتے ہیں لیکن مجھ میں صوفیوں والا کوئی کسب نہیں۔آپ نے مراقبہ فرمایا اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''جو تمہارے استاد تھے وہ بہت بڑے ولی کامل تھے۔ان کی زبان سے جو الفاظ نکلے ہیں وہ خطا نہیں جائیں گے اور انشاءاللہ ایک وقت آئے گا کہ تم صوفی بن جاؤ گے۔''

قیام پاکستان پر سکھ ملٹری کی نمازیوں پر فائرنگ:

محمد بشیر صاحب،صوفی محمد حسین صاحب اور نور محمد صاحب وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب پاکستان بنا تو سکھ ملٹری ٹرین میں سوار ہو کر آئی- جمعہ کا دن تھا- نماز جمعہ کیلئے جب مسلمانوں نے نماز کی نیت باندھی تو سکھ ملٹری نے فائرنگ شروع کر دی- فائرنگ اتنی شدید تھی کہ بعد میں لڑکوں نے جھولیاں بھر بھر کر خول اکٹھے کیے-لیکن اس قدر ہجوم میں صرف تین چار آدمی شہید ہوئے- اور اکثر آدمیوں کو گولیاں اس طرح لگیں جیسے کوئی پتھر کا چھوٹا ٹکڑا لگ کر گر پڑتا ہے اور چھوٹا سا نشان پڑ جاتا ہے-یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص کے صدقے کرم خاص فرمایا کہ شدید فائرنگ کے باوجود تین چار آدمی شہید ہوئے۔

سادھو سنگھ کا کلمہ شریف پڑھنا اور سکھوں کا بھاگنا:

صوفی محمد بشیر صاحب آف کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک سکھ سادھو سنگھ وضو کیلئے ٹوٹیوں میں پانی بھرتا تھا۔خاص کر جمعہ کے

(۱) یاد رہے کہ حاجی شیخ عبدالرؤف لوتھر شہید رحمۃ اللہ علیہ خود ایک ولی کامل گزرے ہیں۔تقریباً 52 کتابیں لکھی ہیں- انہوں نے آخری کتاب ''نوراللہ محبوب اللہ'' کے نام سے تحریر فرمائی تھی۔

Marfat.com

دن جب تک جمعہ ختم نہ ہوجاتا وہ پانی بھرتا رہتا۔ بعض اوقات ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیتا اور روٹی بھی کھالیتا۔ ایک دن مولوی صاحب سے عرض کرنے لگا'' کہ باباجی تین سکھ آئے تھے انہوں نے مجھے کہا ہم نے سنا ہے کہ تو مسلمان ہوگیا ہے۔ میں نے کلمہ شریف پڑھ کر قدم ابھی سیڑھی سے نیچے رکھا ہی تھا کہ وہ بھاگ گئے۔'' اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ دس بھی ہوتے تو بھاگ جاتے۔

بچھڑے کی برکت:

خادم محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ مصطفےٰ آباد (دھرم پورہ) کا ایک گجر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی حضرت دعا فرمائیں میرے مویشی مرتے رہتے ہیں۔ آپ کے پاس اس وقت ایک بچھڑا تھا۔ آپ نے اس گجر کو اشارہ کیا کہ اس بچھڑے کو اپنے مال (مویشیوں) میں لے جاکر باندھ دو۔ انشاء اللہ تمہارے مویشی ہلاک نہیں ہوں گے۔ بس جب سے اس نے بچھڑا باندھا اس کے مویشی ہلاک ہونے سے بچ گئے۔

دین اور دنیا دونوں سنور جانا:

محمد یعقوب صاحب خود اپنا واقعہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ شرقپور شریف (عرس شریف میں) جانا ہے۔ میں نے عرض کی حضور ضرور اور ساتھ ہی یہ بھی خیال کیا کہ آج کی ڈیڑھ روپیہ (11/2) کی مزدوری گئی۔ خیر ہم شرقپور شریف پہنچے اور حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں رات رکھا اور اگلے دن اجازت فرمائی۔ جب واپس مسجد نور میں پہنچے تو میں نے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے دو روپے عنایت فرمائے۔ یعقوب صاحب نے مزید کہا کہ آپ کا ہم پر بہت کرم تھا۔ مولوی صاحب نے ہمارے دین اور دنیا سنوار دیئے ہیں۔

Marfat.com

بخار سے نجات:

صوفی محمد حسین آف کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب ایک دفعہ کسی جگہ تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا ''تم ادھر ہی سو جانا۔'' میں اس وقت بچہ تھا خیر میں رات کو ادھر ہی سو گیا تو ساتھ ہی مجھے شدید بخار ہو گیا۔ صبح ہوئی مولوی صاحب تشریف لائے تو میں ابھی بخار میں ہی مبتلا تھا۔ آپ نے فرمایا ''لو! میں تمہیں ایک نقش دیتا ہوں اسے پہن لو۔ تمہیں بخار نہیں چڑھے گا۔'' اس دن سے لے کر آج تک مجھے پتہ ہی نہیں کہ بخار کیا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ تعویذ بھی گم ہو گیا ہے۔ صوفی محمد حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری طبیعت ناساز تھی۔ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا وہ کبھی اِدھر تھرمامیٹر لگاتے اور کبھی اُدھر، اور پھر حیران ہو کر کہنے لگے کہ ''تھرمامیٹر تو کوئی ٹمپریچر (درجہ حرارت) ظاہر نہیں کر رہا پتہ نہیں کیا بات ہے؟'' میں نے کہا ''ڈاکٹر صاحب! مجھے ایک ولی اللہ نے فرمایا تھا کہ جاؤ تمہیں کبھی بخار نہیں چڑھے گا!'' لہذا تمہارا تھرمامیٹر بے بس ہے۔''

ناپختہ اعتقاد والے کو بیعت کرنے سے احتراز:

قبلہ استاد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد نور میں عرس کے موقع پر بیان کیا کہ ایک شخص نے آپکو بیعت کیلئے عرض کی۔ آپ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ''اے تے ٹِل مِل یقین اے''یعنی اس کا یقین کمزور ہے۔ پھر ایک دفعہ وہ شخص تین ساتھیوں کے ساتھ میاں صاحب آف گھنگ شریف حاضر ہوا، اور بیعت کیلئے عرض کی آپ نے تین آدمیوں کو تو بیعت کر لیا اور چوتھا جسکو مولوی صاحب نے بیعت نہیں کیا تھا آپ نے بھی نہ کیا اور آپ نے بھی یہی فرمایا ''اے ٹِل مِل یقین اے''یعنی اعتقاد پختہ نہیں۔

Marfat.com

مولوی صاحب کے علمِ غیب کا امتحان اور انجام:

بابا محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیر محمد نمبردار آپکے پاس آیا اور ہاتھ میں کچا آم (امبی) دبائے ہوئے تھا کہنے لگا کہ ''بڑے ولی بنے پھرتے ہو، اگر تم ولی ہو تو بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟'' آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس نے پھر یہی الفاظ دہرائے۔ آپ جوش میں آگئے اور فرمایا: ''جا ایہنوں لون مرچ لا کے کھالئیں'' اس وقت تو وہ چلا گیا اور کئی دن درد اور تکلیف میں مبتلا رہا۔ پھر ایک روز مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا یا ''حضرت! معاف کر دیں غلطی ہوگئی۔'' اس پر آپ نے فرمایا ''نمبردارا کسے درویش دا لنگ نہیں لائی دا'' یعنی کسی درویش کا امتحان نہیں لیتے۔

ختم گیارھویں شریف پر گھی کی کمی:

بابا محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہویں شریف کے موقع پر تمام چیزیں پوری تھیں لیکن دو دیگوں کا گھی کم تھا۔ میں ایک دن پہلے حجرے میں مولوی صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی ''حضرت دو دیگوں کا گھی کم ہے۔'' میرا یہ کہنا ہی تھا کہ آپ جلال میں آگئے اور فرمانے لگے ''میری ماں دا ختم اے، جنہاں دا ختم اے، خود ای انتظام کرلیں گے۔'' اگلے روز سورج طلوع ہوتے ہی صدر، لاہور کا ایک شیخ پانچ کلو گھی لے آیا۔

رُعب و جلال:

مستری محمد شریف ترکھان نے بیان کیا کہ آپکے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ جب میں آپکی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوتا تو راستے میں کسی غلط جگہ پر نگاہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی کہ حاضر ہونے پر مولوی صاحب فرمائیں گے کہ ''تجھے شرم نہ آئی کہ ہمارے پاس آتے ہوئے بھی دل اور نگاہ کو بچا کر نہیں رکھتے۔'' اب بھی اسی طرح مولوی صاحب کا فیض ہے۔

Marfat.com

انگریز افسر کا رویہ:

محمد نور صاحب آف کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ میں پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے ایک انگریز افسر کا ''اردلی'' تھا۔ اس کی میرے ساتھ کوئی موافقت نہ بنتی تھی۔ جسکی وجہ سے مجھے بہت پریشانی ہوتی تھی۔ چنانچہ میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ تو مولوی صاحب مجھے فرمانے لگے کہ ''تم اس کے سامنے ڈٹ کے رہو، ٹھیک ہو جائے گا۔'' خیر میں نے آپکے کہنے پر عمل کیا تو وہ انگریز افسر میرے ساتھ بالکل صحیح طریقے سے پیش آنے لگا۔ یہاں تک کہ سپیشل ترقیاں دلوائیں اور خاص ٹریننگ کیلئے بھی بھیجا۔

ریلوے میں ملازمت:

آپکے خادم محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ ایک پناہ گیر جوتر کھان (بڑھئی) تھا آپکی خدمت میں ایک کنڈی لے کر آیا۔ آپ نے وہ قبول فرما لی اور فرمایا کہ کیا کام کرتے ہو؟'' اس نے عرض کی ''حضور فارغ ہوں۔ کئی روز سے ریلوے میں ملازمت کیلئے جا رہا ہوں لیکن بھرتی نہیں ہو رہا۔'' اس پر آپ نے فرمایا ''کل تم جانا وہ تمہیں بھرتی کر لیں گے۔'' میں آپکے حکم کے مطابق گیا اور بھرتی ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد دوبارہ پھر حاضر ہوا تو عرض کی ''حضور بھرتی تو ہو گیا ہوں لیکن اب نمبر نہیں مل رہا۔'' آپ نے فرمایا کہ ''بدھ کے روز اُدھر جانا وہ تمہیں نمبر دے دیں گے۔'' چنانچہ بدھ کو میں گیا اور نمبر مل گیا۔

ٹھیکیدار کا فرار:

میاں تاج دین اور مستری محمد شریف آف دوگچھ شریف بیان کرتے ہیں کہ اس موضع کی زمین ایک ہندو راجہ کی ملکیت تھی۔ اس کے وارثوں نے اس کو ٹھیکے پر دیدیا۔ وہ ٹھیکیدار اس سلسلہ میں ایک بار دوگچھ بھی آیا۔ ہمیں جب اس چیز کا پتہ چلا تو مولوی صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا "ہُن نئی آوندا" اس کے بعد واقعی اس ٹھیکیدار کا پتہ ہی نہیں چل سکا کہ وہ کدھر چلا گیا۔"

مسجد نور کے کتبوں کی صفائی:

مولوی صاحب کے سفر وحضر کے ساتھی میاں تاج دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو خواب میں مولوی صاحب فرمانے لگے کہ "مسجد میں کتبوں پر گرد وغبار پڑا ہوا ہے۔ تم میرے کندھوں پر چڑھو اور گرد کو صاف کرو۔ میں نے عرض کی "یا حضرت! آپ میرے کندھوں پر چڑھیں۔" چنانچہ میں نیچے بیٹھا اور مولوی صاحب میرے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ میں نے اٹھنا چاہا لیکن اٹھ نہ سکا۔ پھر میں نے "کلمہ شریف" پڑھا تو اٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اگلے روز میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے تاج دین رات والا خواب سناؤ۔" میں نے سنایا تو آپ نے فرمایا "تاج دین! تو نے میرا بوجھ اٹھا لیا" تو میں نے عرض کی "یا حضرت! میں نے کلمہ شریف کی برکت سے آپکو اٹھا لیا۔" پھر آپ نے فرمایا "بیلیو تاج دین نے مینوں چک ای لیا" بار بار یہی فرماتے۔ سبحان اللہ! اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ میاں تاج دین صاحب کے خواب کو مولوی صاحب علیہ الرحمہ بھی ملاحظہ فرما رہے تھے۔

سکھوں کا اندھا ہو کر چکر کاٹنا:

حکیم محمد اشرف صاحب ساکن سریا جیس پارک، لاہور (باغبانپورہ) بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ ہم چند آدمی مولوی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ سرہند شریف گئے تو ہم نے کھانا بھی اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ جب فیروز پور ریلوے اسٹیشن (انڈیا) پہنچے تو فیصلہ کیا کہ کھانا اِدھر اسٹیشن پر ہی کھا لیا جائے۔ لہذا ہم میں سے ایک آدمی گوشت والا سالن گرم کرنے کی غرض سے چلا گیا۔ جب اُس نے سالن کو تھوڑا سا گرم کیا تو گوشت کی خوشبو اُس

Marfat.com

جگہ پھیل گئی۔ وہاں پر موجود سکھوں نے اِدھر اُدھر بھاگنا شروع کر دیا کہ اِدھر گوشت کی بو کِدھر سے آ رہی ہے؟ سالن گرم کرنے والا خادم بھاگ کر مولوی چراغ دین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس آ گیا، جدھر ہم سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب علیہ الرحمہ نے ہم سب کے اِردگرد ایک دائرہ کھینچ دیا اور فرمایا "بس اِس دائرہ سے باہر نہیں نکلنا۔" پھر کیا تھا کہ وہ تمام سکھ ہمارے اِردگرد اندھے ہو کر دوڑتے رہے اور ہم اُن سب کو دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد خود ہی چلے گئے۔

وصال:

حضرت میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف دوگیچ شریف کا بیان ہے کہ اپنے وصال کے سال مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "حضور! رمضان المبارک قریب آ رہا ہے کسی حافظ کا بندوبست فرمائیں۔" اس پر حضرت شاہ صاحب نے جواباً فرمایا: "کہ مولوی جی! تسیں ہن اپنا بندوبست کرو" واپس آ کر مولوی صاحب بہت روئے اس طرح تیسرے روز آپ کا وصال ہو گیا۔

میاں تاج دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ وصال سے کچھ دیر پہلے مولوی صاحب کبھی اذان دینا شروع کر دیتے اور کبھی پوچھتے کہ "کیا نماز ہو گئی ہے؟" کبھی فرماتے کہ "اے بندے یہی وقت ہے اگر تو بفضل الٰہی سنبھال لے۔"

آپ کا وصال 1950ء میں تین رمضان المبارک بوقت نماز عشاء ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ "ایک دفعہ میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "تاج دین! ایک دن تو جانا ہی ہے، میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس جگہ دفن کیا جائے لیکن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ "جب میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر سن کر آیا تو اس

Marfat.com

وقت تک دوسرے مقام پر قبر تیار ہوچکی تھی،، جہاں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

آپکے وصال کی خبر آناً فاناً علاقہ بھر میں پھیل گئی تھی۔ آپ کے خدام اور عقیدت مندوں نے باہمی معاونت سے غسل دیا۔ کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھی۔ بعد ازاں مرکزِ فیوض و برکات ''جامع مسجد نور'' سے متصلاً دفن کر دیا۔

تصرف بعد از وصال:

میاں تاج دین صاحب آف دو گیج شریف کا بیان ہے کہ محمد لطیف آف دو گیج شریف نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ ''میری لڑکی بچپن میں شدید بیمار ہوگئی، یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا۔ میں اپنی بچی لے کر حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوا۔ بچی کو ایک طرف لٹا دیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور! آپ کے مزارِ پُر انوار پر دعا مانگی جب میں فارغ ہو کر واپس آیا تو بچی کو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت مکمل طور پر شفا عطا فرمادی، اوراس کے بعد سے اس مرض سے تاحیات چھٹکارا مل گیا۔

☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

حالات حضرت مولانا
حافظ قاضی سراج احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

استاد صاحب علیہ الرحمہ آپ کا نام مبارک بڑی محبت سے لیتے اور اپنے والد صاحب اور مستری احمد دین صاحب کے حوالہ سے آپ کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پائے کے ولی اور سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔ ثانی صاحب علی پور شریف کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ریلوے کیرج شاپ میں تقریباً ۳۰ سال تک جمعہ پڑھایا۔ آپ کے متعلق چند باتیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ خیر و برکت میں اضافہ ہو۔(۱)

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ بڑے بیٹے زبیر احمد اور دوسرے خالد احمد جو فوت ہو چکے ہیں۔ جبکہ تیسرے بیٹے ڈاکٹر تراب المدینہ فی الحال لندن میں مقیم ہیں نیز بیٹی اچھرہ لاہور میں مقیم ہے۔

احوال و آثار

دوران تقریر حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا:

مستری احمد دین صاحب ساکن گوجر پورہ امتیاز روڈ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کا وعظ کرتے ہوئے اچانک کھڑے ہو گئے۔ دو تین منٹ بعد دوبارہ وعظ

---

(۱) حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ حالات و واقعات، مشاہدات اور فرمودات وغیرہ آپ کے مرید صادق مستری احمد دین صاحب اور حاجی محمد امین شوق صاحب سے لیے گئے ہیں۔ اس وقت آپ کے قریبی ملنے والوں میں سے یہی دو احباب بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

شروع فرمادیا۔ اتوار کو چھٹی والے دن میں آپ کے پاس اچھرہ میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ ”حضرت آپ خاموش کیوں ہو گئے تھے؟“ آپ فرمانے لگے ”یہ باتیں ہر ایک کے سامنے بیان نہیں کرنی چاہئیں لیکن میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔“ جب میں وعظ کر رہا تھا تو سامنے سڑک پر حضور ﷺ بمعہ اپنے اصحاب تشریف لے جا رہے تھے لہذا ادباً میں کھڑا ہو گیا تا کہ آپ کا یہ سلسلہ مکمل ہو جائے۔“

مجذوب کا روٹی کا ٹکڑا دینا:

مستری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ”میں لاہور سے اپنے پیر خانے یعنی ”علی پور شریف“ کیلئے روانہ ہوا۔ جب میں ”علی پور سیداں، ریلوے اسٹیشن“ پر اُتر کر جانے لگا تو میرا گزر ایک مجذوب کے قریب سے ہوا تو انہوں نے مجھے روٹی کا ایک ٹکڑا دینے کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا لیکن میں نے وہ روٹی کا ٹکڑا نہ لیا اور حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: ”سراج احمد! اگر تم مجذوب سے روٹی کا ٹکڑا لے کر کھا لیتے تو ساری زندگی تقریر نہ کر سکتے!“

”ایسی تقریر کیلئے کسی اور کو بلا لیا کریں!“

مستری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ آپ کی دوگیچ میں تقریر تھی۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ نماز عشاء کے بعد جب جلسہ ختم ہوا تو بعض لوگ کہنے لگے، کہ ”آپ نے اہل تشیع کے خلاف تو کوئی بات ہی نہیں کی؟“ اس پر آپ فرمانے لگے ”میں ایسی تقریر نہیں کرتا۔ اگر ایسی تقریر کروانا ہو تو کسی اور کو بلا لیا کریں!، بلکہ تقاریر تو ایسی ہونی چاہئیں، جس سے دوسرے لوگ بھی اپنی طرف راغب ہوں اور ہمیں اچھا جانیں نیز نفرت بھی پیدا نہ ہو۔“

استاد صاحب علیہ الرحمہ کے والد صاحب میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بیان فرماتے تھے کہ ''آپ کی تقریر اتنی پر مغز اور جامع ہوتی تھی کہ بندہ پندرہ منٹ میں سیراب ہو جاتا تھا۔'' میاں صاحب، پہلے آپ کے پیچھے ''مسجد ریلوے کیرج شاپ''، جمعہ پڑھنے کیلئے دو گیج سے تشریف لاتے اور بعد ازاں ''مسجد نور'' میں جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے۔

دربار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضری دینا:

آپ کے مرید صادق حاجی محمد امین شوق صاحب ساکن شاد باغ، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ہر جمعرات بعد نماز عصر داتا صاحب علیہ الرحمہ حاضری دینا آپ کا معمول تھا ٹولہ بنا کر اکٹھے جانا یا حاضری دینا ناپسند فرماتے تھے۔ شوق صاحب نے آپ کے ہمراہ سرہند شریف (انڈیا) مجدد صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں بھی حاضری دی ہے۔

حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجنا:

حاجی محمد امین شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے حالات ٹھیک نہیں تھے۔ میں قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کیلئے عرض کیا تو آپ فرمانے لگے ''حضرت کرمانوالہ کے پاس چلے جاؤ۔'' خیر میں کچھ سوچتا رہا کہ میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں اور آپ مجھے آگے بھیج رہے ہیں۔ خیر حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں، لاہور، ہی میں ایک جگہ جہاں حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالہ تشریف لائے ہوئے تھے، اُدھر پہنچ گیا۔ دیکھا تو کمرہ زائرین سے بھرا ہوا تھا اور بالکل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سب احباب دوزانو سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ قصہ کوتاہ میں دہلیز میں ہی بیٹھ گیا اور کوشش کر کے (ایک والد صاحب کے ملنے والے کے پاس) سرکتا سرکتا پہنچ گیا۔ ابھی لڑکا تھا لیکن بڑی ہمت کر کے میں نے واقف کار کے کان میں ابھی بات شروع ہی کی تھی تو حضرت کرمانوالی سرکار دور کونے میں بیٹھے فرمانے لگے ''اے کاکا! کی آندا اے۔'' آپ کا فرمانا تھا کہ یکدم میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا دعا کیلئے کہہ رہا

Marfat.com

ہے۔" آپ نے فرمایا "اللہ کریم! خیر کرے گا!" اس سے اگلے ہی روز مجھے نوکری مل گئی۔ اس دن سے لے کر آج تک میں نے افسری ہی کی ہے جبکہ اب میری عمر اسّی سال کے قریب ہے۔ میں اس وقت بھی "ماسٹر پینٹ" میں بطور "جنرل منیجر" کام کر رہا ہوں۔

جنات کو ذکر کروانا:

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ مجھے فرمانے لگے "محمد امین! رات کو میرے پاس جنات آ گئے اور کہنے لگے کہ "ہم نے ذکر کرنا ہے۔" میں نے اُن سے حلقہ بنوایا اور اُنہیں ذکر کروایا۔"[1]

حضرت اسماعیل عربی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ ہم کار میں سوار ہو کر جا رہے تھے۔ میں اگلی سیٹ پر ٹیڑھا بیٹھا ہوا تھا تا کہ پیچھے حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کو پشت نہ ہو۔ جب ہال روڈ سے گزرنے لگے، تو آپ مجھے فرمانے لگے "سیدھے ہو کر بیٹھو" تا کہ گزرتے وقت حضرت عربی، لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پشت نہ ہو۔ بہر حال میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ بعد ازاں فرمانے لگے "تمہیں پتہ ہے کہ آپ نے لاکھوں مسلمان کیے ہیں؟" آپ کی آمد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پہلے کی ہے[2] (یعنی ۹۴۶ھ)۔

"یاحیُّ یاقیّوم کا ورد:"

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے فرمایا کہ ﴿یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ﴾ پڑھو۔ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق (جس طرح سمجھ آیا) تقریباً ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے کے بعد عرض کیا "حضرت پڑھ لیا

---

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ جیسے انسانوں میں گروہ ہیں (یعنی مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ) ایسے ہی جنات میں پائے جاتے ہیں۔

(۲) حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے آپ کے حالات پڑھے تو ایسے ہی پایا۔

Marfat.com

ہے۔" آپ فرمانے لگے "کتنی تعداد پوری کی ہے؟" میں نے عرض کی "ایک لاکھ۔" آپ نے فرمایا "میں نے تمہیں "پانچ لاکھ" کا کہا تھا۔" اگر تم یہ تعداد پوری کر لیتے تو جو بھی دعا تم کرتے اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرماتا۔" یعنی "مستجاب الدعوات" ہو جاتے۔ میں نے عرض کی: "دوبارہ شروع کر دیتا ہوں۔" آپ نے فرمایا "اب نہیں۔" دوسرے لفظوں میں وہ ایک وقتِ خاص تھا۔

"اَسی خود بیمار آں"!

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب علیہ الرحمہ المعروف حضرت کرمانوالہ میو ہسپتال، لاہور میں داخل تھے تو حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ جوان دنوں خود بھی بیمار رہتے تھے، اپنے صاحبزادہ زبیر احمد صاحب کو ساتھ لیکر آپ کی عیادت کیلئے ہسپتال حاضر ہوئے۔ واپسی پر آپ سے عرض کی "حضرت! میری صحت کیلئے دُعا فرمائیں۔" شاہ صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے "اَسی خود بیمار آں" (یعنی ہم خود بیمار ہیں۔) تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت شاہ صاحب (20 رجنوری 1966ء) اور پھر خود قاضی صاحب (12 راپریل 1966ء) رحمہما اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ سبحان اللہ! شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرما رکھا تھا کہ اب ہم دونوں کا وقت وصال قریب ہے، پھر دعا کرنے کا کیا فائدہ؟

"مخزنِ اخلاق" کتاب کا پڑھنا:

مستری احمد دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ "میرے پاس مذکورہ کتاب تھی۔ میں نے اُس کو پڑھنے کی اجازت چاہی تو قاضی صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ "اس کتاب میں ہندوؤں وغیرہ کی بھی باتیں ہیں۔ کتاب کو پڑھ کر کیا کرنا ہے؟ جو ذکر میں نے بتایا ہے، وہ ہی تمہیں کافی ہے۔ اس سے تم خود ایک کتاب بن جاؤ گے۔" لہذا میں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔

Marfat.com

”داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جایا کرو!“

مستری احمد دین صاحب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ”ہر ماہ چاند کی پہلی جمعرات داتا صاحب علیہ الرحمہ جایا کرو۔ آپ سے فیض کچھ دیر بعد ملتا ہے لیکن جب ملتا ہے تو بندے کے وہم وگمان سے زیادہ عطا فرماتے ہیں، جس سے آدمی بھرپور ہو جاتا ہے۔ آپ کا چہرہ بڑا بارُعب اور پُر جلال ہے۔ سبحان اللہ! اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے داتا صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت کی ہے۔ اسی لیے مشہور ہے کہ خواجہ غریب نواز اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب آپ سے فیض یاب ہوئے تو جاتے ہوئے مندرجہ ذیل مشہور ومعروف شعر آپ کی شان میں عرض کیا، جو زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ میری نسبت آپ سے ہی ہے:

گنج بخش فیض عالم ،مظہر نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل ، کاملاں را راہنما

بے نمازی ہونے کی وجہ سے تعویذ مرحمت نہ فرمانا:

مستری احمد دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے قاضی صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کی: ”حضرت! میرے ایک ملنے والے ہیں، اُن کے ہاں بچے تو پیدا ہوتے ہیں لیکن زندہ نہیں رہتے۔ اس سلسلہ میں کوئی تعویذ عنایت فرمادیں۔“ آپ فرمانے لگے: ”کیا وہ نماز پڑھتے ہیں؟“ میں نے عرض کی: ”جی نہیں!“ اس پر آپ نے فرمایا: ”پھر میں تعویذ نہیں دوں گا۔“ اور پھر دیا بھی نہیں۔ پتہ نہیں اس میں کیا حکمت تھی؟ شاید کوئی وظیفہ وغیرہ نماز کے ساتھ مشروط ہو۔ واللہ اعلم

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

Marfat.com

مکشوفات و کرامات

بچھو کا ڈنگ نہ مارنا:

مستری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ فرمانے لگے ''میرے جسم پر کالے رنگ کا بچھو چڑھ گیا۔ حالانکہ، بچھو کا کام فوراً ڈنگ مارنا ہوتا ہے اور بڑا زہریلا ہوتا ہے اللہ کی شان! بچھو بغیر نقصان پہنچائے، جسم سے اُتر کر چلا گیا۔''

بیوی کو گھر پہنچنے سے پہلے آرام آنا:

مستری صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی کو چلنے میں تکلیف تھی۔ اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں مزنگ حاضر ہوا، جہاں ایک چھوٹی سی مسجد میں بعد نماز مغرب روزانہ درس ارشاد فرماتے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا تو جماعت کھڑی ہو رہی تھی۔ اُسی وقت آپ بھی تشریف لے آئے۔ میں جلدی سے آپ کا جوتا اُٹھانے لگا تا کہ اندر رکھ دوں لیکن آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ ''اسے چھوڑ و اور جماعت میں شامل ہو جاؤ۔'' لہٰذا میں جماعت میں شامل ہو گیا اور جوتا آپ نے خود ہی اُٹھا لیا۔ درس سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا ''پریشان ہونے کی بات نہیں!'' مجھے آپ نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا۔ میں نے گھر میں قدم رکھا تو دیکھا کہ میری بیوی چل پھر رہی ہے حالانکہ ابھی یہ تعویذ باندھا بھی نہ تھا لیکن آرام پہلے ہی آ گیا۔

کمیٹی کا ڈالنا:

مستری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''میں کمیٹی ڈالنے کے بڑا اخلاف تھا۔ جب کوئی یا میرے گھر والے کمیٹی ڈالنے کا کہتے تو میں کہتا ''کمیٹی ڈالنے کا کیا فائدہ؟'' ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں اچھرہ حاضر ہوا تو مجھے فرمانے لگے ''بزرگو! چھوٹی سی کمیٹی ڈال لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔'' آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے کمیٹی ڈال لی

Marfat.com

اور اس کی اتنی برکت ہوئی کہ اپنا مکان تعمیر کر لیا۔ یاد رہے کہ میں نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کمیٹی کے بارے کوئی بات نہیں کی تھی۔

''بزرگو! آ گئے ہو!''

مستری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''میں ''کیرج شاپ'' میں ملازم تھا اور نماز جمعہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پڑھتا تھا۔ مجھے بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ ''کیرج شاپ'' میں حاجی غلام رسول صاحب ملازم تھے جو مسجد میں بڑی محبت اور اچھے انداز میں اذان دیتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ ''مجھے آپ کا بیعت کروا دیں کیونکہ آپ نے قاضی صاحب (علیہ الرحمہ) کے ساتھ حج بھی ادا کیا ہوا ہے۔'' بہرحال کسی عارضہ کی وجہ سے وہ مجھے بیعت نہ کروا سکے۔ ایک دن میں اکیلا باغبانپورہ سے پیدل ہی اچھرہ کی طرف چل دیا اور آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ ابھی کوئی بات نہیں ہوئی، دیکھتے ہی مسکرا کر فرمانے لگے ''بزرگو! آ گئے ہو! بڑے دنوں سے تمہارا انتظار تھا۔'' اس کے بعد آپ نے مجھے بیعت فرمایا، کچھ نصیحتیں فرمائیں اور کچھ پڑھنے کو ارشاد فرمایا۔

نذر پیش کرنا:

مستری صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''بروز اتوار بیعت ہوا اور اگلے ''جمعہ'' کو میں مسجد کے باہر پہلے ہی قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے انتظار میں کھڑا ہو گیا تا کہ میں پانچ روپے کا نوٹ آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ میں نے آپ کے تشریف لاتے ہی مصافحہ کرتے وقت وہ نوٹ آپ کے ہاتھ میں دے دیا، تو دیکھ کر فرمانے لگے ''تم خود غریب آدمی ہو اور بڑی تنگدستی سے گزارہ کرتے ہو۔ آج تو میں یہ نوٹ لے لیتا ہوں، جو بڑے اِخلاص سے دے رہے ہو، لیکن آئندہ آپ نے مجھے کوئی پیسے نہیں دینے۔'' حالانکہ میں نے اپنی حالت آپ کے سامنے بیان نہیں کی تھی۔ اس کے بعد میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق کوئی نذر پیش نہیں کی۔

Marfat.com

تنخواہ کا نہ ملنا:

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ" میں ہندوؤں کے ایک بنک میں ملازم تھا۔قیامِ پاکستان کے وقت حالات بہت خراب تھے۔جس کی وجہ سے کافی قتل وغارت تھی ۔اس وجہ سے میری چار پانچ ماہ کی تنخواہ رُک گئی اور گزارا کرنا مشکل ہوگیا۔میں قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ" حضرت! میں نے دہلی ہیڈ آفس میں خطوط بھی لکھے ہیں کہ مجھے میری تنخواہ دی جائے لیکن وہ تو جواب تک نہیں دیتے!" اس پر آپ فرمانے لگے" تم دہلی چلے جاؤ!" ادھر پہلے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد ہیں،ادھر حاضری دینا اور بعد ازاں ان کو دفتر میں مل لیں۔" میں آپ کے جواب پر سوچ میں پڑ گیا کہ حالات بڑے دگرگوں ہیں۔ میں کیسے جاؤں گا؟" گھر والوں کو بتایا تو وہ بھی کچھ پریشان ہوگئے۔

بہر حال میں آپ کے حکم کے مطابق دہلی چلا گیا۔حاضری دینے کے بعد جب دفتر پہنچا تو مجھے دیکھ کر سب ہندو بہت خوش ہوئے اور کھڑے ہو کر بغلگیر ہونا شروع ہو گئے اور کہنے لگے" ہمارا لاہور سے منیجر آ گیا ہے۔" ادھر میری ساری تنخواہ کی ادائیگی ہوئی۔اس کے علاوہ کوئی کیس Case چل رہا تھا،اس کیلئے عدالت میں میری گواہی ڈلوائی کہ" یہ منیجر ہم نے لاہور سے بلایا ہے!" اس کے عوض بھی مجھے نو دس دن کا DA/TA بنا کر دے دیا گیا۔اس طرح آپ کے ارشاد پر عمل کرنے سے مجھے اللہ تعالیٰ نے میری توقع سے بھی زیادہ رقم عطا فرمادی حالانکہ وہ تو خطوط کا جواب تک نہ دے رہے تھے۔

اولاد نرینہ کیلئے حاضر ہونا:

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ" ایک مرتبہ میں حاضر خدمت تھا تو ایک شخص آیا اور لڑکے کیلئے دعا کی درخواست کی۔آپ نے بیماری کی حالت میں ہی ایک تعویذ

Marfat.com

لکھ دیا حالانکہ نہ وہ پڑھا جا رہا تھا۔ بس ایسے ہی جیسے کوئی لائنیں لگی ہوتیں ہیں کیونکہ کمزوری سے ہاتھ بھی کانپ رہا تھا۔ جب میں دوبارہ کچھ دیر بعد حاضر ہوا تو وہی آدمی ایک مٹھائی کا ڈبہ لے کر آ گیا کہ ''اللہ کریم نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔''

بی ڈی (B.D) ممبر الیکشن:

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جنرل صدر ایوب خان کے دورِ حکومت میں بی ڈی ممبر الیکشن ہونا تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں اجازت اور کامیابی کیلئے حاضر ہوا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اجازت فرما دی اور ساتھ فرمایا کہ ''بیلٹ بکس لے کر آنا[۱]

میں دوبارہ خود تو نہ حاضر ہو سکا بلکہ اپنے بھتیجے کو بیلٹ بکس دے کر بھیج دیا۔ آپ نے بوندی کا ایک لڈو بھی کاغذ میں لپیٹ کر رکھ دیا۔ جس کی مجھے اس وقت سمجھ نہ آئی بلکہ بعد میں خیال کیا کہ یہ تو میری کامیابی کا لڈو تھا۔ جب ووٹنگ (Voting) ہوئی تو آپ کی دعا سے میرے بیلٹ بکس (Ballot Box) بھر کر ووٹ نیچے گر رہے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے نوازا۔

پانچ سال کا عرصہ ختم ہونے کے بعد دوبارہ الیکشن شیڈول کا اعلان ہوا تو میں پھر اجازت اور کامیابی کیلئے حاضر خدمت ہوا لیکن آپ نے میرے اصرار کے باوجود اجازت نہ فرمائی۔ میں لوگوں کے زور دینے کی وجہ سے حاجی غلام رسول صاحب جو آپ کے مرید تھے، کو ساتھ لے کر پھر اجازت کیلئے حاضر ہو گیا۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے بڑی مشکل سے اجازت فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ''احتیاط کرنا!''[۲]

میرا مخالف امیدوار سیاسی طور پر بڑا مضبوط تھا کیونکہ اس کا والد اس وقت آئی جی

---

(۱) جو کہ امیدوار نے خود مہیا کرنا ہوتے تھے۔

(۲) سبحان اللہ! اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کے سامنے مستقبل میں رونما ہونے والے حالات تھے۔

Marfat.com

(پنجاب پولیس) کا P.A تھا۔ جس کی وجہ سے پولیس بھی اس کی غنڈہ گردی کے آگے بے بس نظر آتی تھی۔ ہم الیکشن والے دن بیٹھے ہوئے تھے اور جیسے ہی میری کامیابی کا اعلان ہوا تو مخالف امیدوار نے مجھے خنجر گھونپ دیا لیکن اس وقت مجھے درد تو اتنی محسوس نہ ہوئی لیکن خون کافی بہہ گیا۔ میرے ووٹر (Voter) مجھے ہسپتال لے گئے اور اس طرح کچھ دن داخل رہا۔ ایک دن قاضی صاحب علیہ الرحمہ اکیلے خبر گیری کیلئے تشریف لائے اور میں بھی اکیلا ہی تھا۔ حال احوال دریافت کرنے کے بعد جاتے ہوئے فرمانے لگے "تم نے گھر نہیں جانا!" حالانکہ بظاہر صورتِ احوال کا میں زیادہ واقف تھا اور میرے مخالفین میرے قتل پر تُلے ہوئے تھے۔ ہسپتال میں بھی حملہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لہذا میں آپ کے فرمان کے مطابق اپنے گھر کی بجائے دوسری جگہ دو مہینے تک رہا۔ پھر ووٹرز کے اصرار پر جب حلقہ میں پہنچا تو انہوں نے دوبارہ حملہ کر دیا اور اس طرح دنگا فساد شروع ہو گیا۔

میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ آپ مجھے فرمانے لگے: "تم معاف کر دو! یہ خود ہی آٹھ دن کے اندر برباد ہو جائیں گے۔" ٹھیک ایک ہفتہ بعد خنجر سے حملہ کرنے والا ایک جھگڑے میں قتل ہو گیا اور وہ علاقہ چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ اس طرح اللہ کے ولی کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو گئی۔

ع نکلی جو بات تیرے منہ سے، وہ ہو کے رہی

یہ تو خود مجسمۂ دعا ہیں!

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں اور میرا بھائی محمد شریف آپ کی خدمت میں حاضر تھے تو ایک مولوی صاحب آپ کی تیمارداری کیلئے تشریف لائے۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ اُن سے فرمانے لگے "میرے لئے مراقبہ کرو اور مجددؒ صاحب علیہ الرحمہ سے میری صحت کیلئے عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔"

جب قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے وصال فرمایا تو اُنہی مولانا صاحب کو جنازہ

Marfat.com

پڑھانے کے متعلق عرض کیا گیا۔ جنازے سے قبل مولانا صاحب نے مراقبے کے بارے، تفصیل بیان کی کہ ''جب میں واپس گھر آ کر دوزانو مراقبے کیلئے بیٹھا تو یکدم میری آنکھوں کے سامنے حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ تشریف لے آئے کہ آپ کے ساتھ دو تین اور بزرگ بھی دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما ہیں۔ میں نے کمال جرأت کرتے ہوئے قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق مجدد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ ''حضور! قاضی صاحب کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔'' آپ نے قاضی صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا'' یہ تو خود مجسمۂ دُعا ہیں!'' میں نے یہ بھی مراقبہ میں دیکھا کہ مجدد صاحب علیہ الرحمہ، قاضی صاحب علیہ الرحمہ کو کچھ لکھوا رہے ہیں۔ اس کے بعد یکدم مراقبہ سے سب چیزیں ختم ہوگئیں۔

دوسرے روز میں قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا سلسلہ گوش گزار کیا، ساتھ ہی میں نے آپ سے پوچھا'' حضرت! مجدد صاحب علیہ الرحمہ آپ کو کیا لکھوا رہے تھے؟'' آپ فرمانے لگے'' مجدد صاحب علیہ الرحمہ مجھے ایک '' ختم'' لکھوا رہے تھے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ صحت یاب ہونے پر آپ کو بتا دوں گا۔'' مگر افسوس وقت نے ساتھ نہ دیا اور وہ '' ختم'' راز ہی رہا۔ سبحان اللہ! مولوی صاحب ادھر مراقبے میں دیکھ رہے ہیں اور ادھر قاضی صاحب علیہ الرحمہ بھی ساری صورتِ احوال سے واقف ہیں۔

مولانا شبلی علیہ الرحمہ کے حالات سننے کا قصد کرنا:

حاجی شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ'' میری لوہاری دروازہ کے باہر ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ'' ایک دفعہ بروز جمعہ میں نے گھر سے ارادہ کیا کہ آج جمعہ اس مولوی صاحب کے پیچھے ادا کروں گا جو مولانا شبلی علیہ الرحمہ کا ذکر کرے۔ چنانچہ سب سے پہلے میں لوہاری مسجد (مسلم مسجد) میں گیا، پھر مسجد

Marfat.com

وزیر خان گیا۔ادھر سے میں پھر کار کو سڑک پر لے آیا اور راستے میں ہر بڑی مسجد کے پاس رُکتا اور لاوڈ سپیکر کی آواز پر کان دھرتا لیکن کہیں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔چنانچہ میں نے اپنا رُخ گڑھی شاہو سے سیدھا ورکشاپس کی طرف کر دیا۔ابھی میں کار سے اُترا ہی تھا اور مسجد میں داخل ہونے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا تو لاوڈ سپیکر سے قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی آواز سنائی دی جو حضرت شبلی علیہ الرحمہ کا ذکر فرما رہے تھے۔میں بہت خوش ہوا اور بعد نماز جمعہ کے بعد آپ کو اپنے دل کی کیفیت بتائی تو آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور میرے لیے دعا فرمائی۔اس طرح میں خوشی خوشی واپس گھر لوٹا۔

حضرت مجدد صاحب اورحضرت مادھو لال حسین رحمھما اللہ تعالیٰ کا تشریف لانا:

مستری احمد دین صاحب ساکن سرفراز کالونی،امتیاز روڈ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ جمعہ کے موقعہ پر حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف تھا۔کسی شخص نے رقعہ بھیج دیا کہ آپ کے حالات بیان فرمائیں۔قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”آپ سے ناچ وغیرہ جو کام بھی ”غیر شرعی“ ادا ہوئے ہیں،یہ سب بے خودی کے عالم میں ہوئے ہیں جو قابل تقلید نہیں ہیں۔“ابھی تقریباً تقریر کو پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ تقریر فرماتے ہوئے رُک گئے۔آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور سامنے دیکھ رہے تھے۔وقفہ کے بعد وعظ دوبارہ شروع فرما دیا۔اتوار کو میں آپ کی خدمت میں اچھرہ حاضر ہوا تو سبب دریافت کیا۔آپ فرمانے لگے ”اس وقت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ سامنے آ گئے تھے......فوراً ہی حضرت مجدد صاحب سرہندی علیہ الرحمہ تشریف بھی لے آئے اور فرمانے لگے ”سراج احمد میرا بیٹا ہے......“یعنی ٹھیک کہہ رہا ہے۔[1]

(۱) اس واقعہ کی تصدیق حاجی شوق صاحب نے بھی کی ہے۔

Marfat.com

آھستہ ذکر کیا کرو کیا جلدی ھے ؟

مستری احمد دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تیزی سے ذکر کرتا تھا۔ایک مرتبہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے ''آہستہ آہستہ ذکر کیا کرو، کیا جلدی ہے؟'' سبحان اللہ! آپ میرے معاملات سے بھی واقف تھے حالانکہ اس بارے میں نے آپ سے کوئی بات ہی نہیں کی۔

☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

فرمودات وعادات

✪ مستری احمد دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تسمے والے بوٹ پہنا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''بوٹ نہ پہنا کرو'' بس اس کے بعد میں نے بوٹ پہننے چھوڑ دیئے۔

✪ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی دعا کیلئے عرض کرتا تو اسی وقت دعا فرما دیتے۔ میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو یہ کہتا ہو کہ اُن سے دعا کروانے کے باوجود میرا فلاں کام نہیں ہوا۔ درد کا تو فوراً آرام آجاتا تھا۔ یعنی آپ ''مستجاب الدعوات'' تھے۔

✪ ''ذکر'' فکر دور کرتا ہے۔

✪ خطبہ، كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ سے شروع فرماتے تھے۔

✪ جمعہ پڑھانے کے بعد کھڑے ہو کر ملنے والے احباب سے ملتے اور لوگ بھی بڑی عقیدت سے آپ کے ساتھ مصافحہ کرتے۔ اسی دوران آپ فرماتے ''بزرگو! کیا حال ہے؟'' بزرگو! آپ کا تکیہ کلام تھا۔ بیشک زائر عمر میں چھوٹا ہوتا یا بڑا۔

✪ جب کوئی آپ سے ہم کلام ہوتا تھا تو اپنا کان اُس کے قریب فرما لیتے، اس وقت تک کہ متکلم کی بات ختم نہ ہو جائے۔

✪ جب سردی کا موسم آتا تو آپ ''نماز تہجد'' پر زیادہ زور دیتے تاکہ لوگوں کو زیادہ اجر و ثواب کا پتہ چلے۔ وعظ میں فرمایا کرتے ''جس اللہ کے بندے کی متواتر چار دن نماز تہجد رہ جائے۔ اس کا ''ولیوں کی فہرست سے'' نام کاٹ دیا جاتا ہے۔

✪ مستری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو بڑے قریب سے دیکھا ہے کہ خوفِ الٰہی کے سبب رونے کی وجہ، سے آپ کی آنکھوں کے نیچے لائنیں پڑ چکی تھیں، جس کو پنجابی میں ''کھالی'' کہتے ہیں۔

Marfat.com

✪ آپ خطبہ جمعہ اتنی محبت اور لگن کے ساتھ پڑھتے کہ سامعین پر ایک حال طاری ہو جاتا۔تمام لوگ ایسے ہمہ تن گوش ہو جاتے جیسے اس مسجد میں کوئی آدمی ہی نہیں۔ نیز خطبہ کے دوران چہرہ مبارک بھی ''سرخ'' ہو جاتا۔

✪ غور سے مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جب وضو فرماتے تو چہرہ اس طرح صاف، روشن اور سرخ ہو جاتا جیسے ''سرخ انار'' آپ کے رخساروں پر نچوڑ دیا گیا ہو۔

✪ جب چلتے تو ایسا محسوس ہوتا جیسے کسی بلندی سے اتر رہے ہوں یعنی جسم کو اکٹھا کر کے چلتے۔ زمین پر چلتے وقت ایسے لگتا جیسے آپ کے پاؤں ہی نیچے نہیں لگتے۔ آپکی اور استاد صاحب (مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمہ) کی چال میں بہت مماثلت تھی۔

✪ مستری احمد دین صاحب نے بیان کیا کہ ''ایک مرتبہ حضرت سید خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہوا تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''سبحان اللہ! ادھر سے تو آپ کے فیض کی لہریں اٹھتی ہیں۔'' ضرب المثل ہے ''اندھا کیا جانے بسنت کی بہار۔''

آنکھ والے تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر اور کیا دیکھے؟

✪ استاد صاحب (مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمہ) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مسجد نور کمہار پورہ، لاریکس کالونی، لاہور) مندرجہ ذیل شعر پڑھا کرتے تھے:۔

اَنّے نوں بازار پھرایا، تے سارا سیر کرایا
جے کر پچھواس دے تائیں، کھوے کجھ نہیں نظریں آیا

کیونکہ یہ چیزیں ''قال'' سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ ''حال'' سے متعلق ہیں۔

Marfat.com

استاد صاحب علیہ الرحمہ مثال کے طور پر بیان فرمایا کرتے تھے کہ ''جس شخص نے کیلا ہی نہیں کھایا، وہ کیلے کا مزہ کیا بتائے گا؟ بلکہ کیلا کھانے والا بھی اس کا حقیقی مزہ لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا!'' ایسا ہی معاملہ اُس بندے کا ہے جس پر حال وارد ہوتا ہے یا فیض سے مستفیض ہوتا ہے۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۲/اپریل ۱۹۶۶ء بمطابق ۲۰/ذی الحجہ کو ہوا۔ مولانا ملیک الرحمٰن صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازے میں لوگوں کا اس قدر جم غفیر تھا کہ بعد نماز عصر جنازہ اُٹھایا گیا اور بعد نماز عشاء فارغ ہوئے اور اچھرہ قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حاجی محمد امین شوق صاحب بیان کرتے ہیں کہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ بعض اوقات مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے تھے:

ہر دم یاد اپنی وچہ رکھیں، غیر خیال بھلائیں -
برکت حضرت سرورِ دوعالم، کر دے دُور بلائیں

اِکّو آسرا ذات پاک تیری دا، تے پلّے عمل نہ کوئی
باجھ تیرے دروازے سائیاں، کِتے نہ مِل سی ڈھوئی

آخری ویلے توں دِل کمبے، تے بُرے عمل کمائے
مَن وسیلہ خاتم نبیاں، کر دے کرم مولائے

☆......☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

آباؤ اجداد

استاد مفتی مولانا عبدالغفور نقشبندی علیہ الرحمہ

حالات دادا میاں جلال دین رحمۃ اللہ علیہ:

ثانی صاحب علیہ الرحمہ کی شفقت:

جب کبھی استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آپ سے ملاقات ہوتی تو فرماتے:

''عبدالغفور! دوگیچ! جلال دین! جلال دین صاحب سرکار شرقپوری رحمہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ نے خواب میں شرقپور شریف میں آنے اوراذان پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ جب شرقپور شریف حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا ''بیلیا! کیسے آئے ہو؟ اُنہوں نے عرض کی ''رب کریم کا راستہ پوچھنے کیلئے آیا ہوں!'' اس پر آپ فرمانے لگے ''بیلیا! میں وی اُنہوں ای لبدا پھرناواں!'' یعنی میں بھی اسی کی تلاش میں ہوں۔ استاد صاحب کے دادا جان بہت ہی کم گو اور کوئی بات پوچھنے پر نہایت ہی مختصر بات کرتے تھے۔

مستری محمد شریف آف دوگیچ[1] بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے پیرو مرشد سید محمد ابراہیم شاہ صاحب[2] رحمۃ اللہ علیہ (کوٹلی سیہول) سے عرض کیا کہ'' میں نے جلال دین صاحب کو بڑے التزام کے ساتھ عبادت کرتے دیکھا ہے۔ لیکن کوئی کرامت نہیں دیکھی۔'' آپ نے فرمایا ''اس سے بڑی اور کیا کرامت چاہیے؟ یہی بڑی کرامت ہے۔''

---

(۱) یاد رہے اس گاؤں میں ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تین مرتبہ تشریف لائے تھے۔ اس کے علاوہ سید محمد ابراہیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز سرکار شرقپوری اور مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔

(۲) شاہ صاحب علیہ الرحمہ وصال سے کچھ عرصہ قبل نارنگ منڈی منتقل ہو گئے تھے اور اُدھر ہی (30 ستمبر 1967ء) کو وصال فرمایا۔

Marfat.com

استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوگیچ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہم نے زمین ٹھیکہ پر لی ہوئی تھی۔ وہاں کے باسی کہتے ہم اپنے ہل میاں جلال دین کی فجر کی اذان سن کر جوتتے ہیں۔

میاں جلال دین کے کان کھینچنا:

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''مدرسہ کے کافی طالب علم بیمار ہوگئے۔ حضرت ثانی صاحب علیہ الرحمہ طلباء کی عیادت کیلئے مدرسہ میں تشریف لائے۔ باری باری آپ ہر کمرہ میں تشریف لے جاتے اور خیر وعافیت دریافت فرما کر دعا فرماتے۔ جب آپ ہمارے کمرے میں تشریف لائے تو میں جلدی سے چارپائی سے اٹھ کر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا کہ: ''جلال دین! تمہیں کوئی پیسے بھی دیتا ہے یانہیں؟ کیونکہ بعض اوقات کوئی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ میں خاموش کھڑا رہا۔ بعدازاں فرمانے لگے: ''اچھا! میں جلال دین جب ملے گا تو اس کے کان کھینچوں گا۔'' یہ بات جب میں نے اپنے داداجان کو بتائی تو آپ بہت روئے۔ کچھ دیر بعد مجھے پھر کہنے لگے کہ'' دوبارہ بتاؤ کہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے تھے؟ میں نے جب دوبارہ بیان کیا تو پھر پہلی حالت ہوگئی۔ اس سے ثانی صاحب علیہ الرحمہ اور میاں جلال دین کے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا: ''میرے داداجان نے ساری عمر دنیاوی کام نہیں کیا اور نہ ہی اُن کے بھائی انہیں کوئی کام کرنے کو کہتے تھے۔ بڑے التزام سے رب العالمین جل جلالہ کی عبادت کی ہے۔'' بابا حسن محمد آف دوگیچ شریف نے بیان کیا کہ وہ جب بھی نماز پڑھتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی تازہ نماز شروع کی ہے یعنی اس قدر خشوع وخضوع ہوتا۔'' راقم آپ کی زیارت سے اُس وقت مشرف ہوا۔ جب آپ صاحبزادہ محمد عبدالرؤف صاحب کے عقیقہ پر مدرسہ میں تشریف لائے اور ایک چارپائی پر

Marfat.com

تشریف فرماتھے۔ ابھی تک وہ منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔ واقعی آپ اسم بامسمیٰ تھے۔ جلال اور رعب اتنا زیادہ تھا کہ ان کی طرف دیکھا نہیں جاتا تھا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا: ''کہ حضرت اعلیٰ شیر ربانی قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ اور مقام اس قدر بلند وبالا ہے کہ آپ کے خلفاء تو خلفاء، آپ کے مریدین جیسا آج کوئی پیر نظر نہیں آتا۔'' حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپ کی خدمت میں فرشتے دست بستہ حکم کے منتظر کھڑے رہتے تھے۔''

آنکس کہ تو نگرت نمی گرداند
آن مصلحت تو از تو بہتر داند

ترجمہ: وہ ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) جو تجھے مالدار نہیں کرتی، وہ تیری بہتری تجھ سے بہتر جانتی ہے۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے دادا جان مجھے مدرسہ میں چھوڑنے کیلئے شرقپور شریف تشریف لائے اور سامان کمرے میں رکھا۔ اُدھر قاضی عبدالسبحان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (محدث صاحب) بھی تشریف فرماتھے۔ جب میرے دادا جان واپس چلے گئے تو فرمانے لگے: ''کہ ایسا بندہ میں نے پہلے نہیں دیکھا۔''

میاں جلال دین صاحب کو ثانی صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا گھوڑی لانے کے متعلق حکم فرمانا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''میرے دادا جان کے پاس ایک بڑی اتھری گھوڑی تھی۔ جس کی قیمت ایک انگریز نے (قیامِ پاکستان سے قبل) سڑک پر گزرتے ہوئے (۔/۲۵۰۰) پچیس سو روپے لگائی اور گھوڑی کی خوبصورتی دیکھ کر کہنے لگا'' یہ مجھے دے دو!'' لیکن دادا جان کا بیچنے کا کوئی ارادہ ہی نہیں تھا۔ اُس زمانے میں گھوڑی، لوگ

Marfat.com

سواری کے لئے اس طرح رکھتے تھے جیسے آج کل کار وغیرہ رکھی جاتی ہے۔

ایک مرتبہ ثانی صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ مسجد نور (چٹی مسجد) پرانا گنج مغلپورہ میں تشریف لائے تو مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ''مولوی صاحب! کسی آدمی کو دو گیچ میں جلال دین کے پاس بھیجو کہ وہ گھوڑی لے کر آئے اور مجھے لے جائے'' جب وہ گھوڑی لے کر آئے تو آپ اس پر سوار ہو گئے۔ مسجد نور سے کچھ دور گئے تو آپ فرمانے لگے ''جلال دین! گھوڑی کو چھوڑ دو۔'' جونہی میں نے گھوڑی کو چھوڑا تو آپ نے ایڑی لگائی اور گھوڑی نے سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ گھوڑی جب گاؤں دو گیچ کی طرف مڑنے والے راستے کی طرف یک دم مڑی تو ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زمین پر آپڑے اور گھوڑی اُنہی قدموں پر کھڑی ہو گئی۔ کندھے پر چوٹ آئی اور بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اگر آپ ولی اللہ تھے تو نیچے نہیں گرنا چاہیے تھا؟'' جب میں دورہ حدیث کر رہا تھا تو مندرجہ ذیل ایک حدیث شریف نظر سے گزری کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سواری پر تشریف فرما تھے۔ اور آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی تھی۔ اس وقت مجھے تسلی اور اطمینان ہو گیا اور پتہ چلا کہ یہ تو آپ کی سنت مبارکہ رہتی تھی جو اس طرح پوری ہوئی۔

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قال نا يزيد بن هارون قال انا حميد الطويل عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سقط عن فرسه فجحشت ساقه او كتفه والى من نسآئه شهرا فجلس فى مشربة له درجتها من جذوع النخل فاتاه اصحابه يعودونه فصلّى بهم جالسا وهم قيام فلما سلم قال انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا ركع فاركعوا واذا سجد فاسجدوا وان صلّى قائما فصلوا قياما ونزل لتسع وعشرين فقالوا يارسول الله انك اليت شهرا فقال ان الشهر تسع وعشرون۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے زمین پر آ پڑے تو آپ کی پنڈلی یا کندھے پر زیادہ خراش آ گئی۔ آپ ﷺ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں سے دور رہیں گے اور بالا خانہ میں تشریف فرما ہوئے جس کی سیڑھی کھجور کے تنے کی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی بیمار پرسی کو حاضر ہوئے۔ **آپ ﷺ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی**، جبکہ وہ سب کھڑے تھے۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ وہ جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو! جب رکوع کرے تو رکوع کرو! جب سجدہ کرے تم سجدہ کرو! جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو! آپ ﷺ انتیس تاریخ کو بالا خانہ سے نیچے تشریف لائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ کے لئے قسم کھائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مہینہ انتیس روز کا ہے۔[1]

جسمانی اور روحانی طاقت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ کے بھائی حافظ مشتاق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دادا جان کو جسمانی اور روحانی دونوں قوتیں عطا فرما رکھی تھیں۔ ہمارے گاؤں میں تقریباً بارہ من وزنی سہاگہ (جسے زمین ہموار کرنے کیلئے کھیتوں میں استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی شکل مستطیل نما ہوتی ہے جو مضبوط اور ٹھوس لکڑی کا بنا ہوتا ہے) ہوتا تھا جسے بڑے بڑے جوان آدمی بھی اُٹھانے سے قاصر تھے۔ ایک رات کچھ آدمی اُسے اُٹھانے کی کوشش کرتے رہے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ میاں جلال دین صاحب علیہ الرحمہ جب مسجد سے عشاء کی نماز کے بعد اوراد و وظائف سے (رات گیارہ بجے) فارغ ہوئے تو آپ نے اکیلے ہی اُس سہاگے کو ایک طرف سے اُٹھایا اور کندھے پر رکھ کر اُس جگہ سے دو

---

(۱) صحیح البخاری، جلد اوّل، ص ۵۵۔

Marfat.com

ایکڑ دور پھینک آئے۔ صبح ہوئی تو مالک اپنا سہاگہ تلاش کرنے لگا کہ ہمارا سہاگہ کدھر گیا؟ وہ تو کسی سے اُٹھایا بھی نہیں جاتا تھا۔ پھر ادھر ایک اور شخص آنکلا۔ اُس نے بتایا کہ ''میں نے رات میاں جلال دین صاحب کو دیکھا تھا کہ وہ آپ کا سہاگہ اُدھر پھینک آئے ہیں۔''

حافظ صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ''گاؤں میں آنے والی باراتوں کی ''ملنی'' (یعنی استقبال بارات) بھی اکثر بزرگ ہونے کے ناطے آپ سے کروائی جاتی تھی۔ ایک دفعہ ایک بارات آئی تو اس میں موجود ایک آدمی بولا کہ ''ملنی'' کیلئے آپ کے پاس صرف یہی بوڑھا رہ گیا ہے؟'' جب اُس شخص نے آپ سے ہاتھ ملایا تو آپ نے معمولی سا اس کا ہاتھ پیچھے کی طرف جھٹکا تو وہ قلابازیاں کھاتا ہوا دور جا گرا۔

حالات والد گرامی میاں تاجدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

استاد صاحب علیہ الرحمہ کے والد محترم نے بارہ سال کی عمر میں پانچویں جماعت پاس فرمائی۔ کچھ دیر محکمہ ریلوے میں بھی سروس کی، جو بعد ازاں چھوڑ دی اور حضور ﷺ کی سنت مبارکہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کاروبار کی خاطر دکان کھول لی۔ اذان ہوتے ہی دکان بند فرما دیتے اور تسلی سے نماز ادا کرنے کے بعد تشریف لاتے۔ نماز کے وقت گاہکوں سے فرماتے: ''بھائی! میری نماز کا وقت ہو گیا ہے، آپ کسی دوسری دکان سے سودا سلف لے لیں۔'' لوگ عرض کرتے ''نہیں! میاں صاحب! ہم نے تو آپ سے ہی خریدنا ہے۔'' جب آرام سے نماز ادا کرنے کے بعد تشریف لاتے تو کافی لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ راقم نے دیکھا ہے کہ ہر سال استاد صاحب علیہ الرحمہ کو بلاتے اور سارے مال تجارت کو مدنظر رکھ کر اور تول کر زکوٰۃ کا حساب لگاتے اور ادا فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ''مریدکے'' کے نواح (فتح پوری) میں آپ کی برادری نے مل کر چند مربع زمین خریدی۔ اُس میں دھان کی فصل کاشت کی جاتی اور جب فصل بالکل تیار ہونے کے قریب پہنچتی تو بڑے سائز کا چوہا ساری فصل کو اُجاڑ کر رکھ دیتا۔ اس وقت میاں صاحب

Marfat.com

علیہ الرحمہ فرمانے لگے "اگر اس کا عشر[1] نکالا جائے تو ایسا نہ ہو۔" واقعی گاؤں میں زمینداروں کی اس طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی کیونکہ کچھ دین کی طرف مائل بھی کم ہی ہوتے ہیں۔

شادی سے تین یا چار سال بعد حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت فرمائی۔ ۱۹۴۱ء میں مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو سرکار شرقپوری میاں شیر محمد صاحب علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمہ المعروف حضرت کرمانوالہ، لاہور کے مضافات کے لوگوں اور احباب سے فرماتے: "ہمارا بیلی (درویش) چٹی مسجد، پرانا گنج میں بیٹھا ہوا ہے تم وہاں جایا کرو۔" آپ جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف پر سرہند شریف لے جاتے تو واپسی پر چٹی مسجد (مسجد نور) میں ہی قیام فرماتے اور بعد ازاں شرقپور شریف تشریف لے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی مسجد میں تشریف لاتے اور دو یا تین دن قیام فرماتے۔

میاں تاجدین صاحب (علیہ الرحمہ) نے مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ چار یا پانچ مرتبہ سرہند شریف مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر حاضری دی۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کو سرہند شریف بھیجا اور نصیحت فرمائی کہ: "مجدد صاحب علیہ الرحمہ کا گنبد دو منزلہ ہے لہذا اوپر نہیں جانا۔" کیونکہ اسی میں ادب ہے۔ ایک اور موقع پر مولوی صاحب علیہ الرحمہ نے آپ سے اذان بھی دلوائی ۔ظہر، عصر اور مغرب کی امامت بھی کروائی۔ جبکہ قاضی سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خطیب کیرج شاپس) نے فرمایا تھا کہ "اذان دینی ہے نہ امامت کروانی ہے۔!" لیکن

(۱) بارانی (قدرتی پانی) کیلئے اصل پیداوار کا ۱۰ فیصد اور غیر بارانی (زرخرید پانی) کیلئے ۵ فیصد، سال میں جس قدر بھی فصل حاصل کیے جائیں۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ بیان فرماتے کہ "ٹھیکہ میں زمین کے کرایہ کی نیت ہونی چاہیے۔

Marfat.com

مولوی صاحب علیہ الرحمہ نے میاں تاجدین صاحب سے بہتر آدمی نہ ہونے کی وجہ سے آپ سے سب کچھ کروالیا۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے والد صاحب کے حوالہ سے تحریر فرمایا کہ:

''ایک دفعہ کرموں والا (انڈیا) میں حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ تشریف فرما نہیں تھے تو مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا:'' تاجدین! جماعت کراؤ۔'' میں جماعت کے لئے آگے نہیں ہوتا تھا تو دوبارہ فرمایا۔ پھر میں نے جماعت کروادی۔ اِن دنوں بابا بھالہ صاحب امامت کرواتے تھے۔ یاد رہے آپ تہجد گزار نیز نماز اشراق، اوّابین وغیرہ کے بھی پابند تھے۔ نہایت منکسر المزاج طبیعت تھی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ بعض اوقات مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے والد میاں تاجدین صاحب علیہ الرحمہ کو ساتھ لیجانے پر مندرجہ ذیل شعر پڑھتے تھے:

منت منہ کہ خدمت سلطاں ھمی کنی

منت شناس از وکہ خدمت گزاشتت

ترجمہ :تو احسان نہ جان کہ میں بادشاہ کی خدمت کررہا ہوں بلکہ یہ احسان جان کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت قبول کیا ہوا ہے۔

استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے والد صاحب نے بیان فرمایا کہ''حج یا عمرہ کے موقع پر میں کعبۃ اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے اونگھ آئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کی ایک نہر جاری ہے اور اس میں سے ایک موگہ (نکّا) میری طرف آرہا ہے۔''

آپ کم گو اور بڑے مہمان نواز تھے۔ راقم جب بھی استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ گاؤں دوپہنچ گیا ہے۔ بغیر کھانے پینے کے واپس نہیں آنے دیا۔ اگر کوئی مرد گھر پر

Marfat.com

موجود نہ ہوتا تو خود کھانا اُٹھا کر بیٹھک میں تشریف لے آتے۔ مسجد میں بھی مسافروں کا خاص خیال فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ سے بیان فرمایا: ''کہ ابھی پاکستان بنا ہی تھا۔ مہاجرین کیلئے مختلف کیمپ بھی لگے ہوئے تھے۔ مختلف لٹے پٹے قافلے آ جا رہے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عجیب بندۂ خدا آیا۔ نوجوان اور پُر نور چہرہ، داڑھی ابھی پھوٹی تھی۔ شلوار کا ایک پائنچہ اُدھڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مغرب کی نماز دو گیچ مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد میں ان کے لئے کھانا لایا اور کہا ''یہ کھالیں!'' نوجوان کہنے لگا: ''اگر آپ میرے ساتھ کھائیں گے تو تب میں یہ کھانا کھاؤں گا ورنہ نہیں!'' لہذا میں ان کے اصرار پر بیٹھ گیا۔ کھانے کے بعد میں نے کہا کہ ''آپ ادھر ہی ٹھہر جائیں اب تو شام ہوگئی ہے۔'' وہ کہنے لگے: ''میاں صاحب! مجھے جلدی ہے اور میں نے عشاء کی نماز انشاء اللہ دہلی میں پڑھنی ہے۔'' یہ جملہ کہہ کر وہ چل پڑے۔ میں نے سوچا کہ یہ نوجوان کیسے اتنی جلدی دہلی پہنچے گا حالانکہ یہ تو بظاہر ناممکن ہے؟ میں فوراً ان کے پیچھے چل دیا اور کافی دور تک دیکھا لیکن مجھے وہ کہیں بھی نظر نہیں آئے اور آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ سبحان اللہ! یہ کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص بندہ تھا۔

ایک دفعہ مدرسہ میں مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر تھی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے والد صاحب سے عرض کی کہ: ''جلسہ میں ضرور تشریف لائیں۔'' جب وہ جلسہ گاہ میں آئے تو آپ کو سٹیج پر بٹھا دیا گیا۔ جب جلسہ اختتام پذیر ہوا تو قبلہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے میاں تاجدین صاحب سے فرمایا کہ ''آپ دعا فرمائیں!'' بہرحال اصرار پر بھی اُنہوں نے دعا نہ فرمائی۔ بعد ازاں جب استاد صاحب علیہ الرحمہ دو گیچ تشریف لے گئے تو آپ سے بہت ناراض ہوئے کہ ''ایک تو آپ نے مجھے زبردستی سٹیج پر بٹھا دیا اور دوسرا مجھ نکمے اور نااہل کو دعا کیلئے مجبور کر دیا۔ لہذا میں نے آئندہ مدرسہ میں کسی

Marfat.com

جلسہ میں آنا ہی نہیں اور ایسا ہی ہوا۔"

ایسا ہی واقعہ میری ہمشیرہ پروفیسر صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ میں اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کی بڑی صاحبزادی آپ کی زیارت کیلئے دو پہنچ گئیں۔ ہم نے عرض کیا، کہ: "ہم آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئی ہیں۔" اس پر آپ بڑے نادم اور شرمندہ ہو کر بڑی عاجزی اور انکساری سے فرمانے لگے کہ "مجھ نکمے اور گناہگار کی زیارت! بیٹیو! زیارت تو اللہ کے نیک بندوں اور اولیاء کرام کی ہوتی ہے۔ میں تو نہایت ہی حقیر سا بندہ ہوں۔"

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ہمارے گاؤں میں ایک موچی دیسی جوتیاں بیچنے کیلئے آیا کرتا تھا اور لوگ، یہاں تک کہ عورتیں بھی اس کی بہت عزت کیا کرتی تھیں لیکن بدقسمتی سے اس کے عقائد ٹھیک نہیں تھے۔ ایک دفعہ مسجد میں اس نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کوئی گستاخی کی، جو میاں تاجدین صاحب علیہ الرحمہ سے برداشت اور کنٹرول سے باہر تھی۔ آپ نے موچی کو ایک دو تھپڑ رسید کیے۔ بعدازاں جب وہ دوبارہ گاؤں آیا تو اس کے چہرے کی رنگت بڑے عجیب طریقے سے بدلی ہوئی تھی اور لوگ بھی جس طرح پہلے عزت کرتے تھے، اس طرح پیش نہ آئے، کیونکہ اس نے ایک اللہ کے ولی کامل کی گستاخی کی تھی اور تھپڑ بھی اللہ کے بندے نے ہی رسید کیے تھے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بتایا کہ ایک دفعہ میں اور ایک طالب علم حافظ عطا الٰہی آف سرگودھا گائے خریدنے کی غرض سے منڈی گئے تو ادھر وہ موچی پھر رہا تھا۔ طالب علم اس کو دیکھ کر مجھے کہنے لگا: "استاد صاحب! اس آدمی کے چہرے کی رنگت بڑی سیاہ اور عجیب ہے؟ حالانکہ اور لوگوں کے رنگ بھی سیاہ اور کالے ہوتے ہیں مگر.........." اس پر میں نے اسے سارا واقعہ سنایا۔

مجذوب بھی میاں صاحب علیہ الرحمہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ استاد صاحب

Marfat.com

علیہ الرحمہ نے بحوالہ اپنے والد صاحب بیان فرمایا ''ایک مرتبہ ایک مجذوب ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور میں سائیکل پر جا رہا تھا۔ اس نے مجھے آواز دی اور کہنے لگا کہ ''میاں جی! چپاتی (روٹی)'' میں واپس گاؤں دو گیچ گیا اور روٹی لے کر آیا دیکھا تو کھانے پینے کی کافی چیزیں، گوالوں نے ان کے سامنے رکھی ہوئی تھیں۔ کہنے لگے ''یہ سب دنیا دار ہیں، اور سب کچھ دنیا کیلئے لے کر آئے ہیں۔'' بہر حال میری لائی ہوئی روٹی انہوں نے تناول فرمائی۔

ایک اور موقعہ پر میاں صاحب علیہ الرحمہ اکبری منڈی گئے تو واپسی پر مجذوب پھر رہا تھا۔ انہوں نے کہا ''آئیں سائیکل پر بیٹھ جائیں، میں آپ کو صدر پہنچا دوں گا۔'' وہ کہنے لگے ''میاں جی! تسی چلو، میں آؤناں واں۔'' یعنی آپ چلیں میں آتا ہوں۔ جب وہ سیدھے سائیکل پر صدر پہنچے تو وہ مجذوب ادھر پھر رہے تھے۔ میاں صاحب نے بتایا کہ جب سے میں دیکھ رہا ہوں صدر مرکز میں یکے بعد دیگرے تقریباً پانچواں یا چھٹا مجذوب بدل چکا ہے۔

ایک مرتبہ راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ متذکرہ مجذوبین کے ڈیرے پر گیا تو اس وقت ایک مجذوب بائیں کروٹ پر ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بہت ہی روشن تھا۔ کوئی بات کیے بغیر مجھے دکھا کر واپس تشریف لے آئے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور مولانا محمد جمیل صاحب آف دو گیچ ادھر (صدر) آئے تو محمد جمیل نے راستے سے سیب خرید لیے۔ میں نے مجذوب سے کہا کہ ''یہ کھا لو! وہ کہنے لگا، میں نہیں کھاتا۔'' پھر میں نے کہا کہ ''آخر آپ کچھ تو کھاتے ہیں؟'' یہ سیب کھا لیں، مجذوب کہنے لگا ''میں اپنے منہ دا سواد خراب کرنا ایں!'' یعنی میں نے اپنے منہ کا مزہ خراب نہیں کرنا۔

Marfat.com

استاد صاحب علیہ الرحمہ بیان فرماتے تھے کہ ''مجذوب وہ ہوتا ہے جو عشق الٰہی کی آگ میں جل چکا ہوتا ہے۔ اسے اپنے آپ کا پتہ ہی نہیں ہوتا کہ مجھ پر کیا فرض اور کیا واجب ہے؟ لیکن جب اپنا آپ سنبھلتا ہے تو نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر رکوع میں یا سجدہ وغیرہ میں گیا ہو تو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ اگلا رکن کب ادا کرے گا؟ مزید فرماتے کہ عام آدمی کو مجذوبین کے پاس جانے سے احتراز اور پرہیز ہی کرنا چاہیے کیونکہ ان سے بندے کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ سالکین (علماء ومشائخ) کے پاس جانا چاہیے تاکہ صحیح طور پر راہنمائی ہو سکے۔

بہرحال استاد صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے داداجان اور والد صاحب کے تقویٰ، پرہیزگاری اور بزرگی پر فخر اور ناز تھا۔ حقیقتاً ایسے ہی ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

پیدائش سے پہلے دُعا:

استاد صاحب نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ تم سے پہلے دو بچے بچپن میں ہی پندرہ بیس دن کے ہو کر فوت ہو گئے تھے۔ بہت پریشانی تھی۔ تمہاری پیدائش سے پہلے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا اور یہ دعا کی: ''یا اللہ! اگر تو مجھے فرزند عطا فرمائے گا تو اسے تیرے دین کیلئے وقف کر دوں گا۔'' چنانچہ ایسا ہی کیا۔

پیدائش:

۱۹۳۸ء میں، قیام پاکستان کے وقت عمر نو سال تھی، اور تیسری کلاس میں پڑھتے تھے، دو گیچ ٹاؤن، نزد رینجرز ہیڈ کوارٹر، ضلع لاہور میں پیدا ہوئے۔

نام:

مولانا عبدالغفور شرقپوری[1] بن تاجدین بن جلال دین بن مہنگا، اور ارائیں خاندان سے تعلق تھا۔

حُلیہ مبارک:

درمیانہ قد، درمیانی جسامت، (ہلکا پھلکا جسم) رنگ گندمی، خدوخال احسن اور داڑھی شریف سفید تھی۔ نیچی نظریں اور درمیانی چال۔

---

(۱) اگرچہ استاد صاحب علیہ الرحمہ دو گیچ میں پیدا ہوئے لیکن جب آپکی کتب طبع ہوئیں تو اس وقت شرقپوری بھی لکھا گیا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے فرمایا تھا کہ ''آپ بھی تو شرقپوری ہیں! کیونکہ شرقپور شریف میں پڑھا بھی ہے اور پڑھایا بھی ہے۔'' ویسے بھی ''شرح فصولِ اکبری'' میں ہے کہ جو شخص کسی جگہ چار سال تک رہے وہ اپنی نسبت اس جگہ کر سکتا ہے۔ (حاشیہ نحو میر، ص 17)

Marfat.com

لباس مبارک:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے سنت رسول ﷺ کے مطابق سفید تہبند اور کرتا زیب تن فرمایا۔ سر پر پانچ کلیاں سفید ٹوپی اور پگڑی شریف سادہ طریقے سے باندھتے تھے، کبھی کبھار خاکی تہبند اور کرتا پہنتے ۔فرماتے: "یہ حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی پہنا کرتے تھے۔" ہمیشہ چمڑے کی دیسی جوتی (براؤن) پہنتے تھے۔ یہی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کا طریقہ مبارک تھا۔ وصال کے بعد اب تک کئی نیک بندگانِ خدا نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کو بڑی اچھی حالت میں سفید لباس میں ہی دیکھا ہے۔ اگر یہ خواب بیان کیے جائیں تو کئی صفحات درکار ہوں گے۔

اولاد:

شادی کے تقریباً پندرہ برس بعد اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا۔ اس طرح آپ کے دو بیٹے (صاحبزادہ محمد عبدالرؤف صاحب اور صاحبزادہ محمد فاروق صاحب) اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

ابتدائی تعلیم:

پرائمری تعلیم گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول، کینٹ صدر سے حاصل کی۔

دینی تعلیم کا آغاز:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ۱۹۵۲ء میں مجھے میرے دادا جان (میاں جلال دین) جو سرکار میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کی کہ "حضور اس کو داخل فرمالیں۔" آپ نے فرمایا: "آگے آؤ اور میرے ہاتھوں میں ہاتھ دو۔" اس طرح آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور پانچ صد مرتبہ درود شریف (درودِ خضری) روزانہ پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد میرے دادا جان نے عرض کی، حضور! اسے مدرسہ میں بھی داخل فرما

Marfat.com

لیں۔اس طرح آپ نے اجازت دے دی۔[1]

استاد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کریما سے لے کر موقوف علیہ تک تمام کتابیں جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں پڑھیں اور دورہ حدیث حزب الاحناف میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔

اساتذہ کرام:

مولانا اللہ بخش صاحب، حاجی احمد شاہ گجراتی بن پیر ولایت شاہ گجراتی، قاضی مولانا محمد یوسف یاغستانی (محدث صاحب) استاذ المدرسین حضرت علامہ حافظ محمد علی پسروری صاحب، مولانا نور محمد صاحب آف میانوالی، مفتی اعظم پاکستان، سراج اہل تقویٰ، علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری، حضرت مولانا مفتی مہر الدین صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم۔

ہم سبق طلباء:

مولانا عبدالغفور الوری صاحب، مولانا محمد اسحاق صاحب، بھائی پھیرو، مولانا محمد اسماعیل صاحب وغیرہ۔

تلامذہ:

مولانا محمد عارف صاحب اوکاڑہ، مولانا مفتی محمد اشرف صاحب نقشبندی، مولانا محمد امین صاحب دوگیچ، مولانا محمد یٰسین قصوری، مولانا محمد امین صاحب نقشبندی، لاہور، مولانا دلاور حسین صاحب لاہور، مولانا محمد جمیل صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، مولانا منیر احمد صاحب، مولانا محمد عارف صاحب، داروغہ والا، حافظ ارشد علی نقشبندی صاحب، مولانا محمد طارق صاحب خطیب شاہ دولہ گجرات، مولانا صاحبزادہ محمد فاروق نقشبندی صاحب، حافظ محمد جمیل صاحب، صاحبزادہ عبدالرؤف نورانی صاحب، مولانا عبیداللہ صاحب، مولانا حبیب اللہ صاحب، وغیرہ

---

(۱) برادری کے لوگوں کو پتہ چلا تو کہنے لگے: ”مولوی بنان لگے نے! مسیتے بٹھانا ایں۔“

Marfat.com

بیعت وخلافت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ (المعروف حضرت ثانی صاحب علیہ الرحمہ) برادرِ اصغر وخلیفہ مجاز حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ سند خلافت آپ کے استاد حضرت علامہ مولانا سید ابوالبرکات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بانی حزب الاحناف، لاہور وخلیفہ مجاز حضرت مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ مفتی عزیز احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (سابق مدرس جامعہ نعیمیہ، مرادآباد وسابق خطیب عیدگاہ گڑھی شاہو لاہور حال ''جامعہ نعیمیہ'' نے سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ میں عطا فرمائیں۔ آپ میں سلسلہ نقشبندیہ اغلب طور پر (بوجہ تعلق آباء از شرقپور شریف) پایا جاتا تھا۔

راقم کے علم کے مطابق مولانا محمد یٰسین قصوری مدظلہ العالی، حضرت مولانا محمد امین نقشبندی مدظلہ العالی مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور اور مولانا محمد انور سندھو زید مجدہٗ کو دلائل الخیرات شریف کی اجازت فرمائی۔ لیکن کسی کو خلافت عطا نہیں فرمائی۔

☆......☆......☆......☆

Marfat.com

احوال زمانۂ طالب علمی

راقم نے اِس باب کے سلسلہ میں حتی المقدور کوشش کی ہے کہ جن واقعات وغیرہ کا اِس بندۂ ناچیز کو علم تھا اور وہ جو دوسرے دوست احباب سے اکٹھے کیے تھے، تمام کے تمام نقل کردیئے جائیں تاکہ قارئین زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین!

حاجی احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ”حاجی صاحب علیہ الرحمہ ایک روز مجھے فرمانے لگے: ”عبدالغفور! میں دیکھتا ہوں کہ تم پھرتے ہی رہتے ہو، کبھی پڑھتے نہیں دیکھا؟“ واقعی ہم کچھ طالب علم ایسا ہی کیا کرتے تھے کیونکہ کوئی فاضل اساتذہ پڑھانے والے نہ تھے۔ میں نے عرض کیا: ”کوئی پڑھاتا ہی نہیں، پڑھیں کیا؟“ اس کے بعد حاجی صاحب علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ تم کتنے بھائی ہو اور تم میں بڑا کون ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”میں ہی بڑا ہوں، اور ہم چار بھائی ہیں“ اس پر حاجی صاحب فرمانے لگے: ”کہ بڑوں کی تو بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں، تم ایسا کرو مجھ سے پڑھ لیا کرو۔“ اس طرح میں نے ”پنج گنج“ آپ سے پڑھنا شروع کردی۔(۱)

حاجی احمد شاہ اور حامد شاہ صاحب دونوں نے دورۂ حدیث مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب علیہ الرحمہ سے کیا تھا لیکن ان کے استاد قاضی عبدالسبحان صاحب علیہ الرحمہ نے انہیں فرمایا تھا کہ: ”جب تک مجھ سے مزید شرقپور شریف میں کتب نہیں پڑھو گے، پختگی نہیں آئے گی۔“ چنانچہ یہ صاحبزادگان بھی شرقپور شریف آ گئے۔ لہذا میں شاہ صاحب

---

(۱) استادِ محترم نے فرمایا کہ ”سبق پڑھنے سے پہلے ہی میں ان دونوں بھائیوں (حاجی احمد شاہ صاحب اور حامد شاہ صاحب) کی خدمت اساتذہ کی طرح کرتا تھا حالانکہ وہ میرے باقاعدہ استاد نہ تھے بلکہ ان کا شمار منتہی طلباء کرام میں ہوتا تھا۔ اور وہ پیر ولایت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گجرات کے صاحبزادے تھے۔

Marfat.com

علیہ الرحمہ کے ساتھ باہر قبرستان کی طرف کتابیں اٹھا کر چلا جاتا اور وہاں سبق پڑھ لیتا۔

حاجی احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد واپس گجرات تشریف لے گئے، تو انہوں نے مجھے، گاؤں (دوگیچ) دو خطوط بھیجے اور لکھا کہ ''تم ادھر گجرات آجاؤ، ہم تمہیں اپنے گھر رکھ کر پڑھائیں گے''، لیکن میں نہ جاسکا۔ پھر ایک مرتبہ میں گجرات حاضر خدمت ہوا اور نہ آنے کی وجہ بتائی کہ میں نے اپنے والد صاحب سے عرض کی تھی کہ مجھے حاجی صاحب علیہ الرحمہ نے گجرات بلایا ہے کہ تم ادھر آجاؤ کیونکہ یہاں کسی خاص استاد کا انتظام نہیں ہے۔ لیکن والد صاحب نے مجھے فرمایا: ''جنہوں نے مدرسہ کھولا ہے وہ کسی نہ کسی استاد کا بھی انتظام کریں گے۔'' اس پر حاجی صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے: ''آپ کے والد صاحب کی شرقپور شریف کے ساتھ جو سچی عقیدت ہے، یہ اس کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بہتر استاد **حافظ محمد علی**[1] صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا۔

سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کا ادب:

ایک مرتبہ استاد محترم نے تحدیث نعمت کے طور پر بیان فرمایا کہ ''الحمدللہ! شرقپور شریف میں تعلیم کے دوران سوتے وقت میں نے کبھی اپنے پاؤں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور گلاب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کی طرف نہیں کیے اور نہ ہی ادباً مدرسہ کی چھت پر سویا۔ کمرے میں میری چارپائی ٹیڑھی ہوتی اور طلباء اس وجہ سے تنگی بھی محسوس کرتے۔ وہ مجھ سے پوچھتے کہ تم چارپائی کیوں ٹیڑھی کر کے سوتے ہو؟ لیکن میں خاموش ہی رہتا۔

شاہ صاحبین کی خدمت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے کہ میں حاجی احمد شاہ اور حامد شاہ صاحب بن پیر ولایت شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ آف گجرات کی، جہاں تک ہوسکتا خدمت کرتا۔ ان دونوں بھائیوں

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ میرے محسن اور مربی ہیں کیونکہ انہوں نے میری احسن تربیت فرمائی۔

Marfat.com

کے کپڑے جو کافی ہوتے تھے، دھوتا۔ کھانا کھلانے کے بعد خود کھانا کھاتا نیز ان کے کمرے کی چابی بھی میرے پاس ہوتی تھی۔ بعض اوقات فرماتے "پتہ نہیں ہم لوگوں کو اس پر کیوں اعتماد ہو گیا ہے؟" استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "میں نے کبھی اُن کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔"

شاہ صاحب کی خصوصی دعا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے کہ "میں ابھی نوعمر طالب علم تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں پانی کا گھڑا لے کر نزدیکی کنوئیں پر گیا۔ کنوئیں کی گادھی کو دھکا لگا کر بھاگ کر جاتا اور پانی بھرتا۔ اس طرح جب گھڑا بھر گیا تو کسی کو آواز دے کر کہا کہ "مجھے یہ اٹھوا کر میرے سر پر رکھ دو۔" کیونکہ میں اسے اکیلا نہیں اٹھا سکتا تھا۔ بہر حال میں پانی سے بھرا گھڑا لے کر چل پڑا۔ جب میں کمرے میں پہنچا تو گھڑا وزنی ہونے کے سبب نیچے گرنے لگا۔ اچانک حاجی احمد شاہ صاحب کی نظر میری طرف پڑی تو وہ اپنے دوسرے بھائی سے فرمانے لگے: "شاہ صاحب! پکڑو، گھڑا گرنے والا ہے۔" انہوں نے دوڑ کر مجھ سے گھڑا پکڑ کر نیچے رکھ دیا۔ بعد ازاں شاہ صاحب فرمانے لگے: "عبدالغفور! تم سیدوں کو پانی پلاتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو جنت میں لے گیا تو تمہارے بغیر ہم جنت میں نہیں جائیں گے!"

اُستاد حافظ محمد علی صاحب پسروری علیہ الرحمہ کا ادب:

آپ نے بیان فرمایا کہ جب حافظ صاحب علیہ الرحمہ سڑک پر آرہے ہوتے تو میں نیچے کھیت میں کھڑا ہو جاتا تو حافظ صاحب دوسرے لڑکوں کو فرماتے کہ "یہ اس لئے کھڑا ہوا ہے تاکہ اس پر گرد نہ پڑے، کبوتر جب بلی کو دیکھتا ہے تو آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ بلی نے مجھے دیکھا ہی نہیں۔" بعد ازاں علیحدگی میں فرمایا کہ: "تمہیں یہ باتیں کون بتاتا ہے؟ کہ

Marfat.com

سڑک کے نیچے کھڑے ہونا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم پہلے بھی اس دنیا میں رہ چکے ہو۔"

حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ مجھ سے چار ماہ تک ناراض رہے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی شادی کے دن مقرر ہو گئے لیکن اس وقت آپ کی مالی حالت کمزور تھی۔ آپ نے طلباء سے قرض دینے کیلئے کہا لیکن مجھے بوجہ ناراضگی نہ فرماتے اور جب بھی کسی سے اس بابت بات کر رہے ہوتے تو میں بھی حاضر ہو جاتا تو حافظ صاحب علیہ الرحمہ اُسی وقت خاموش ہو جاتے اور کوئی دوسری بات شروع فرما دیتے۔

جب دوسرے طلباء اٹھ کر چلے جاتے تو مجھے بھی فرما دیتے کہ "جاؤ اور جا کر مطالعہ کرو۔" یہاں تک کہ دوسرے طلباء کو اپنی شادی کی دعوت دی لیکن مجھے اتنا بھی نہ بتایا کہ میری فلاں تاریخ کو شادی ہے! خیر شادی میں تقریباً دو تین دن باقی رہ گئے لیکن کسی طالب علم نے قرض بھی نہ دیا۔ جس پر حافظ صاحب علیہ الرحمہ بھی متفکر تھے۔ چنانچہ میں نے حافظ صاحب علیہ الرحمہ سے چھٹی لی اور گھر چلا گیا۔ جب گھر پہنچا تو میں نے اپنے دادا میاں جلال دین صاحب سے عرض کی کہ: "میں نے اس وقت تک روٹی نہیں کھانی جب تک مجھے کچھ رقم نہیں دیں گے۔" اس وقت حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا حال دیکھ کر میرے آنسو جاری وساری تھے۔ میرے دادا جی نے فرمایا کہ "روٹی تو کھاؤ تمہیں رقم بھی دے دیں گے۔" اس کے بعد میں نے روٹی کھالی اور رقم لے کر واپس مسجد وزیر خاں لاہور کے قریب پہنچ گیا۔ طلباء سے حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے بارے دریافت کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر رقم پیش کی اور اس وقت بھی میرے آنسو جاری تھے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے:

Marfat.com

''نہیں، مجھے ضرورت نہیں ہے۔'' بہرحال میرے بار بار اصرار پر آپ نے قبول فرمائے اور فرمانے لگے کہ ''میں پہلے ہی ڈرتا ہوا تمہیں کہہ نہیں رہا تھا لیکن تم نے اس کے باوجود وہی کچھ کر دکھایا۔''

اسکے بعد حافظ صاحب علیہ الرحمہ مجھے فرمانے لگے کہ ''جاؤ فلاں دکان سے میرے اور میرے ماں باپ اور سات بھائیوں کیلئے کپڑے لے کر آؤ۔'' میں نے عرض کی: ''آپ خود چلیں اور اپنی مرضی سے رنگ پسند فرمالیں۔'' خیر ہم اکٹھے گئے۔ حافظ صاحب نے اپنے لیے کپڑے جوتی اور ٹوپی خریدی۔ اور ماں باپ اور بھائیوں کیلئے کپڑے خریدے اور ادھر ہی بیٹھے ہوئے درزیوں کو سلنے کیلئے دے دیئے۔ بعد ازاں حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے اپنی شادی کی دعوت دی اور فرمانے لگے کہ: ''میں تمہیں یہ رقم واپس کروں گا۔'' بہرحال میں نے نہ لیے۔

طلباء کی طرف سے دعوت کا مطالبہ:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ جب حافظ صاحب (علیہ الرحمہ) شادی کے بعد واپس آئے تو طلباء عرض کرنے لگے کہ ''آپ کی شادی ہوئی ہے، ہمیں زردہ چاول کھلائیں۔'' حالانکہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ پہلے ہی مقروض تھے۔ میں نے آپ سے سے چھٹی لی اور ایک طالبعلم حنیف کو لے کر گھر چلا گیا۔ چاول، چینی اور آٹا لے کر واپس آئے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمہ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''تمہارے گھر والے کیا کہتے ہوں گے؟ میں نے عرض کی ''کچھ نہیں۔'' میں نے تو اپنے گھر والوں کو بتایا ہی نہیں کہ میں کس مقصد کیلئے لے جا رہا ہوں؟

حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے رشتہ دار بچے کا ادب:

ایک دفعہ بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ ریل

Marfat.com

گاڑی میں سفر کر رہا تھا اور ہمارے ساتھ آپ کا ایک رشتہ دار (بچہ) بھی تھا۔ اس نے گاڑی میں کچی گری خریدی۔ گری منہ میں ڈالتا اور چبانے کے بعد بھوسہ میرے اوپر پھینکتا۔ یہاں تک کہ میرے سارے کپڑے اور داڑھی اس بھوسے سے بھر گئی لیکن میں اسے اس لئے کچھ نہ کہتا کہ یہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی وجہ سے میرے ساتھ ایسا کر رہا ہے۔ میرا اس وقت یہ جذبہ تھا کہ اگر یہ اس سے بڑھ کر بھی میرے ساتھ کچھ کرے تو میں تب بھی اسے کچھ نہیں کہوں گا! حافظ صاحب علیہ الرحمہ اس وقت کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ اچانک آپ نے اوپر نظر کی تو میری حالت دیکھی۔ اس پر آپ اسے بہت ناراض ہوئے۔ اور مجھے فرمانے لگے کہ ''اس کو تم نے تھپڑ کیوں نہیں مارا؟'' اس کے بعد اس سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''تم اگر اس پر پیشاب بھی کر دو تو اس نے پھر بھی نہیں بولنا۔'' استاد محترم صاحب نے فرمایا کہ '' حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات فرماتے تھے کہ ''تمہیں یہ چیزیں (یعنی ادب کرنا) کون بتاتا ہے؟''

حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا خصوصی دُعا فرمانا:

استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ ایک مرتبہ مجھے فرمانے لگے کہ: ''تمام طلباء مولانا عبدالغفور ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سننے گئے ہیں تم جلسہ میں، تقریر کیوں نہیں سننے گئے۔'' میں نے عرض کی ''آپ مجھے فرما دیتے تو میں چلا جاتا۔''

حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''ایک دن میں مدرسہ میں بارہ بجے رات کو آیا تو میں نے دیکھا کہ تمام طلباء سوئے ہوئے تھے اور تم مطالعہ میں مصروف تھے۔ مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میں سیدھا حضرت اعلیٰ علیہ الرحمہ کے مزار پر گیا اور اللہ تعالیٰ سے تمہاری کامیابی کیلئے خصوصی دعا کی۔''

Marfat.com

ثانی صاحب علیہ الرحمہ کا حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ کے بارے حسن ظن:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں حاضر خدمت تھا۔آپ نے مجھے فرمایا کہ ''کون کون سی کتابیں پڑھتے ہو؟'' جب میں نے کتابیں بتائیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''عبد الغفور! تم تو عالم دین بن گئے ہو۔ہم تمہیں اپنے مدرسہ میں رکھیں گے، کیونکہ تم تو اپنے آدمی ہو۔باہر کے آدمی اپنے آپ کو صرف مدرس سمجھتے ہیں۔'' میں نے عرض کی کہ ''اِدھر حافظ محمد علی صاحب میرے استاد تو ہیں۔'' اس پر آپ فرمانے لگے کہ ''حافظ محمد علی تو ہمارے گھر کے بندے ہوئے!'' یہ بات آپ نے تین مرتبہ دہرائی۔ ''وہ مدرس کی حیثیت سے نہیں بلکہ خادم کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔'' جب میں نے یہ بات حافظ صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کی ''تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔'' اُستاد صاحب فرمانے لگے: ''واقعی حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مدرسہ کی رونق میں چار چاند لگا دیئے تھے۔''

حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ کے عظائم:

حافظ صاحب علیہ الرحمہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ سے فرماتے کہ: ''ہم نے اکٹھے پڑھانا ہے، فلاں کو مناظر، فلاں کو مقرر وغیرہ۔'' فرماتے ''جس کی طبیعت جس طرف مائل ہے، اسی طرف اسے پہنچائیں گے۔'' استاد محترم علیہ الرحمہ کا اپنی جگہ پر یہ نظریہ تھا کہ ''اکثر لوگ مولوی بن کر استاد کو والد کا سا مقام نہیں دیتے ہیں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا تو ان شاء اللہ لوگ دیکھیں گے کہ استاد کا ادب کیسے کیا جاتا ہے؟'' لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

Marfat.com

حافظ محمدعلی صاحب علیہ الرحمہ کے والد محترم کی خدمت:

استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ''ایک مرتبہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے والد صاحب شرقپور شریف میں عرس پر تشریف لائے تو حافظ صاحب مجھے فرمانے لگے ''عبدالغفور! والد صاحب کی خدمت تمہارے ذمہ ہے۔'' نیز فرمایا کہ'' میں حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے مہمانوں کی ہی خدمت کرتا تھا جبکہ میرے والد صاحب اور دادا جان عرس کے اختتام پر گاؤں جانے کے وقت مجھ سے ملتے تھے جو کہ اعلیٰ درجے کا ادب ہے۔''

حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی:

ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ'' حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ کسی وجہ سے ناراض ہوگئے اور یہ ناراضگی تقریباً چار ماہ تک جاری رہی۔ جب کبھی میں طلباء کے ساتھ بیٹھے ہوئے پاتا تو میں بھی موقعہ جان کر بیٹھ جاتا لیکن آپ کوئی توجہ نہ فرماتے بلکہ اگر خوش طبعی کی باتیں کر رہے ہوتے تو میرے جاتے ہی فوراً موضوع ہی بدل دیتے۔ بعض اوقات میں بڑی ہمت کر کے جاتا کہ اب میں نے آپ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے لیکن جب میں قریب جاتا تو ہمت ہی جواب دے جاتی اور میں واپس لوٹ آتا۔ اس طرح تقریباً چار پانچ مرتبہ ہوا۔ آخرکار ایک دن میں بعد نماز عشاء حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر چلا گیا اور دروازے پر دستک دی۔ استاد حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ'' تم اس وقت کدھر آئے ہو؟'' خیر میں نے جواب کیا دینا تھا؟ میں تو زاروقطار، رو رہا تھا۔ میری حالت دیکھ کر استاد حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور وہ بھی رونے لگ گئے۔ سبحان اللہ! اس سے استاد صاحب علیہ الرحمہ اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلبی تعلق کا پتہ چلتا ہے۔ یعنی اگر استاد صاحب علیہ الرحمہ اتنے پریشان تھے تو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حالت بھی ویسی ہی تھی۔ بعض اوقات استاد صاحب علیہ الرحمہ

Marfat.com

فرمایا کرتے کہ ''ناراضگی اس سے ہوتی ہے جس سے کوئی تعلق ہوتا ہے۔''

اسی طرح استاد صاحب علیہ الرحمہ ایک مرتبہ راقم سے کسی وجہ سے ناراض ہو گئے جب بھی جاتا کوئی توجہ نہ فرماتے اور میں بے خودی کے عالم میں رونے لگا۔ حالانکہ مجھے کسی عزیز و اقارب کی وفات پر بھی اس قدر رونا نہیں آیا جتنا اس وقت آیا۔ الحمدللہ! یہ بھی قلبی لگاؤ اور تعلق کی وجہ تھی۔(۱)

حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ کا حسن ظن:

سید مزمل حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''حافظ صاحب علیہ الرحمہ ہمیں فرماتے تھے کہ ''یہ غوث ہے'' اگر تم نے کچھ بننا ہے تو اس کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرو۔''

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ مجھے فرمانے لگے کہ: ''میں نے شرقپور شریف پڑھانا تو تھا ہی لیکن میرا اصل مقصود تم تھے! مجھے امید ہے کہ تمہاری وجہ سے ان شاء اللہ مجھے قبر میں بھی فائدہ ہوگا۔''

اُستاد صاحب (علیہ الرحمہ) نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا سر دبا رہا تھا۔ اس وقت آپ کو سر میں درد ہو رہا تھا۔ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ ''مجھے دم کرو!'' میں نے عرض کی کہ: ''میں نے کیا دم کرنا ہے؟'' اس پر آپ فرمانے لگے کہ ''مجھے یقین ہے کہ اگر تم پڑھ کر مجھے پھونک مار دو گے تو میرے سر کی درد جاتی رہے گی۔'' آپ کے اسرار پر میں نے پھونک ماردی اور فرمانے لگے کہ: ''مجھے آرام آ گیا ہے!''

حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''مجھے امید ہے کہ تم سے لوگوں کو بڑا فائدہ اور فیض حاصل ہوگا۔''

---

(۱) استادِ محترم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پہلی عید الفطر ادا کرنے کے بعد جب جاوید اکبر اور راقم وغیرہ آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے تو کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا۔

Marfat.com

”اب بس بھی کرو !“

قبلہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ” ہمارے استادگرامی حافظ صاحب علیہ الرحمہ طلباء کوفرماتے کہ خود عبارت پڑھواوراس کاحل بیان کرو۔“شرح جامی میں ”فالمفرد المنصرف کےتحت اس“ الاسم المفرد الذی لم یکن شئ ولد مجموعا ولاغیر منصرف کزید ورجل “وغیرہ (صرف تین لفظ) حافظ صاحب علیہ الرحمہ کتاب کا ترجمہ نہیں کرنے دیتے تھے۔ بلکہ یہ فرماتے کہ”بتاؤ مصنف تمہیں کیا بتانا چاہتے ہیں۔“ ایک مرتبہ مجھے شرح کرنے کا فرمایا تو میں نے شرح بیان کرنا شروع کردی۔ اس وقت مجھے بھی ایسے محسوس ہورہا تھا جیسے کہ کوئی چیز مجھ پر القا ہورہی ہے۔اس طرح تقریباً ایک گھنٹہ ہوگیا،تو حافظ صاحب فرمانے لگے کہ” اب بس بھی کرو!“ جب ہم سب طلباء فارغ ہوئے تو بعد میں آپ نے مجھے بلایا اور فرمانے لگے کہ”میں نے اس لئے تمہیں بیان سے روکا تھا کہ کہیں نظر نہ لگ جائے!“

”مجھے چھٹی نہیں !“

استادمحترم علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا”جب مدرسہ میں عید یارمضان شریف کی چھٹیاں ہوتیں تو تمام طلباء اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے لیکن میں یہ سمجھتا کہ مجھے چھٹی نہیں ہوئی۔یعنی اگر استاد صاحب (حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ) فرمائیں گے تو تب جاؤں گا ورنہ نہیں۔“بعض طلباء مجھ سے پوچھتے کہ”تم گھر کیوں نہیں جاتے؟“میں خاموش رہتا۔جب حافظ صاحب علیہ الرحمہ مجھ سے پوچھتے کہ”تم نے گھر نہیں جانا؟“میں تب بھی ادباً خاموش رہتا! اگر آپ اجازت فرماتے تو چلا جاتا ورنہ نہ جاتا۔

سپردم با تو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

Marfat.com

ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری دینا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ثانی صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ ''جس طالب علم نے مجھے ملنا ہو، صرف جمعرات کو ملے اور باقی ایام میں مطالعہ کرے۔'' میں واحد طالب علم بالالتزام بحمد اللہ! جمعرات کو حاضر خدمت ہوتا تھا۔ آپ سردیوں میں مسجد کے حجرہ اور گرمیوں میں مسجد کی چھت پر حاضرین کو بعد نماز مغرب توجہ دیتے اور جب تک بچے گھر سے کھانا لے کر نہ آتے آپ مراقبہ میں رہتے۔ بچے نہایت ہی تربیت یافتہ تھے۔ ایک بچہ نذیر اور دوسرے کا نام یاد نہیں دونوں ہی شرقپور شریف کے رہنے والے تھے۔ جب یہ بچے کھانا لے کر آتے تو ہاتھ اٹھا کر بڑی محبت سے پڑھتے۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔'' بچوں کی آواز سن کر آپ مراقبہ سے سر اٹھاتے اور ''بسم اللہ شریف'' پڑھ کر دعا فرماتے اور اس کے بعد لنگر تقسیم کیا جاتا اور نماز عشاء ادا کی جاتی۔

کالے رنگ کے بوٹ پہننا:

ایک مرتبہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میاں غلام احمد صاحب کے ساتھ مدرسہ میں تشریف لائے۔ آپ نے کچھ بڑے پودے اکھاڑنے کا حکم صادر فرمایا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''میں نے ایک آم کا درخت اپنے ہاتھوں سے لگا رکھا تھا۔'' جب میاں غلام احمد صاحب اس کو اکھاڑنے لگے تو میں نے عرض کی کہ ''میاں صاحب! اسے رہنے دیں۔'' اس پر حضرت ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے بھی فرمادیا کہ: ''چلو غلام احمد رہنے دو!'' اس کے بعد جب میں ایک پودا اکھاڑ کر آپ کے سامنے لایا تو ثانی صاحب علیہ الرحمہ دیکھ کر فرمانے لگے: ''عبدالغفور! تمہارے ابا نے تو کالے رنگ کے بوٹ نہیں پہنے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''بحمد اللہ! اس کے بعد میں نے کالا تو کالا کسی بھی رنگ کا بوٹ نہیں پہنا۔'' یاد رہے آپ نے دیسی چمڑے کی جوتی ہی پہنی ہے۔

Marfat.com

کمال فیصلہ:

حافظ محمد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پانچ چھ ماہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں پڑھاتے رہے۔ استاد صاحب فرمانے لگے کہ" تمام طلباء جامعہ نظامیہ میں جا کر حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مل آتے، لیکن میں اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا کہ" یا اللہ! کوئی ایسا سبب بنا کہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ سے بھی مل لوں اور ثانی صاحب علیہ الرحمہ بھی خوش رہیں کیونکہ ایک طرف استاد اور دوسری طرف پیر ہیں۔"

حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا ایک خاص تعلق اور توجہ بھی میری طرف تھی اور میرا دل بھی بہت بے قرار تھا۔ چنانچہ ایک دن میں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ فرمانے لگے:" تم نے حافظ صاحب کو نہیں ملنا، تمہارا جی نہیں کرتا؟" میں نے عرض کی" حضور دل تو بہت کرتا ہے" اس پر آپ نے فرمایا:" جاؤ تم بھی حافظ صاحب سے مل لو۔" تقریباً چار ماہ بعد میں حافظ صاحب علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ آپ مجھے پرتپاک طریقے سے ملے۔ اور فرمانے لگے کہ" میں پہلے ہی یہی کہتا تھا کہ ادھر بے شک سارا مدرسہ آجائے لیکن اس نے بغیر ثانی صاحب علیہ الرحمہ کی اجازت کے نہیں آنا۔"

حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ کی بیماری میں تدریس کے فرائض:

استاد صاحب (علیہ الرحمہ) نے بیان فرمایا کہ" حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے میاں غلام احمد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کر دیا تھا کہ" میری بیماری میں عبد الغفور پڑھائے گا۔" چنانچہ میں نے تقریباً دو ماہ پڑھایا۔ جب تنخواہ ملی تو حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ:" یہ تنخواہ تو تمہیں ملی ہے! تم رکھو کیونکہ میں نے تو نہیں پڑھایا۔" خیر میں نے کافی اصرار کیا تو آپ نے قبول فرمالی۔

Marfat.com

جامعہ نظامیہ میں حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ کا استاد محترم کی طرف اشارہ:

استاد محترم نے بیان فرمایا کہ ''جب حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ نظامیہ میں پڑھاتے تھے تو میرے کچھ ساتھی طلباء بھی اُدھر چلے گئے۔ یہ سلسلہ کوئی پانچ چھ ماہ جاری رہا۔ میرے سابقہ ہم جماعت طلباء مجھے بتاتے کہ بعض اوقات حافظ صاحب علیہ الرحمہ طلباء سے کتاب بیان کرنے کے بارے فرماتے، تو طلباء صرف عبارت کا ترجمہ کرنے کی کوشش کرتے تو حافظ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے کہ ''اگر میرا شاگرد ادھر ہوتا تو تمہیں پتہ چلتا کہ کیسے کتاب کو سمجھا اور پڑھا جاتا ہے؟'' نیز یہ بھی فرماتے کہ ''طالب علم کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ کتاب یعنی مصنف علیہ الرحمہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ان کا مقصد اور مفہوم کیا ہے؟''

موضوع کی تعریف:

ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ ''قطبی میں شروع ہی میں ''موضوع'' کی بحث ہے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے: ''تعریف مختصر اور آسان ہونی چاہیے۔'' چنانچہ ''موضوع'' کی تعریف اس طرح ہوئی کہ ''ہر علم کا موضوع وہ شی ہوتی ہے جس شی کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔'' اس کے بعد حافظ صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ''اب باری باری تم اس سے بھی مختصر اور آسان تعریف کرو۔'' سب نے اپنی باری پر جو ذہن میں تھا بیان کیا۔ جب میری باری آئی تو میں نے ''موضوع'' کی تعریف یوں بیان کی کہ: ''جس علم میں کسی چیز کے ذاتی احوال کا ذکر ہو وہ چیز اس علم کا ''موضوع'' بنتی ہے۔'' اس پر حافظ صاحب علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''اتنی مختصر اور آسان تعریف تو میرے ذہن میں بھی نہ تھی۔ سبحان اللہ!''

بیک وقت چار شروح کا مطالعہ:

استاد محترم نے بیان فرمایا کہ ''حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے شرح سنبٹ،

Marfat.com

سوال باسولی، سوال کابلی اور محرم آفندی دے رکھی تھیں۔ان چاروں کا ضبط اور بیان کرنا صرف اور صرف حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی دعا کا نتیجہ تھا۔جب میں بیان کرتا تو حافظ صاحب علیہ الرحمہ بہت محظوظ ہوتے اور فرماتے کہ: ''اب مجھے امید پیدا ہوگئی ہے۔'' مزید فرماتے کہ: ''جب استاد اور شاگرد نے یہی کتابیں مطالعہ کیلئے دیکھنی ہوتی ہیں تو استاد اور شاگرد میں اس وقت کوئی فرق نہیں رہتا۔'' بہرحال یہ ان کی مہربانی تھی اور واقعی استاد کی دعا بڑا اثر دکھاتی ہے۔جس کا مشاہدہ میں نے بذات خود کیا ہے۔

چائے کے لئے دودھ لانا:

استاد محترم نے بیان فرمایا کہ ''ایک مرتبہ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے شرقپور شریف میں مہمان (مولانا غلام رسول رضوی صاحب علیہ الرحمہ آف فیصل آباد) کے لئے دودھ لانے کے متعلق فرمایا۔خیر میں نے جگ لیا اور بازار میں سے تمام دوکانوں پر پتہ کیا لیکن دودھ بوجہ عرس ''شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ دوکاندار کہنے لگے کہ: ''آج دودھ صرف عرس سے ہی ملے گا۔'' میں نے شہر سے سکھانوالی کا رُخ کیا لیکن دودھ ادھر سے بھی نہ ملا۔ پھر میں شاہ بخاری علیہ الرحمہ کے عرس میں گیا اور ادھر سے دودھ مل گیا۔یاد رہے اس گاؤں کا فاصلہ تقریباً ڈھائی میل ہے۔میں نے آکر دودھ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔تو آپ فرمانے لگے کہ: ''اس میں تھوڑا سا پانی اور پتی ڈال کر دودھ پتی بنادو۔'' اس طرح چائے بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کی۔اس کے بعد راقم نے عرض کی: ''بظاہر اتنا فاصلہ طے کر کے دودھ لانے میں کافی وقت صرف ہو گیا ہوگا اور دیر بھی لگی ہوگی۔ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہ فرمایا کہ ''اتنی دیر لگا دی ہے!'' استاد صاحب نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس کے بعد خود ہی فرمایا کہ: ''یہ کوئی میری کرامت تو نہ تھی اور اگر ہو تو استاد صاحب (حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی ہوسکتی ہے، جنہوں نے مجھے بھیجا تھا۔''

Marfat.com

گھڑ سواری کا شوق:

استادِ محترم نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ" ہم حافظ صاحب علیہ الرحمہ سے اُن کے ماموں کے گاؤں میں پڑھتے تھے۔ادھران کی گھوڑیاں تھیں۔ایک دفعہ میں نے انہیں کہا:" مجھے گھوڑی دو میں نے سواری کرنی ہے۔" اس پر وہ کہنے لگے کہ:" یہ گھوڑیاں بڑی تیز ہیں، تم اس پر سواری نہیں کر سکتے۔" خیر میرے اصرار پر انہوں نے گھوڑی دے دی۔ میں نے اسے گاؤں سے باہر نکلتے ہی ایڑی لگائی، جس پر گھوڑی نے اپنی پوری رفتار سے دوڑنا شروع کر دیا۔تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک نالہ تھا۔میں نے سوچا کہ اگر گھوڑی اس میں داخل ہوگئی تو یہ پسینہ سے شرابور گرم سرد نہ ہو جائے۔ میں نے بہت ہی مشکل سے اسے روکا۔ پھر اسی طرح وہاں سے واپسی ہوئی۔اس کے بعد جب بھی میں ان سے گھوڑی مانگتا وہ مجھے دے دیتے۔

حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا غوث فرمانا:

استادِ محترم نے ایک مرتبہ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانیوں اور عنایات کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ:" ایک دفعہ ہمراہ حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایمن آباد سے ٹانگے پر بیٹھے۔اگلی سیٹ پر حافظ صاحب کے ساتھ بڑے طلباء مزمل شاہ صاحب، خادم شاہ صاحب وغیرہ بیٹھ گئے اور میں پچھلی سیٹ پر عورتوں کے ساتھ (عمر میں چھوٹا ہونے کے سبب) بیٹھ گیا۔عورتوں نے مجھے اپنا کچھ سامان بھی پکڑا دیا۔ٹانگہ چلنے کے بعد گرد اڑتی اور پیچھے بیٹھی سواریوں کے اوپر پڑتی۔جب حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پیچھے پڑی تو فرمانے لگے کہ:" ہمارا غوث (بمعنی مددگار) پیچھے بیٹھا ہے اور دوسرا گرد بھی پڑ رہی ہے۔" اس پر ایک عورت بولی کہ مولوی صاحب!" آپ تو شلجم سے مٹی جھاڑ رہے ہیں۔" اس پر آپ نے فرمایا:" یہ تو ہم جانتے ہیں!۔"

Marfat.com

استاد صاحب کی چیز ہر ایک کیلئے:

استادِ محترم نے بیان فرمایا کہ ''اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ میں جو چیز بھی گھر سے لاتا۔طلباء میری چیزیں استعمال کرتے رہتے لیکن میں کبھی کسی کو نہ روکتا۔''ایک مرتبہ میرے دادا جلال دین صاحب (مرید حضرت سرکارِ اعلیٰ شرقپوری علیہ الرحمہ) نے مجھے چھتہ بازار سے کپڑے اور ایک کڑھائی والا اعلیٰ رومال لے کر دیا۔یہ رومال ایک طالب علم نے باندھ رکھا تھا۔حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی نظر جب اس پر پڑی تو فرمانے لگے کہ: ''معلوم ہوتا ہے کہ عبدالغفور کی چیزیں سب کیلئے ہوتی ہیں۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''میں نے طالب علموں کو اپنے چاول، چنے، گھی، کپڑے وغیرہ استعمال کرنے سے کبھی نہ روکا تھا۔''

حافظ الحدیث حضرت سیّد جلال الدین شاہ صاحب علیہ الرحمہ آف بھکی شریف سے دُعا کروانا:

استاد صاحب (علیہ الرحمہ) نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ تشریف لائے تو استاد حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ مجھے فرمانے لگے: ''جاؤ! تم محدث صاحب علیہ الرحمہ کو دبانا شروع کرو۔پھر میں بھی آجاؤں گا اور تیرے لئے آپ سے دُعا کیلئے عرض کروں گا۔'' چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا اور آپ کو دبانا شروع کر دیا۔تھوڑی دیر بعد حافظ صاحب علیہ الرحمہ بھی تشریف لے آئے اور کچھ وقفے کے بعد شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ ''حضور! عبدالغفور کیلئے دعا فرمائیں۔'' یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے چند سال پہلے طالب علموں کا امتحان لیا تھا۔یہاں آپ کے حافظے کی صحت اور پختگی کا اندازہ لگائیں۔آپ فرمانے لگے: ''جب میں نے امتحان لیا تھا تو اس وقت ادھر تین (۳) عبدالغفور تھے، جو ایک حقیقت تھی۔'' بہرحال آپ نے دُعا فرمائی۔

Marfat.com

۱۹۵۷ء کا سیلاب:

جب یہ بڑا سیلاب آیا تو اس وقت حافظ صاحب علیہ الرحمہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار پر تشریف لے گئے تھے۔ سیلاب کی وجہ سے تمام راستے بند ہو چکے تھے۔ مختصر یہ کہ جب پانی مدرسہ میں داخل ہونے لگا تو تمام طلباء نے اپنا اپنا سامان اٹھایا اور اوپر چھت پر چلے گئے لیکن کتب خانہ کی طرف کسی کا بھی دھیان نہ تھا۔ میں بے حد پریشان و پشیمان تھا کہ کتب خانہ کہیں تباہ نہ ہو جائے، کیونکہ اس میں بڑی نایاب کتب موجود تھیں۔ میں ہر طالب علم سے حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے کمرے کی چابی کے بارے پوچھتا کہ مجھے مل جائے اور کتب خانہ کھول کر کتابیں محفوظ کرلوں۔ بہر حال میں نے بڑی مشکل سے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے کمرے سے چابی لے کر کتب خانے کا دروازہ کھولا۔ اسی اثناء میں پانی بھی مدرسہ میں داخل ہونا شروع ہو گیا تھا۔ میں نے جلدی جلدی کتابیں نیچے والے خانوں سے اوپر رکھیں اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ سیلاب کا پانی اترنے کے بعد جب حافظ صاحب علیہ الرحمہ مدرسہ میں تشریف لائے تو بہت پریشان تھے۔ آتے ہی مجھے فرمانے لگے کہ ''کتب خانہ کے متعلق بتاؤ بچ گیا ہے یا نہیں؟'' میں نے عرض کی ''الحمدللہ بچ گیا ہے!'' اس پر آپ نے سکھ کا سانس لیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد فرمانے لگے: ''میں پہلے ہی کہتا تھا کہ صرف ایک ہی آدمی ہے اگر اس کو خیال آ گیا ورنہ دوسرے طلباء نے تو کوئی پروا نہیں کرنی۔''

سزا پر خوشی:

ایک دفعہ بیان فرمایا کہ ''حافظ اکبر صاحب، ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زمین پر کام کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ ''مجھے بھی کبھی زمین پر کام کرنے کا موقعہ عنایت فرمائیں۔'' خیر ایک دن وہ مجھے ساتھ لے گئے، ہم صبح گئے اور امرود کے باغ میں ٹیکیں

Marfat.com

(سہارا) لگانا شروع کردیں، یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ مدرسہ میں ہم شام کے بعد مطالعہ میں مصروف ہوتے تھے لیکن اس روز عشاء کے بعد میں مدرسہ میں پہنچا تو دیکھا کہ حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ بڑے دروازے کے سامنے چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں، حالانکہ وہ اس وقت گھر تشریف لے جاتے تھے۔ میں بخوشی سلام لے کر جانے لگا تو فرمانے لگے: ''ٹھہرو! میں ادھر تمہارے لیے ہوں'' آپ اٹھے اور فرمایا: ''کان پکڑو۔'' میں نے کان پکڑ لیے تو حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنا جوتا اٹھایا اور ایڑی کی طرف سے مجھے مارنا شروع کردیا۔ خیر جیسے جیسے حافظ صاحب علیہ الرحمہ مجھے مارتے جاتے میری خوشی میں اضافہ ہوتا جاتا۔ آپ نے مجھے مارا تو میری ایک انگلی بھی زخمی ہوگئی۔[1] مار کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے: ''میں نے تمہیں بندہ بنانا ہے!'' مارنے کے بعد حافظ صاحب نے پوچھا: ''کدھر گئے تھے؟'' میں نے عرض کی ''ثانی صاحب علیہ الرحمہ کے باغ میں کام کی غرض سے گیا تھا۔'' حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''تمہیں پتہ نہیں کہ مطالعہ کا وقت ہے؟'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''مار کے وقت خوشی اس لئے ہو رہی تھی کہ آپ میری اصلاح فرما رہے تھے۔'' سزا کے بعد بعض طلباء مولانا عبدالغفور الوری صاحب وغیرہ مجھے طنزاً کہتے کہ ''مقربین کا یہی حال ہوتا ہے!۔''

مولانا نور محمد مدظلہ العالی آف میانوالی کا بطور مدرس تقرر:

حافظ صاحب علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد مولانا نور محمد صاحب نے پڑھانا شروع کیا۔ یہ استاد صرف اور صرف حافظ علیہ الرحمہ کے کہنے پر میرے (مولانا عبدالغفور علیہ الرحمہ) لئے منگوائے گئے تھے۔ تدریس کے دوران مولانا نور محمد صاحب شرح فرماتے تھے تو میں اُن سے سوال، جواب کرتا اور کہتا کہ ''مجھے تو حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے ایسے ہی

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم کو اپنی ہاتھ کی انگلی پر وہ چوٹ کا نشان بھی دکھایا۔

Marfat.com

پڑھایا تھا۔" خیر کچھ دیر یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر کار ایک دن مولانا نور محمد صاحب زید مجدہٗ فرمانے لگے کہ "میں تمہیں نہیں پڑھا سکتا کیونکہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے استاد صرف مدرس ہی نہ تھے بلکہ ولی کامل بھی تھے۔" اس طرح انہوں نے مجھے پڑھانا بند کر دیا اور مدرسہ سے چلے گئے۔

بلا اجازت باغ میں داخل ہونا:

مفتی مزمل حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ "زمانۂ طالب علمی میں استاد حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے مولانا عبدالغفور صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ سیر کیلئے باہر نکلے تو ایک اُجڑے ہوئے باغ میں مدرسہ کے طلباء کچے پکے پھل توڑ کر کھا رہے تھے۔ میں نے کہا آئیں ہم بھی کھالیں!" مولانا صاحب فرمانے لگے "نہیں۔" پہلے اس باغ کے مالک کو تلاش کرو۔ اس سے اجازت لے کر پھر کھائیں گے۔ میں نے کہا کہ اُجڑے باغ کی تو اجازت عامہ ہے۔ فرمایا: "نہیں۔" خیر ہم نے باغ کے مالک کو تلاش کیا۔ مولانا صاحب نے اُن سے اجازت لی۔ اس نے مسکراتے ہوئے ہمیں اجازت دی۔ تب ہم باغ میں داخل ہوئے۔ مفتی صاحب نے مزید بیان کیا کہ اگر میں کوئی غلط کام کرتا تو مجھے مولانا صاحب یوں فرماتے "اُو جوان! ایسے نہیں کرنا۔"

"شکر کرو یہ تمہارا کھانا کھا لیتے ہیں!"

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حافظ محمد علی پسروری علیہ الرحمہ چھٹیوں میں کچھ طلباء کو اپنے گاؤں پسرور پڑھانے کیلئے ساتھ لے گئے۔ ایک شخص جو اُن کا رشتہ دار تھا اور طالب علموں کا کھانا بھی اُن کے گھر سے آتا تھا، کہنے لگا: "مولوی صاحب! ایک تو آپ اِن کو پڑھاتے ہو، دوسرا کھانا بھی کھلاتے ہو!" اس پر حافظ صاحب

Marfat.com

علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''تم شکر کرو یہ تمہارا کھانا کھالیتے ہیں!'' بعدازاں میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے ''تم اسے نہیں جانتے، یہ آپ سے بڑا زمیندار ہے۔'' اس لئے فرمایا تاکہ اس کا ''نفس امارہ'' نہ پھلے پھولے بلکہ اس کا خاتمہ ہو۔

منّت منہ کہ خدمتِ سلطاں می کنی

منت شمار ازو، کہ بخدمت گزاشتت

ترجمہ: یہ احسان نہ جان کہ میں بادشاہ کی خدمت میں ہوں بلکہ احسان جان کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت میں قبول کیا ہوا ہے۔''

حافظ صاحب علیہ الرحمہ کا خصوصی دعا فرمانا:

استاد صاحب نے بیان فرمایا کہ حافظ صاحب ایک مرتبہ مجھے فرمانے لگے کہ: ''تمام طلباء مولانا عبدالغفور ہزاروی صاحب کی تقریر سننے گئے تھے۔ دوسرے دن حافظ صاحب مجھے فرمانے لگے کہ تم جلسہ میں تقریر کیوں نہیں سننے گئے میں نے عرض کی آپ مجھے فرمادیتے تو میں چلا جاتا۔ ایک دن میں مدرسہ میں بارہ بجے آدھی رات کو آیا تو میں نے دیکھا کہ تمام طلباء سوئے ہوئے تھے اور تم مطالعہ میں مصروف تھے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میں سیدھا حضرت اعلیٰ علیہ الرحمہ کے مزار پر گیا اور اللہ تعالیٰ سے تمہاری کامیابی کیلئے خصوصی دعا کی۔

حافظ محمدعلی رحمة الله علیه کی خصوصی توجه:

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے تمام طلباء کو ہینڈ پمپ چلا کر تمام کیاریاں بھرنے کیلئے فرمایا اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ تمام طلباء چلے گئے، میں نے ہینڈ پمپ چلانا شروع کر دیا اور کافی دیر ہوگئی۔ میں پمپ چلاتا رہا حتی کہ کھانے کا وقت ہوگیا اور طلباء نے مجھے کھانا کھانے کے لیے بلایا۔ میں نے کہا

Marfat.com

کہ ’’ابھی آتا ہوں!‘‘ لیکن طلباء اصرار کرنے لگے کہ ’’اگر تم نہ آئے تو ہم تمہارا کھانا تقسیم کر دیں گے۔‘‘ چنانچہ میں نے سوچا کہ چلو جلدی سے کھانا لاکر باقی جو تھوڑی سی رہ گئی ہیں، بعد میں بھرلوں گا۔ جب میں واپس آیا تو دیکھا کہ حافظ صاحب تشریف لے آئے ہیں اور فرمانے لگے کہ ’’میں نے یہ ساری کیاریاں بھرنے کیلئے کہا تھا، کیوں نہیں بھریں؟ میں نے عرض کی کہ ’’طلباء کہہ رہے تھے کہ اگر تم نہ آئے تو ہم تمہارا کھانا تقسیم کر دیں گے۔‘‘ اس پر آپ فرمانے لگے، کیا اگر تم کھانا نہ کھاتے تو مر جاتے؟‘‘ اس کے بعد میں نے مزید عرض کی کہ ’’آپ نے تمام طلباء سے فرمایا تھا۔‘‘ اس پر استاد صاحب فرمانے لگے ’’نہیں میں نے تو صرف تمہیں کہا تھا!‘‘ اس پر میں نے معافی مانگی۔ کس قدر حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت اور محبت ہے کہ ’’تمام طلباء کو فرمانے کے باوجود فرما رہے ہیں کہ میں نے تو دوسروں کو نہیں کہا، میں نے تو صرف تمہیں کہا ہے۔‘‘

آخری ایام میں استاد حافظ محمد علی صاحب علیہ الرحمہ کا استاد صاحب کو یاد فرمانا:

اُستاد صاحب نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ ’’وصال سے دو تین دن پہلے حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے سید مزمل حسین شاہ صاحب اور ان کے ساتھ ایک اور طالب علم کو گاؤں (دوپیچ) بھیجا۔ یہ دونوں طلباء عشاء کے وقت مسجد میں پہنچے۔ اس وقت بارش ہوئی تھی۔ اس وجہ سے ان کے کپڑے بھی بھیگ چکے تھے۔ نماز کے فوراً بعد میں ان کو گھر لے گیا۔ ان کے کپڑے بدلوائے۔ کھانا کھانے کے بعد مجھے کہنے لگے: ’’کہ استاد صاحب (حافظ صاحب علیہ الرحمہ) آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔‘‘ میں اسی وقت ذہنی طور پر تیار ہو گیا، میں نے ان سے کہا ’’ابھی چلیں۔‘‘ اس پر طلباء کہنے لگے: ’’نہیں‘‘ حافظ صاحب (علیہ الرحمہ) نے فرمایا تھا کہ ’’صبح آجایئے۔‘‘

Marfat.com

چنانچہ صبح میں آپ کی خدمت میں مسجد وزیر خان کے قریب ''بوٹے شاہ کی مسجد'' میں حاضر ہوا۔ میں نے حال احوال دریافت کیا اور عرض کیا کہ ''اب تو آپ کی طبیعت پہلے سے زیادہ اچھی اور ہشاش بشاش ہے۔'' اس پر آپ فرمانے لگے کہ: ''مجھے تو اپنے آپ کا پتہ ہی ہے، میں نے بچنا نہیں، یہ عورتیں تو مجھے دو تین مرتبہ رو پیٹ بیٹھی ہیں۔ یہ تو اچھے بھلے آدمی کو مار دیتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ تم تو مجھے ہمیشہ تسلی ہی دیتے رہتے ہو! اچھا تم شرقپور شریف جاؤ اور ادھر سے سامان لے آؤ۔'' اس پر میں نے عرض کی کہ ''ابھی تو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ آپ نے تو ابھی پڑھانا ہے۔ سامان کی کیا ضرورت ہے؟'' حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''اگر میں ٹھیک ہو جاؤں تو تب بھی کم از کم دو ماہ پڑھانے کیلئے لگیں گے۔'' خیر میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے شرقپور شریف روانہ ہو گیا اور جا کر مختصر سا سامان باندھ لیا۔ اسی دوران پتہ چلا کہ سیلاب آ گیا ہے۔ اس وجہ سے ٹریفک بند ہو گئی ہے۔ دو دن بعد جب ٹریفک بحال ہوئی تو لاہور سے ایک آدمی آ گیا۔ اس نے اطلاع دی کہ حافظ صاحب علیہ الرحمہ انتقال فرما گئے ہیں[1]۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سے ۴۰ سال کے درمیان تھی۔ حضرت نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف کیلیانوالہ شریف کے مرید تھے اور نہایت ہی تربیت یافتہ تھے۔ مولانا محمد نواز صاحب علیہ الرحمہ آپ کے اُستاد تھے۔ اور ہر سال تقریباً دو دو مہینے متواتر سبق نہ پڑھتے بلکہ مدرسہ کیلئے ایندھن (پھلچی جو کپاس چننے کے بعد رہ جاتی ہے۔ اپنے استاد صاحب کے ساتھ اکٹھا کرتے رہتے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی سید جلال الدین شاہ صاحب بھکی شریف آپ کی وفات پر بہت ہی رنجیدہ تھے۔ فرمایا کہ ''اگر میرا لڑکا فوت ہو جاتا تو مجھے اتنا غم نہ ہوتا جتنا مجھے حافظ صاحب کے فوت ہونے کا ہوا ہے۔'' دوسرے لفظوں میں یہ شخصیت تمام بزرگوں کا سرمایہ معلوم ہوتی تھی جیسے حالات و واقعات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ استاد محترم نے بیان فرمایا: ''کہ حافظ محمد سعید صاحب جو کہ حافظ محمد علی علیہ الرحمہ کے گہرے دوستوں میں سے تھے، نے بیان فرمایا کہ جو: ''تربیت میں نے حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے شاگردوں کی دیکھی ہے اور کسی کے شاگردوں کی نہیں دیکھی۔'' حافظ صاحب علیہ الرحمہ کپاس کے کھیتوں میں داخل ہو جاتے اور بلند آواز سے صرف و نحو کی گردانیں یاد کرتے۔ آپ نہایت ہی محنتی اُستاد تھے،

Marfat.com

میں نے سامان ادھر ہی چھوڑا اور لاہور آنے کیلیئے تیار ہو گیا۔ ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ میاں غلام احمد صاحب (علیہ الرحمہ) کو بھی مطلع کر دوں۔ جب ان کو مطلع کیا تو فرمانے لگے کہ: "چلو ہم اکٹھے ہی چلتے ہیں۔" چنانچہ جب ہم لاہور پہنچے تو حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے بھائی ایک ٹرک آپ کی میت پسرور پہنچانے کیلیئے لا چکے تھے۔ میں نے میاں غلام احمد صاحب (علیہ الرحمہ) سے عرض کی کہ "حافظ صاحب نے مجھے ایک مرتبہ اپنے مدفن کی جگہ حضرت میاں سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کے مزار کے قریب دکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ "ہر شخص نے اس دار فانی سے جانا تو ہے مجھے اس جگہ پر دفن کر دینا۔ میرے بھائی مجھے گاؤں پسرور لے جانے کی کوشش کریں گے لیکن تم انہیں مت لے جانے دینا بلکہ مجھے یہاں دفن کر دینا کیونکہ تم سرکار اعلیٰ شرقپوری کے مزار شریف پر آیا تو کرو گے اور ساتھ میرے لیے دعا بھی ہو جائے گی۔" جب یہ بات میاں غلام احمد صاحب (علیہ الرحمہ) سے عرض کر چکا تو فرمانے لگے: "اس وقت ان کے بھائیوں نے ٹرک بھی کرایہ پر حاصل کر لیا ہے۔ ان لوگوں نے اس حال میں ہماری بات نہیں ماننی لہذا ان کو کہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" اس طرح آپ کے بھائی میت کو اپنے گاؤں پسرور لے گئے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

احوال و آثار

راقم نے اس باب کے سلسلہ میں حتی المقدور کوشش کی ہے کہ جن واقعات وغیرہ کا اِس بندۂ ناچیز کو علم تھا اور وہ جو دوسرے دوست احباب سے اکٹھے کیے تھے، تمام کے تمام نقل کر دیئے جائیں تاکہ قارئین زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین!!

حضور انور ﷺ کی زیارت:

ایک مرتبہ مسجد عثمانیہ رضویہ، پنج پیر میں حضور ﷺ کی زیارت کے بارے گفتگو ہو رہی تھی۔ فارغ ہونے کے بعد مسجد سے نکلتے وقت ایک آدمی استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کرنے لگا کہ ''کیا آپ کو بھی حضور ﷺ کی زیارت ہوئی ہے؟ تو فرمایا کہ ''بس حسن ظن ہی رکھیں۔'' ایک مرتبہ اس موضوع پر دوران جمعہ وعظ فرماتے ہوئے فرمایا کہ ''ایک آدمی کا معاملہ سوائے اس شخص اور اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔'' تو پھر حضور ﷺ فرمائیں'' کہ اپنا یہ معاملہ ٹھیک کرلو تو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے؟۔''

۱۸ رجنوری ۱۹۹۸ء کو فرمایا ''میں نے کبھی کسی کو آج تک نہیں بتایا۔ میں یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرا یہ بیان کرنا دکھلاوا اور ریاکاری نہ ہو۔'' راقم نے عرض کی ''آپ جو بھی بیان کرتے ہیں ہمارے ایمان کی پختگی اور اصلاح کیلئے فرماتے ہیں۔ اس پر فرمانے لگے: ''بس یہی میرے لئے دعا کیا کرو!'' فرمایا: ''ایک رات گھر خواب میں حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔ درمیانہ قد مبارک تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ''دلائل الخیرات شریف'' اوپر طاق میں، بلندی پر رکھی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے دست اقدس اوپر کی طرف بڑھایا اور ''دلائل الخیرات شریف'' پکڑ لی اور کھول کر مندرجہ ذیل درود شریف پڑھنے کیلئے فرمایا:

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَآ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ○

ترجمہ :''الٰہی درود بھیج، اوپر سردار ہمارے محمد کے، ایسا درود کہ بچائے تو ہم کو ساتھ اُس کے تمام خوفوں اور بلاؤں سے اور پوری کرے تو واسطے ہمارے ساتھ اس کے تمام حاجتیں اور پاک کرے ہم کو ساتھ اس کے تمام گناہوں سے اور بلند کرے تو ہمارے ساتھ اس کے بڑے درجے اور پہنچائے تو ہم کو ساتھ اس کے پرلے سرے کی نہایتوں پر، تمام نیکیوں سے بیچ زندگی کے اور بعد مرنے کے۔

یہ درود شریف تنجینا (ایک آیت) روزانہ ۱۴ مرتبہ پڑھنے کیلئے ارشاد فرمائی۔ صبح اٹھ کر میں نے'' دلائل الخیرات شریف'' پکڑ کر دیکھی تو وہی بتایا ہوا درود شریف من وعن پایا۔ الحمدللہ! میں اسے باقاعدگی سے پڑھ رہا ہوں۔[1] فرمایا:''۱۹۸۳ء میں حج کے موقعہ پر میں ایک کتاب'' دلائل الخیرات شریف'' بھی ساتھ لے گیا تھا چند دنوں بعد کتاب وہاں سے غائب ہوگئی اور پڑھ نہ سکا۔ بعدازاں واپس آ کر ان باقی ایام کی تعداد کو پورا کیا۔

مَنْ رَآنِیْ قَدْ رأی الْحَقَّ جو کہے
کیا بیاں اُس کی حقیقت کیجئے

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
اِن سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ

---

(۱) یہ درود شریف اکثر دُعا میں پڑھتے اور کئی احباب کو پڑھنے کی بھی تلقین فرماتے۔ نیز اس وقت مولانا غلام رسول صاحب زید مجدہٗ مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور بھی موجود تھے۔

Marfat.com

کرم سب پر ہے جہاں ہو کوئی ہو
تم ایسے رحمۃ للعالمینؐ ہو

سبحان اللہ! شہنشاہ کی نظر ہر گدا پر ہے۔(۱)

جامعہ فاروقیہ رضویہ میں حضورﷺ کی تشریف آوری:

ایک مرتبہ جامعہ ھذا میں میلاد شریف کا جلسہ منعقد ہونا تھا اس کے لیے جامعہ کے ایک طالب علم سمیع اللہ شاہ صاحب نے جلسہ کے اشتہارات کے سلسلہ میں بڑی محنت کی اور کافی دور تک اشتہارات بذات خود لگاتے رہے۔ جلسہ کے مقرر حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی) تھے۔ حافظ صاحب تقریر میں حضورﷺ کے والدین کریمین کا بیان بڑی محبت، سوز اور دلنشین انداز میں فرما رہے تھے، جس کی وجہ سے محفل پر ایک خاص اثر تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سمیع اللہ شاہ صاحب اچانک سٹیج پر چڑھ گئے اور اس وقت وہ بے خودی کے عالم میں تھے۔ انہوں نے حافظ صاحب سے مصافحہ کیا اور زور سے ہاتھ بھی دبایا۔ اس کے بعد سپیکر پکڑ کر ایک طرف پھینک دیا۔ یہ سلسلہ دیکھ کر لوگ سٹیج کی طرف دوڑے کہ شاید کوئی تخریب کار یا مخالف جلسہ گاہ میں گھس آیا ہے۔ لوگ شاہ صاحب کو مارنے اور پکڑنے کی کوشش کرتے لیکن شاہ صاحب میں اس قدر طاقت تھی کہ وہ کسی کے قابو نہ آتے۔ سٹیج سے چھلانگ لگاتے تو برآمدے میں چلے جاتے اور برآمدے سے سٹیج پر آ جاتے۔ یہ فاصلہ تقریبا ۸ سے ۱۰ فٹ کے درمیان تھا۔ راقم اس جلسہ میں بذات خود موجود تھا۔ خیر اسطرح بظاہر جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ اس کے بعد شاہ صاحب استاذی مولانا عبد الغفور صاحب علیہ الرحمہ کے

(۱) یاد رہے کہ آخری جملہ اور شعر استاد صاحب علیہ الرحمہ کے دست مبارک کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی کرامت عرض کرتا چلوں، راقم نے سوچا کہ یہ کس جگہ موزوں رہے گا؟ پھر خیال آیا کہ حضورﷺ کی زیارت کے متعلق تحریر کے نیچے آنا چاہیے۔ میں نے جیسے ہی کمپوز شدہ کاغذات کو پکڑا اور تحریر کو ڈھونڈنے کی غرض سے انگلی سے جونہی کچھ کاغذات علیحدہ کیے، تو سامنے وہی صفحہ آ گیا جہاں تحریر کرنا مقصود تھا۔

Marfat.com

پاس آئے جو کہ اس وقت سٹیج کے قریب پہنچ چکے تھے، اور لوگوں کو شاہ صاحب کے متعلق بتا رہے تھے کہ ''یہ آدمی اپنے ہیں ان کو کچھ نہیں کہنا۔'' سمیع اللہ شاہ صاحب کہنے لگے:

''جلسہ والے آئیں تو پھر ہی جلسہ بنتا ہے!۔''

''آئیں! آپ کو حضور ﷺ باورچی خانہ میں بلا رہے ہیں۔''[1]

بعدازاں شاہ صاحب نے استادِ محترم کو بتایا کہ ''میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے اور آ کر باورچی خانہ میں پڑی ہوئی چارپائی پر لیٹ گئے۔ میں فوراً پاؤں مبارک کی جانب ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ درود شریف سن کر خوش ہو رہے تھے۔''

چند دن بعد استادِ محترم مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمہ نے فون پر حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے معذرت کیلئے بات کی، ابھی تھوڑی بات شروع ہی ہوئی تھی، حافظ صاحب فرمانے لگے: ''مولانا! مجھے پتہ ہے کہ انہوں نے کچھ دیکھا تھا، اسی لئے وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے۔''

حاجی محمد طفیل صاحب کا حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا:

استادِ محترم علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ'' ایک مرتبہ حاجی صاحب، مسجد نور گوجر پورہ، میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کسی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ مسجد نور میں مجھے آ کر ملیں۔ کیونکہ میں معتکف ہوں اس لئے حاضر ہونے سے قاصر ہوں ورنہ میں

(۱) اس باورچی خانہ میں استادِ محترم مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمہ نے سمیع اللہ شاہ صاحب کی ڈیوٹی مہمانوں کو کھانا کھلانے پر لگا رکھی تھی، یہاں شاہ صاحب کو بیداری کی حالت میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تقریباً ایک ہفتہ تک شاہ صاحب کی حالت غیر رہی اور اب بھی کچھ مجذوبیت کی طرف معاملہ دکھائی دیتا ہے۔

Marfat.com

خود ہر صورت حاضر ہوتا۔ بہر حال میں ان کی خواہش پر مسجد میں حاضر ہوا، تو حاجی صاحب کہنے لگے: ''ہماری بچی بیمار تھی، حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ کے ساتھ بزرگوں کی ایک جماعت بھی تھی[1]۔ آپ ﷺ نے مجھ گنہگار کا سر چوما اور مجھے ایک بٹن کی مانند چیز عطا فرمائی اور فرمایا: ''اس کو پانی میں ڈال کر بچی کو پلاؤ نیز ابھی ہم نے جامعہ فاروقیہ رضویہ میں مسجد دیکھنے بھی جانا ہے۔ بعد ازاں آپ ﷺ بمعہ جماعتِ بزرگاں جامعہ ہذا میں تشریف لے آئے اور مسجد کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے[2]۔

بقول حاجی صاحب آپ ﷺ نے میرا (اُستاذی مولانا عبدالغفور) بھی سر چوما اور فرمایا: ''تم ہمارے عبدالقادر کے ساتھ محبت کرتے ہو!''

خیال رہے بزرگ مذکورہ مولانا عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جن کی زیارت سے راقم مشرف ہوا ہے۔ تقریباً ۳۰ سال سے مدینہ منورہ میں رہ رہے تھے، اور اس دوران ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، جوتا نہیں پہنا۔ جب سعودی حکومت نے وہاں سے حضور ﷺ کا میلاد منانے کی پاداش میں کافی تعداد میں لوگ نکالے، تو ان میں مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے۔ ان کو استاد محترم نے مدرسہ فاروقیہ رضویہ پنج پیر سے ملحقہ مکان میں ٹھہرایا ہوا تھا۔ چند سال مقیم رہنے کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کے شہر اقدس میں ہی دفن ہوئے۔

---

(۱) بقول حاجی صاحب اس جماعت میں استاد محترم مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمہ بھی شامل تھے۔

(۲) یاد رہے اس مسجد کی محرابوں کا ڈیزائن مسجد نبوی شریف (عہد ترک) کی طرز پر استاد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے بنوایا تھا، نیز اس مسجد کا سنگ بنیاد بدست مبارک قائد ملت اسلامیہ، محسن ملک وملت حضرت علامہ مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے ۱۹ محرم ۱۴۰۵ھ بمطابق 5 اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر رکھا تھا۔

Marfat.com

یہاں آپ کی کرامت عرض کرتا چلوں استاد محترم نے فرمایا کہ ”ایک مرتبہ ہمارے گاؤں (دوبیچ) سے ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا: ”حضرت ہماری بھینس نہیں ملتی (یعنی دودھ نہیں دیتی) آپ کو اپنے ساتھ گاؤں لے گیا۔ آپ نے بھینس کے کان میں فرمایا ”سارا جگ ملنے کو ترس رہا ہے تو نہیں ملتی۔[1]“ بس آپ کا فرمانا تھا کہ اس کے بعد بھینس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔

ایسے ہی استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ”جب میں ۱۹۸۳ء میں حج کیلئے مدینہ منورہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک دن حاضری کی غرض سے حضور ﷺ کے روضہ شریف کی طرف جارہا تھا تو راستے میں مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ فرمانے لگے ”مولانا جلدی جائیں۔ اس وقت حضور ﷺ بڑی موج میں ہیں اور تاج پہنے بیٹھے ہیں۔“[2]

ایک آدمی کا خواب:[3]

۱۶ ستمبر ۱۹۹۶ء کا واقعہ ہے کہ دو آدمی استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس حاضر خدمت ہوئے۔ اس میں سے ایک نے آپ کے فرمانے پر اپنا خواب سنانا شروع کیا کہ ”میں ایک روز خواب میں اپنے آپ کو مدرسہ میں موجود پاتا ہوں۔“ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے فرمایا ”جاؤ! اس گیٹ کے ساتھ والے کمرے میں (جدھر پہلے باورچی خانہ تھا) وہاں حضور سید عالم ﷺ تشریف فرما ہیں، ان سے اپنی بخشش کی دعا کراؤ، چنانچہ میں

(۱) اشارہ بطرف حضور اقدس ﷺ۔

(۲) جب مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ واپس مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوئے تو راقم نے دیکھا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ پر جدائی کا اثر تھا اور آنکھوں میں آنسو تھے لیکن ضبط بھی کمال تھا۔

(۳) اس آدمی کو راقم ذاتی طور پر جانتا ہے۔ آدمی کو واقعہ بیان کرنے کا فرما کر استاد صاحب علیہ الرحمہ غالباً وضو کیلئے تشریف لے گئے تھے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،اور سلام کے بعد عرض کی، یارسول اللہ! ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں'' آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ'' تیری بخشش نہیں ہوگی، میں واپس استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور عرض کیا:'' کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہاری بخشش نہیں ہوگی۔'' اس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ نے پھر آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہونے کو کہا، میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کی کہ'' یارسول اللہ! ﷺ میری بخشش کیلئے دعا فرمائیں، اس پر پھر آپ نے فرمایا کہ'' تمہاری بخشش نہیں ہو گی بلکہ تمہیں اس طرح عذاب دیا جائے گا۔'' اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگوں کو اس طرح عذاب دیا جارہا ہے کہ ان کے سروں پر پتھر مارے جاتے ہیں جس سے سر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور پھر آپس میں مل جاتے ہیں، اس طرح یہ عمل جاری وساری رہتا ہے۔اس کے علاوہ دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا آگ کا تنور ہے، جس کے شعلے اوپر اٹھتے ہیں اور اس میں انسان اس طرح شعلوں کے ساتھ اوپر اور نیچے آتے جاتے ہیں جس طرح لکڑی کا بُرادہ بھڑکتی آگ میں اچھلتا ہے۔ اس خواب کو تقریباً ۱۰ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ان عذابوں کے علاوہ بھی دو مختلف عذاب تھے، جو مجھے یاد نہیں رہے۔

اس کے بعد میں نے حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں رو رو کر عرض کی کہ'' میں بہت گنہگار ہوں میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔'' کافی عرض ومعروض کے بعد آپ نے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا:'' چلو'' اس کے بعد میں واپس استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا حال بیان کیا۔جس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:'' حضور سید عالم ﷺ کا تبسم فرما دینا ہی ذریعہ نجات ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے گا۔'' جب صبح میں بیدار ہوا تو تکیہ آنسوؤں سے تر تھا۔

ناراضگی اس سے جس سے تعلق:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ'' جس سے کوئی تعلق ہوتا ہے اسی سے اگر

Marfat.com

ذراسی بے التفاتی ہو جائے تو طبیعت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ایک دفعہ راقم بھی ہمراہ تھا کہ راستے میں ایک پرانے تعلق والا آدمی سڑک پر ایک طرف موجود تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر بے التفاتی کی۔'' واپسی پر استاد صاحب علیہ الرحمہ مجھے فرمانے لگے کہ ''میری طبیعت پر اس شخص کا کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ اس کا تعلق ہی نہیں۔اس کا سلام لینا نہ لینا برابر ہے۔ہاں اگر تعلق دار سے ایسا ہو جائے تو طبیعت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔''

''پڑھنا کسے کہتے ہیں'':

ایک دفعہ فرمایا کہ ''بعض طلباء کو اگر کوئی استاد کام بتا دے تو کہتے ہیں کہ ہم لوگ تو پڑھنے آئے ہیں۔میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کسی استاد کی خدمت کی جائے تو سب کام درست ہو جاتے ہیں اور اسی چیز کو پڑھنا کہتے ہیں۔'' اس کے بعد تحدیث نعمت کے طور پر بیان فرمایا کہ ''میں نے خدمت کی طرف توجہ زیادہ دی جس کی وجہ سے مطالعہ میں بھی بڑی آسانی ہوتی تھی۔'' حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ''ہم مولانا نواز احمد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ مل کر دو دو مہینے پھلچی (چنی ہوئی کپاس) کاٹتے رہتے اور کوئی اسباق نہ ہوتے۔اس طرح سال بھر کا ایندھن اکٹھا کرتے تھے۔''

دلائل الخیرات شریف کا ذکر:

ایک دن دو گیچ سے عبد الغفور ولد بابا حسن محمد مدرسہ میں آیا۔اس نے بیان کیا کہ ''میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ پانی میں کھڑا ہوں۔اور سانپ پانی میں سے سر نکال کر میری طرف آرہا ہے۔میں ڈر گیا۔اسی اثناء میں ایک بزرگ سفید کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں چھڑی لئے ظاہر ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''ڈرنا نہیں۔'' اس کے ساتھ ہی میرا خواب ختم ہو گیا۔استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے: ''کیا پڑھتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''حزب البحر، سورہ المزمل'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''میں نے کب تمہیں پڑھنے کیلئے بتایا تھا؟ میں نے تو تمہیں اور چیزیں پڑھنے کیلئے کہا تھا نیز جب میں نے

Marfat.com

تمہیں نقش دیا تھا اور سارا معاملہ صحیح ہو گیا، تو پھر ایسا کیوں کیا؟ تم نے خود ہی ''حزب البحر'' شروع کر دی۔ یہ تو بہت گرم ہے!۔'' پھر فرمایا: ''یاد رکھو کوئی آیت وغیرہ بطور وظیفہ بلا اجازت پڑھنا نہیں چاہیے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''اب چلے جاؤ کتاب لے کر آنا۔ میں تمہیں نشان لگا دوں گا۔'' چنانچہ چند دن بعد عبدالغفور پھر ہمراہ کتاب ''دلائل الخیرات شریف'' آیا اور عرض کرنے لگا کہ ''میں واپس جا کر بہت رویا کہ میں نے یہ وظائف اور ''سورۃ المزمل'' اس لئے تو نہیں پڑھی تھی کہ میرا کام خراب ہو؟'' خیرات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بڑی عالی شان مسجد ہے۔ اس میں استاد صاحب علیہ الرحمہ امامت فرما رہے ہیں اور خواب والے بزرگ مقتدیوں میں شامل ہیں۔ یہ بزرگ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے عین پیچھے تھے۔ اس کے بعد میری طبیعت ہلکی ہو گئی۔ اور سکون حاصل ہو گیا۔ استاد صاحب فرمانے لگے: ''یہ بزرگ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ ''صاحب حزب البحر'' تھے۔'' اس کی تو زکوۃ بہت مشکل ہے۔ اور پڑھنے کا پتہ بھی خود بخود بغیر صاحب اجازت بندہ کے نہیں چل سکتا۔''

دلائل الخیرات شریف کی مولانا نورانی علیہ الرحمہ سے اجازت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''جمعیت العلماء پاکستان کے دفتر میں حضرت نورانی صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ مجھے ''دلائل الخیرات شریف'' پڑھنے کی اجازت تو سید صاحب علیہ الرحمہ نے دے رکھی ہے۔ اگر آپ بھی فرما دیں تو مزید برکت ہو جائے گی۔'' چنانچہ انہوں نے بخوشی اجازت فرمائی اور فرمایا ''مجھے میرے والد صاحب مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ اور ان کو شیخ دلائل حضرت علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔''

Marfat.com

انور سندھو صاحب کا حضور ﷺ کی زیارت کرنا اور استاد محترم کا بیعت ہونا:

انور سندھو صاحب ساکن نفیر آباد لاہور تحریر کرتے ہیں کہ ''استادِ محترم مولانا مفتی عبدالغفور شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔ میں نے عربی کی تعلیم مدرسہ میں شروع کی۔ اس وقت یہ مدرسہ سید کی مسجد، شوالہ چوک، سنگھ پورہ، میں تھا۔ تقریباً چار سال میں مدرسہ میں استاد محترم سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ گاہے بگاہے مدرسہ جامعہ فاروقیہ رضویہ آنا جانا رہا۔ اور استادِ محترم سے راہنمائی حاصل رہی۔ ۱۹۸۰ء میں ملازمت کے سلسلے میں سعودیہ چلا گیا۔ وہاں سے بھی خطوط اور کیسٹ کے ذریعے استاد محترم سے رابطہ رہا۔ ۱۹۷۰ء میں پہلی مرتبہ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ پھر یہ سلسلہ جاری رہا۔ استادِ محترم کے فرمان کے مطابق وہ زیارت کے واقعات اُنہیں لکھ کر دیئے۔

میں حضرت قبلہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد رہا۔ اور اُن کی جماعت ''جمعیت العلمائے پاکستان'' سے وابستگی رہی۔

۱۹۹۹ء میں میری بیٹی میمونہ بیمار ہوگئی۔ علاج کرواتے رہے اور خاصے پریشان رہے۔ استادِ محترم سے ذکر کیا تو انہوں نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا۔ بچی کے گلے میں ڈال دیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے بچی تندرست ہوگئی۔ اس کے بعد جب بھی بخار ہوا تو استادِ محترم سے تعویذ کیا تو بچی تندرست ہوگئی۔ اب تک یہی معمول رہا۔

۲۰۰۵ء میں بیعت کا خیال پیدا ہوا۔ پہلے خیال کیوں نہ آیا؟ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک رات خواب کے دوران دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں ہوں۔ میرے ساتھ میرے دوست محمد سلیم قادری صاحب بھی ہیں۔ وہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایک طرف لے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''کچھ بزرگوں کی زیارت کریں!'' ایک برآمدے میں پہنچے۔ بہت

Marfat.com

سے بزرگ تھے۔رنگ برنگ لباس اور عمامے پہنے ہوئے۔اُن کو دیکھ کر میں نے کہا: ''سلیم صاحب! آپ کہاں لے آئے؟ یہ تو سب شیعہ لوگ ہیں!۔آئیں، میں آپ کو ایک اور جگہ لے چلتا ہوں۔میں نے سلیم قادری صاحب[1] کا ہاتھ پکڑا اور مسجد نبوی کی دوسری طرف لے گیا۔بہت خوبصورت کمرہ ہے اس کے دروازوں پر بہت سفید پردے پڑے ہوئے ہیں۔ جب ہم دونوں کمرے کے دروازے پر پہنچے تو ہمیں دو گلدستے پھولوں کے دیے گئے تاکہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔گلدستے لے کر کمرے میں داخل ہوئے، وہ کمرہ بھی اندر سے سفید تھا۔فرش پر سفید چادریں اور کھانا بھی چنا ہوا تھا۔بہت احتیاط سے آگے بڑھے تو سامنے ایک چبوترہ تھا۔وہاں ایک کرسی پر حضورِ پُر نور شافع یوم النشور ﷺ تشریف فرما تھے، سیاہ عمامہ مبارک تھا۔حضور ﷺ کے پہلو میں ایک بزرگ تھے سفید لباس، سفید عمامہ اور سفید ریش، وہ ہماری طرف آئے۔ہم نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور سلیم صاحب نے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں گلدستہ پیش کیا اور اپنا نام بھی بتایا۔سفید ریش بزرگ نے حضور ﷺ کو سلیم صاحب کا نام بتایا تو حضور ﷺ نے گلدستہ قبول کر کے سامنے رجسٹر میں نام درج کرلیا۔پھر میری باری آئی۔میں نے گلدستہ پیش کیا۔میرے نام بتائے بغیر اُن بزرگ نے حضور اقدس ﷺ کو بتایا کہ ''انور'' سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سندھو۔'' میں نے عرض کیا ''جی حضور!'' سرکار ﷺ نے گلدستہ قبول فرمایا اور کچھ یوں فرمایا کہ ''لوگوں میں تعلیم عام کرو، قرآن بتاؤ!''[2] حضور ﷺ کے پاس جو بزرگ تھے اُن پر غور کیا تو وہ حلیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۱) یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب راقم اور جاوید اکبر، انور سندھو صاحب کو ملنے گئے تو سب سے پہلے ہماری ملاقات سلیم قادری صاحب سے ہوئی، جو اس وقت جامعہ عثمانیہ رضویہ، داروغہ والا سے نماز ظہر ادا کر کے واپس آرہے تھے۔

(۲) یاد رہے کہ جب استاد صاحب علیہ الرحمہ نے انور سندھو صاحب کا یہ خواب راقم کو سنایا تو اپنی بات بیان نہیں فرمائی تھی۔

Marfat.com

کانہ تھا(کیونکہ کئی بار خواب میں اُن کی زیارت کر چکا ہوں) تو معلوم ہوا کہ یہ تو میرے استادِ محترم ہیں۔ اگلے روز جامعہ فاروقیہ رضویہ گیا۔ استادِ محترم سے خواب بیان کیا اور عرض کی کہ ''آپ مجھے بیعت فرمائیں۔'' پہلے تو فرماتے رہے ''میرے لئے دعا کریں۔'' آخر اصرار پر انہوں نے بیعت فرمالیا۔ اسی دن سے اپنے استادِ مکرم کا مرید ہوں۔

میں آج سے مرید ہوں ''عبدالغفور'' کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

آپ کے مزار شریف کے پاس سے گزرتے ہوئے کبھی موٹر سائیکل سے اتر جاتے، کبھی راقم سے فرماتے ''آہستہ چلو''۔ نیز اپنے کمرے میں لیٹتے وقت پاؤں آپ کے مزار شریف کی طرف نہ کرتے تھے۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''ایک مرتبہ میں اور مولوی محمد ابراہیم صاحب، آف باغبانپورہ، لاہور اکٹھے سائیکلوں پر جارہے تھے۔ جب ہم حضرت صاحب کے مزار شریف کے قریب پہنچے تو میں سائیکل سے نیچے اتر گیا۔ مولوی ابراہیم صاحب نے جب آگے جا کر دیکھا تو میں انہیں نظر نہ آیا۔ وہ واپس ہوئے اور مجھے پیدل چلتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگے کہ'' خیر تو ہے؟'' میں نے کہا'' ہاں!'' پھر مولوی صاحب خود ہی کہنے لگے کہ ''ادب'' بس ان کا یہ کہنا ہی تھا کہ یک دم حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ ہوئی اور مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور آنسو جاری ہوگئے۔ یہ سلسلہ اور اثر گھر واپسی تک جاری رہا۔'' سبحان اللہ!

ادب تاجیست از فضل الٰہی
بنہ بر سرورد ہر جا کہ خواہی

ترجمہ :اللہ کے فضل سے ادب ایسا تاج ہے کہ سر پر رکھ کر جس جگہ جانا چاہتا ہے، چلا جا۔

Marfat.com

انشاء اللہ کی تلقین:

ایک مرتبہ غالباً نماز جمعہ کیلئے شامیانہ لگا ہوا تھا۔ میری عمر تقریباً بارہ تیرہ سال تھی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے ایک طالب علم سے فرمایا کہ ''یہ شامیانے کا بانس گر تو نہیں جائے گا؟'' اس نے عرض کیا ''نہیں''، پھر اس کے بعد دوسرے کو یہی سوال دہرایا۔ اس نے بھی کہا ''نہیں۔'' اسی دوران میں بھی قریب پہنچ گیا۔ مجھے بھی یہی سوال فرمایا۔ میں نے بھی عرض کیا ''نہیں۔'' میرے جواب دینے کے بعد آپ جوش میں آگئے اور فرمایا کہ: ''ایسے کیوں نہیں کہتے؟ کہ ''ان شاء اللہ'' نہیں گرتا۔''

ختم قرآن پر نذر لینے سے انکار:

راقم نے جب بچپن میں قرآن کریم (ناظرہ) ختم کیا تو گھر والوں نے مجھے کچھ روپے دیے۔ جب میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیے تو آپ نے لینے سے انکار فرما دیا اور فرمایا: ''میں نے تو للہ پڑھایا ہے اس لئے تو نہیں!''(1)

کلام الٰہی کی ہیبت:

استاد محترم علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ ایک مسجد میں کسی آدمی کے پیسے چوری ہو گئے۔ امام مسجد پر شبہ تھا۔ وہاں آدمیوں نے قرآن پاک پر قسم لینے کا ارادہ کیا اور اس سلسلہ میں مجھے بھی بلایا۔ جب امام مسجد نے قرآن پاک اُٹھانے کیلئے جونہی اسے ہاتھ لگایا، تو مجھ پر یک دم ہیبت اور خوف الٰہی سے کپکپی طاری ہو گئی، تو میں نے فوراً امام مسجد سے کہا: ''جناب قاری صاحب! رہنے دیں۔ بس! یعنی وہ کلام الٰہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''اگر اس کو پہاڑوں پر نازل فرماتا تو یہ ریزہ ریزہ ہو

(۱) اس کے علاوہ وعظ، تقریر، جمعہ اور نکاح وغیرہ پر کبھی رقم کا مطالبہ نہ فرماتے تھے۔ بلکہ دورانِ تقریر کوئی پیسے دینے کیلئے اُٹھتا تو اُسے منع فرما دیتے اور فرماتے ''رہنے دیں۔'' بس میری تقریر دھیان سے سنیں، یہی سب کچھ ہے، نیز اس طرح لوگوں کی توجہ بھی ہٹتی ہے۔

Marfat.com

جاتا۔" اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کی عظمت وجلال اللہ نے آپ کے دل میں کس قدر موجزن فرمارکھا تھا۔

تین روپے پر خوشی کی انتہا:

استاد محترم نے بیان فرمایا کہ "ایک مرتبہ مسجد سید بھوگیوال میں عید کے موقع پر مجھے صرف تین روپے ہوئے اور میں نے اتنی خوشی محسوس کی کہ اس سے پہلے مجھے اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی۔ مقصد بات کا یہ تھا کہ میری لوگوں کے نزدیک اتنی اہمیت نہیں۔ اسی طرح ایک موقعہ پر فرمایا کہ "میں یہ چاہتا تھا کہ میرا اپنا مکان بھی نہ ہو بلکہ کرایہ پر ہی رہ لیا جائے۔ اس طرح لوگ ہمیں یہی کہیں گے کہ "ان کا اپنا مکان نہیں ہے۔ ان کا بھی کوئی رہنا ہے؟ اس طرح نفس کی صحیح مرمت ہوتی ہے۔"

حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضری:

مولانا موصوف ایک جید عالم دین اور ولی اللہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ پیر سید فیض محمد شاہ صاحب نقشبندی المعروف پیر قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ افغانستان کے قندھار شہر میں ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے اور تاندلیانوالہ فیصل آباد میں وصال فرمایا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ہم تین اشخاص چک دھروڑ فیصل آباد میں نہر والا بنگلہ کے قریب حاضر خدمت ہوئے۔ ہم شام کے قریب پہنچے۔ آپ نے مکئی کی روٹی بمعہ گھی ساگ ہماری خوب خاطر تواضع فرمائی۔ رات کو بستر لگوائے اور سو گئے۔" استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: "میں صبح تقریباً ۴ بجے کے قریب اُٹھا[۱] تو مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ چائے کا ایک کپ لے آئے اور فرمانے لگے: "یہ تھوڑا سا گرم پانی پی لیں، اس سے نیند کا غلبہ نہیں ہوتا۔ میں نے یہ چائے خود تیار کی ہے۔" میں نے عرض کی:

(۱) یاد رہے آپ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔

Marfat.com

''آپ نے اتنی تکلیف فرمائی ہے۔'' فرمانے لگے: ''مولوی صاحب! میں نے خود بھی تو پینی تھی نا!'' یعنی آپ نے اس احسان کو محسوس تک نہ ہونے دیا۔

جب صبح ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میرے ساتھی عرض کرنے لگے کہ: ''حضرت تسخیر کا کوئی عمل یا وظیفہ بتادیں۔'' آپ خاموش رہے۔ پھر دوبارہ انہوں نے یہی بات دہرائی۔ آپ نے پھر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جب تیسری بار انہوں نے اصرار کیا تو آپ ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے: ''جناب قاری صاحب! بندے کا یہ مقصد تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے تو پیدا نہیں کیا۔'' انہوں نے پھر عرض کیا: ''نہیں جی! کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیے۔ ہماری لوگوں کے ساتھ مخالفت ہو جاتی ہے۔ پھر بھی غلبہ حاصل کرنے کیلئے چاہیے۔'' اس پر آپ جوش میں آگئے اور فرمانے لگے: ''میں تم لوگوں سے بات ہی نہیں کر رہا۔ میں تو ان سے (استاذی مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمہ) سے بات کر رہا ہوں۔'' اس کے بعد کافی دیر تک آپ میری طرف ہی متوجہ رہے۔ فرمانے لگے: ''مولوی صاحب! آپ پر بہت وقت ہے۔ آپ فلاں جگہ فلاں غار میں چلے جائیں۔ یہاں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میں نے بھی چلہ کاٹا ہے۔ یہ جگہ اگرچہ کافی خطرناک ہے کہ دن کے وقت بھی جنگلی درندے چیتے اور شیر وغیرہ دکھائی دیتے ہیں۔'' میں نے عرض کی کہ: ''حضرت ایک مدرسہ قائم کر رکھا ہے۔ اس میں درس و تدریس کا بھی کام ہے۔ مزید برآں بچے بھی چھوٹے چھوٹے ہیں۔ اس حال میں نکلنا بڑا مشکل ہے۔ گھر والے کہیں گے کہ پتہ نہیں کدھر چلا گیا ہے۔؟''

بعد ازاں مولانا خان محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) میرے دوسرے دوساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ: ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' پڑھ لیا کرو اور سفر میں ''لایلف قریش ......'' یعنی وہی آپ نے ارشاد فرمایا جس کی آپ تلقین فرما رہے

Marfat.com

تھے۔ نیز فرمایا کہ "بندہ اپنے رب کا مسخر ہو جائے تو ہر چیز ہی اس کے تابع ہو جاتی ہے۔"

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید

ترسد از وے جن وانس و ہر کہ دید

جب میرے ساتھی پہلے عمل کے بارے اصرار کر رہے تھے۔ اس وقت مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: "دیکھو! شہر کے مولویوں سے پالا پڑ گیا ہے۔ گاؤں کی گائے، بھینس اگر کوئی لاری یا گاڑی دیکھ لے تو وہ اپنا رسّہ ڈر کی وجہ سے تڑوا لیتی ہے۔ لیکن شہر کی گائے، بھینس گاڑیوں کے ساتھ ٹکرانے کے بعد بھی نہیں ڈرتیں بلکہ سڑکوں پر گشت کرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح ان کے بھی پھٹے کتنے سخت ہیں؟ کہ بات ہی نہیں سنتے بلکہ اپنی منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

قاری عبدالغنی صاحب ساکن داروغہ والا نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کو بتایا کہ "ایک مرتبہ میں نے مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ کو مسجد نبوی شریف میں دیکھ کر سلام عرض کیا۔" اس پر مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ "قاری صاحب! اگر میں آپ کو دیکھ لیتا تو سلام نہ لیتا۔" سبحان اللہ! حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ کا کس قدر ادب واحترام ہے کہ یہاں صرف اور صرف توجہ آپ کی طرف ہی ہونی چاہیے۔

بزرگوں کی صحبت، بڑی چیز ہے!

خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے!

حاجت مندوں کی امداد:

ایک آدمی حسین نامی کسی بدعقیدہ کا مرید تھا۔ جب اُس کے عقائد کے متعلق استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بتایا تو اس نے بیعت توڑ دی اور آپ کا مرید ہوا۔ وہ کافی غریب بھی تھا اور کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ کافی دیر تک اس کے مکان کا کرایہ ادا فرماتے رہے۔ اس کے علاوہ متعدد اشخاص کی مالی مدد فرماتے ہوئے

Marfat.com

دیکھا ہے۔

تحریک ختم نبوت میں سپیکر کا لگانا:

جب تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی۔اس سلسلہ میں ایک جلسہ مدرسہ میں منعقد کیا گیا۔اس وقت حکومت کی جانب سے سپیکر لگانے پر سخت پابندی تھی۔پولیس بھی بار بار سپیکر نہ لگانے پر زور دے رہی تھی۔جب مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے تو پھر پولیس والوں کی طرف سے ایک آدمی آیا اور سپیکر نہ لگانے پر زور دیا۔اس پر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''پولیس ہمیں بار بار سپیکر کیلئے منع کر رہی ہے تو لو! ہم احتجاجاً سپیکر نہیں لگاتے۔'' یہ کہہ کر سپیکر سٹینڈ ایک طرف کر کے رکھ دیا۔مدرسہ سے باہر کافی تعداد میں پولیس موجود تھی[1]۔اس کے بعد سٹیج سیکرٹری قاری غلام رسول صاحب آف باغبانپورہ نے مذمتی قرارداد پیش کی کہ'' ہم حکومت کے اس اقدام کی پرزور مذمت کرتے ہیں کہ: ''وزیر اعظم کا جلسہ ہو تو سینکڑوں سپیکر لگیں جبکہ حضور ﷺ کے جلسہ مبارک میں سپیکر کی پابندی عائد کردی جائے۔'' ان کا ابھی یہ کہنا ہی تھا استاد صاحب علیہ الرحمہ بڑے جوش کے ساتھ سٹیج پر تشریف لائے اور سپیکر پکڑ کر مفتی صاحب کے سامنے رکھ دیا اور حکومتِ وقت کو کوسا۔بعد ازاں سارا وقت جلسہ گاہ میں تقاریر سپیکر پر ہی ہوئیں اور الحمدللہ کسی پولیس اہلکار کو روکنے کی جرات ہوئی اور نہ کسی پولیس والے نے جلسہ کے بعد پوچھا[2]۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

---

(۱) تقریباً تین تھانوں کی پولیس جن میں شالیمار، باغبانپورہ اور مصری شاہ تھانے شامل تھے۔

(۲) استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے: ''یہ سپیکر میں نے نہیں لگایا تھا بلکہ یہ آپ ﷺ نے لگوایا تھا کیونکہ اس وقت مجھے زمین و آسمان میں صرف آپ کی ہی حکومت نظر آرہی تھی۔حاجی نواز احمد ساکن گوجر پورہ نے بتایا کہ ''میں اس جلسہ میں شریک تھا اور ایسے ہی معلوم ہو رہا تھا!''

Marfat.com

مدرسہ میں جنات کا قرآن حفظ کرنا:

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ ''ہمارے اس جامعہ میں بھی جنات قرآن پاک حفظ کرتے رہے ہیں بلکہ اب بھی موجود ہیں۔'' کچھ دنوں کے بعد راقم نے ۹ رجون ۱۹۹۸ء کو استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ'' وہ کون سے جن ہیں جو قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں؟'' اس پر آپ نے فرمایا کہ''اس وقت تو ایک جن طالب علم قرآن حفظ کر رہا ہے پہلے زیادہ کرتے رہے ہیں۔ اس کا نام وغیرہ اس لئے نہیں بتاؤں گا کہ کہیں وہ بھاگ نہ جائے اور اگر دوسرے طلباء کو پتہ چل گیا تو وہ ڈریں گے۔ ان کے ساتھ عہد بھی کیا ہوتا ہے کہ کسی کو بتایا نہیں جائے گا۔ اگر پتہ چل جائے تو اسی وقت رونا شروع کر دیتے ہیں۔'' راقم نے عرض کی کہ:'' وہ کیسے رابطہ کرتے ہیں؟ اس پر فرمانے لگے کہ:'' اپنی اصل شکل میں نہیں آتے بلکہ انسانی شکل میں ہی آتے ہیں۔''

بدعقیدہ شخص کو جلسہ گاہ میں فوراً جواب:

ایک مرتبہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جب قومی اتحاد انتخابات میں حصہ لے رہا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک انتخابی جلسہ نیشنل بینک چوک نزد سنگھ پورہ چوک منعقد ہوا۔ جس میں محمد حنیف رامے بھی تھے۔ دوسرے امیدوار نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ:''جنگ بدر میں اگر حضور ﷺ یہ فرماتے، کہ یہ فتح میری وجہ سے ہوئی ہے تو میں یہ ہرگز تسلیم نہ کرتا۔'' اس کا ابھی کہنا ہی تھا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ فوراً اُٹھے اور اس کی بات رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ''توں چوڑا ہوندا جے توں نہ من دا'' یعنی'' اگر تم نہ مانتے تو تم عیسائی ہوتے۔'' یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی فتح عطا فرمانے والا ہے۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ یہ فتح اللہ تعالیٰ نے میرے سبب عطا فرمائی ہے تو اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس وقت راقم آپ کے ہمراہ جلسہ گاہ میں

Marfat.com

موجود تھا۔

ہر کہ عشقِ مصطفٰے سامانِ اُوست
دو جہاں در گوشۂ داماں اُوست

حُبّ نبی دی اُوس دیہاڑے، جنت وچ لیجاسی
حُبّ نبی دی جنت اندر، مولا نال ملاسی

اٹھنے بیٹھنے کا پتہ:

ایک مرتبہ فرمایا کہ ''الحمدللہ! مجھے آٹھ نو سال کی عمر میں ہی مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وجہ سے یہ پتہ چل گیا تھا کہ ولی اللہ کی بارگاہ میں کس طرح بیٹھتے ہیں اور کیا ادب آداب ہیں؟''

صابر قتل کیس:

استاد صاحب علیہ الرحمہ مقدمہ میں مدعی نہ بنے کیونکہ واقعہ آپ کے سامنے نہیں ہوا تھا۔ بلکہ FIR کے متعلق فرمادیا ''صحیح نہیں ہے!'' اور ایک ضمنی میں لکھ کر دیا جو ASP آفس میں FIR کے ساتھ لگادی گئی۔

یہاں تک کہ ملزم پارٹی بھی ان کی تعریف کرتی اور تھانے میں کہتے کہ ''اگر یہ بیان دے دیں تو بہت ہی اچھا ہے اور ہمارے لئے قابل قبول ہے۔'' حقیقت یہ ہے کہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے بیان کی وجہ سے ہی ملزم محمد ابراہیم بری ہوا تھا۔(۱)

مقدمہ کے چندروز بعد آپ کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور اس حال میں دیکھا کہ حضور ﷺ بظاہر چھوٹے قد میں گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک قطار میں گھڑسوار کھڑے ہیں۔ آپ جلدی سے اُن سواروں کے سروں پر سے گھوڑے سمیت تشریف لے گئے اور واپسی اس سے بھی جلدی ہوئی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اس سے یہ تعبیر لی کہ ''کام صحیح

(۱) یادرہے کہ صابر خود بخود ہی دکانوں پر پہنچا تھا حالانکہ اُسے استاد صاحب علیہ الرحمہ نے نہیں فرمایا تھا۔

Marfat.com

نہیں ہے۔" یہ فرماتے کہ: "بات جو صحیح ہو وہی لکھانی چاہیے۔"

نذر پیش کرنا:

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم سے فرمایا کہ "بعض احباب نذرانتی خوشی اور محبت سے پیش کرتے ہیں کہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر ان کی نذر نہ لی گئی تو ہو سکتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ہی ناراض نہ ہو جائے۔" ایک مرتبہ ایک شاہ صاحب کے متعلق فرمانے لگے کہ "شاہ صاحب اتنی محبت اور عقیدت سے خدمت کرتے ہیں کہ میں نے ان کے پیسے برکت کیلئے علیحدہ رکھے ہوتے ہیں۔"[1]

لیاقت نامی نوجوان کا دعوت کرنا:

استاد محترم نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ "جے چک"، ضلع شیخوپورہ میں جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد مذکورہ لڑکا کہنے لگا کہ "آپ نے کھانا ہمارے گھر کھانا ہے!" ہم یونہی ان کے گھر کی طرف چلے تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور آنسو بہنے لگے اور یہ حال کافی دیر تک رہا۔ آپ نے فرمایا کہ مقصد یہ ہے "ہر آدمی کا طبیعت پر علیحدہ اثر ہوتا ہے کہ پتہ نہیں اُس نے کس خلوص سے دعوت کی تھی؟"

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان کی زیارت:

ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ "حج کے ایام میں آپ کے مکان کی تلاش میں نکلا۔ میں حرم شریف کے اردگرد کافی گھوما۔ آخر کار ایک محلے میں یونہی داخل ہوا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں منزل مقصود پر پہنچ گیا ہوں۔ اس وقت سخت گرمی بھی تھی۔ میں نے ایک شخص سے دریافت کیا تو اس نے کہا "یہ سامنے والا مکان آپ کا ہے!" پھر فرمایا: "جس جگہ پر حضور سید عالم ﷺ پندرہ سال تشریف فرما رہے ہوں وہاں اثر کیوں نہ ہو؟"

---

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ نے یہ بات شاہ صاحب اور راقم سے بھی فرمائی اور راقم کو شاہ صاحب نے بھی بتایا۔

Marfat.com

مسجد قبا کے نزدیک حضور ﷺ کے قیام گاہ کی زیارت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''ایام حج (۱۹۸۳ء) میں ایک جگہ حاضر ہوا تو اچانک وہاں دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر مٹی کے کچھ برتن، پیالہ وغیرہ بھی پڑے ہوئے تھے۔ اس جگہ ایک چھوٹا سا گنبد تھا اور ایک اونچا چبوترہ۔ جو باہر سے نظر نہیں آتا تھا۔ یونہی اس چبوترے کے قریب پہنچے تو بہت ہی خوشبو آنے لگی اور یہاں بھی رقت طاری ہو گئی۔ اِدھر اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ بہرحال میں کافی دیر تک اُدھر بیٹھا رہا۔ سکون کیوں نہ ہوتا؟ یہ وہ جگہ تھی جہاں سیّد عالم ﷺ نے کئی دن رات قیام فرمایا تھا۔'' میرے ساتھی باہر سے آوازیں دے رہے تھے کہ'' آ بھی جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو گرفتار کر لے!۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد کی زیارت:

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایام حج میں میرے ساتھ مولانا محمد جمیل صاحب[1] آف دوگیج بھی تھے۔ ہم نے قصد کیا آج نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد میں ادا کریں گے۔ ٹھیک ہے! کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ثواب ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر بھی کوئی معمولی گھر نہیں ہے! جہاں حضور سیّد عالم ﷺ ہر صبح وشام تشریف لاتے تھے۔ اس جگہ اب ایک مسجد آپ کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں نماز کے بعد ہم نے وہاں کے امام جو کہ غالباً ملکِ شام کے تھے، جن کی سفید پگڑی اور پوری داڑھی تھی۔ ان سے عرض کیا کہ: ''آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں!'' وہ ہمیں دعا کیلئے فرماتے۔ بہرحال ہمارے اصرار پر اُنہوں نے دعا فرمائی۔

---

(۱) مولانا صاحب نے راقم اور جاوید اکبر کو بتایا کہ حج کے دوران اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے ادباً جوتا نہیں پہنا تھا جس کی وجہ سے پاؤں بھی زخمی ہو گئے تھے۔ اور جب میری ملاقات میدانِ عرفات میں ہوئی تو اُس وقت بھی ننگے پاؤں تھے۔ اس لئے کچھ بخار بھی تھا۔

Marfat.com

”ھمیں اور کیا چاھیے ؟“

ایک مرتبہ ہم استاد صاحب علیہ الرحمہ وحاجی عبدالخالق صاحب ،آف داروغہ والا کی کار میں میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد حضرت امیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کوٹلہ پنجو بیگ، ضلع شیخوپورہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ واپسی پر حاجی عبدالخالق صاحب کہنے لگے کہ ”شرقپورہ شریف سے بھی ہوتے جائیں!“ اس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ”سانوں ہور کی چاہی دااے۔“ یعنی ہمیں اور کیا چاہیے۔ سبحان اللہ! کس قدر اس آستانہ سے عقیدت اور محبت تھی۔

کامران:

استاد محترم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ”ایک مرتبہ سید اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ فرمانے لگے ”میرا نام تو سید اسماعیل شاہ ہے اور تمہارا نام کامران ہے!“ میں نے عرض کی کہ ”حضور میرا نام تو عبدالغفور ہے!“ اس پر خاموش رہے۔ آپ کی خدمت میں حسب منشاء کافی دیر تک رہا۔

فرمایا ”ایک رات میں نے ایک جگہ دیکھی جس میں ایک سفید جگہ ہے۔ جو دائرے کی شکل میں ہے اور اس میں ”کامران“، ”کامران“ لکھا ہوا ہے۔ لیکن میرے سامنے جلی حروف (یعنی موٹے) میں لکھا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ”کامران“ کا معنی تو کامیاب ہوتا ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو، دوسرے کامران کو ہم نے کیا کرنا ہے؟“[1]

---

(۱) کامران نامی لڑکا آپ کا ایک شاگرد بھی ہے، جس کی طرف آپ کی بہت توجہ تھی۔ لڑکا نہایت ہی باادب ہے۔ میں کافی دیر تک آپ کے ان الفاظ ”دوسرے کامران کو ہم نے کیا کرنا ہے؟“ پر غور کرتا رہا کہ اس کا کیا مطلب؟ آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ پہلا مقصد تو یہ تھا کہ میں (راقم) کچھ خیال نہ کروں دوسرا یہ کہ نظر نہ لگے۔ باقی رہا تعلق! وہ استاد صاحب علیہ الرحمہ جانتے ہیں، یا وہ بندہ جانتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہر آدمی یہی خیال کرتا ہے کہ میرے ساتھ زیادہ تعلق تھا لیکن کسی دوسرے بندے کو کریدیں تو خود دعویدار ندامت اور شرمندگی محسوس کرتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

عاجزی و انکساری:

ایک مرتبہ فرمایا ''میں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ''یا اللہ! میرے پاس جو دوست احباب آتے ہیں۔ ان کے صدقے مجھ پر بھی مہربانی فرما اور میں تو گنہگار رہوں۔ اس لئے میرے گناہوں کی وجہ سے ان کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈال۔ ہم نے یہ جو بیعت کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے محض تیرے بندوں کی نقل ہے اور یہ نقل ہی اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما۔'' بعض اوقات حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے یوں فرماتے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''چوٹھ موٹھ کھیڈیاں سچ مچ ہو۔ تے سچ مچ کھیڈے وِرلا کو۔''

ایک مرتبہ راقم، محمد اکرم صاحب اور محمد شاہد صاحب استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ سڑک پر جا رہے تھے۔ ہم میں سے شاہد صاحب استاد صاحب کے قریب ہاتھ باندھے چل رہے تھے۔ اچانک آپ کی نظر پڑی فرمانے لگے ''آپ نے ہاتھ کیوں باندھے ہوئے ہیں؟ چھوڑ کر چلیں۔'' بعض اوقات چلتے وقت فرماتے ''میرے ساتھ یعنی برابر چلو۔'' بعض اوقات فرماتے ''گھل مل کر چلو تاکہ امتیاز نہ ہو۔'' اسی طرح جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمراہ جانے کا اتفاق ہوتا تھا تو مزار شریف کو ہاتھ لگاتے، نہ چومتے، بلکہ چہرہ مبارک کے بالمقابل سلام عرض کر کے دو زانو بیٹھ جاتے اور تقریباً آدھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ پڑھتے، اور مراقبہ کرنے کے بعد دعا فرماتے اور واپس آ جاتے تھے نیز کیش بکس میں نذرانہ نہ ڈالتے بلکہ ''فرماتے بزرگوں کو ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ تو اوقاف والے لے جاتے ہیں۔''

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

''کامران'' صاحب نے بتایا کہ مجھے ایک دفعہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''میں نے تم سے کیا لینا ہے؟ بس یہ سب اللہ کریم کی طرف سے ہی ہے۔'' نیز میں نے کئی مرتبہ قرآن پاک کئی اساتذہ سے پڑھنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر کار اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے ہی مجھے قرآن پاک پڑھایا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ حاجی پورہ سے مدرسہ کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں ایک لڑکا محمد طاہر خان (غوث پارک) سائیکل پر جا رہا تھا۔اچانک اس کی نظر استاد صاحب علیہ الرحمہ پر پڑی تو وہ جلدی سے اپنی سائیکل سے نیچے اترا۔اسی دوران اس کا جوتا پاؤں سے اتر کر نیچے گر پڑا۔ابھی وہ سائیکل کھڑی کر ہی رہا تھا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے جلدی سے اسکا گرا ہوا جوتا اسے پکڑا دیا۔

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ اپنے بھائی حافظ مشتاق احمد صاحب کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ادھر ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پندرہ سال ہوگی۔اس کا نام حافظ محمد اعجاز تھا۔اسے استاد صاحب علیہ الرحمہ نے کوئی چیز پکڑنے کیلئے فرمایا کہ ''یہ چیز پکڑو!'' اس کے فوراً بعد ہی فرمانے لگے ''دیکھو میں کتنا بے ادب ہوں کہ حافظ صاحب کو کس طریقہ سے بلا رہا ہوں۔'' حالانکہ وہ بچہ تھا۔

ایک مرتبہ سید سرور شاہ صاحب، ساکن شاہ پور آئے اور استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کرنے لگے کہ ''آپ کے حالات زندگی لکھنے چاہئیں اِس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''وہ کیوں؟ حالات تو بزرگانِ دین کے لکھے جاتے ہیں تاکہ آدمی پڑھ کر عمل کرے۔میرا کیا لکھو گے؟ کہ کھا لیتا تھا اور سو لیتا تھا اور نفسانی خواہشات کا آدمی تھا، جو کہ گولڑہ شریف بھی نفسانی خواہش پر ہی جاتا تھا۔[1]

سبحان اللہ! یہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کی کمال درجہ کی عاجزی تھی بلکہ حال اس کے برعکس تھا۔بعد ازاں فرمایا کہ ''ایک مرتبہ ہم کچھ آدمی حضرت کرمانوالہ، اوکاڑہ گئے۔

(۱) راقم ''نفسانی خواہش'' کے الفاظ پر کافی غور کرتا رہا اور یاد آیا کہ ایک مرتبہ ہم گولڑہ شریف سے حاضری کے بعد ''مری'' گئے تھے اور عاجزی وانکساری کا یہ حال ہے کہ مری جانے کی وجہ کو نفسانی خواہش فرمایا حالانکہ اُن کی نیت ہماری جیسی نہیں ہوتی تھی۔آپ کا گولڑہ شریف حاضری دینا للّٰہ اور بعد ازاں مری روانہ ہونے کا مقصد بھی اللہ کریم کی قدرتوں کا مشاہدہ فرمانا تھا۔راستے میں پہاڑ، درخت دیکھ کر ''سبحان اللہ'' وغیرہ فرماتے۔

Marfat.com

واپسی پر ہم اسٹیشن پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک حاجی صاحب دوسرے آدمی سے کہنے لگے کہ ''ان (استاد صاحب علیہ الرحمہ) کی اپنے علاقہ میں بہت عزت ہے۔'' اسی وقت ایک مجذوب سامنے آگیا اور کہنے لگا کہ ''ان کی کیا عزت ہے؟ کچھ بھی نہیں! اس کے بعد وہ چلا گیا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ اس آدمی سے فرمانے لگے کہ '' دیکھ لیا ہے کہ میری کیا عزت ہے؟'' سبحان اللہ! مجذوب کا کہنا بھی استاد صاحب علیہ الرحمہ ہی کیلئے تھا۔ تاکہ نفسِ امّارہ کا قلع قمع ہو سکے۔

اعلیٰ مقاصد:

ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ ''میں یہ بات تحدیث نعمت اور تم لوگوں کی اصلاح اور تربیت کیلئے کرنے لگا ہوں کہ ایک دفعہ استاد حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سبق کے دوران طالب علموں سے باری باری فرمانے لگے کہ ''تم کس مقصد کیلئے پڑھ رہے ہو؟'' تو ہم میں سے کوئی کہتا کہ ''بڑا ہو کر مقرر بنوں گا،'' کوئی کہتا کہ ''استاذ'' وغیرہ وغیرہ۔ جب آخر میں میری باری آئی تو میں نے عرض کی ''میں تو اللہ کی معرفت کیلئے پڑھ رہا ہوں۔'' خیر اس وقت تو آپ خاموش رہے بعد میں مجھے اکیلے بلایا اور فرمانے لگے کہ ''مجھے تمہارے جواب سے بہت ہی خوشی ہوئی ہے۔ اب میرا پڑھانے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔''

ایک مرتبہ راقم اور محمد اکرم صاحب بیٹھے ہوئے تھے تو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ''درود شریف کس مقصد کیلئے پڑھنا چاہیے؟ محمد اکرم صاحب نے جواب دیا کہ ''آپ کی زیارت کے لیے۔'' پھر مجھے بھی فرمایا کہ ''کیا خیال ہے؟'' میں نے عرض کی ''یہ تو حضور اکرم ﷺ کا کرم ہے جب چاہیں، جس پر چاہیں۔'' اس کے بعد میں نے عرض کی ''آپ اپنا مقصد بتائیں!'' اس پر فرمانے لگے کہ ''اگر میرا کوئی مقصد ہی نہ ہو تو!'' اس کے بعد گھر چلے گئے۔

Marfat.com

کچھ دنوں کے بعد بات ہوتے ہوتے اسی موضوع کی طرف چل نکلی تو فرمانے لگے کہ ''ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت بندہ ہونے کی وجہ سے اور درود شریف حضور ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے پڑھنا چاہیے۔ بے شک ہمیں مزہ اور لطف آئے یا نہ آئے۔ ہم تو بندے ہیں ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ اسی طرح ہم حضور ﷺ کے امتی ہیں ہمیں آپ زیارت کرائیں یا نہ کرائیں، ہمیں آپ کی تعظیم کیلئے بحیثیت امتی درود شریف پڑھنا چاہیے۔ مزید فرمایا کہ میرے نزدیک دل نہ لگ رہا ہو، مزہ نہ آرہا ہو۔ اس عبادت کا زیادہ اجر و ثواب ہے بہ نسبت مزہ و سرور کے کیونکہ اس میں نفس کی مخالفت ہو رہی ہوتی ہے۔ بحمد اللہ! اس نیت سے پڑھا جائے تو مزہ آتا ہے، کیوں نہیں آتا؟''

بلا اجازت جوار کے دانے گرانے پر برھمی:

ایک مرتبہ ہم (بابر، عبدالرؤف، محمد فاروق وغیرہ) استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ روسہ ضلع قصور کی طرف ایک گاڑی میں ڈاکٹر محمد سلیم اختر شادمان ہاؤس۔ لاہور کا مدرسہ دیکھنے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ٹائر پنکچر ہو گیا۔ اس اثناء میں استاد صاحب علیہ الرحمہ ملحقہ کھیت میں شہری لڑکوں کو جوار (چری) دکھانے لگے کہ اچانک آپ کی نظر اپنے فرزند محمد فاروق پر پڑی تو وہ چری کے سٹے سے دانے گرا رہے تھے۔ تو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ''یہ تم کس کی اجازت سے گرا رہے ہو؟'' اس وجہ سے کافی برہم ہوئے۔

توکل:

استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ''ایک مرتبہ شام کے وقت آٹا ختم ہو گیا۔ صبح کیلئے کوئی چیز بھی کھانے کیلئے نہیں تھی۔ طلباء نے آ کر مجھے بتایا کہ آٹا ختم ہو چکا ہے۔ اس کا کوئی بندوبست کریں لیکن اس وقت گھر میں بھی آٹا نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ ''میں بھی

Marfat.com

تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کوئی بندوبست فرمادے گا۔‘‘ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حافظ مشتاق ڈوگر ساکن وگ والا کے والد بابا عمر دین ڈوگر صاحب مدرسہ میں آئے اور نہایت معذرت سے پانچ صدروپیہ پیش کیے اور عرض کیا کہ ’’میں نے آنا تو رات کو تھا لیکن کچھ دیر ہونے کی وجہ سے بیگم کوٹ رُک گیا۔‘‘ اس کے بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرلیا جائے تو وہ خود بخود ہی بندوبست فرمادیتا ہے اور تمام پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ایسا سکون ملتا ہے جو لاکھ کروڑ پتی کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔‘‘(۱)

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے گھر بچے کہنے لگے کہ ’’آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے۔ آج دیکھتے ہیں کہ واقعی ایسا ہوتا ہے۔ اس لئے آج شام کچھ نہیں پکائیں گے۔‘‘ اس کے بعد تمام گھر والے کچھ کھائے پیے بغیر سو گئے۔ رات کا کچھ وقت گزرا تو ایک آدمی نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ’’ایک آدمی چاولوں کی ڈش اُٹھائے کھڑا تھا۔ عرض کرنے لگا کہ ’’نہایت معذرت خواہ ہوں! کہ کافی دیر سے آیا ہوں۔‘‘ سبحان اللہ! کیا توکل ہے۔

کیمیائے سعادت کا پڑھنا:

ایک مرتبہ ایک شخص استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کرنے لگا کہ ’’میں نے امام غزالی علیہ الرحمہ کی کتاب ’’کیمیائے سعادت‘‘ ساری پڑھ لی ہے۔ اس کے بعد استاد صاحب فرمانے لگے ’’میں تو صرف اس کے چند صفحات ہی پڑھ سکا ہوں۔‘‘ اس سے

---

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت کرمانوالہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری کیلئے گئے لیکن کسی کو ملنے کی جرأت نہ ہو رہی تھی۔ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی نظر جب بابا صاحب پر پڑی تو خادم سے فرمایا کہ ’’وہ سامنے جو بزرگ اور ان کے ساتھ ایک لڑکا (محمد عارف) ہے۔ صرف اُن کو بلا لاؤ۔ کیونکہ ان کا جانا لِلّٰہ تھا لہٰذا اس طرح زیارت سے بہرور ہوئے۔ راقم نے بابا صاحب کو دیکھا ہے بلکہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ ایک جلسہ کے سلسلے میں اُن کے گاؤں بھی گئے تھے اور رات اُدھر ہی رہے۔

Marfat.com

مطلب صاف ظاہر ہے کہ عام آدمی کے پڑھنے اور ایک عالم ربانی کے پڑھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے کیونکہ عالم دین نے صرف سطحی طور پر پڑھنا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کو بغور پڑھ، سمجھ کر عمل بھی کرنا ہوتا ہے۔

ایسے ہی حاجی محمد انور سندھو صاحب آف نفیر آباد بیان کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا اور سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ کتاب ''الانسان فی القرآن'' کے متعلق فرمانے لگے کہ ''میں صرف آدھی کتاب سمجھ سکا ہوں۔'' یاد رہے شاہ صاحب علیہ الرحمہ بظاہر پڑھے نہیں تھے لیکن حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی توجہ اور فیض سے معرفتِ الٰہی میں اس قدر اعلیٰ کتاب تحریر فرمائی کہ بقول استاد محترم علیہ الرحمہ ''بڑے بڑے علماء اس کتاب کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔'' یہ سب کچھ سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کے تین چلو علم عطا فرمانے کا نتیجہ ہے۔ آپ نے فرمایا ''شاہ صاحب!'' یہ لو علم! یہ لو علم! یہ لو علم!''

اکنون کرا دماغ، کہ پُرسد ز باغبان
بُلبل چہ گفت، گل چہ شنید، صبا چہ کرد

میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی کی محبت و شفقت:

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے میاں صاحب مدظلہ العالی کو واپسی پر ملتے وقت کچھ خدمت اور ہاتھ چومنے کی کوشش کی تو میاں صاحب نے جلدی سے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے گھٹنے پکڑ لیے اور دو سو روپے اپنی طرف سے عنایت فرمائے۔ بعض اوقات ''دار المبلغین'' میں طلباء کے اسباق سننے کیلئے بھی بلاتے۔ جب کبھی میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ شرقپور شریف گیا اور میاں صاحب مدظلہ العالی سے ملاقات ہوتی تو اکثر کچھ

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''ماں تے اِس شخص دی کتاب پڑھ کے، اِس دی ولایت دا قائل ہویا آں۔''

Marfat.com

کھلائے پلائے بغیر نہ آنے دیتے۔ بلکہ کھانا بھی کھلاتے۔

حضور ﷺ کو مردہ (نعوذ باللہ) کہنا:

ایک مرتبہ دو گیچ کی جامع مسجد میں تقریر کرتے ہوئے ایک لڑکے کے متعلق بتایا کہ ''وہ آپ ﷺ کے متعلق ''مردہ گمان'' رکھنے کا خیال کرنے لگا تو میں نے اسے بتایا کہ اگر تم آپ ﷺ کے بارے یہ خیال کرو گے تو ''یاد رکھو تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔'' جلسہ کے چند دن بعد اس کے والد کی استاد صاحب علیہ الرحمہ سے فون پر بات ہوئی تو اس لڑکے کا والد کہنے لگا کہ ''آپ نے میرے لڑکے کو مرتد کہا ہے۔ میں نے کہا کہ ''نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا۔'' میں نے یہ کہا تھا کہ ''اگر تم آپ ﷺ کے متعلق ایسا مردہ ہونے کا معاذ اللہ گمان کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ اگر میں یہ کہوں یا میرے والد صاحب ایسا کہیں بلکہ سارا گاؤں بھی ایسا کہے تب بھی یہی بات ہے۔'' اس پر اس کا باپ کہنے لگا ''آخر کوئی بات تو ہے نا!'' لیکن وہ پھر بھی نہ مانا۔ آخر استاد صاحب علیہ الرحمہ جوش میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ ''حضور ﷺ کی عزت اور عظمت کے سامنے تمہارا لڑکا کون ہے؟ کون ہے وہ؟ کون ہے وہ؟ بس اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔''

انبیاء کو بھی اک دن اَجل آنی ہے
آنی ہے کہ فقط اک ''آن'' آنی ہے

حافظ ابرار کا خواب:

حافظ صاحب ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ''ایک رات دیکھا کہ بابا خوشی محمد مرحوم[1] مجھے خواب میں ملے۔ ایک بہت کھلی جگہ ہے جہاں مختلف قسم کے بے شمار کھانے لگے ہوئے ہیں۔ بابا جی نے مجھے کہا کہ ''حافظ صاحب! میں کافی دنوں سے آپ

(۱) یاد رہے کہ بابا صاحب استاد صاحب علیہ الرحمہ کے نہایت ہی عقیدت مند تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے۔ تو استاد صاحب علیہ الرحمہ کے برابر نماز ادا نہ کرتے اور نہ ہی کبھی پشت کر کے بیٹھتے۔

Marfat.com

سے ملنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر ملاقات نہیں ہو پا رہی تھی۔ خیر آئیں! میں آپ کو پہلے کھانا کھلاتا ہوں!'' پھر وہ مجھے ایک خوبصورت میدان میں لے گئے۔ جس میں تاحدِ نگاہ درخت ہی درخت تھے اور میدان بھی بڑی خوبصورت گھاس سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا خوبصورت نظارہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس کے اوپر تاحدِ نگاہ دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ جس پر مختلف قسم کے کھانے تھے۔ باباجی کے ساتھ ایک شخص اور بھی تھا، جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے مجھے انتہائی لذیذ اور خوشبودار میٹھی ڈش بھی کھلائی۔ اس کے بعد وہ مجھ سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ ''حافظ جی! یہ سارا مرتبہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔ (باباجی اس وقت عینک کے بغیر بالکل نوجوانی کی حالت میں مجھ سے ملے تھے۔)

استاد صاحب علیہ الرحمہ سے میں نے عرض کرنا تھا مگر امتحانات کی مصروفیت کی وجہ سے میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا۔ دو تین دن ایسے ہی گزر گئے اور استاد صاحب علیہ الرحمہ تقریباً ہر روز کسی طالب علم کو بلانے کیلئے بھجواتے مگر ملاقات نہ ہو پاتی۔ آخر کار میں مدرسہ میں چلا گیا تو اس وقت استاد صاحب علیہ الرحمہ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ جونہی میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیتے ہی فرمایا: ''کملیا! کسے دا سلام دُعا ہووے تے اُس نوں جلدی دے دئی دا اے۔'' میں بڑا حیران ہوا کہ ابھی تک تو کسی سے خواب کے بارے بات ہی نہیں کی۔ آپ کو کیسے پتہ چل گیا؟ بہر حال میں بڑا شرمندہ ہوا کہ مجھے استاد صاحب علیہ الرحمہ کو اگلے دن ہی بتا دینا چاہیے تھا۔ خیر میں نے سارا خواب آپ کو سنا دیا۔ جس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''الحمدللہ! خوشی محمد صاحب بڑے اچھے حالات میں ہیں۔''[1]

---

(۱) ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ راقم سے فرمانے لگے ''جو لوگ کہتے ہیں کہ سنگت کا فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہ تو کوئی ''خوشی محمد'' سے پوچھے۔

Marfat.com

مظہر اسلام:

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ دوپہر کو قیلولہ فرمارہے تھے۔فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے دیوار پر ''مظہر اسلام'' لکھا ہوا ہے۔امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیقات سے کچھ کام لینا چاہتا ہے۔یاد رہے کہ ان دنوں میں استاد صاحب علیہ الرحمہ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ پر عامل اور عمل کروانے کی بھرپور کوشش فرما رہے تھے۔

تختی کا گزرنا:

۱۹؍دسمبر ۲۰۰۰ء (ماہ رمضان) میں استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''میں بعد نماز عصر درود شریف پڑھ رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی عالی شان تختی میرے سامنے سے گزری،جس پر لکھا ہوا تھا:

بلغ العلٰی بکمالہٖ　　　کشف الدجی بجمالہٖ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مسجد انوار مدینہ کے نام کی منظوری:

جی ٹی روڈ باغبانپورہ،لاہور پر واقع تکیہ پر مسجد تعمیر کروانے میں حاجی میاں محمد ابراہیم صاحب مرحوم اور قبلہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کا بہت ہاتھ ہے اور اس کی تعمیر پر استاد صاحب علیہ الرحمہ نے نیچے مدرسہ بنوایا اور اوپر مسجد بنوائی،حاجی محمد ابراہیم مرحوم کے استفسار پر مسجد کا نام ''انوار مدینہ'' رکھا۔جس پر حاجی محمد ابراہیم صاحب بھی متفق ہوگئے۔حاجی نوردین صاحب مرحوم،آف باغبانپورہ،لاہور (مرید حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علی پور شریف) کو ایک رات حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی،اور انہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک تختی دیکھی جس پر نہایت ہی خوبصورتی سے سنہری حروف میں

Marfat.com

''مسجد انوارِ مدینہ، صفا جنگ'' لکھا ہوا تھا۔ حاجی نور دین[1] صاحب مرحوم فوراً رات دو بجے کے قریب اُٹھے اور آ کر امام مسجد حافظ حبیب اللہ صاحب کو اپنا خواب لکھوایا تا کہ بھول نہ جائے۔ اس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''الحمد للہ! منظوری ہوگئی۔

یہاں حاجی صاحب کا ایک اور ایمان افروز خواب جو حافظ حبیب اللہ صحرائی صاحب کا تحریر کردہ ہے، نقل کیا جاتا ہے:

جب حاجی نور دین صاحب حج پر گئے تو مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران اُن کے گروپ سے روزانہ کوئی نہ کوئی شخص خواب میں سرکار علیہ السلام کی کرم نوازیوں یعنی زیارت وغیرہ کا ذکر کرتا۔ فرماتے کہ ''میں اُن لوگوں کی قسمت پر رشک کرتا اور اپنے آپ کو کوستا کہ تو اتنا ہی گناہگار ہے کہ تجھے دیدار نہیں ہوتا۔'' ایک رات اسی پریشانی میں روتا روتا سو گیا تو کریم نے کرم فرما دیا۔ دیکھتا ہوں کہ ''مسجد شریف میں بہت سارے لوگ بیٹھے ہیں کہ ایک اعلان ہوتا ہے کہ ''نور دین کون ہے؟'' اعلان کرنے والا بار بار اعلان کر رہا ہے،'' میں کہتا ہوں، ''نور دین! میرا نام ہے۔'' کہنے لگے ''لاہور سے آئے ہو؟'' میں نے اثبات میں سر ہلایا تو فرمایا ''تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یاد فرماتے ہیں'' اور مجھے لے کر روضہ شریف کی طرف چل پڑتا ہے۔ دیکھتا ہوں کہ روضہ شریف کو سونے کی سیڑھی لگی ہوئی ہے۔ اُن صاحب کی رہنمائی میں اُن کے پیچھے پیچھے چل پڑتا ہوں۔ وہاں کا ماحول بڑا ہی روح پرور دکھائی دیتا ہے، سرکار علیہ السلام ایک تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کے اردگرد چاروں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم موجود ہیں۔ سامنے تا حد نگاہ اولیاء کرام اور باعمل مسلمانوں کا مجمع ہے۔ مجھے وہ قاصد تخت شریف کے پاس کھڑا کر دیتا ہے۔ میں مؤدبانہ سلام عرض کرتا

---

(۱) راقم نے حاجی صاحب کی زیارت استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ کی ہوئی ہے۔ مزید برآں استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے مذکورہ خواب بھی سنائے تھے۔ یاد رہے محترم حاجی نور دین صاحب مرحوم مسجد انوار مدینہ جی ٹی روڈ نزد گھاس منڈی سٹاپ باغبانپورہ، لاہور کے صدر اوّل تھے۔

Marfat.com

ہوں۔ سرکارِ مدینہ جوابِ سلام عطا فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ "نوردین! تمہیں دیدار کی تمنا تھی جی بھر کے دیدار کرلو۔" پھر فرمایا "جب تم پاکستان جاؤ تو ہمارے بیٹے عبداللہ" کو ہمارا سلام پہنچا دینا تمہیں مزید ایک حج کا ثواب ملے گا۔" میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! عبداللہ صاحب کہاں ہوتے ہیں؟ میں انہیں کیسے پہچانوں گا؟" فرمایا: "وہ دیکھو سامنے کھڑے ہیں یہ کندیاں میں ہوتے ہیں!" میں نے ادھر دیکھا تو سامنے عبداللہ صاحب، سفید عمامہ شریف باندھے سفید کرتہ اور دھاری دار نیلی دھوتی باندھے، میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ میں اس عظیم الشان محفل میں دیر تک موجود رہا پھر میری آنکھ کھل گئی۔

ایام حج سے فارغ ہو کر جب میں پاکستان آیا تو ہر ملنے والے سے کندیاں کا پوچھتا مگر معلومات نہ ملیں کچھ دن یونہی بیت گئے۔ ہمارے عزیز فیصل آباد میں تھے۔ میرے حج سے واپسی پر وہ ملنے نہ آسکے تو میں نے سوچا خود جا کے مل آؤں۔ میں انہیں مل کر جب فیصل آباد اسٹیشن پر لاہور آنے کیلئے ٹرین کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ لاہور باغبانپورہ کا، میرے جاننے والا ایک رہائشی، جو عقیدہ کے اعتبار سے غیر مقلد تھا، وہ بھی آگیا۔ ہم دونوں کرایہ نامہ دیکھنے کیلئے وہاں پر لگے بورڈ کو دیکھ رہے تھے تو وہاں "کندیاں اسٹیشن" لکھا نظر آیا۔ میں نے فوراً لاہور جانے کا ارادہ بدل لیا اور اپنے غیر مقلد ساتھی کو بھی آگاہ کیا۔ اس نے مجھے روکنے کی بہت کوشش کی۔ آخر عزم مصمّم سے متاثر ہو کر وہ بھی میرے ساتھ "کندیاں" چلنے کو تیار ہو گیا۔

ہم جب کندیاں پہنچے تو فجر کی آذان کا وقت تھا۔ سردی کی راتیں تھیں۔ ہم نے نماز فجر اسٹیشن پر مسجد میں باجماعت ادا کی اور لوگوں سے "حضرت عبداللہ صاحب (علیہ الرحمہ)" کا پتہ معلوم کرنا چاہا تو کسی سے خبر نہ مل سکی۔ میرے ہمراہی نے مجھے کوسنا شروع کیا

Marfat.com

کہ ''خواب پر یقین کر کے خود بھی خوار ہوئے اور مجھے بھی کیا۔'' میں نے اسے کہا کہ '' آپ چلے جاؤ، مجھے اگر کندیاں مل گیا ہے تو '' حضرت عبداللہ صاحب'' بھی ملیں گے۔'' ہم پلیٹ فارم پر آئے تو وہاں کچھ باشرع لوگ آگ جلا کر تاپ رہے تھے۔ میں نے سوچا اُن سے پوچھتے ہیں، ہم نے سلام و دعا کے بعد ان سے حضرت عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواباً کہا کہ '' ہم نے بھی اُن سے ملنے جانا ہے مگر ذرا دیر سے (یعنی دھوپ نکلنے کے بعد)۔'' ہم نے اُن سے راستہ پوچھا اور اسی وقت چل پڑے۔ آپ نے ایک عظیم الشان مسجد اور مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ ہم جب مسجد میں پہنچے تو آپ سامنے طلباء کو درسِ حدیث دے رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے بھی فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ اسی لباس میں تھے، جس لباس میں ملبوس، وہ سرکار علیہ السلام کی کچہری میں حاضر تھے۔ ہم دونوں وسط صحن میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے۔ معانقہ کی حالت ہی میں، میں نے اپنے کریم آقا علیہ السلام کا سلام و پیغام عبداللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو سنایا۔ پیغام سنتے ہی اُن کی حالت وجد کی کیفیت سے دوچار ہو گئی، وہ میرے ہاتھوں سے فرش صحن پر آ گئے۔ ان کے شاگرد، جو یہ سب کچھ حیرت زدہ دیکھ رہے تھے انہیں وجدانی حالت میں دیکھ کر دوڑے آئے۔ اُن کے پوچھنے پر میں نے انہیں بتایا کہ '' فکر اور پریشانی کی کوئی بات نہیں ابھی ٹھیک ہو جائیں گے۔'' میں نے ان کے چہروں پر بے اطمینانی کی کیفیت دیکھ کر سارا واقعہ تفصیلاً بیان کر دیا۔ یہ حالت ان کی تقریباً گھنٹہ بھر رہی، پھر جب حالت سنبھلی تو مجھے مسجد سے باہر پہاڑ پر لے گئے وہاں سرکار ﷺ کے فرمودہ الفاظ ایک بار پھر سنانے کیلئے فرمایا تو دوبارہ وہ اسی وجدانی حالت میں پتھر پر آ پڑے۔ بہر حال بہت دیر کے بعد ہم دونوں جب واپس آئے تو ہمیں ناشتہ کروایا گیا۔ کچھ دیر آپ کے پاس رہ کر میں اور میرا غیر مقلد ہمراہی لاہور کیلئے روانہ ہو گئے، اب اس کی ذہنی حالت خاصی بدلی بدلی دکھائی دے رہی

Marfat.com

تھی۔ میں اس یقین کامل کے ساتھ لاہور پہنچا کہ فرمانِ رسالت کے مطابق مجھے ایک مزید حج کا ثواب ضرور عطا ہوگا۔"

اُمتی جو کرے فریاد حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو

لڑکے کا واقف ہونا:

ایک مرتبہ مدرسہ کا ایک سابقہ طالب علم ایک لڑکے کو لے کر استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "اس کو داخل فرمالیں۔" استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ "یہ تو میرا جانا پہچانا معلوم ہوتا ہے!" اس پر وہ طالب علم کہنے لگا کہ "استاد صاحب! یہ یہاں پہلی دفعہ آیا ہے اور میرا رشتہ دار ہے۔ اس کی آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہوئی۔" استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے "تمہیں کیا پتہ ہے؟ میں جانتا ہوں یا وہ جانتا ہے، پھر اس لڑکے سے فرمایا کہ "تمہارا یہاں دل لگا ہے سکون ملا ہے، اپنایت محسوس ہوئی ہے۔" اس نے کہا "ہاں جی!" اس کے بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح کو جمع کیا تھا تو اس وقت کچھ ارواح آپس میں مانوس تھیں اور کچھ دور اور دہشت زدہ۔ اُس کا اظہار اس دنیا میں ہو رہا ہے۔"

وقت کی پابندی:

جمعہ کے وقت بسا اوقات زیادہ وقت ہو جاتا تو فرماتے کہ "مسجد میں ہمیں وقت کی پابندی کا بہت خیال ہے۔ ادھر سے باہر جا کر ہم جتنی مرضی دیر کھڑے رہیں اور باتیں کرتے رہیں۔ ہم اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ مسجد میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی بات ہو رہی ہے۔ کم از کم شروع بات کو تو ہم (یعنی احادیث وغیرہ) مکمل کر لیں۔ پابندیاں اللہ و رسول کے احکام پر قربان۔ دوسرا یہ کہ مجھے خود بڑا مزہ آ رہا ہوتا ہے، اور وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔"

Marfat.com

ایک مرتبہ عید کے موقع پر خطاب میں کچھ وقت زیادہ ہو گیا تو فرمایا کہ " میں یہ بیان آپ کے فائدہ کیلئے کر رہا ہوں اور اس کا کوئی عوض آپ سے نہیں مانگتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں مانگتا۔" اس کے بعد فرمایا کہ " اللہ سے نہ مانگنے کا کیا مطلب؟ حالانکہ انبیاء کرام جب اپنی اقوام کو وعظ و نصیحت فرماتے، تو فرماتے کہ " اس کا اجر تم سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔" اس کے بعد فرمایا کہ " انبیاء کرام کے اعمال تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں لیکن کیا میرا عمل ایسا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس اجر کا خواستگار ہو سکوں؟ "

غرباء کی امداد:

ایک مرتبہ ایک لڑکا سڑک پر جاتے ہوئے ملا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اسے گھر پوچھا اِس وقت راقم بھی ساتھ تھا۔ اس کے گھر چلے گئے اور وہ لڑکا غریب تھا۔ واپسی پر اُنہیں ایک صدر روپیہ عنایت فرمائے۔

صاحبزادہ:

ایک مرتبہ عبدالرؤف صاحب کے نام کے ساتھ ایک کتابچہ پر " صاحبزادہ " لکھا ہوا تھا۔ فرمایا کہ " میں جب صاحب ہوں ہی نہیں تو صاحبزادہ کیسا؟ " صاحبزادہ کاٹ کر " محمد " لکھ دیا اور بہت خوش ہوئے۔

درود ابراھیمی کا اثر:

ایک مرتبہ عید کے دن بیان کیا کہ " میں تو اپنی بات کرتا ہوں کہ درود شریف پڑھنے سب جائز ہیں لیکن جو اثر اور رقت " درود ابراھیمی " پڑھنے کا مجھ پر ہوتا ہے اتنا کسی دوسرے درود شریف کا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ الفاظ مبارک حضور ﷺ کی زبانِ اقدس سے نکلے ہوئے ہیں۔" یاد رہے کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے ایک کتاب " درود ابراھیمی کی افضیلت " بھی تحریر فرمائی ہے۔

Marfat.com

درود شریف بعد اذان کی تلقین فرمانا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ اذان کے بعد قبل دعا درود شریف مسنون بحوالہ حدیث شریف قرار دیتے، جیسے ”عن عمرو بن العاص انہ سمع النبی ﷺ یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی فانہ من صل علی صلوة صلی اللہ علیہ وسلم بھا عشرا ثم سلوا اللہ لی الوسیلة............[1]

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”جب تم مؤذن کو سنو تو تم اس کی مثل کہو جو وہ کہتا ہے پھر تم مجھ پر درود پڑھو بیشک جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر اس درود کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائے گا پھر تم میرے لیے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرو......“

بعض لوگ بوجہ مخالفت یہ کہتے کہ ”انہوں نے درود شریف بند کر دیا ہے۔ جب یہ بات آپ کے پاس پہنچی تو جمعہ کے علاوہ بھی کئی مرتبہ فرمایا کہ ”اگر میں درود شریف پڑھنے سے روکوں تو میرا سر پھاڑ دو بلکہ میں اپنا خون معاف کرتا ہوں۔ مجھے قتل کر دو۔ میں تو صرف حضور ﷺ کی سنت اور حکم کی طرف توجہ دلا کر عمل کا کہہ رہا ہوں، کہ ”جو فضیلت آپ کے حکم میں ہے، وہ کام اگر ہم اپنی مرضی سے ساری عمر کسی اور طریقہ سے کرتے رہیں اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔“ بعض کہتے ”ان کو اتنے سال گزر جانے کے بعد اب پتہ چلا ہے!“ اس پر فرمایا کہ ”میں ماں کے پیٹ سے تو علم سیکھ کر نہیں آیا ہوں بلکہ میرا علم تو تدریجی ہے۔“ فرماتے کہ ”میں تو کہتا ہوں کہ اگر مرتے وقت کوئی بچہ بھی آ کر مجھے یہ کہے کہ فلاں چیز کے متعلق حضور ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ میرے ہوش و حواس ٹھیک ہوں تو میں بچے کے بتائے ہوئے پر عمل کرونگا۔ ہاں! وہ ارشاد آپ ﷺ کا ہی ہو۔“ لوگوں کے گھروں میں کتابیں اور

---

(۱) ابوداؤد شریف، ص ۸۸

احادیث وغیرہ لے جا کر دکھاتے۔اس سلسلہ میں ایک کتاب بعنوان ''کیا نمازی کے پاس ذکر بالجہر جائز ہے؟'' تحریر فرمائی ہے۔اس کے علاوہ ''افضلیت درودِ ابراہیمی'' بھی چھپ چکی ہے۔

خرافات:

دین میں خرافات دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ اور پریشان ہوتے تھے۔اتنا وعظ اور نصیحت فرماتے کہ سر میں درد اور رات کو بخار ہو جاتا۔بعض اوقات فرماتے کہ ''لگتا ہے میں نے اِن خرافات کی وجہ سے فوت ہو جانا ہے۔'' شیخ شرف الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھتے:

غم دیں خور ، کہ غم ، غم دین است

ہمہ غم ہا ، فر و تر ، ازیں است

ترجمہ:۔دین کا غم کھا جو غم دین کا غم ہے تمام غم بہت نیچے اس سے ہیں۔

ایمان افروز واقعات کا سنانا اور سُننا:

راقم مورخہ 24.10.2007 کو بوجہ سرکاری دورہ POF ہوٹل واہ کینٹ میں مقیم تھا۔رات کو آنکھ کھل گئی۔اُٹھا اور پھر لیٹ گیا لیکن نیند نہ آئی، بلکہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے حالات و واقعات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔ساتھ ساتھ یہ بھی خیال کرتا جاتا کہ یہ واقعہ میں نے تحریر کیا ہے یا نہیں۔میں دوبارہ اُٹھا وضو کر کے چند نوافل ادا کیے، کاغذ اور قلم لے کر بیٹھ گیا۔ایسے واقعات جس سے ایمان کو جلا، پختگی اور اصلاح ہونے کی امید ہوتی ہو استاد صاحب علیہ الرحمہ کا سننا اور سنانا طرۂ امتیاز تھا۔بیشک وہ کسی بچے سے ہی کیوں نہ ہو حاصل ہو؟ ایک مرتبہ ایک آدمی نے مندرجہ ذیل دو واقعات سنائے تو کبھی کبھار مخصوص احباب کی موجودگی میں اُسے سنانے کیلئے فرماتے۔[1]

(۱) فرماتے اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ریاکاری سے بچائے۔

Marfat.com

ایک دفعہ ۱۹۸۱ء میں ایک پروفیسر کلاس میں لیکچر دے رہا تھا کہ اچانک وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر کی طرف آ گیا اور یوں کہنے لگا کہ ''دیکھو! حضرت یوسف علیہ السلام نے جب تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا مول ایک سوت کی اَٹّی کے برابر ڈلوا دیا۔'' اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ ''یہ بات مجھ پر اس قدر گراں گزری کہ میں بے خودی کے عالم میں فوراً کلاس سے اُٹھا اور کہا'' کہ ایک مومن کو اللہ تعالیٰ تکبر وغرور سے محفوظ فرماتا ہے۔ آپ ایک اولوالعزم پیغمبر کے بارے بات کر رہے ہیں! سوت کی اَٹّی جو ایک مائی صاحبہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کیلئے لائی تھیں۔ وہ بھی جانتی تھیں کہ آپ کے بڑے بڑے خریدار موجود ہیں۔ جب مائی صاحبہ سے کسی نے دریافت کیا آپ کو پتہ نہیں تھا کہ اِن بڑے خریداروں کی موجودگی میں حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں خرید سکتی تو پھر ایسا کیوں کیا؟ مائی صاحبہ کہنے لگیں ''مجھے بھی پتہ تھا میں نہیں خرید سکتی میں نے اس لئے ایسا کیا تا کہ قیامت کے دن میرا نام بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو جائے۔'' اس پر الحمدللہ! اُسے کوئی جواب نہ آیا اور خاموش ہو گیا۔ کیونکہ یہ باتیں استاد صاحب علیہ الرحمہ سے سنی ہوئی تھیں۔

پلّے وچ ترازو والے ، یوسف چا بہایا
دوجے چھابے دھر اندازے ، زر ہموزن چڑھایا

مال خزائن شاہ مصر دے ، تُل نہ آئے پوری
نور نبوّت سبھ تھیں بھارا، ایہی فضل غفوری

حیرانی وچ شاہ مصر دا ، کہندا مالک تائیں
یوسف دا مُل ادا نہ ہووے بھتیں مُول کدائیں

Marfat.com

اک بڈھی مائی خریدن آئی، ہتھ وچہ سوترائٹی
کہن لگی یوسف دا اے نئیں مُل، پرمیری ایہو کھٹی

جے کر لکھیا جاوے ناواں، روز قیامت تائیں
تاں جے میں وی بخشی جاواں، حضرت یوسف دے راہیں

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ جمعیت علمائے پاکستان (جس کے صدر حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ تھے) کی طرف سے ایک اُمیدوار الیکشن میں کھڑے تھے۔ جمعیت علمائے پاکستان کا بنیادی نعرہ نظامِ مصطفے ﷺ کا نفاذ تھا۔ الیکشن کے دن جب میں ووٹ ڈالنے کیلئے گیا تو میرا مقصد بھی یہی تھا کہ میں حضور ﷺ کے نظام پاک کے نفاذ کیلئے ووٹ دے رہا ہوں۔ جب میں نے بیلٹ پیپر لیا اور مہر لگا کر اُسے تہہ کیا۔ اس کے بعد جونہی ووٹ بیلٹ بکس میں ڈالا تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور اسی وقت یقین ہو گیا کہ بحمد اللہ! میرا یہ ووٹ اس کی بارگاہ میں مقبول ہے کیونکہ مقصد نیک ہے۔

جواب دعوت مباہلہ:[1]

اس وقت جب کہ وطن عزیز اندرونی و بیرونی مشکلات میں گھرا ہوا ہے بعض لوگ ایک منظم سازش کے تحت اشتعال انگیز گستاخانہ لٹریچر کی بھرمار سے محبوبانِ خدا کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں اور اہل سنت و جماعت کو بے دردی سے کافر اور مشرک قرار دے کر اس نازک موقع پر ملک میں بدامنی و خلفشار پھیلا کر دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ ان گزارشات کے ساتھ ہم حکومت کی توجہ دلاتے ہیں کہ اس خلافِ قانون لٹریچر کے متعلق

(۱) (نوٹ:) دیوبندی مکتبہ فکر کی مختلف تنظیموں کی طرف سے تقسیم کردہ مذکورہ پمفلٹ متعدد اشخاص لے کر ہمارے پاس آئے، اس لیے ہم جواب شائع کرنے پر مجبور ہوئے۔ وہ پمفلٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔
(عبد الغفور۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، پنج پیر، گھوڑے شاہ روڈ، لاہور)

Marfat.com

حکومت کیوں خاموش ہے؟ کیا ملکی صورتحال اس فتنہ انگیزی کی متحمل ہوسکتی ہے؟ اس کا ایک بین ثبوت وہ پمفلٹ ہے جو بعنوان ''**دعوت مباهله**'' چھپوا کر دھڑا دھڑ تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جس میں کسی ''امیر علی'' نے اپنے آپ کو مدینہ منورہ کا باشندہ ظاہر کیا ہے اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف نہایت دریدہ دہنی کے ساتھ بدزبانی وافترا پردازی کرتے ہوئے قائد اہل سنت مبلغ اسلام، حق وصداقت کی نشانی حضرت علامہ مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی قادری مدظلہ العالی پر مباہلہ سے فرار کا الزام لگایا ہے حالانکہ بمصداق ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔'' کہاں قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی جیسی بین الاقوامی نامور عظیم شخصیت اور کہاں گمنام، غیر معروف نام نہاد ''امیر علی'' یعنی کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربہ۔''

سوال یہ ہے کہ ''امیر علی'' کی جماعت میں کیا اور کوئی سربرآوردہ اور قدآور شخصیت نہیں جو قائد اہل سنت کو اس قسم کی ''دعوتِ مباہلہ'' دیتی۔ اور اگر ''امیر علی'' جیسے گمنام و نامعلوم شخص کو ہی یہ جوش آیا تھا تو کیا مولانا الشاہ احمد نورانی کی جماعت میں اُسے اپنے ہم پایہ اور کوئی شخص نظر نہیں آیا جسے وہ ''دعوتِ مباہلہ'' دے سکتا۔ ایک مجہول ومخبوط شخص کا حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی جیسی شخصیت کے منہ آنا اور گھر بیٹھے بٹھائے اُن پر فرار کا الزام لگانا سراسر خبث باطنی، بدنیتی اور شرانگیزی نہیں تو اور کیا ہے؟ دراصل یہ کانگریسی لوگ فتنہ انگیزی، تفرقہ بازی سے باز نہیں رہ سکتے۔ اس لیے کسی نہ کسی طریقہ سے شرانگیزی وفریب کاری کے لئے تیار رہتے ہیں۔

ابتدائی الزام: امیر علی نے اپنے بیان کی ابتداء ہی ایک جھوٹے الزام سے کی ہے کہ شاہ احمد نورانی تقسیم ملک سے قبل اور بعد اکابر دیوبند کو کافر قرار دے رہے تھے۔ گویا حضرت مولانا شاہ احمد نورانی جیسے مصروف ومعروف لیڈر کے لئے اس کافرگری کے علاوہ اور کوئی

Marfat.com

کام ہی نہیں تھا۔ پھر رسالہ کے اخیر میں لکھا ہے:

کہ ''ہم ان کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی کافر کہنا بند کردے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں سراسر جھوٹ ہیں۔ نہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کسی کو کافر بنانے کے لئے فارغ بیٹھے ہیں اور نہ ہی انہوں نے کسی کو کافر بنایا، نہ خود امیر علی اور اس کی جماعت مولانا نورانی اور اُن کے ہم مسلک حضرات کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

چیلنج: اگر امیر علی اپنے بیان میں سچا ہے تو ایک تو وہ یہ ثابت کرے کہ مولانا شاہ احمد نورانی انہیں کہاں اور کب کافر قرار دیتے رہے ہیں اور دوسرا اپنے کسی ذمہ دار عالم و مفتی سے لکھوا دے کہ وہ مولانا نورانی اور اُن کے ہم مسلک لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اگر ہمت ہے تو اس چیلنج کو قبول کرو۔

غور کیجئے: چور کی داڑھی میں تنکا صاف نظر آرہا ہے۔ امیر علی اپنے اس بیان میں لکھتا ہے:

''شاہ احمد نورانی اور اُن کی نقلی اہل سنت و جماعت۔'' کیوں جی! امیر علی اینڈ کمپنی۔ اگر آپ لوگ واقعی مولانا شاہ احمد نورانی اور اُن کی جماعت کو مسلمان سمجھتے ہیں تو پھر نقلی کہنے کا کیا مطلب؟ کیا نقلی کہہ کر اس نے شاہ احمد نورانی صاحب اور اُن کی جماعت کو اسلام و سُنّیت سے خارج قرار نہیں دیا۔ کیا نقلی مال مقبول و معتبر ہوتا ہے؟ اور اگر نقلی سمجھتے ہیں تو پھر اس جھوٹ بولنے کا کیا مطلب کہ ہم ان کو مسلمان سمجھتے ہیں؟۔ ''بریں عقل و دانش بباید گریست۔''

دوسرا الزام: امیر علی نے کہا ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں مولانا نورانی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ مواجہہ شریف پر چلیں اور مباہلہ کریں۔ وہ بھی سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے۔ حق و صداقت کی نشانی مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی سے اس سلسلہ میں رابطہ قائم کیا گیا تو آپ نے اس افتراء والزام کی پُر زور الفاظ میں تردید فرمائی کہ کسی امیر علی نامی شخص وغیرہ نے اس

Marfat.com

سلسلہ میں مجھ سے ملاقات نہیں کی، چہ جائیکہ ہاتھ پکڑ کر دعوتِ مباہلہ۔

توبہ: جو شخص مدینہ منورہ میں رہ کر اس قدر جھوٹ بولتا اور فریب دیتا ہے۔ کیا اس کے متعلق کسی بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے جس کے مسلک میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ (براہین قاطعہ) لعنة الله علی الکذبین۔

اس قدر غلط بیانی اور فریب کاری کے باوجود امیر علی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے روضۂ پاک پر سلام پیش کرنے پر روضۂ اطہر سے باآوازِ بلند جواب سنائی دے گا اور دوسرے حضرات کی قبروں سے وہ اچھی بُری آوازیں سنوا سکتا ہے، حالانکہ جس مکتبہ فکر کا وہ مدعی اور ترجمان بن رہا ہے اس میں ان باتوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر امیر علی واقعی سچا ہے اور حق و باطل میں امتیاز چاہتا ہے تو اپنے مذہب کی اصولی و بنیادی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی روشنی میں نمبروار جواب دے کہ ❶ کیا روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے؟ ❷ کیا نبی اکرم ﷺ زندہ ہیں اور قبر انور سے باہر کی آوازیں سنتے، حالات جانتے اور زندوں کی طرح جواب دے سکتے ہیں اور ایسا تصرف یعنی حق و باطل کے درمیان تفریق اور اُمت کی رہنمائی و فیصلہ آپ ﷺ اب فرما سکتے ہیں؟۔ ❸ کیا دیگر اہل قبور کا سننا، قبروں میں ذکر و تلاوت کرنا اس کے مسلک میں صحیح ہے؟ ❹ کیا کسی کے انجام کے بارے میں یقینی علم اسے ہو سکتا ہے؟ ❺ کیا اہلِ قبور کا حال معلوم کرنا غیب نہیں؟

امیر علی کے مذہب کی بنیادی کتاب ''تقویۃ الایمان'' و ''تذکیر الاخوان'' جس کے متعلق ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ ''تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِ شرک و بدعت میں لاجواب ہے، کی چند عبارتیں قارئین کی وضاحت کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ مذکورہ بالا پمفلٹ میں امیر علی نے جو باتیں مباہلہ کے لیے کی ہیں، وہ اس کے مسلک کے موافق ہیں یا مخالف!

Marfat.com

❶ سواس قسم کے کام کسی تعظیم کے لیے نہ کیا چاہئیں اور کسی قبر یا چلّے پر کسی کے تھان پر جانا اور دُور دُور سے قصد کرنا...... سب شرک کی باتیں ہیں۔ان سے بچنا چاہیے (تقویۃ الایمان)

❷ حالانکہ سفر صرف تین مقامات کے لئے جائز ہے۔ متبرک مکان کی زیارت کے لیے جانا جائز ہے۔ البتہ بیت اللہ مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کی زیارت کے لیے جانا جائز ہے۔

❸ لیکن غیب کا معلوم کرنا انسان کے اختیار سے باہر ہے، اس کی کنجیاں حق تعالیٰ نے اپنے پاس رکھی ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے انسان کو اور مقرب ترین فرشتے کو بھی غیب کے معلوم کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا کہ جب چاہیں اپنی مرضی سے معلوم کر لیں۔ (تقویۃ الایمان)

یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دُنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں، سواس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں؟ نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلاں کا انجام بخیر ہے یا بُرا۔ سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی اُن کے اختیار سے باہر ہے۔

(تقویۃ الایمان)

علاوہ ازیں

چنانچہ یہ مصرّح ہے کہ الہام و کشف اولیاء مفید حکم اور حجت علی الغیر نہیں ہوتا۔

(براہین قاطعہ)[1]

(۱) مندرجہ بالا عبارات کیلئے ''دعوتِ فکر'' کا مطالعہ کریں جس میں مذکورہ رسالہ جات کی عبارات بمعہ عکس موجود ہیں۔

Marfat.com

امیر علی نے اپنے پمفلٹ میں حضرت غوث بہاء الحق ذکریا ملتانی قدس سرہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیا کوئی غیر خدا ''غوث'' و ''فریادرس'' ہوسکتا ہے اور کسی غیر خدا کو ''غوث'' کہنا اور اس سے فریاد کرنا اس کے عقیدہ کے خلاف تو نہیں ہے؟ کیا امیر علی نام رکھنا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصال کے بعد امیر یعنی غنی یا صاحب امر ماننا جائز ہے؟

مباہلہ غیر مسلموں سے ہوتا ہے یا مسلموں سے؟ اور کیا مولانا شاہ احمد نورانی اور اُن کے ہم مسلک لوگ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔ امیر علی ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ''دعوتِ مباہلہ'' دے۔ اور بہتر یہ ہے کہ جس ملک میں ہو اسی ملک میں اپنے کسی ہم پلّہ شخص کو ''دعوت مباہلہ'' دے تاکہ کوئی ابہام و الجھن نہ ہو۔ اُمید ہے کہ امیر علی آئندہ لاف زنی، غلط بیانی کی بجائے سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائے گا اور مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے نام سے مخلوقِ خدا کو دھوکہ نہ دے گا!۔

آخر میں، اس بارے میں قائد اہلسنّت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

''امیر علی جس مکتبۂ فکر یعنی دیوبندی مسلک کی نمائندگی کر رہا ہے۔
اس مسلک کے اکابر علماء و مفتیان لکھ کر دیں کہ امیر علی ہمارا نمائندہ ہے
اس کی ہار ہماری ہار، اس کی جیت ہماری جیت ہوگی تو میں مقابلہ کے
لیے تیار ہوں۔''

قول و فعل میں تضاد:

ان لوگوں کا ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے اور اب بھی ہے کہ اخبارات میں فرقہ واریت کے خلاف بیانات جاری کرتے رہتے ہیں اور خود بڑی چالاکی سے فرقہ واریت اور انتشار و افتراق پھیلاتے ہیں۔ جیسا کہ پمفلٹ دعوتِ مباہلہ کی مسلسل اشاعت سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

آئیڈیل (مثالی) شخصیت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ بیسویں صدی (۱۹۰۰ء تا ۲۰۰۰ء) میں وفات یا پیدا ہونے والے بزرگوں میں مندرجہ ذیل کا اکثر و بیشتر حوالہ دیتے تھے:

۱۔ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔[۱] (خصوصاً فقہ حنفی اور شریعت مطہرہ)

۲۔ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (خصوصاً شریعت و طریقت)

۳۔ مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ۔ (خصوصاً سیاست بمطابق دینِ اسلام)

سُنّت کی پاسداری:

سنت کا ہمیشہ خیال فرماتے اور ہر ممکن کوشش ہوتی کہ خلافِ سنت کام نہ ہو۔ مثلاً فرماتے ''پگڑی کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے۔'' راقم نے تقریباً ۳۵ سال کے عرصہ میں کبھی بھی استاد صاحب علیہ الرحمہ کو بیٹھ کر پگڑی باندھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی کھڑے ہو کر کھاتے پیتے۔

رستہ صاف نبی دے پیچھے، ہور نہ جانوں کوئی
اُوہو کرے شفاعت ساڈی، تائیں ملسی ڈھوئی

مسجد انوار مدینہ میں پھنچنے کی کوشش:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ ''حافظ حبیب اللہ صاحب کی مسجد ''انوار مدینہ'' میں ضرور پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ اس دفعہ میں نے ''البدر مسجد'' میں تقریر کی اور تقریر لمبی ہوگئی۔ پھر چوکی والی مسجد میں وہ اور بھی لمبی ہوگئی۔ چوکی والی مسجد میں تقریر کر رہا تھا کہ حافظ حبیب اللہ صاحب آئے اور وہ بہت رنجیدہ تھے اور رو رہے تھے اور

---

(۱) جب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ مبارکہ پڑھتے تو بہت ہی متاثر ہوتے اور فرماتے کہ ''سبحان اللہ! آپ نے الفاظ اس طرح استعمال فرمائے ہیں، غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس سے بہتر اور کوئی لفظ نہیں ہے۔

Marfat.com

اُن کے آنسو بہہ رہے تھے جس کا میری طبیعت پر بھی اثر ہوا۔آئندہ تہیّہ کیا کہ حافظ صاحب کی مسجد میں ضرور پہنچنا چاہیے۔

آئندہ ''البدر مسجد'' میں مختصر تقریر کی جائے یا کسی ایک اور مسجد میں مختصر تقریر کے بعد حافظ صاحب کے پاس پہنچنا چاہیے اور مولانا محمد امین صاحب کو کہا جائے کہ وہ مسجد انوار مدینہ میں زیادہ تقریر کریں اور میرا انتظار کریں۔''[1]

نارنگ عرس مبارک کی ایک آخری خود نوشت:

حضرت مولانا مفتی حافظ پیر سیّد محمد ابراہیم شاہ صاحب بخاری کا عرس مبارک ۲۳/۲۴ نومبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ اتوار کو تھا۔تقریباً بارہ تیرہ دن پہلے حضرت پیر سید فاضل شاہ صاحب مدظلہ العالی نے ایک اشتہار اور اس کے ساتھ ایک رقعہ بھیجا،جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ''۲۴/اکتوبر بروز اتوار صبح ۸ بجے انشاء اللہ آپ کی تقریر ہوگی۔ بہتر ہے کہ آپ ۲۳/اکتوبر بروز ہفتہ عصر تک دربار نارنگ شریف پہنچ جائیں۔میں اور بابر سعید صاحب ہفتہ کے دن عصر و مغرب کے درمیان پہنچ گئے،صبح بروز اتوار فجر کی نماز کے بعد اجازت مانگی اور میں نے کہا'' دوشادیاں ہیں (ایک لڑکے کی اور ایک لڑکی کی یعنی حاجی عبدالحق گوجر پورہ والوں کے بیٹے محمد صابر کی برات ۱۱ بجے روانہ ہونا تھی۔''محمد یوسف نے کہا تھا کہ'' آپ ۱۱ بجے آجائیں اور دس پندرہ منٹ بیٹھ کر آجائیں اور نذیر خان چوہدری کی بیٹی کی شادی تقریباً ایک بجے کے بعد) تو شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اجازت نہ دی...... اور میں نے عرض کیا'' آپ خود کچھ بیان فرمالیں''،تو فرمانے لگے''میں رات دس منٹ بولا ہوں میرا سردرد کرنے لگا''پھر میں نے عرض کیا کہ'' آپ ۹ بجے تقریر شروع کروادیں،شاہ صاحب نے فرمایا تھا کہ''۹ بجے سے ۱۱ بجے تک پروگرام ہوگا،مگر پروگرام دس بجے شروع ہوا اور

---

(۱) حافظ صاحب نے بتایا کہ''بعدازاں،وصال فرمانے تک گویا کہ بیماری کی حالت میں بھی وہ تشریف لاتے رہے۔''نیز اس کا تذکرہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم کے ساتھ بھی فرمایا تھا۔

Marfat.com

ساڑھے دس بجے میری تقریر شروع کروائی۔'' میں نے حدیث جبریل بیان کر کے تقریر ختم کردی۔۱۱ بجے سے کوئی پانچ سات منٹ زیادہ ہو گئے۔تو شاہ صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ'' ٹائم اوپر ہو گیا ہے آپ تقریر ختم کر دیں'' تو میں نے تقریر ختم کردی۔میرے پوچھنے پر آپ نے فرمایا تھا کہ'' آپ آدھ گھنٹہ تقریر کریں۔'' پھر ختم، پھر دعا ہوئی۔ پھر اجازت مانگی فرمانے لگے'' آپ کھانا کھا کر جائیں پھر کھانا کھایا اور اجازت مانگی تو آپ نے ایک صد روپیہ عطا فرمایا کہ یہ تبرک ہے لے لیں۔'' بارہ بجے چلے اور تقریباً سوا دو بجے مینار پاکستان مزار بابا حیدر شاہ صاحب کے پاس اُترے۔بہرحال میں مولانا محمد رفیق کی ڈیوٹی لگا گیا تھا۔عبدالرؤف اس کو لے گیا اور تقریباً تین بجے نکاح پڑھا۔ہم تقریباً ساڑھے تین بجے مدرسہ پہنچے۔

خلوت و جلوت میں ہم آہنگی:

استاد صاحب علیہ الرحمہ اپنے شاگردوں کو جب بھی نام لے کر بلاتے تو اکثر ''صاحب'' کا اضافہ فرماتے،تو مخاطب بڑی شرمندگی محسوس کرتا کہ میں تو اس قابل ہی نہیں۔حتیٰ کہ دو مختلف تحریروں میں راقم اور حافظ حبیب اللہ صاحب کے نام کے ساتھ ''صاحب'' کا اضافہ فرمایا ہوا ہے، حالانکہ اس وقت تو ہم پاس نہ تھے۔

''لوگ اکٹھے کرنا، مقصد نہیں:''

ایک مرتبہ راقم سے فرمانے لگے''لوگ اکٹھے کرنا تو کوئی مقصد ہی نہیں! اگر لوگ اکٹھے کرنا چاہوں تو اگر اس مدرسہ کے کونہ میں بیٹھ جاؤں تو ادھر جگہ نہ ملے۔''

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں پیروں کے ٹولے:

جب کبھی داتا صاحب علیہ الرحمہ حاضری دیتے اور وہاں بیٹھے ہوئے پیروں اور مریدوں کے ٹولے دیکھتے کہ ہر ایک نے اپنی اپنی دکان چمکائی ہوئی ہے۔فرماتے''پیر کا مطلب ہوتا ہے،راہ دکھانے والا،راہنمائی کرنے والا'' ان کی تو اپنی تربیت نہیں ہے،

Marfat.com

دوسروں کی تربیت کیا کریں گے؟ اور مثال دے کر فرماتے ''اگر انجن ہی پٹڑی پر نہ چڑھا ہو تو وہ بوگیوں کو منزل مقصود پر کیسے لے جائے گا؟ مزید فرماتے ''ان پیروں کو ادب و آداب کا اتنا بھی پتہ نہیں کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں کچھ لینے کیلئے آئے ہو یا اپنی دکان چمکانے کیلئے، اس جگہ تو صرف داتا صاحب علیہ الرحمہ کی طرف ہی متوجہ ہونا چاہیے۔'' ایسے ٹولے بنا کر بیٹھنا خلافِ ادب ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی میراشاگرد میرے سامنے اپنی محفل سجا کر بیٹھے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ خلافِ شرع، جاہل، اَن پڑھ اور جعلی پیروں کے سخت خلاف اور مسلک اہلسنّت و جماعت کیلئے سخت نقصان دہ اور زوال کا باعث سمجھتے تھے۔

کارِ شیطاں می کند، نامش ولی
گر ایں ولی است، لعنت بر ولی

مہر کی تجھ سے توقع تھی، ستمگر نکلا
موم سمجھا تھا تیرے دل کو، سو پتھر نکلا

دیکھا جو تیر کھا کے، کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

رہ گئی اذاں، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی

آہ اسلام! تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مزید فرماتے: ''مخالفین خواہ مخواہ اِن لوگوں کو ہمارے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں حالانکہ ہم ان کو خود صحیح نہیں سمجھتے'' ''کیونکہ مسلک علماء کا ہوتا ہے نہ کہ جہلا کا۔'' اصل پیر وہ

Marfat.com

جن کے علماء کرام بھی مرید ہوں۔"

مسائل کا پوچھنا:

بسا اوقات ایسے ہوتا تھا کہ آج استاد صاحب علیہ الرحمہ سے فلاں فلاں مسائل پوچھنے ہیں لیکن مدرسہ میں جانے پر جب آپ بات شروع فرماتے تو اکثر مسائل حل ہو جاتے اور پوچھنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ بعض اوقات راقم نے ارادہ کرنا کہ آج مدرسہ میں نہیں جانا تو اکثر آپ سے ملاقات مسجد یا سڑک پر ہو جاتی، چلتے چلتے پھر مدرسہ میں پہنچ جاتے۔ گھر والے مجھ سے دریافت کرتے کہ "تم تو نماز پڑھنے گئے تھے۔ اتنی دیر لگا دی!"

سیّد ابو البرکات علیہ الرحمہ سے سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کے متعلق پوچھنا:

سید صاحب علیہ الرحمہ (بانی حزب الاحناف، لاہور) جو استاد صاحب علیہ الرحمہ کے دورہ حدیث کے استاد بھی تھے۔ انہوں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے استفسار پر اپنی ملاقات کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قد اور جسامت آپ جیسی تھی اور جب ایک بدعقیدہ شخص کے عقائد کے متعلق بات ہوئی تو میاں صاحب علیہ الرحمہ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: "اللہ اکبر!"

درس و تدریس:

دورہ حدیث سے فارغ ہونے کے بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ نے شرقپور شریف میں پڑھانا شروع کیا۔ ادھر چند سال پڑھانے کے بعد کنگ شریف میاں رحمت علی صاحب[1]

---

(۱) میاں رحمت علی صاحب علیہ الرحمہ کو خواب میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ نے خلافت سے نوازا تھا۔ آپ کی پرہیزگاری اور تقویٰ مسلمہ تھے۔ دوسرے لفظوں میں آپ نسبت اویسیہ (خلافت بعد از وصال) رکھتے تھے، مولانا محمد جمیل صاحب ساکن دوگچ بیان کرتے ہیں کہ سید انور علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے مرید اور ولی کامل تھے) نے فرمایا تھا کہ آپ کو بعد از وصال خواب میں خلافت سے نوازا گیا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

علیہ الرحمہ کے مدرسہ میں پڑھایا۔ اِس کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ میں پڑھایا اور لال مسجد وسن پورہ میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیے۔ پھر مسجد سید والی چوک شوالہ باغبانپورہ میں امامت وخطابت فرمائی اور ۱۹۶۸ء میں جامعہ فاروقیہ رضویہ، پنج پیر روڈ گوجر پورہ گھوڑے شاہ روڈ کی بنیاد رکھی۔ اسی جگہ تادمِ آخر ۲۰۰۷ء تک درس وتدریس فرمائی۔

جزاک اللہ فرمانا:

جاوید اکبر ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ''استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک مرتبہ سیب پیش کیے تو اس پر آپ نے فرمایا: ''جزاك الله ''یعنی اللہ تمہیں جزا دے۔ میں نے عرض کی ''آپ ایسے کیوں فرماتے ہیں؟ یہ ایسی کونسی بات ہے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ کچھ دیر کے بعد فرمانے لگے کہ ''میں اپنی جگہ صحیح ہوں اور تم اپنی جگہ صحیح ہو۔'' بہرحال یہ آپ کا معمول تھا۔ اگر راقم کو فرماتے تو میں سمجھتا کہ یہ آپ کا دعائیہ کلمہ ہے۔ میں کیوں ایسے کہوں؟ بلکہ میں کہتا ''آمین!'' دراصل حدیث شریف میں ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

استاد صاحب (علیہ الرحمہ) نے بیان فرمایا کہ جب میں شرقپور شریف میں طلباء کو سبق پڑھاتا تو انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آکر بیٹھ جاتے۔ ایک مرتبہ ایک قاری صاحب بیمار تھے۔ جب وہ تندرست ہوئے تو میں نے کہا کہ ''قاری صاحب اب ٹھیک ہوگئے ہیں۔'' اس پر شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) فرمانے لگے ''مولوی جی! قاری صاحب بندے تو اچھے ہیں لیکن انہوں نے کل فوت ہوجانا ہے۔!'' دوسرے دن ہی قاری صاحب فوت ہوگئے لیکن شاہ صاحب جن کا روزانہ مدرسہ میں آنا معمول تھا، اس کے بعد ایک ماہ تک نہ آئے۔ مولانا محمد جمیل صاحب کو آپ کی خدمت کا شرف حاصل رہا ہے، بیان کرتے ہیں کہ شاہ صاحب کے پاس صرف ایک ہی کپڑے کا جوڑا ہوتا تھا جسے میں بعض اوقات تشریف لانے پر دھو دیتا تھا۔ سبحان اللہ! سرکار شرقپوری کے مرید بھی باکمال تھے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی کی آمد:

ایک مرتبہ ایک شخص اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ''ایک عیسائی کے ساتھ میری گفتگو ہوئی تو اس نے کہا کہ تمہارے قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جس نبی کی آمد کا ذکر ہے اُن کا نام تو ''احمد'' ہے جبکہ تم محمد (ﷺ) کو مانتے ہو۔'' اس پر میں بہت پریشان ہوں۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ''حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا زمین میں میرا نام محمد (ﷺ) اور آسمانوں میں احمد (ﷺ) ہے۔'' آپ نے حدیث شریف کی کتاب جونہی کھولی تو یہی حدیث شریف سامنے صفحہ پر نکل آئی اور فرمانے لگے'' یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے۔

بشارت کے مطابق آمنہؓ نے نام بتلایا
فرشتوں نے بتایا تھا کہ احمد ہے تیرا جایا
کہا دادا نے اے بیٹی، مرا پوتا محمد ہے
کہ دُنیا بھر کے انسانوں سے اعلیٰ محمد ہے

جس دا نام محمد، احمد، روشن وِدھیں جہانیں
آ گیا فضلوں گود تیری وچہ، حضرت چند نورانی

مدینے کو جو اعزاز بخشے ہیں تو نے:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے (مورخہ 10-8-2003) راقم کو اپنا یہ خواب سنایا جو آپ کا خود تحریر کردہ ہے کہ ''بروز اتوار صبح اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ پر ہوں۔ وہاں ایک نوجوان اہل محبت رہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ''میں ایک عرصہ سے یہاں ہوں اور مندرجہ ذیل شعر پڑھ رہا تھا:

مدینے کو جو اعزاز بخشے ہیں تو نے اور کسی کو نہیں میرے مولا
(دوسرا مصرعہ معلوم نہیں)

Marfat.com

میں جب بیدار ہوا تو میری زبان پر یہ مصرعہ جاری تھا۔ الحمدللہ! واقعی مدینہ منورہ کی بڑی شانیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق ادب عطا فرمائے۔"

تیمار داری کرنے والوں کے بارے ایک خود نوشت:

جب استاد صاحب علیہ الرحمہ ۲۰۰۱ء میں پہلی مرتبہ بیمار ہوئے اور شالیمار ہسپتال لاہور سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو اس وقت یہ کچھ الفاظ تحریر فرمائے، جو آپ کی الماری سے ملے، من وعن نقل کیے جاتے ہیں:

"جس طرح میرے مسلمان بھائی بہنوں نے اس نالائق کمینے کی تیمارداری کی، بعض نے بار بار اور تعاون (مالی) کیا اور بے چین ہوئے، بے قرار ہوئے اور بعض نے رِقّت آمیز الفاظ کہے، جن کا بندۂ ناچیز ہرگز قابل ولائق نہیں ہے (کہ ہماری ساری بہاریں آپ کے ساتھ ہیں، ہمیں آپ کی بڑی ضرورت ہے۔ آپ کی بڑی برکت ہے) اور جس طرح بعض نوجوانوں نے ہسپتال میں بہت زیادہ وقت دیا۔ اپنی نیند اور آرام کی پرواہ نہ کی بلکہ اپنی طرف سے خرچ بھی کرتے رہے مثلاً طارق سعید، محمد علی، مزمل حسین کھانا پہنچاتے رہے۔(1)

اے اللہ! اے مالک ومولیٰ وخالق! تیری ذاتِ بابرکات کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ اب بھی اگر اپنے آپ کو تیرے بندوں سے بہتر، افضل اور بزرگ سمجھوں تو اس سے زیادہ نالائق، کمینہ اور ناسمجھ کون ہوگا؟

اے میرے اللہ! اے میرے خالق ومالک! مجھے سمجھ عطا فرما کہ میں تمام مسلمانوں (مردوں، عورتوں، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں) کو اپنے سے بہتر سمجھوں۔ اے میرے پروردگار! اے میرے خالق ومالک ومربی ومحسن! مجھے سمجھ عطا فرما، میری راہنمائی فرما اور نفس شیطان کے مکروفریب سے بچا۔ وہ مجھ پر غالب آگئے ہیں۔ تیرے فضل اور

(1) طارق سعید راقم کا چھوٹا بھائی ہے جبکہ مزمل حسین اور محمد علی مدرسہ کے طالب علم تھے۔

Marfat.com

رحمت کے بغیر نہیں بچ سکتا اور یہ کہ کسی کی مدد اور تعاون اور لوگوں سے روپے اکٹھے کرنا اور اس پر خوش ہونا، اس کا طمع اور خواہش کرنا کوئی مقصد نہیں کہ تیری بارگاہ عالیہ میں اکیلے ہی حاضر ہونا ہے۔

اے اللہ! میری کمینگی اور ذلیل پن دور فرما دے۔ کسی کا کچھ دینا بغیر طمع لالچ کے، تیرا فضل سمجھوں اور تیرا شکر ادا کروں اور نہ کہ اپنا کمال اور فضیلت سمجھوں۔ پھر مجھ سے زیادہ کمینہ اور ذلیل کون ہوگا؟ کہ تیرے بندے میرے پاس، تیرے لئے آئیں، تیرا برگزیدہ بندہ سمجھ کر آئیں اور میں ایسے مال کی خواہش رکھوں۔ اے اللہ! میری طاقت نہیں کہ بچ سکوں۔ سوائے تیرے فضل و رحمت کے۔

اے اللہ! اپنی تعریفیں نہ کروں۔ اگر کسی کو مخالف سمجھوں، اے اللہ! یقیناً وہ مجھ سے بہتر ہیں، کسی سے حسد نہ کروں، کسی کو مخالف نہ سمجھوں۔

اے اللہ! یہ محض تیرا فضل و احسان ہے۔ اگر اپنا کمال سمجھوں تو اس سے زیادہ نالائقی کیا ہوگی؟ کہ بندہ کسی طرح بھی اس کے مستحق نہیں، لائق نہیں اور تیرے برگزیدہ بندوں پر برتری بڑائی سمجھے۔ تیرے سوا کوئی نفس و شیطان کے مکر و فریب سے نہیں بچا سکتا۔ تو ہی بچانے والا، حفاظت فرمانے والا اور پناہ دینے والا ہے۔

اے اللہ! اپنے فضل و کرم و رحمت اور اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ و ازواجہٖ وذریتہٖ واصحابہٖ کے طفیل میری راہنمائی و حفاظت اور مدد فرما۔ راستہ عطا فرما اور اس پر استقامت عطا فرما۔

آسیب کی شکایت:

محمد طاہر ساکن گوجر پورہ مدرسہ میں قرآن کریم حفظ کرتا تھا۔ ایک دفعہ مسجد عثمانیہ رضویہ پنج پیر میں نماز ظہر باجماعت ادا کر رہے تھے۔ تو جن محمد طاہر طالب علم میں حاضر ہو گیا اور وہ سجدے میں ہی پڑا رہا۔ نماز سے فراغت کے بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ نے ایک

Marfat.com

بڑے طالب علم سے فرمایا ''اس کو اُٹھا کر مدرسہ میں لے آو۔'' طالب علم اسے مدرسہ میں لے آئے تو رنگ اس کا سرخ اور آنکھیں بہت کھلی ہوئی تھیں۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ''تم کون ہو؟'' اس نے کوئی صحیح جواب نہ دیا تو آپ نے ایک تھپڑ اس کی کمر میں رسید کیا تو کہنے لگا ''میں آپ کو اُٹھا کر لے جاؤں گا۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے پوچھا ''کدھر؟'' کہنے لگا ''مسجد نور (چٹی مسجد کمہار پورہ) میں'' اس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے گرد ایک دائرہ کھینچا تو کہنے لگا ''اتنا تنگ نہیں کرتے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے دوبارہ ایک تھپڑ کمر پر لگایا اور پھر نام پوچھا۔'' اتنی دیر میں جن محمد طاہر کو چھوڑ کر جا چکا تھا تو اس وقت اس نے کہا میرا نام ''محمد طاہر'' ہے۔ الحمدللہ! اس کے بعد اسے آج تک کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ راقم نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے بعد میں پوچھا کہ ''جب آپ نے مارا تھا تو طالب علم کو کافی درد ہوئی ہوگی۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''یہ درد جب تک جن حاضر ہوتا ہے اسی کو ہوتی ہے اور وہی کلام کر رہا ہوتا ہے مگر زبان بندے کی استعمال ہو رہی ہوتی ہے۔''

پڑھانے کا انداز:

راقم نے صرف استاد صاحب علیہ الرحمہ سے کریما اور نامِ حق اور کچھ پند نامہ پڑھا تھا۔ پڑھانے کا طریقہ نہایت آسان، عام فہم، دل نشین اور خاص کر اس وقت اشعار کی مناسبت سے ایک روحانی و وجدانی حال طاری ہوتا۔ خود اور طالب علم محسوس کرتے۔ بار بار ''سبحان اللہ!'' فرماتے۔ شعر کو سمجھنا اور اس کی تہ تک پہنچنا آپ کا خاصہ تھا۔ نالائق طالب علم بھی اگر تھوڑی سی توجہ سے بیٹھتا تو اس کو سبق اسی وقت یاد ہو جاتا تھا۔ درس نظامی کی پہلے سال کی فارسی کتب مثلاً کریما، نامِ حق، پند نامہ، گلستان اور بوستان میں موجود پند و نصائح پر بندہ عمل پیرا ہو جائے تو حقیقتاً ''بندۂ خدا'' بن جاتا ہے۔ اس وقت میرا دھیان اور توجہ

Marfat.com

حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کی طرف جاتی تھی۔ ''درست العلم حتّٰی صِرتُ قُطباً''، یعنی میں علم دین پڑھتا پڑھتا ہی درجہ قطبیت کو پہنچ گیا۔ (جو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ واقعی یہ درست ہے۔)

قائد ملت اسلامیہ مولانا نورانی علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت:

حضرت نورانی صاحب علیہ الرحمہ سے استاد صاحب (علیہ الرحمہ) کی بہت عقیدت اور محبت تھی۔ جس کی وجہ صرف اور صرف عالم باعمل، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور آپکی سیاست دین متین کے مطابق ہونا تھی۔ آپ کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ مولانا نورانی علیہ الرحمہ کی سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں تشریف آوری ہو، صدارت اور خطاب فرمائیں۔ لاہور کے اندر واحد مدرسہ جامعہ فاروقیہ رضویہ، پنج پیر گوجر پورہ تھا جو آپ کی وجہ سے مشہور و معروف تھا۔[1] استاد صاحب علیہ الرحمہ نے شروع سے لے کر آخر تک حضرت صاحب کا ساتھ دیا اور کوئی کمی نہ آئی۔ ایک مرتبہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مدظلہ العالی ایک جلسہ کے موقع پر استاد صاحب علیہ الرحمہ کے گھر کھانا کھاتے ہوئے مولانا نورانی علیہ الرحمہ سے عرض کرنے لگے کہ ''حضرت! صوفی صاحب (استاد صاحب) نے شروع سے لے کر اب تک آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔'' اس پر مولانا نورانی علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''چشم بددور چشم بددور'' آپ کے اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے درمیان کوئی جلسہ نہیں ہوا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ یہی فرماتے ''کس بندے کو بلائیں؟ بندے ملتے ہی نہیں۔'' دوسرا یہ کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کا علم اور تقویٰ و پرہیز گاری میں

---

(۱) ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت نورانی علیہ الرحمہ سے عرض کیا ''حضرت! لوگ کہتے ہیں کہ یہ آپ کا مدرسہ ہے۔'' اس پر فرمانے لگے: ''بیشک، بیشک'' نیز جلسہ کا سارا پروگرام حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی مرضی کے مطابق ہوتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ مدرسے کا جلسہ نہیں بلکہ JUP کا جلسہ ہے۔

Marfat.com

ایک مقام تھا۔صدارت کیلئے بندہ بھی اعلیٰ مقام کا ہی ہونا چاہیے تھا۔مزید برآں استاد صاحب علیہ الرحمہ نے کبھی کسی دنیادار کی پیسے کی خاطر مدرسہ کے جلسہ کی صدارت نہ رکھی بلکہ جید علمائے کرام اور مشائخ عظام کی صدارت رکھتے تھے۔

مولانا نورانی علیہ الرحمہ کی توجہ اور فیض:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''ایک دفعہ حضرت نورانی صاحب علیہ الرحمہ بیگم پورہ لاہور میں تشریف لائے۔میں بھی آپ کے استقبال کرنے والوں میں شامل تھا۔جب آپ تشریف لائے تو مجھ پر رقت طاری ہوئی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ کس وقت اُدھر سے تشریف لے گئے اور میں اُدھر ہی کھڑا رہا۔

ایک دن اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا ''میری بچی سخت بیمار تھی۔رات کو حضرت نورانی صاحب علیہ الرحمہ خواب میں تشریف لائے، میں نے عرض کی: ''حضرت بچی کو بخار ہے!'' آپ نے دیکھا اور فرمایا ''بخار کے ساتھ سردی بھی لگی ہوئی ہے۔'' آپ نے دَم فرمایا۔صبح اُٹھا تو بچی کا بخار اُتر چکا تھا۔

بعض اوقات فرماتے کہ ''مولانا نورانی علیہ الرحمہ کی تشریف آوری پر اور تقریر میں بالکل سناٹا چھا جانا بھی ''ولایت'' کی علامت ہے۔مزید برآں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی خوبیوں اور اوصاف سے نوازا ہے جو بیک وقت بہت ہی کم اولیاء کرام میں پائے جاتے ہیں۔

سَبھ آکھاں تے رَب دی میں شان آکھاں......

استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ ''حقیقت میں ہر طرف، ہر سو ربّ العالمین جل جلالہ ہی کی شان کا اظہار ہے۔اگر کسی نبی کے ہاتھ سے کروادے تو ''معجزہ'' اور ولی سے کروادے تو ''کرامت'' بن جاتی ہے۔یہی ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا مسلک ہے۔بعد ازاں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (گولڑہ شریف) کی مشہور و معروف نعت ''اج سک متراں دی ودھیری اے......'' کا حوالہ دیتے اور مندرجہ ذیل شعر ترنم اور دل

Marfat.com

سوز اور سادہ انداز میں پڑھتے۔ نیز یہ بھی فرماتے، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ نے یہ نعت بحالت حضوری (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہی ہے۔

اِس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
جاں نہاں در جسم و اُو در جہاں نہاں
اے نہاں، اندر نہاں، اے جانِ جاں

حاضری بزرگان دین:

استاد صاحب علیہ الرحمہ مندرجہ ذیل بزرگانِ دین کے اعراس یا مزارات پر حاضری دیتے تھے:

(۱) حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، لاہور

(۲) حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ، لاہور

(۳) حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ، لاہور

(۴) حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ (چاہ میراں) لاہور

(۵) حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ (بیگم پورہ) لاہور

(۶) حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ

(۷) حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شرقپور شریف

(۸) حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ (گوالمنڈی)

(۹) حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، گولڑہ شریف

(۱۰) حضرت کرمانوالہ (حضرت محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

(۱۱) سید نورالحسن شاہ صاحب علیہ الرحمہ (کیلیانوالہ شریف)

(۱۲) سید مفتی حافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (نارنگ شریف)

(۱۳) مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (گنج مغلپورہ)

(۱۴) حضرت سید طاہر علاؤالدین صاحب علیہ الرحمہ[1] (بغداد ٹاؤن، لاہور)

(۱۵) حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ (کراچی)

(۱۶) حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)

(۱۷) حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (حزب الاحناف، لاہور)

(۱۸) پیر سید جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بھکی شریف)

(۱۹) حضرت خواجہ محمد صادق صاحب مدظلہ العالی (کوٹلی آزاد کشمیر)

(۲۰) قاضی سراج احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (اچھرہ، لاہور)

(۲۱) مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (دریا شریف)

(۲۲) مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

(۲۳) حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ (گجرات) وغیرہ۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مندرجہ بالا بزرگوں میں سے کئی بزرگوں کی زیارت فرمائی ہے۔ نیز آپ خلافِ شرع پیروں کے سخت مخالف تھے، بعض اوقات مندرجہ ذیل شعر پڑھتے:

قسم خدادی میں ولیاں دی، مول نہ شان گھٹاواں!
شان گھٹاون والا کافر، میں کیوں دوزخ جاواں؟

صاحبزادگان کی شادیوں پر سلامی نہ لینا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے دونوں بیٹوں صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی

---

(۱) آپ کی زیارت کیلئے راقم، مولانا محمد جمیل صاحب وغیرہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ کوئٹہ حاضر ہوئے تھے۔

Marfat.com

اور صاحبزادہ محمد فاروق صاحب کی شادیوں پر کسی آدمی سے سلامی نہ لی بلکہ فرمایا ''کھانا کھلا کر پیسے لینے یہ تو کوئی اچھی بات نہیں بلکہ معیوب ہے اور اگر خدمت کرنا ہی مقصود ہو تو اس کے کئی اور مواقع ہوتے ہیں۔ مجھے تو یہ خوشی ہے کہ آپ لوگ آ کر شامل ہو گئے ہیں۔ بعض اوقات ایک بزرگ حضرت خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف فیصل آباد کا حوالہ دیتے کہ جب ہم اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا ''میں اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ تم لوگوں نے آ کر اپنی قسمت کا کھا لیا اگر یہ مجھے تمہاری جگہ پر پہنچانا پڑتا تو......'' یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ استاد محترم علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے کی شادی حضرت قبلہ مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کے حکم پر ہوئی تھی۔ آپ اس شادی میں باقاعدہ شریک ہوئے اور نکاح بھی پڑھایا۔ ایک دفعہ استاد صاحب علیہ الرحمہ راقم سے فرمانے لگے ''میرا تو عبدالرؤف کی شادی کرنے کا کوئی ارادہ ہی نہیں تھا۔ بس قبلہ نورانی صاحب علیہ الرحمہ نے فرما دیا اور ہم نے کر دی۔''

نام اور سادات کا ادب:

ایک مرتبہ سردیوں میں بعد نماز عشاء استاد صاحب علیہ الرحمہ چارپائی پر تشریف فرما تھے اور ہم نیچے صف پر طلباء کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ اچانک آپکی نظر ایک طالب علم کے صندوق پر پڑی۔ جس پر اس کا نام جس سے پہلے ''محمد'' لگتا تھا، لکھا ہوا تھا۔ فرمانے لگے ''دیکھو نیچے صندوق پر نام لکھا ہوا ہے اور میں اوپر چارپائی پر بیٹھا ہوا ہوں۔'' فوراً چارپائی سے اُتر کر نیچے صف پر بیٹھ گئے۔ زائرین کو ہر ممکن کوشش کرتے کہ وہ بھی برابر بیٹھیں اور اگر آدمی زیادہ ہوتے تو صف منگوا لیتے تھے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ساداتِ کرام کو نیچے نہیں بیٹھنے دیتے تھے بلکہ اپنے برابر چارپائی وغیرہ پر بٹھاتے تھے۔

ع   باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

Marfat.com

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''سادات کرام (صحیح العقیدہ) کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی کو مولویا یا کسی کو میروا بوجہ تحقیر کہے، کافر ہے۔(۱)

بندہ شناسی:

جس طرح حکماء نبض شناس (نباض) ہوتے ہیں۔ایسے ہی استاد صاحب علیہ الرحمہ بندہ شناس تھے۔بعض لوگوں اور طلباء وغیرہ کی طبیعت کے متعلق فرماتے ''یہ بڑا مؤدب، ذہین، ہوشیار وغیرہ ہے یعنی اُسی وقت جانچ جاتے۔

بیت الخلاء کی صفائی:

انجینئر محمد صابر ساکن سرفراز کالونی لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعداروں (فلش سسٹم سے پہلے) نے ہڑتال کر دی۔جس سے بیت الخلاء کی صفائی کا کام رُک گیا۔ مدرسہ کے ایک طالب علم حافظ محمد مشتاق ڈوگر نے مجھے بتایا کہ رات میں فجر کی اذان سے بیشتر اُٹھا۔دیکھا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ بیت الخلاء کی صفائی کر رہے تھے۔

ایسے ہی ایک دفعہ راقم مدرسہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ بند لیٹرین خود کھول رہے ہیں۔

بودی والا آدمی:

محمد لیاقت صاحب ساکن حاجی پورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص آیا اُس نے بودی (چند لمبے بال) رکھی ہوئی تھی۔استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے: ''یہ تو ہندوانہ طریقہ ہے، اِسے کٹوا دو۔''اس پر اس نے جواب دیا ''حضرت میرے بچے مرجاتے تھے کسی نے مجھے بتایا تھا ایسا کرو۔پھر تمہارے بچے نہیں مریں گے۔اگر میں نے کٹوادی تو بچہ مرجائے گا۔''اس پر آپ جوش میں آگئے اور فرمانے لگے ''کٹوادو! اگر

(۱) فتاویٰ رضویہ مع تخریج۔جلد۲۲،ص۴۲۱

Marfat.com

مرے گا تو میں ذمہ دار ہوں۔''

سلام کی تلقین:

محمد لیاقت صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے چائے کیلئے بھیجا۔ جب واپس آیا تو سلام نہ لیا اس لئے کہ ابھی تو ملا ہوں اور سلام لیا تھا۔ آپ مجھے فرمانے لگے ''سلام نہیں لیا!'' میں نے عرض کی ''غلطی ہوگئی۔'' فرمایا'' چائے ادھر رکھو اور گیٹ پر جاؤ، واپس آ کر سلام لو۔'' لہذا میں نے ایسے ہی کیا۔

''اللہ تعالیٰ ہماری بخشش فرما دے!''

محمد لیاقت ساکن حاجی پورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ ''میں نماز پڑھ رہا ہوں اور استاد صاحب علیہ الرحمہ بھی'' جب یہ خواب آپ کو سنایا تو فرمانے لگے ''محمد لیاقت تمہیں یہ خواب کیسا لگتا ہے؟'' میں نے عرض کی ''مجھے تو اچھا لگتا ہے۔'' اس پر آپ فرمانے لگے ''محمد لیاقت! دُعا کرو تمہارے اس خواب کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ تیری اور میری بخشش فرمادے۔''[1]

جن کو تھپڑ رسید کرنا:

ایک مرتبہ ایک جن کوئی مال چوری[2] کر کے لے گیا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے عامل سے فرمایا ''اس کو کہو یہ چوری شدہ مال واپس کرے'' عامل نے کہا کہ ''میں اُسے

---

(۱) لیاقت صاحب نے بتایا کہ جب آپ حج سے واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کی ''استاد صاحب میرے لئے دعا فرمایا کریں'' آپ فرمانے لگے ''محمد لیاقت! میں تو تمہارے لیے طواف کے دوران دُعا کرتا رہا ہوں!'' ایسے دو دفعہ قربانی کے موقعہ پر عبد الرؤف سے فرمانے لگے ''ہماری قربانی کب ہے؟'' اُنہوں نے جواب دیا ''ابا جی! کل۔'' تو استاد صاحب فرمانے لگے ''اگر محمد لیاقت کو ہم نے گوشت نہ دیا، تو ہماری قربانی کا کیا فائدہ؟''

(۲) یاد رہے جنات اُن کا مال چوری کرتے ہیں جن سے اُن کو خطرہ ہوتا ہے کہ یہ بندہ ہم پر غالب آنے کی کوشش کرے گا، ہم اسے پہلے ہی پریشان کر دیں۔

Marfat.com

آپ کے پاس بھیجوں گا!'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''میں اس کا سارا دن انتظار کرتا رہا لیکن وہ رات بارہ بجے کے بعد آیا۔ میں سویا ہوا تھا۔ اُس نے آکر مجھے سینے پر دبانا شروع کر دیا۔ میں نے اچانک دیکھا تو وہ چارپائی کی پائنتی کی جانب بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا کھتری ہندوؤں کی طرح چھوٹا قد اور چھوٹا سا سر تھا۔ میں فوراً اُٹھا اور اس کو زور سے تھپڑ مارا اور میرا ہاتھ الماری کے ساتھ بھی لگا۔ جس سے کافی آواز آئی اور وہ بھاگ گیا۔ صبح گھر والے پوچھنے لگے کہ ''رات کس چیز کی آواز آئی تھی؟'' اگلے دن فون پر عامل سے بات ہوئی اس نے کہا ''میں نے آپ کے پاس جن کو بھیجا تھا۔ اُس نے کہا ہے کہ ''آپ نے اسے مارا ہے!'' میں نے کہا ''ہاں!'' اس نے تو مجھے دبانا شروع کر دیا تھا اور مار کھا کر بھاگ گیا۔ چوری کی تو بات ہی نہیں ہوئی۔ اس پر عامل کہنے لگا کہ ''میں نے اسے پوچھا تھا، اس نے کہا کہ میں نے مال ایک جگہ خرچ کر لیا ہے۔''

حق گوئی:

استاد صاحب علیہ الرحمہ حق بات فرمانے کے عادی تھے۔ بعض اوقات خرافات بیان فرماتے تو بعض ناسمجھ آپ کو وہابی، دیوبندی کہہ دیتے تھے لیکن آپ اِن چیزوں کی کوئی پرواہ نہیں فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کا واقعہ سنایا کہ ''تحریک ختم نبوت'' میں یہ شخص بعض جلسوں میں شریک ہوتا تھا اور بعض مولویوں سے یہ سنا کہ قادیانیوں کا کلمہ بھی علیحدہ ہے۔ اس بات کی تصدیق کرنے کیلئے وہ ''قادیان'' چلا گیا اور دیکھا کہ کلمہ تو وہی ہے۔ بس اسی بات پر اُس نے مرزائیت اختیار کر لی اور اسی مذہب پر مرا۔ فرماتے دیکھیے چھوٹے سے جھوٹ سے ایک شخص ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا۔ لہٰذا بات وہ کرنی چاہیے جس میں صداقت ہو۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ جب میں میاں رحمت علی صاحب علیہ

(۱) یعنی جہلاء علماء کو ''سُنیت'' کا سرٹفیکیٹ جاری کر رہے ہیں۔

Marfat.com

الرحمہ کنگ شریف کے مدرسہ میں پڑھاتا تھا۔ایک مرتبہ کاہنہ کی تھانے والی مسجد میں جمعہ پڑھانے کا موقع ملا۔کسی آدمی نے مسئلہ پوچھا تھا کہ ''یہ جو بزرگوں کی طرف منسوب گائے اور بچھڑے وغیرہ بغیر مالک کی اجازت کے اس کے کھیتوں میں چھوڑ دیے جاتے ہیں۔آیا صحیح ہے یا نہیں؟'' میں نے تقریر شروع کی تو تقریر کا کافی حصہ اسی موضوع پر صرف ہو گیا۔ آخر کار تقریر کا لبِ لباب یہ تھا کہ ''بغیر کسی مالک کی اجازت کے جانور اس کے کھیتوں میں نہیں چھوڑے جا سکتے۔'' وہاں کے شاہ صاحب بہت غصے میں آگئے اور کہنے لگے کہ ''مولوی! تم آج مسجد سے باہر نکلو! پھر دیکھنا کہ ہم تمہارے ساتھ کیا کرتے ہیں؟'' کافی شور شرابہ ہوا۔مسجد میں موجود ایک تھانیدار کہنے لگا ''مولوی صاحب! آپ نے کن لوگوں سے ماتھا لگالیا ہے؟ یہ لوگ تو بہت سخت ہیں۔گولیاں مار کر بسوں کے ٹائر پھاڑ دیتے ہیں اور وہ ڈرتے نہیں۔'' میں نے کہا ''میں نے تو صرف مسئلہ بیان کیا ہے۔مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ گائے اِن کی ہیں یا کسی اور کی۔باقی میں نے مسجد میں تو نہیں بیٹھے رہنا آخر انشاء اللہ گھر ہی جانا ہے۔! الحمدللہ! میں اور مولانا محمد اشرف صاحب مسجد سے نکلے تو کئی لوگ میرے کندھے چوم رہے تھے کہ مولوی صاحب نے حق بات کہی ہے! اس طرح ہم بغیر کسی رکاوٹ کے گھر پہنچ گئے۔''

حق بات سر بازار کریں گے!

اگر یہ جرم ہے تو جرم سو بار کریں گے!

ایسے ہی کنگ شریف مدرسہ میں انتظامیہ جو میاں رحمت علی علیہ الرحمہ کے بھتیجے تھے، اُن سے کسی مسئلہ پر اختلاف ہو گیا اور انہوں نے کافی مخالفت کی۔استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''میں میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''حضرت فلاں مسئلہ میں نے اس طرح بیان کیا ہے۔اگر میں غلط ہوں تو میری

Marfat.com

اصلاح فرما دیجئے!" سبحان اللہ! میاں رحمت علی صاحب علیہ الرحمہ کی بھی کیا شان تھی؟ اور کسرِ نفسی کا یہ عالم تھا۔ جواباً فرمانے لگے "مولوی صاحب! آپ عالم اور میں اَن پڑھ۔ میں آپ کی کیا اصلاح کروں گا؟" میاں صاحب علیہ الرحمہ نے اسی وقت اپنے بھتیجے وغیرہ کو بلایا اور فرمایا "مولوی صاحب سے معافی مانگو! ورنہ ادھر سے نکل جاؤ۔" خیر اس طرح آپ کے فرمانے پر انہوں نے معافی مانگی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

جو بات حق ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دلِ خبیر و بصیر

جب استاد صاحب علیہ الرحمہ لال مسجد شاد باغ نزد چوک ناخدا میں امام و خطیب تھے اور اس وقت جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ ایک دفعہ جب رمضان شریف آیا تو مسجد کا متولی کہنے لگا کہ "تراویح میرا بیٹا پڑھائے گا۔" لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "یہ تو داڑھی کٹواتا ہے اور ایک قبضہ (یعنی ایک مشت) سے کم ہے۔" اس سال تو وہ نہ سنا سکا اور بعد ازاں متولی مسجد نے جواب دے دیا اور کہنے لگا کہ "ایسی باتیں تو اپنی مسجد و مدرسہ ہو تو جبھی ہوتی ہیں۔" استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے میں نے اسے کہا کہ "انشاء اللہ اب اپنا ہی ہوگا۔" مزید فرمایا "جب میں نے مسئلہ جمعہ میں بیان کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کے بیٹے کے پیچھے نماز ہی نہیں پڑھنی ورنہ ہم علیحدہ مسجد بنالیں گے اور کئی حضرات نے سیمنٹ، اینٹوں وغیرہ کا اعلان بھی کر دیا۔ اس کے بعد ارادہ کیا کہ "میں کاروبار کروں گا۔"(۱)

(۱) اس کی تصدیق حافظ عبد الرحمٰن صاحب ساکن شاد باغ نے بھی کی جو ۲۰۰۷-۱۱-۷ کو مزار شریف پر حاضری کیلئے حاضر ہوئے تھے۔

Marfat.com

کچھ دنوں بعد آپ اپنے پیر و اُستاد علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری نقشبندی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا سنا کر عرض کرنے لگے کہ "میں نے تو کاروبار کرنا ہے!" لیکن سیّد صاحب علیہ الرحمہ اور والد صاحب نے اجازت نہ فرمائی سیّد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے "مولانا! آپ بھی کاروبار کرنے لگ گئے تو دین کا کام کون کرے گا؟" اس کے بعد آپ نے کاروباری ارادہ ترک فرما دیا۔

پروفیسر کا مبارکباد دینا:

ایک مرتبہ دو اشخاص جمعہ پڑھنے مدرسہ میں آئے۔ وہ کسی بارات کے ساتھ گوجرانوالہ سے آئے ہوئے تھے۔ جمعہ ادا کرنے کے فوراً بعد چلے گئے اور کچھ دیر بعد دوبارہ آئے اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کا پوچھنے لگے۔ آپ سے مل کر کہنے لگے "حضرت! ہم صرف آپ کو مبارکباد دینے کیلئے آئے ہیں کہ آپ کی ایسی اصلاحی تقریر ہم نے آج تک کسی مولانا صاحب سے نہیں سنی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق عطا فرمائے! اُس نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ "میں گوجرانوالہ کالج میں پروفیسر ہوں۔"

مزار بنانا نہ کمائی کا ذریعہ بنانا:

حافظ محمد سالک صاحب سابقہ طالب علم بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صاحبزادہ عبدالرؤف صاحب سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے "عبدالرؤف! تم نے میرا مزار بنانا ہے نہ ہی کمائی کا ذریعہ۔ سن لو! حافظ سالک، حافظ ارشد، مولوی رفیق اور تم اس کے گواہ رہنا۔"

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم سے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ "آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کی قبر پکی ہو اور مزار بھی نہ بنے!" میں نے جواباً کہا "نہیں! میں ایسا نہیں چاہتا۔" آپ مزید فرمایا کرتے تھے "میری قبر کچی رکھنا(۱) اور ایک بالشت سے

(۱) راقم نے پوچھا کہ "کچی قبر" سے کیا مراد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا "اندر سے" (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

زیادہ نہ ہو۔یہی سُنّت ہے۔"

تقویٰ وپرہیزگاری:

باباظہور احمد ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ "ہمیں ایک بکرا ملا۔کچھ دن رکھا لیکن کوئی پتہ نہ چل سکا کہ اس کا مالک کون ہے؟ میں چھترا لے کر استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔" اس پر فرمانے لگے "اس چھترے کو لے جاؤ اور اس کے مالک کو تلاش کرو۔" "ہم نے مدرسہ کیلئے نہیں لینا۔" لہذا میں واپس گھر لے آیا۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ جب میں شرقپور شریف پڑھاتا تھا۔ اس وقت لکڑیاں جلا کر کھانا پکانا پڑتا تھا۔مدرسہ کے لئے کافی ایندھن پڑا ہوا تھا۔اس میں سے باقی اساتذہ بھی استعمال کرتے تھے لیکن میں صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور لکڑیوں کی اجازت طلب کی۔انہوں نے اجازت فرما دی۔کچھ وقت ایسے ہی گزر گیا میں نے سوچا کہ استعمال تو اب شروع کرنا ہے لہٰذا دوبارہ اجازت لے لینی چاہیے۔پس دوبارہ حاضر ہوا اور پھر اجازت چاہی تو میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی فرمانے لگے "صوفی صاحب! تسیں تے میرے نال نکاح ای پڑھن لگ پے اُو۔"

ایسے ہی محمد سلیم حجام المعروف بِلاّ (مدرسہ کا ہمسایہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکان کی تعمیر سے بچنے والی کچھ بجری اور ریت مدرسہ بھجوائی۔کوئی پندرہ دن کے بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرمانے لگے: "بلا صاحب! بجری اور ریت جو مدرسہ میں بھجوائی تھی، کہیں اور بھی استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟" میں بہت شرمندہ ہوا اور عرض کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

(یعنی جس جگہ میت رکھی جاتی ہے اس کی چاردیواری، چاروں اطراف اور اوپر نیچے) کچی ہونی چاہیے۔ جس جگہ مٹی نرم ہو بوجہ مجبوری کوئی متبادل طریقہ اختیار کیا جائے لیکن ہر ممکن کوشش کی جائے کہ کوئی چیز ایسی استعمال نہ ہو جس کی نسبت آگ سے ہو۔مثلاً اگربتی، چراغ وغیرہ قبر کے اوپر ہرگز نہ چاہیے۔

Marfat.com

''استاد جی! میں نے تو آپ کو دی ہے، جیسے چاہیں، جہاں چاہیں، استعمال فرمائیں۔'' اسی طرح رقم برائے مدرسہ، مسجد، زکوٰۃ وغیرہ علیحدہ علیحدہ رکھتے اور زکوٰۃ کی رقم کی تملیک طلباء سے کرواتے تھے۔

''کتابیں پڑھنے کیلئے!''

انور سندھو صاحب ساکن نفیر آباد، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ علیہ الرحمہ نے ایک طالب علم سے فرمایا ''جاؤ! اندر سے بہار شریعت لے آؤ۔'' میرے منہ سے نکل گیا کہ ''یہ تو میرے پاس بھی ہے۔'' استاد صاحب فرمانے لگے ''کتابیں پڑھنے کیلئے ہوتی ہیں، نہ کہ سنبھالنے کیلئے۔'' یعنی مسئلہ آپ نے دکھا دیا۔

جن کا پیسے پھینکنا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''ایک دفعہ ہمارے گاؤں کا ایک آدمی جو چارہ کاٹتا تھا، میرے پاس والد صاحب کی دُکان پر آیا۔ اس وقت میں اکیلا تھا اور کہنے لگا ''فلاں چیز دے دو!'' میں نے جو چیز اس نے مانگی دے دی اور وہ بغیر پیسے دیے چلا گیا۔'' اس کے بعد دوبارہ آیا اور روٹی کھلانے کیلئے کہا، میں نے اسے ساگ کے ساتھ روٹی کھلائی اور پھر چلا گیا۔

کچھ دنوں کے بعد وہ مجھے راستے میں ملا تو میں نے اُس سے کہا کہ ''تم جو چیز مجھ سے دکان سے لے کر گئے تھے، اُس کے پیسے ہی نہیں دیے!'' وہ کہنے لگا ''میں نے تو آپ سے کوئی چیز ہی نہیں خریدی۔'' ان دنوں میرے ایک چچا زاد بھائی کو آسیب کی شکایت تھی۔ ایک دن جن اس میں حاضر تھا تو میں بھی وہاں چلا گیا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا ''اُس دن ساگ بڑا مزیدار تھا۔'' اس وقت مجھے پتہ چلا کہ وہ بندہ تو جن تھا جس نے چارہ کاٹنے والے کا

Marfat.com

روپ دھار رکھا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد میں مین بازار میں دکان کی طرف جا رہا تھا۔ اچانک ہوا کا ایک جھونکا آیا اور وہ پیسے جو اس کی طرف بقایا رہتے تھے، میرے سامنے پھینک گیا۔

طلاق کا ٹل جانا:

محمد جاوید اکبر ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ''میرے ایک دوست کی بیوی کی طلاق کا مسئلہ بڑا اُلجھا ہوا تھا۔ گاہے بگاہے، استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔ ایک دن مسئلہ کافی اُلجھ گیا اور لڑکے کے والدین اُس کو طلاق دلوانے کیلئے ہر طرح تیار تھے لیکن میاں بیوی آپس میں راضی تھے۔ ہم سیدھے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس آئے۔ عصر کی نماز کے بعد سیڑھیوں پر میں نے سوچا کہ ''آج تو طلاق ہو جانی ہے۔!'' آپ نے بغیر میرے بات کیے فرمایا ''فوراً داتا صاحب علیہ الرحمہ چلے جاؤ۔'' اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے تاریں ملی ہوئی ہیں۔ میں نے اپنے دوست سے کہا ''بس! اب دیر نہ کرو اور جاؤ دُعا کرو۔'' خیر وہ چلا گیا اور دُعا کی۔ اُسی رات کوئی بندۂ خدا اس مسئلہ میں پڑا اور صلح کروا دی۔ اس طرح طلاق مطلقاً ٹل گئی۔ اب ماشاءاللہ اس کے دو بچے ہیں۔

علمِ دین کا احساس:

مولانا محمد امین صاحب مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں جب نیا نیا پہلے ہی دن مدرسہ میں آیا تو ایک چھوٹے سے قد والے طالب علم کو دیکھا کہ وہ آٹا گوندھ رہا ہے۔ سخت گرمی کی وجہ سے پسینے میں شرابور ہے اور پسینے کے کچھ قطرے آٹے میں گر رہے ہیں تو دیکھ کر ایسا دل خراب ہوا کہ روٹی نہ کھائی۔ شام کو بھی روٹی کھانے پر طبیعت نہ مانی۔ بھوک سے برا حال ہو گیا کسی طالبعلم نے استاذی المکرّم کو بتا دیا کہ اس نے روٹی نہیں کھائی۔ آپ نے مجھے بلایا اور بڑے پیار سے روٹی نہ کھانے کی وجہ پوچھی تو میں نے ساری بات بتا دی تو استادِ محترم مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ گھر والوں کو کھانا لانے کا حکم

Marfat.com

دیا۔ مصلیٰ بچھایا گیا اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ نوالے توڑ توڑ کر مجھے دیتے رہے اور میں کھاتا رہا۔ آپ نے فرمایا "کھانا ادھر گھر آ کے کھا لیا کر!" یہ معمول تقریباً ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ دن کو مدرسہ میں رہتا اور کھانا حضرت کے گھر آ کر کھاتا۔ آپ اکثر روپیہ، دو روپے، کبھی پانچ روپے بھی دیتے اور فرماتے "جاؤ! دوکان سے کوئی چیز لے کر کھا لو۔" آپ نے فرمایا "ابھی تو نے سبق وغیرہ کوئی نہیں پڑھنا ویسے ہی رہو۔" ایک ہفتہ بعد خود ہی فرمایا "گھر جانے کو دل کرتا ہے؟ میرا دل واقعی بہت کرتا تھا مگر میں چونکہ پہلی بار لاہور آیا تھا اور مجھے راستے کا پتہ نہیں تھا ورنہ شاید میں بھاگ ہی جاتا۔ میں نے کہا "گھر جانے کو بڑا ہی دل چاہتا ہے۔" تو آپ نے مدرسہ کے خادم حاجی نواز احمد صاحب سے فرمایا کہ "اس کو گاڑی پر بٹھا آؤ" حاجی صاحب نے مجھے ریل گاڑی پر بٹھا دیا اس طرح ایک ہفتہ مدرسہ میں رہنے کے بعد گھر آیا پھر تقریباً انیس دن چھٹی گزارنے کے بعد مدرسہ میں واپس آیا تو حضرت نے فارسی کی پہلی کتاب "کریما سعدی" شروع کرائی اور اس طرح با قاعدہ پڑھائی کا آغاز ہوا۔ آہستہ آہستہ استاذی المکرّم کی محبت اور شفقت اپنا اثر دکھاتی گئی اور میرا دل مدرسہ میں لگتا گیا۔

استادِ گرامی نے "کریما سعدی" سے لے کر "گلستان اور بوستان" تک فارسی کتابیں پہلے ہی سال میں پڑھا دیں۔ طریقہ کار یہ تھا کہ صبح سبق پڑھاتے اور نماز ظہر کے بعد سن کر آگے پڑھا دیتے اور نماز عشاء کے بعد پچھلا سن کر آگے پڑھا دیتے اس طرح بڑی جلدی یہ اسباق پایہ تکمیل تک پہنچے اور پھر بڑی تیزی سے سلسلہ تعلیم آگے کی طرف بڑھتا گیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے بزرگوں کے پاس بھیجنا:

مولانا محمد امین صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "موقوف علیہ تک کتابیں جب پڑھ لیں تو اب مسئلہ تھا حدیث شریف پڑھنے کا کہ دورہ حدیث شریف کہاں کیا جائے؟ استادِ محترم نے فرمایا: "دورہ حدیث شریف کے لیے ملتان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کے پاس چلا جا۔ حضرت غزالیِ زمان، رازیِ دوراں امام اہلسنّت علامہ سید احمد سعید کاظمی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیث شریف پڑھنے کی سعادت جو حاصل ہوئی، یہ بھی احسان ہے میرے مربی و محسن استاذی المکرّم کا ورنہ مجھے اتنی عقل اور سمجھ نہیں تھی کہ میں اتنے بڑے امام اور ولی کامل کے پاس پہنچ جاتا۔ استاد محترم نے فرمایا: ''حضرت کاظمی صاحب اگر مہینے میں چار دن بھی پڑھائیں اور باقی مہینہ بوجہ عدم صحت نہ پڑھائیں تو بھی وہاں رہ کر پڑھنا ہے، چار دن بھی آپ پڑھائیں گے یہی کافی ہے۔''

ادب و آداب:

مولانا محمد امین بیان کرتے ہیں کہ ''جس دن میں لاہور سے ملتان کے لیے روانہ ہونے لگا تو آپ کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ ادب آداب کے بارے ارشاد فرمائیں تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے از راہ تواضع وانکساری، فرمایا ''ادب آداب کا تو مجھے بھی کوئی اتنا پتہ نہیں گاڑی میں بیٹھیں تو راستے میں حضرت کرمانوالہ شریف آتا ہے وہاں گاڑی میں ہی اُدھر منہ کر کے ادب سے فاتحہ پڑھ لیں اور ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہلے حاضری دیں پھر حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیں۔''

بیج کا ادب:

حافظ محمد طارق صاحب خطیب حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ گجرات بیان کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میلاد النبی ﷺ کے جلسہ کی صدارت کیلئے دربار شریف گجرات شہر میں تشریف لائے۔ ہم نے انجمن تحفظ مقامِ مصطفٰے ﷺ کی انتظامیہ کے بیَج بنوائے ہوئے تھے۔ جب میں آپ کو بیج لگانے لگا تو منع فرما دیا اور اپنے صدارتی خطبہ میں جہاں نہایت ضروری اور اصلاحی گفتگو ارشاد فرمائی وہاں بیج لگانے کے حوالہ سے بھی بڑی پیاری اور ادب و احترام سے لبریز وضاحت ارشاد فرمائی۔ بیج پر روضہ رسول ﷺ کا نقشہ بنا ہوا تھا۔

Marfat.com

تقریر فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ ''بیج لگا ہوا ہو تو اکثر لوگوں کی پشت اس طرف ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ عام لوگ ایسے ہی بیت الخلاء میں چلے جاتے ہیں۔اب یہ ادب ہوا یا سخت بے ادبی۔اس کا لگانا ضروری ہے یا ادب و تعظیم، زیادہ ضروری ہے۔'' سب بیج اتر وادیے، بعد ازاں ہم نے اپنے بنائے بیج نہ لگائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

طلباء کی تربیت پر توجہ:

مولانا محمد امین صاحب، مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ''استاد گرامی طلباء کی تربیت پر زور دیتے تھے۔فرماتے ''اگر انسان کی تربیت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔انسان کو کم از کم اتنا تو پتہ ہونا چاہیے کہ کب بولنا ہے اور کب خاموش رہنا ہے۔اپنے استاد کے پاس نہایت ادب و احترام کے ساتھ بیٹھنا اور گفتگو کرنا چاہیے۔''

مجھے یاد ہے کہ زمانہ طالبعلمی میں ایک بار آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ انگلیاں چٹخانا شروع ہو گیا اور یہ سب بے دھیانی میں ہو گیا۔آپ نے فرمایا ''کان پکڑ'' میں نے کان پکڑ لیے۔کچھ دیر کے بعد فرمایا ''تجھے پتہ ہے کیوں کان پکڑائے ہیں۔؟'' میں نے کہا: ''جی! فرمایا ''پھر چھوڑ دے۔''

اسی طرح ایک دفعہ ایک طالبعلم سے آپ نے اس کی عمر پوچھی کہ ''تیری عمر کتنی ہے؟'' اس نے عمر بتائی، میں نے کہا ''جی! اتنی نہیں بلکہ اتنی ہے۔'' فرمایا ''کان پکڑ لے۔'' فرمایا ''تجھ سے میں نے پوچھا ہے؟'' میں نے کہا ''نہیں'' تو فرمایا ''پھر تو کیوں بتانے لگ گیا، تجھے پتہ نہیں کہ اپنے استاد کے پاس بیٹھا ہے!'' استاد پوچھے تو شاگرد کو بولنا چاہیے ورنہ خاموش بیٹھا رہے، یہی ادب ہے۔''

Marfat.com

مرنے کے بارے خواب:

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر تھا۔ جب راقم آپ کی خدمت میں پہنچا تو لڑکا اپنا خواب سنا چکا تھا اور اس کا والد استاد صاحب علیہ الرحمہ سے مخاطب تھا کہ ''آپ دعا فرمائیں یہ بہت پریشان ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اللہ کریم! مہربانی فرمائے گا۔'' وہ بار بار اصرار کرنے لگا، تو استاد صاحب علیہ الرحمہ لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی تو نہیں مرتا!۔''

وقت قبولیت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''ایک مرتبہ ایک آدمی اپنے لڑکے کو لے کر آیا اور کہنے لگا کہ ''میرا یہ لڑکا اپنی ماں سے جھگڑ پڑا اور کہنے لگا ''تو مر جا!'' بس اس کے بعد اس کی ماں فوت ہوگئی۔'' میں نے اسے کہا کہ ''بعض دفعہ وقتِ قبولیت ہوتا ہے لہذا منہ سے غلط کلمہ یا بددعا نہیں نکالنی چاہیے۔'' اسی لیے استاد صاحب علیہ الرحمہ بعض مواقع پر فرماتے ''تیرا بیڑا اترے'' جبکہ عام لوگوں کا معمول اور تکیہ کلام یہ ہے کہ ''تیرا بیڑا غرق۔''

نمازِ عید میں قرأت فرماتے رقت کا طاری ہونا:

راقم نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کا تقاریر اور امامت کے دوران رقت طاری ہونے کا کافی مشاہدہ کیا ہے۔ ایسے ہی ایک مرتبہ نماز عید کی امامت کرتے ہوئے قرأت فرما رہے تھے تو بوجہ رقت قرآنِ کریم کی تلاوت نہیں ہو پا رہی تھی بلکہ آواز میں کپکپی اور تھرتھراہٹ تھی۔ جس کو میں اور حاجی نواز صاحب نے بھی محسوس کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاجی نواز صاحب، استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کرنے لگے کہ ''حضرت آپ کی آواز............'' اس پر آپ نے کچھ توقف فرمایا اور اپنے کمرے کی طرف بغیر جواب دیے چلے گئے۔''

Marfat.com

حضور ﷺ کا ذکر مبارک نہ ہونے پر افسردگی:

ایک دفعہ راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک مقرر کی تقریر سننے گیا۔ جب واپس مدرسہ میں پہنچے تو فرمانے لگے ''میری طبیعت بہت خراب ہوئی ہے کہ اس نے اپنی تقریر میں حضور ﷺ کا ذکر تک نہیں کیا۔''

واہ سبحان اللہ! ربّ عالم، ایسا کرم کمایا
ایتھے رہبر، اُوتھے شافع ، مددگار بنایا

بے خبراں نوں حال نہ معلم، کیونکر شان نبی دا
ایسے کارن بازی ہارن، سُن فرمان والی دا

جس دل حُبّ نبی ہوسی، ایہو ایمان نشانی!
باجھ نبی دی تابعداری، کوڑی اے مسلمانی!

جودل حُبّ نبی وچوں خالی، کل مرادوں خالی
ایہونشانی اہل نفاقاں، دوزخ جاون ولی

حُبّ نبی والے مومن، دلوں جانوں قربانے
تھوڑے قدر نبی دا چاہن، مومن بنن زبانے

حضور ﷺ کا آدابِ رسالت بیان فرمانا اور مولانا شاہ احمد نورانی ومولانا عبدالغفور رحمھما اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا:

انور سندھو صاحب ساکن نفیر آباد، لاہور تحریر کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے خواب میں دیکھا سرکارِ مدینہ ایک بڑے ہال میں تشریف فرما ہیں۔ شرفِ ملاقات ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بیٹھو! ابھی خطاب ہوگا میں نے باہر نکل کر ساتھ والے کمرے میں دیکھا وہ بھی بھرا ہوا تھا۔ دوسرے پھر تیسرے کمرے میں جگہ ملی۔ وہاں سے ہمیں ایک

Marfat.com

ایک بیگ (جس میں کچھ تحائف تھے) ملا۔ حضور ﷺ کا خطاب سُنا جو کہ "آدابِ دربارِ رسالت ﷺ" پر مبنی تھا۔ اور کہا گیا کہ ان آداب کو عام کریں۔

چھ ماہ پہلے خواب ہی کی بات ہے ایک مدرسہ میں داخل ہوا۔ پرانا سا مدرسہ چٹائیاں اور بنچ وغیرہ۔ کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس مدرسہ کے ہال میں داخل ہوا تو دائیں جانب ایک کمرہ جس کا دروازہ ایلومینیم کا تھا۔ آدھا کھلا تھا۔ سبز قالین بچھا ہوا ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں۔ کچھ لوگوں کو خطاب کر رہے ہیں، جو حضور ﷺ کے سامنے کمرے میں بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ کے دستِ مبارک میں مائیک ہے۔

سرکارِ مدینہ کی زیارت کی اور آگے بڑھ گیا اس خیال سے کہ دروازے میں کھڑا ہونا بے ادبی ہوگی اور آپ ﷺ کی گفتگو میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ مدرسہ مذکور میں سامنے حضرت الشاہ احمد نورانی اور استادِ مکرم حضرت مفتی عبدالغفور رحمہما اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں۔ میں نے اُن سے عرض کیا کہ "حضورِ پُر نور ﷺ سے ملاقات کروادیں۔" تو حضرت نورانی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "دیکھیں سرکار مصروف تو نہیں ہیں؟" میں نے پھر بھی دروازے کی طرف جانا مناسب نہ سمجھا اور کمرے کی دوسری کھڑکی کی طرف گیا جو سرکارِ مدینہ ﷺ کی پشت کی طرف کھلتی تھی۔ وہ کھلی ہوئی تھی۔ اُدھر سے بھی حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت کی، آپ کے دائیں دست مبارک میں مائیک ہے عمامہ شریف نسواری رنگ کا تھا۔ اور حضور ﷺ کی گردن کا خوبصورت صاف رنگ بہت خوشنما دکھائی دیا۔ اور حضور ﷺ چند لوگوں کو وہی آدابِ بارگاہِ رسالت کا درس دے رہے تھے۔ میں نے یہ سارا نظارہ قبلہ نورانی صاحب علیہ الرحمہ کو بھی عرض کیا۔ تو وہیں پر ہمارے ایک دوست اسلم بھٹی (انجمن نوجوانانِ اسلام کے سابقہ صدر) ہیں کہنے لگے وہ جن کو حضور ﷺ آداب" بتا رہے ہیں وہ اس جماعت کے لوگ ہوں گے (ایک مخصوص طبقہ) کا نام لیا میں نے کہا "ہاں! زیادہ بدتمیزیاں

Marfat.com

یہی جماعت کرتی ہے۔قریب ہی ایک مولوی صاحب بیٹھے تھے وہ آج کل فتح گڑھ میں امامت کرواتے ہیں۔کہنے لگے"کیا ہوگیا اگر یارسول اللہ ﷺ! کا نعرہ لگادیا،اونچی درودوسلام پڑھ لیا،تواس میں حرج ہی کیا ہے؟"میں نے آہستہ لہجے میں اور ذرا تلخی سے انہیں کہا"اگر حضور ﷺ خود منع فرمادیں تو بھی؟""اگر اعتبار نہیں تو حضور ﷺ سے کہلوالیں" وہ مولوی صاحب چپ ہوگئے۔

جولائی ۲۰۰۷ء میں جامعہ عثمانیہ،بندر روڈ میں جلسہ ہوا۔جلسہ کے بعد استادِ محترم سے ملاقات ہوگئی اور تفصیل سے خواب پر تبصرہ ہوا۔استادِ محترم نے اسی بات پر زور دیا کہ"سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ کے آداب ہی اصل ایمان ہے۔"انہیں کی تعلیم کرنی چاہیے۔(۱) ہم لوگ جوش وجذبہ میں بہت سی گستاخیاں کرجاتے ہیں۔اِن سے بچنا بہت ضروری ہے۔

استادِ مکرم ۱۰ ارتمبر ۲۰۰۷ء کو وصال فرماگئے۔وہ ہم میں نہیں مگر اُن کے روشن کیے ہوئے چراغ اب بھی پوری آب وتاب سے روشن ہیں۔اللہ تعالیٰ استادِ محترم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اپنے صالحین لوگوں میں شامل فرمائے۔اور ہمیں اُن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

---

(۱) راقم نے استادِ محترم سے اس کی تعمیل دیکھی ہے۔کہ(یہ آداب آپ نے (ایک دفعہ زبانی اور دومرتبہ فتاویٰ رضویہ شریف سے پڑھ کر) چیدہ چیدہ سنائے۔ایسے ہی مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ سے ایک موقعہ پر دورانِ تقریر ایک مخصوص طبقہ کی نشاندہی فرماتے ہوئے آدابِ رسالت سنے۔الحمدللہ! یہ من وعن مکمل طور پر نقل کردیئے گئے ہیں تاکہ قارئین اس سے استفادہ کرسکیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔یادرہے کہ یہ خواب انور سندھو صاحب کے اپنے تحریر کردہ ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدرسہ میں حاضر ہوا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ،میرے لکھے ہوئے خواب،مسجد میں طلباء کو سنا رہے تھے۔میرے آنے پر فرمانے لگے"لو! وہ خود ہی آگئے ہیں۔یہ کاغذ لیں اور سنائیں۔" لہذا میں نے تعمیل ارشاد کی۔راقم نے انہی تحریر شدہ خوابوں سے لیے ہیں،جو استاد صاحب علیہ الرحمہ کو انور سندھو صاحب نے لکھ کردیے تھے اور صاحبزادہ عبدالرؤف نورانی صاحب نے سنبھال رکھے تھے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی آواز مبارک آنا اور مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کا سویّاں جیسی چیز کھلانا:

الریاض میں (انور سندھو) قیام کے دوران ۱۹۸۷ء میں ایک شخص صفدر صاحب سے میرا کچھ جھگڑا ہوگیا۔ ہماری بول چال ختم ہوگئی۔ غلطی میری تھی۔ میں نے دو تین آدمیوں سے کہا بھی کہ ہماری صلح کروا دیں مگر کسی نے کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک رات کیا دیکھتا ہوں کہ کہیں جا رہا ہوں کہ ایک کمرے میں داخل ہوا۔ کمرہ نیا نیا بنا ہے فرش کچا ہے۔ دیواروں پر تازہ پلستر ہوا ہے۔ کمرے کے ساتھ سے نبی کریم ﷺ کی آواز آئی کہ "یہ ہمارا گھر ہے یہاں کام کرواور کام بہت ٹھیک ہونا چاہیے!" (یاد رہے کہ میں ائر کنڈیشننگ کا کام کرتا تھا اور اسی میں ابتدائی طور پر پی وی سی پائپ لگانے کا کام کیا جاتا ہے) میں خوش بھی بہت ہوں اپنی قسمت پر اور پریشان بھی، کہ سامان بھی نہیں ہے، کیسے کروں گا؟ کہ ایک شخص کو حکم ہوا کہ "اسے جو چیز چاہیے لا کر دو!" مجھے بتایا گیا کہ یہ شخص حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ چھریرے جسم کے تھے۔ رنگ سانولا تھا صرف دھوتی پہنے ہوئے تھے وہ گئے اور پانچ چھ عدد پی وی سی پائپ لا کر انہوں نے کمرے میں رکھ دیے میں اب بھی پریشان ہوں کہ اب سامان تو آگیا اور یہاں سے جانا بھی نہیں چاہتا۔ دروازے کی طرف نظر کی تو صفدر صاحب کسی آدمی کے ساتھ گزر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ "اسی سے کہو کہ اس کے ساتھ کام کرے!" حضرت بلال رضی اللہ عنہ گئے اور صفدر کو بلا لائے۔ ہم دونوں نے مل کر کام کیا۔ تو آواز آئی "تم نے اچھا کام کیا۔ ہم خوش ہیں! اب تم کھانا کھا لو۔" جب ہم کھانا کھانے کے لئے کمرے سے باہر نکلے، دیکھا کہ قبلہ الشاہ احمد نورانی صاحب کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں۔ ہم بیٹھ گئے تو نورانی

---

(۱) قبلہ نورانی صاحب علیہ الرحمہ جب نماز پڑھتے تو وہ منظر بھی قابل دید ہوتا۔ یعنی اللہ کریم کی بارگاہ میں سر جھکائے اور نہایت ہی خشوع خضوع کے ساتھ۔

Marfat.com

صاحب نے دو پلیٹوں میں دودھ اور سویاں قسم کی چیز ڈال کر دی۔اس میں کچھ دارچینی جیسی لکڑیاں سی بھی تھیں۔فرمانے لگے ''چمچ لینا ہے تو لے لو، اگر ہاتھ سے کھانا ہے تو کھالو۔میں تو ہاتھ سے ہی کھاؤں گا۔''میں نے چمچ لے لیا۔اور نورانی صاحب فرمانے لگے ''یہ لکڑیاں سی ضرور کھانا ویسے مجھے بہت پسند ہیں۔''

(ویسے میں (انور سندھو) نے ۱۹۷۰ء میں جمعیت العلمائے پاکستان کے لئے کافی کام کیا تھا اس کے بعد رابطہ نہ رہا۔اس واقعہ کے بعد جب میں پاکستان مستقل طور پر آ گیا تو ۱۹۸۸ء میں دوبارہ جمعیت العلمائے پاکستان میں شمولیت اختیار کر لی۔)

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا:

میں (انور سندھو) نے حجاز مقدس کے قیام کے دوران تقریباً بارہ تیرہ آدمیوں کو قرآنِ پاک پڑھایا ہے الحمدللہ! یہ بات ۱۹۸۷ء کی ہے۔ان دنوں عبدالرحمٰن صاحب جن کا مسلک اہلِ حدیث سے تعلق تھا فیصل آباد کے رہنے والے تھے۔انہوں نے بھی مجھ سے قرآنِ پاک پڑھا تھا۔اور اُن سے میری دوستی بھی خوب تھی۔عبدالرحمٰن صاحب میرا بہت احترام کرتے تھے۔وہ دوسرے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ جتنا احترام میں انور صاحب کا کرتا ہوں، شاید اتنا احترام میں اپنے باپ کا بھی نہیں کرتا!'' اُن دنوں روزے تھے۔صبح کوئی پانچ بجے ڈیوٹی پر جانے کے لیے کپڑے تبدیل کئے تو گاڑی میں ابھی تھوڑا وقت تھا تو میں لیٹ گیا۔اللہ نے کرم کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دفتر میں عبدالرحمٰن اور میں داخل ہوئے۔سامنے ایک کلرک بیٹھا تھا۔اس کے پاس جانے لگے۔میں نے عبدالرحمٰن کے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔کہ ہماری دائیں جانب سے آواز آئی کہ ''نبی کریم ﷺ کا جنازہ تیار ہے جس نے پڑھنا ہو آ جائے!'' ہم وہیں سے دائیں جانب مڑے کہ پہلے جنازہ پڑھ لیں۔میں نے فوراً ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ!'' پڑھنا شروع کر دیا۔عبدالرحمٰن

Marfat.com

کے کاندھے پر ہاتھ ہے اور ہم ایک بڑے ہال کے دروازے پر آ گئے۔ دیکھا کہ آقائے دوجہاں ﷺ کا جنازہ ہال میں لایا جارہا ہے۔ میں تو درود شریف پڑھ رہا ہوں، عبدالرحمٰن خاموش ہے اور مجھے پوچھتا ہے کہ ''انور صاحب یہ کیسا جنازہ ہے کہ صفیں بھی نہیں ہیں کچھ لوگ آرہے ہیں اور کچھ جارہے ہیں''؟ میں نے اُسے بتایا کہ آپ ﷺ کا جنازہ ہمارے جنازوں جیسا نہیں۔ یہاں تو بس لوگ آتے ہیں ''صلوٰۃ وسلام'' عرض کرتے اور چلے جاتے ہیں۔(۱) تو وہ پھر بھی خاموش ہے ابھی ہم دروازے پر ہی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہماری طرف تشریف لائے۔ بڑا بارُعب چہرہ، سفید اور نیلی دھاری والا لمبا کرتا (ثوب) پہنے ہوئے لمبا قد، ہاتھ میں کوئی چیز، تو وہ آکر عبدالرحمٰن سے بڑے غصے میں مخاطب ہوئے کہ ''تمہیں کچھ پڑھنا نہیں آتا؟'' یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ تو عبدالرحمٰن نے ''درودِ ابراہیمی'' پڑھنا شروع کردیا۔ میں ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ!'' پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ ہم سرکار ﷺ کے جسدِ اقدس کے پاس پہنچ گئے۔ لکڑی کا ایک تختہ تھا، کوئی چھ انچ اونچا اس پر سرکار لیٹے ہوئے تھے۔ سارا جسم سفید کپڑوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ داڑھی مبارک شریف کالی تھی۔ سر پر آدھ انچ بال جو سفید اور کالے تھے۔ باقی سر کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ ہم نے زیارت کی۔ سرکار ﷺ کے جسدِ اقدس کے ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ سرکار ﷺ کے جسدِ اقدس، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جھک کر کوئی کام کر رہے تھے اور ہم دونوں اصحابِ رسول

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، قدیمی (جلد چہارم، ص ۵۴) میں ہے...... حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے غسل وکفن سے فارغ ہو مجھے (جسم اطہر مبارک) رکھ کر باہر چلے جاؤ۔ سب سے پہلے جبرائیل مجھ پر صلاۃ کریں گے، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ، پھر گروہ گروہ، میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود وسلام عرض کرتے جاؤ۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (بحوالہ بزار وحاکم وابن منیع وبیہقی وطبرانی معجم اوسط)

Marfat.com

کے اوپر سے سرکار ﷺ کی زیارت کر رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدھے ہوئے اور میری طرف غصے سے دیکھا اور فرمایا کہ "کیا تم اس کو یہ نہیں سمجھاتے کہ یہاں پر یہ درود نہیں پڑھا جاتا یعنی "درودِ ابراہیمی" بلکہ "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ! عرض کیا جاتا ہے۔ یہ بات ہوئی اور آنکھ کھل گئی۔ صبح کو دربارِ نبوی ﷺ کا پیغام عبدالرحمٰن کو دے دیا۔

مدرسہ سے ملحقہ پلاٹ کے سلسلہ میں باؤ حنیف صاحب کے پاس جانا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ میں نے باؤ حنیف صاحب اشٹام فروش و وثیقہ نویس آف باغبانپورہ سے پہلے ایک دفعہ کہا تھا کہ یہ پلاٹ مدرسہ کیلئے دلوادیں کیونکہ اگر یہاں آرہ مشین لگ گئی جیسے کہ خریدار کا ارادہ ہے تو ہمارے لیے پڑھنے پڑھانے میں شور بڑی رکاوٹ ہوگا۔ پھر جب میں مدرسہ سے دوبارہ یاددہانی کیلئے نکلا تو کافی گھرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ابھی راستے میں ہی تھا تو موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ خیر میں اُن کے گھر پہنچا تو میرے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے دستک دی اور باؤ صاحب باہر آئے تو میں نے مدرسہ کے پلاٹ کے بارے بات کی تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگے کہ "مولوی صاحب! آپ اتنی شدید بارش میں محض اللہ کے دین کی ترویج کے لئے بسلسلہ پلاٹ آئے ہیں۔ بالفرض مالک راضی نہ بھی ہوا تو میں اپنی اس سے اچھی زمین دے کر تبادلہ کرلوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔" آخر کار استاد صاحب علیہ الرحمہ کی کوشش بفضل تعالیٰ بارآور ثابت ہوئی اور اتنی زیادہ رقم کا اکٹھا ہونا، آپ کی کرامت ہے۔

مدرسہ کے ملحقہ پلاٹ کا خریدنا:

۱۹ر جنوری ۱۹۸۳ء بروز بدھ مبارک دن طلوع ہوا۔ وہ کتنا مبارک اور پرنور دن تھا۔ جس دن رب کریم نے ہم ناچیز بندوں پر اپنا عظیم کرم فرمایا۔ سورج اپنے سفر پر رواں

Marfat.com

دواں تھا۔آج دن کے دس بجے ملحقہ پلاٹ کی باقی رقم (-/3,35,000) تین لاکھ پینتیس ہزارروپے ادا کرنا تھی۔ٹھیک دس بجے قبلہ استادمکرم رقم لے کر بابو محمد حنیف صاحب کے پاس پہنچ گئے۔فقیر تقریباً ساڑھے دس بجے وہاں پر حاضر ہوا۔بابو محمد حنیف کے پاس قبلہ استادمکرم ،حاجی مقبول احمد صاحب،حاجی محمد ابراہیم صاحب، بابو محمد یوسف صاحب پہلے ہی تشریف لے جاچکے تھے۔مہر محمد صادق اور محمد یونس کوٹ خواجہ سعید والے بھی وہاں موجود تھے۔فقیر کے وہاں پہنچنے پر قبلہ استاد صاحب نے فرمایا کہ ''بابورفیق کو بھی لے آو''۔لیکن وہ نہ آسکے۔تقریباً ۱۱ بجے سب احباب حبیب بینک، باغبانپورہ رقم لے کر گئے۔چائے وغیرہ سے فارغ ہوکر تمام کی تمام رقم منیجر کی میز پر رکھ دی گئی۔کل رقم (-/3,35,000) روپے بحساب پندرہ ہزارروپے فی مرلہ۔ایک کنال اورنو مرلے اور ساٹھ فٹ کی تھی۔ساٹھ فٹ جگہ کے پیسے مہر محمد صادق صاحب نے نہیں لیے تھے۔تقریباً 11:40 پر بینک سے فارغ ہوکر بابو محمد حنیف صاحب کی دکان پر واپس آگئے۔محمد حنیف صاحب نے اتنی دیر میں اشٹام پر سب کچھ تحریر کرلیا تھا۔جس پر قبلہ استاد المکرّم حاجی مقبول احمد اور حاجی محمد ابراہیم صاحب نے دستخط کیے۔دوسری جانب سے مہر محمد صادق اور محمد یونس نے دستخط کیے۔تمام صاحبان نے قبلہ استادمکرم کو بہت بہت مبارک باد دی۔وہ کتنے مبارک لمحے تھے۔کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں مدرسہ کے لئے جگہ عطا فرمائی۔قبلہ استادمکرم کی خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی۔قبلہ استاد صاحب، بابو محمد یوسف کے ساتھ بیٹھ کر مدرسہ میں تشریف لے آئے۔اورآتے ہی تمام طلبہ کو خوش خبری سنائی اور فرمایا کہ ''تمام طلباء شکرانے کے نفل پڑھیں''۔اس وقت زوال کا وقت تھا۔اس لئے آدھ گھنٹہ کے بعد نفل ادا کیے گئے۔آپ نے فرمایا کہ ''طلباء کیلئے کھانے کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور لانا چاہیے۔''چنانچہ کیلے لائے گئے اور تمام طلباء

---

(۱) یہ رپورٹ حاجی نواز احمد خادم جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور نے مورخہ ۲۰ رجنوری ۱۹۸۳ء بروز جمعرات نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں تحریر فرمائی۔اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

Marfat.com

میں تقسیم کیے۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب مٹھائی کا ڈبہ لے کر آئے تھے۔ وہ بھی تمام طلباء میں تقسیم کی گئی۔ بعد میں استاد صاحب نے حکم دیا کہ ''درمیان والی دیوار گرادی جائے اور برآمدے سے سیدھی دیوار کر دی جائے۔ تاکہ ہمارے خوابوں کی تعبیر پوری ہو سکے۔'' اسی وقت دیوار کو گرا دیا گیا۔ اور عارضی طور پر چھوٹی دیوار کر دی گئی۔

الحمدللہ! رب کریم کا کتنا احسان عظیم ہے۔ کہ آج اس نے مدرسہ کی توسیع کیلئے ہمیں جگہ عطا فرمائی۔

قبلہ استاد صاحب	1,14,000/- روپے
حاجی مقبول احمد صاحب	1,16,000/- روپے
نواز احمد صاحب	1,05,000/- روپے
کل رقم =	3,35,000/- روپے

کل رقم میں سے تقریباً 95 ہزار روپے قرض کے لئے گئے تھے جن کی تفصیل دوسری کاپی میں درج ہے۔

ملحقہ پلاٹ کو خریدنے کے لئے چند مرتبہ تنگی بھی ہوئی تھی۔ جس میں کئی حضرات نے اعتراض کیا کہ ''اتنی بڑی رقم اکٹھی کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔'' لیکن ہر مرتبہ قبلہ استاد المکرّم فرماتے کہ ''رب کریم سب کچھ کر دے گا۔'' قاری عبدالغنی صاحب ساکن داروغہ والا نے تو ایک دفعہ کہہ دیا تھا کہ ''مولانا صاحب کو الہام ہوا ہے!'' ہم سب پریشان تھے۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا۔ ہماری پریشانی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا لیکن ''باباجی'' اپنی جگہ پورے مطمئن تھے اور فرماتے تھے کہ ''رب تعالیٰ سب کچھ کر دے گا۔'' ایک دن محمد عارف (طالب علم) کہنے لگا کہ ''استاد صاحب! وقت پر کوئی سونے کی اینٹ نکال لیں گے اور اسے فروخت کر کے رقم پوری ہو جائے گی۔'' ایک دن فقیر نے بھی عرض کیا کہ ''حضور! وقت بہت

Marfat.com

کم رہ گیا ہے اور رقم ابھی کافی اکٹھی کرنی ہے۔" تو فرمانے لگے "کملیا! تینوں کی فکر لگی اے۔ اللہ کریم چاوے تے سارے دا سارا مدرسہ سونے دا بنا سک دا اے۔" اسکے بعد میں بالکل خاموش ہو گیا اور ہم سب وقت کا انتظار کرنے لگے۔

۷ رجنوری ۱۹۸۳ء وعدے کا آخری دن تھا۔ الحمدللہ! وقت مقررہ سے تین دن پہلے قبلہ استاد صاحب نے ان کو پیغام بھیج دیا کہ اپنی رقم لے لو۔ ہم سب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی تھی۔ تقریباً تمام متعلقین مدرسہ یہی کہتے سنے گئے تھے کہ "اس گئے گزرے زمانہ میں اور اس غیر معروف علاقے میں دو ماہ کے قلیل عرصہ میں اتنی بڑی رقم اکٹھی کر لینا "باباجی" کی بہت بڑی کرامت ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کا تھوڑا بہت کرنا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو مزید اس کام میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آداب مكة المكرمة وخانه كعبه[1]

(۱) جب حرم کے متصل پہنچے سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کیے خشوع و خضوع سے داخل ہو۔ اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک و دعا کی کثرت رکھے اور بہتر یہ کہ دن کو داخل ہو، نہا کر۔

(۲) طواف میں جس قدر خانہ کعبہ سے نزدیک ہو بہتر ہے۔ مگر نہ اتنے کہ پشتۂ دیوار پر جسم یا کپڑا لگے اور نزدیکی میں کثرتِ ہجوم کے سبب رمل نہ ہو سکے تو دوری بہتر ہے۔

(۳) طواف میں دعا درود کے لئے رُکو نہیں بلکہ چلتے میں پڑھو۔

(۴) دُعا و درود چلاّ چلاّ کر نہ پڑھو جس طرح مطوف پڑھاتے ہیں بلکہ آہستہ اس قدر کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

---

(۱) یہ آداب اُستاد صاحب علیہ الرحمہ گاہے بگاہے بیان فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

(۵) (تنبیہ! ضروری، ضروری، اشد ضروری)

بدنگاہی ہمیشہ حرام ہے۔نہ کہ احرام میں نہ کہ موقف میں یا مسجد الحرام میں نہ کہ کعبہ کے سامنے نہ کہ طواف بیت الحرام میں یہ تمہارے بہت امتحان کا موقع ہے،عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں منہ نہ چھپاؤ اور تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کی طرف نگاہ نہ کرو۔یقین جانو کہ یہ بڑے عزت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں اور اس وقت تم اور وہ سب خاص دربار میں حاضر ہو۔بلاتشبیہ شیر کا بچہ اس کی بغل میں ہو اُس وقت کون اُس کی طرف نگاہ اُٹھا سکتا ہے؟ تو اللہ ''واحد قہار'' کی کنیزیں کہ اس کے خاص دربار میں حاضر ہیں۔ان پر بدنگاہی کس قدر سخت ہوگی۔وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ہاں ہاں ہوشیار،ایمان بچائے ہوئے قلب و نگاہ سنبھالے ہوئے،حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادے پر پکڑا جاتا ہے اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے۔الٰہی خیر کی توفیق دے۔آمین!

(۶) جب تک مکہ میں ٹھہرو اپنے پیر، استاد ماں باپ خصوصاً حضور انور سید عالم ﷺ اور اُن کے اصحاب وعترت اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جتنے ہو سکیں عمرے کرتے رہو۔تنعیم کو مکہ معظمہ سے شمال یعنی مدینہ طیبہ کی طرف تین میل فاصلے پر ہے۔جاؤ وہاں سے عمرہ کا احرام جس طرح بیان ہوا باندھ کر آؤ[1] اور طواف وسعی حسب دستور کر کے حلق یا تقصیر کرلو عمرہ ہو گیا۔جو حلق کر چکا اور مثلاً اسی دن دوسرا عمرہ کیا وہ سر پر اُسترا پھروا لے کافی ہے۔یونہی وہ جس کے سر پر قدرتی بال نہ ہوں۔

(۷) مکہ معظمہ میں کم از کم ایک بار ختم قرآن سے محروم نہ رہے۔

(۸) جنۃ المعلّٰی حاضر ہو کر ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و دیگر مدفونین کی زیارت کرے۔

(۹) مکان ولادت اقدس حضور انور ﷺ کی بھی زیارت سے مشرف ہو۔

---

(۱) اب احرام باندھنے کا سلسلہ بوجہ ہوائی سفر کچھ تبدیل ہے۔

Marfat.com

(۱۰) حضرت عبد المطلب کی زیارت کریں اور ابو طالب کی قبر پر نہ جاؤ یونہی جدہ میں جو لوگوں نے حضرت حوا ﷺ کا مزار کئی سو ہاتھ کا بنا رکھا ہے، وہاں بھی نہ جاؤ کہ بے اصل ہے۔

(۱۱) کعبہ معظمہ کی داخلی کمال سعادت ہے اگر جائز طور پر نصیب ہو۔ حرم عام میں داخلی ہوتی ہے مگر سخت کشمکش کمزور، مرد کا کام ہی نہیں نہ عورتوں کو ایسے ہجوم میں جرأت کی اجازت زبردست مرد اگر آپ ''ایذا'' سے بچ بھی گیا تو اوروں کو دھکے دے کر ''ایذا'' دے گا اور یہ جائز نہیں نہ یوں حاضری میں کچھ ذوق ملے اور خاص داخلی بے لین دین میسر نہیں اور اس پر لینا بھی حرام اور دینا بھی۔ حرام کے ذریعہ ایک مستحب ملا بھی تو وہ بھی حرام ہو گیا۔ ان مفاسد سے نجات نہ ملے تو حطیم شریف کی حاضری غنیمت جانے او پر گزرا کہ وہ بھی کعبہ ہی کی زمین ہے اور اگر شاید بن پڑے یوں کہ خدام کعبہ سے ٹھہر جائے کہ داخلی کے عوض میں کچھ نہ دیں گے اس کے بعد یا قبل چاہے ہزاروں روپے دیدو تو کمال آداب ظاہر و باطن کی رعایت سے آنکھیں نیچے کئے، گردن جھکائے، گناہوں پر شرماتے، جلال رب البیت سے لرزتے، کانپتے، ''بسم اللہ'' کہہ کر پہلے سیدھا پاؤں بڑھا کر داخل ہو اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھو کہ تین ہاتھ کا فاصلہ رہے۔ وہاں دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھو کہ نبی اکرم ﷺ کا مصلے ہے پھر دیوار پر رخسار اور منہ رکھ کر حمد و درود اور دُعا میں کوشش کرو۔ یونہی نگاہیں نیچے کئے چاروں گوشوں پر جاؤ اور دُعا کرو اور ستونوں سے چمٹو اور پھر اس دولت کا ملنا اور حج و زیارت کا قبول مانگو اور یونہی آنکھیں نیچے کئے واپس آؤ۔ اوپر یا ادھر اُدھر ہرگز نہ دیکھو اور بڑے فضل کی امید کرو کہ وہ فرماتا ہے ''جو اس گھر میں داخل ہوا وہ امان میں۔'' والحمد للہ۔

(۱۲) پھر زمزم پر آ کر اسی طرح پانی پیو بدن پر ڈالو۔

(۱۳) پھر دروازہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر آستانہ پاک کو بوسہ دو اور قبول و بار بار

Marfat.com

حاضری کی دعا مانگو اور وہی دعائے جامع پڑھو۔

(۱۴) پھر ملتزم پر آ کر غلاف کعبہ تھام کر اسی طرح چمٹو، ذکر کرو، درود اور دعا کی کثرت کرو۔

(۱۵) پھر حجر اسود کو بوسہ دو اور جو آنسو رکھتے ہو گراؤ۔

(۱۶) پھر اُلٹے پاؤں رُخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو حسرت سے دیکھو۔ اس کی جدائی پر روتے یا رونے کا منہ بناتے، مسجد کریم کے دروازے سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلو اور دعائے مذکور پڑھو اور اس کے لئے بہتر "باب الحزورہ" ہے۔

(۱۷) حیض ونفاس والی دروازے پر کھڑے ہو کر کعبہ کو بہ نگاہ حسرت دیکھے اور دعا کرتی پلٹے۔

پھر بقدر قدرت فقرائے مکہ معظمہ پر تصدق کر کے متوجہ سرکار اعظم ﷺ مدینہ طیبہ ہو۔ وباللہ التوفیق۔

آداب رسالت (حاضری سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ حضور حبیبِ اکرم ﷺ):[1]

(۱) زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں، راہ میں خطرہ ہے۔ وہاں بیماری ہے۔ خبردار! کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن جانی ضرور ہے اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جواُن کا دامن تھام لیتا ہے، اسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں، کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا والحمد للہ۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس (ﷺ) کی نیت کرو یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

---

(۱) یہ آداب اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کبھی زبانی اور کبھی پڑھ کر سُنایا کرتے تھے۔

Marfat.com

(۳) راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہو لو۔ روتے سر جھکاتے آنکھیں نیچی کیے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ:

جائے سراست اینکہ تو پامی نہی | پائے نہ بنی کہ کجامی نہی
حرم کی زین اور قدم رکھ کے چلنا | ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۵) جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے، درود و سلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو، جلال و جمال محبوب ﷺ کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو، نہایت جلد فارغ ہو، ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ معاً وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر۔ سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانہ اقدس ﷺ کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو، رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب در مسجد پر حاضر ہو "صلاۃ وسلام" عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو، جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے، آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو۔ مسجد اقدس کے نقش و نگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے، جس سے سلام کلام ضرور ہو، تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو، پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

Marfat.com

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس ﷺ سچی، حقیقی، دنیاوی، جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے۔ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک ''آن'' کے لیے تھی۔ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَحَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَالِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَّا خِفَآءَ بِهٖ[1]

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کی حیات وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور ﷺ پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں امام رحمۃ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسلک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں:

اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِحُضُوْرِكَ وَقِيَامِكَ وَسَلَامِكَ اَیْ بِجَمِيْعِ اَحْوَالِكَ وَاَفْعَالِكَ اِرْتِحَالِكَ وَمَقَامِكَ[2]

ترجمہ: بے شک رسول ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

---

(۱) مدخل، جلد اوّل مطبع مصر، ص ۲۱۵ _ ۱۲ منہ

(۲) شرح مواہب علامہ زرقانی مطبع میری مصری جلد ۸، ص ۳۴۸ _ ۱۲ منہ

Marfat.com

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ، کہ اس میں "تحیۃ المسجد" بھی ادا ہو جائے گی، ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت "تحیۃ المسجد" و شکرانۂ حاضری دربار اقدس ﷺ صرف "قل یا" اور "قل" سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ، جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب نبی ﷺ ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو، پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب ﷺ کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب کر۔ آمین!

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتے کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پرنور ﷺ کے عفو و کرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائین یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو۔ کہ حضور ﷺ کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہاں میں کافی ہے۔ والحمدللہ!

(۱۶) اب کامل ادب و ہیبت و خوف واُمید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور ﷺ کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب و شرح و اختیار شرح مختار، فتاوائے عالمگیری وغیرہما، معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ "یقف کمافی الصّلوٰۃ" (حضور ﷺ کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے) یہ عبارت عالمگیری و اختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا "واضعا یمینہ علی شمالہ" (دست بستہ داہنا ہاتھ، بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔)

(۱۷) خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا،

Marfat.com

اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی؟ ان کی نگاہِ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ۔ والحمد للہ!

(۱۸) الحمد للہ! اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے، جو اللہ عزوجل کے محبوبِ عظیم الشان ﷺ کی آرام گاہ ہے۔ نہایت ادب و وقار کے ساتھ باآواز حزین و صورت، درد آگیں و دل شرمناک وجگر چاک، معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں)، نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا)۔

مجرا و تسلیم بجالاؤ اور عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاشَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاُمَّتِكَ اَجْمَعِيْنَ۔

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو "صلوٰۃ وسلام" کی کثرت کرو۔ حضور ﷺ سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں، اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو بار بار عرض کرو: اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی، بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر[۱] ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں وصیت کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد، کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور، یہ الفاظ عرض کر

(۱) مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے اس نالائق، ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے۔ آمین!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَذَوِیْکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ مِنْ عُبَیْدِکَ اَحْمَدَ رَضَا ابْنِ نَقِیْ عَلِیْ یَسْئَالُکَ الشَّفَاعَۃَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ۔

(۲۱) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَۃَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔''

(۲۴) یہ سب حاضریاں محلِ اجابت ہیں، دعا میں کوشش کرو۔ دعائے جامع کرو۔ درود پر قناعت بہتر ہے۔

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

Marfat.com

(۲۶) پھر روضۂ جنت میں (یعنی جوجگہ منبر وحجرۂ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آکر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

(۲۷) یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جائے۔ دو ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔ نماز وتلاوت و درود میں وقت گزارو۔ دُنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہیے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کر لو۔ یہاں تمہاری یاددہانی ہی کو دروازے سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا: ''نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ'' ط

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدہ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی، پچاس ہزار لکھی جاتی ہے۔ لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔

(۳۲) قرآن مجید کا حکم ہے کہ ایک ختم (قرآن پاک) یہاں اور حطیم کعبہ معظّمہ میں کر لو۔

(۳۳) ''روضۂ انور'' پر نظر بھی عبادت ہے جیسے ''کعبۂ معظّمہ'' یا ''قرآن مجید'' کا دیکھنا، تو اَدب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود وسلام عرض کرو۔

(۳۴) پنجگانہ یا کم از کم صبح وشام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر رہو۔

(۳۵) شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ اُدھر منہ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرو، بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو، کہ خلافِ ادب ہے۔

(۳۶) ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام وگناہ کبیرہ اور یہاں

Marfat.com

تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ صحیح حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے دوزخ ونفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔"

(۳۷) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی۔ ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

(۳۸) روضۂ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

(۳۹) بقیع و اُحد و قبا کی زیارت سنت ہے۔ "مسجد قبا" کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہٗ جب حضور ہوتے آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ زیارت کا خیال آیا، پھر فرمایا "یہ ہے، اللہ کا دروازہ، بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہے، اِسے چھوڑ کر کہاں جاؤں؟"

(۴۰) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور ﷺ سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور تمام آداب کہ کعبہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقنا آمین یا ارحم الرّاحمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و اٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہٖ اجمعین آمین والحمدللّٰہِ رب العالمین۔[1]

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم (قدیمی) ص ۷۴۴

اللہ جل جلالہ اور رسول ﷺ کے بعد نعرہ:

ایک مرتبہ راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ باغبانپورہ میں ایک جلسہ میں گیا۔ وہاں لوگ نعرۂ تکبیر و رسالت کے بعد بغیر کسی ترتیب کے نعرے لگا رہے تھے۔ اس پر آپ فرمانے لگے "جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نعرہ آ جائے۔ اس کے بعد کوئی کسی کا نعرہ نہیں۔" کیونکہ اللہ عزوجل و رسول ﷺ کی بارگاہ میں خلافِ ادب ہے اور سمجھ بوجھ رکھنے والے کی کیا مجال کہ وہ ایسا کام کرے یا پسند کرے؟ بہرحال اس جلسہ گاہ سے جلدی واپس آ گئے۔

مدینہ منورہ میں حاضری اور مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کی زیارت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا "جب میں عمرہ ادا کرنے کیلئے گیا تو ایک دن میں (جہاں چھتریاں کھلتی ہیں) بیٹھا ہوا تھا۔ اونگھ آئی تو دیکھتا ہوں کہ قبلہ نورانی صاحب (علیہ الرحمہ) ایک اونچی جگہ سے نیچے اُترے ہیں۔ ایسے ہی پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب اور جنرل کے۔ ایم اظہر صاحب۔ جب واپس کراچی آئے تو میں آپ کی زیارت کیلئے اُن کے گھر گیا۔ بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے آپ سے عرض کی "بظاہر آپ تو ادھر ہیں لیکن ادھر بھی حاضر ہوتے ہیں۔" اس پر مولانا نورانی (علیہ الرحمہ) فرمانے لگے "میرے قریب ہو جائیں۔ تو میں نے سارا خواب سنایا۔ درمیان میں آپ فرمانے لگے "اس وقت (یعنی اونگھ، خواب میں) تو آپ روزے سے بھی ہوں گے۔" میں نے عرض کی "جی!" تو آپ فرمانے لگے "الحمد للہ! حاضری ہوتی رہتی ہے۔"

ایسے ہی ایک مرتبہ شرقپور شریف جانا تھا۔ اس سے پہلے استاد محترم راقم سے فرمانے لگے "رات ایک خواب دیکھا ہے کہ مولانا نورانی علیہ الرحمہ شرقپور شریف سرکارِ اعلیٰ کے مزار پر حاضری دینے کے لئے سواری پر تشریف لا رہے ہیں۔ میں اور محمد اجمل (پوتا)

Marfat.com

بھی سوار ہیں۔یعنی اجمل آگے اور میں پیچھے۔میں نے تمہیں (راقم کو) اشارہ کیا کہ ''ادھر آجاؤ نورانی صاحب تشریف لائے ہیں۔''اس طرح شرقپور شریف کی حاضری اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ نصیب ہوئی۔

فرشتوں کی توہین پر ردّ عمل :

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''ایک مرتبہ میں اپنے گاؤں بارات کے ساتھ گیا تو وہاں ''بھانڈ'' اکٹھے ہوگئے اور باتیں کرتے کرتے فرشتوں کی توہین کرنے لگے ان کا یہ عمل مجھے اس قدر بُرا لگا کہ میں نے اپنے پاس ہی پڑے ہوئے سکوں (Coins) کا تھیلا اُس کے منہ پر دے مارا۔''[۱]

خلیفۂ راشد کی توہین پر ردّ عمل:

فیاض الدین دکاندار ساکن پنج پیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری دکان پر ایک اہل تشیع بیٹھا ہوا تھا۔اس نے خلفاءِ راشدین میں سے کسی کو غاصب کہا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اُسے منع فرمایا لیکن وہ پھر باز نہ آیا۔اس پر آپ نے اسے پکڑا اور نیچے گرالیا اور چند ضربیں بھی لگائیں۔بات تھانے تک پہنچ گئی اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پیچھے تقریباً تین چار سو آدمی پہنچ گئے۔آخر کار اُس نے تھانہ میں معافی مانگی اور بات اختتام کو پہنچی۔دراصل یہ ایمان کی نشانی ہے کہ کس قدر ہمارا ایمان مضبوط ہے؟ جتنا کسی بندے کا تعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ زیادہ ہوگا، اتنا ہی ایمان ٹھوس اور مضبوط ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔آمین!

---

(۱) اب تو بات یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ باراتوں میں ''بھانڈ'' اللہ تعالیٰ کی توہین کر رہے ہوتے ہیں اور ہم احمق، بیوقوف، جاہل اور دین سے دور دانت نکال رہے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور عقل و سمجھ عطا فرمائے۔

Marfat.com

حُبّ نبی دی آل اصحاباں، ہے تاثیر ایمانوں
رفض خوارج مُل لے گیا دوزخ، جاندی وار جہانوں

پیر مرید صدیق اکبرؓ سن پہلے یار پیارے
حق جہاں دے ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ'' اے

یار دوجا فاروق عمر سی، عدل کیتا جس پَھڑ کے
ایہہ شیطان رجیم رولایا، پنج اندر پَھڑ کے

شب بیدار غنی سی تریجا، جامع جو قرآنی
عثمان ذوالنورین پیارا، مہتر یوسف ثانی

چوتھا یار پیارا بھائی، خاصہ دل دا جانی
دُلدُل دا سوار علی، ہے حیدر شیر حقانی

بااجازت دم کرنے کی اہمیت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''ایک مرتبہ میں نے کسی بچے کو کچھ پڑھ کر دم کیا لیکن اسے آرام نہ آیا۔'' میں نے علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری علیہ الرحمہ (بانی حزب الاحناف، لاہور) سے عرض کی کہ ''حضرت ایک بچے کو میں نے دم کیا ہے لیکن آرام کوئی نہیں۔'' سیّد صاحب فرمانے لگے ''فلاں پڑھ کر دم کرو۔ انشاء اللہ آرام آجائے گا۔'' میں نے عرض کی ''یہی پڑھ کر دم کیا ہے! اس پر سیّد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''پہلے آپ خود کر رہے تھے لیکن اب میں کہہ رہا ہوں نا۔'' پھر دوبارہ دم کرنے سے آرام آگیا۔ یعنی جب صحیح سلسلہ ملتا ہے تو سیّد عالم ﷺ تک پہنچتا ہے تو فیوض و برکات کی روانی ہوتی ہے۔

Marfat.com

پگڑیوں پر نظر پڑتے ہی رقت طاری ہونا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''جب مولانا عبدالغفور الوری صاحب نے ملتان میں حضرت احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث کیا تو مجھے کہنے لگے ''فلاں دن میری دستار بندی ہے اور آپ ضرور آئیں۔'' لہذا میں لاہور سے ٹرین پر سوار ہوا۔ جب گاڑی حضرت کرمانوالہ اسٹیشن سے تیزی کے ساتھ گزری تو میری نظر صرف وہاں بیٹھے ہوئے زائرین کی سفید پگڑیوں پر پڑی تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ سلسلہ اور اثر ملتان تک جاری رہا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مسجد میں سلام لینے کا مسئلہ:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ''لال مسجد شادباغ میں امام وخطیب مقرر ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ نماز باجماعت کی ادائیگی سے قبل جب لوگ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں تو ہر آنے والا نمازی سلام لے کر بیٹھتا ہے۔ میں نے انہیں مسئلہ بتایا کہ ''یہ منع ہے کیونکہ لوگ ذکر واذکار میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس طرح انکی توجہ بٹتی ہے۔ اگرچہ ذکر نہ بھی کر رہے ہوں تو تب بھی مسئلہ یہی ہے۔'' وہ کہنے لگے! ''آپ سے پہلے ادھر مولانا سعید احمد نقشبندی جو اس وقت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں خطیب ہیں، انہوں نے تو کبھی منع نہیں فرمایا تھا۔'' ایک دن اچانک مولانا سعید احمد نقشبندی صاحب (علیہ الرحمہ) بھی مسجد میں تشریف لے آئے اور لوگوں نے سلام کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ مولانا صاحب مجھے فرمانے لگے: ''کیا آپ سلام نہ لینے کے متعلق مجھے دکھا سکتے ہیں؟'' میں نے کہا ''جی! دکھا سکتا ہوں۔'' بہرحال میں نے ''بہارِ شریعت'' لی اور مسئلہ دکھا دیا۔ اس پر مولانا نقشبندی

Marfat.com

صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے: "بھائیو! مولانا عبدالغفور صاحب بالکل صحیح فرمارہے ہیں بلکہ مجھے اس مسئلہ کا پہلے علم نہ تھا۔" اس طرح لوگ مطمئن ہو گئے۔

مسئلہ:

سلام اس لئے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد میں تلاوتِ قرآن وتسبیح ودرود میں مشغول ہیں یا **انتظار نماز** میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ "ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس وتدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان واقامت وخطبہ جمعہ وعیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کررہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے، باقی سن رہے ہیں۔ دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کررہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کررہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں۔ آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے، سلام نہ کرے (عالمگیری)[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

سوال: اگر کوئی مسجد میں بآواز بلند درود وظائف خواہ تلاوت کررہا ہوں اس سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھنے میں بھی آواز کانوں میں پہنچتی ہے۔ لوگ بھول جاتے ہیں خیال بہک جاتا ہے، ایسے موقعہ پر ذکر بالجہر، تلاوت کرنے والے کو منع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی آہستہ پڑھنے کو کہنا "بالجہر" سے منع کرنا اگر نہ مانے تو کہاں تک ممانعت کرنا جائز ہے۔ اس کے

---

(۱) انتظار نماز میں بیٹھنے والوں کا اتنا لحاظ رکھا گیا ہے تو نمازی جو اپنی بقیہ نماز یا ویسے نماز پڑھ رہا ہو، اس کا اندازہ کیجئے؟ لیکن افسوس کہ جونہی سلام پھیرتا ہے کوئی وعظ شروع کر دیتا ہے، کوئی کتاب پڑھنا اور کوئی ذکر کرنا اور اس طرح نمازی کیلئے مخل ہو رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲) بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۵۶۵

Marfat.com

متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین؟

جواب : بے شک ایسی صورت میں اُسے ''ذکر بالجہر'' سے منع کرنا فقط جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ ''نہی عن المنکر'' اور کہاں تک کا جواب یہ کہ تاحد قدرت جس کا بیان اس ارشادِ اقدس حضور سید عالم ﷺ میں ہے:

من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذالك اضعف الايمان۔

جو تم میں کوئی ناجائز بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹادے، بند کردے اور اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اُسے بُرا جانے اور یہ سب میں کم تر درجہ ایمان کا ہے۔[1]

جلسہ گاہ میں چندہ مانگنے پر منع فرمانا:

ایک دفعہ جامعہ کا سالانہ جلسہ تھا اور حافظ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ (خطیب پاکستان) کی تقریر تھی۔ اس وقت مدرسہ سے ملحقہ پلاٹ (مسجد و الاحصہ) کی خریداری بھی چل رہی تھی۔ حافظ صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے دورانِ تقریر اچانک چندہ کا اعلان فرمادیا اور چند منٹوں میں ہزاروں روپے اکٹھے ہوگئے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ اس وقت سٹیج سے کچھ دور، گیٹ کی طرف کھڑے تھے کیونکہ آپ اکثر سٹیج پر تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آپ بڑی تیزی سے سٹیج کے پاس آئے اور حافظ صاحب علیہ الرحمہ کو چندے کے مزید اعلان سے روک دیا اور فرمانے لگے ''حافظ صاحب! ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ہمیں چندہ اکٹھا کرنے کے لئے بلایا ہے؟'' لہذا چندہ اکٹھا کرنے کا سلسلہ ختم کروایا اور تقریر جاری رکھنے کے متعلق فرمایا۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص ۶۱۹

Marfat.com

معانقہ فرمانا:

محمد فاروق خان ساکن گوجر پورہ بیان کرتے یں کہ ایک مرتبہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ سے معانقہ (یعنی گلے ملنا) کررہاتھااورادباقدرے پیچھے تھا۔آپ فرمانے لگے: ''محمد فاروق! سینے سے سینہ لگاتے ہیں۔''[1] یہ مسنون طریقہ ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کاغلہ لانا:

نثارمنہاس صاحب ساکن حاجی پورہ بیان کرتے ہیں کہ ''استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا''ایک رات خواب میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کواونٹوں پرغلہ لادے ہوئے مدرسہ کے گیٹ سے داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔تھوڑاساآگےآکرفرمانے لگے''یہ غلّہ اُتارلیں!''ہم نے اونٹوں سے غلہ اُتارلیا۔امید ہے کہ انشاءاللہ اب جامعہ میں غلہ کی کمی نہیں ہوگی۔صاحبزادہ محمد فاروق صاحب کہنے لگے کہ''استاد صاحب علیہ الرحمہ نے وصال سے پہلے فرمایاتھاکہ اپنی کچھ فکرکرلینالیکن مدرسہ کی فکرکرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''یعنی جس کاکام ہے وہ رب العالمین جل جلالہ خودہی اسباب پیدافرمادے گا۔

نماز تہجد ادا کرلے......:

انجینئرمحمد صابر مغل صاحب ساکن سرفرازکالونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ''ہمارے پڑوس میں ایک لڑکارہتا ہے جوتقریباً ساری رات پڑھتارہتاہے۔یہاں تک کہ صبح تہجد سے پہلے بھی اُٹھ کرپڑھ رہاہوتاہے لیکن افسوس کہ یہ ساری رات دنیا کیلئے وقف کررہاہے!۔اس کے لئے کتنااچھاہوکہ نمازتہجدادا کر لے کیونکہ وقت قبولیت ہوتاہے!۔''

---

(۱) معانقہ''عنق''سے ہے جس کامطلب''گردن''ہوتاہےاوراس طرح ایک دوسرے کی گردنوں کے ملنے کو''معانقہ''کہتے ہیں،پھراس سے صاف ظاہرہے کہ سینہ ملےگاتوگردن ملے گی ورنہ نہیں۔

Marfat.com

اَدھی رات رحمت رب دی، کرے بلند آواز!
بخشش منگن والیاں تائیں، کھلا اے دروازہ

رات آدھی نت جنت وچوں، آوے پاک آواز!
منگن والیاں کارن کھلے، رحمت دا دروازہ

چوتھا حصہ رات رہے، تاں او گنہاراں تائیں
عرشوں بخشش پئی بلاوے، رحمت خالق سائیں

خود فرمان ہوئے درباروں، منگن والیو آوَ
کُجھ پرواہ نہیں اُس سرکاروں، فضل مُراداں پاوَ

ہے کُجھ جاگیہ ساڈے کارن، پھرے آوازہ دیندی
سینہ صاف جو ویکھے اُس وچہ، جلد مکان کریندی

سر کا درد شدید ختم ہونا:

حاجی محمد اکرم صاحب ساکن نظام آباد بیان کرتے ہیں کہ ''میری بیوی بوجہ بلڈ پریشر ہسپتال ایمرجنسی میں داخل ہوئی لیکن تین چار روز داخل رہنے کے باوجود کوئی فرق نہ پڑا اور ایسے ہی فارغ کردیا۔ میں بہت ہی پریشان تھا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے گھر حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا تو فرمانے لگے ''پھر ابھی چلیں!'' میں نے عرض کی ''جی! گھر جا کر آپ نے دم فرمانے کے لئے میری بیوی سے کہا: ''درد والی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھیں۔'' بس جونہی دَم فرمایا'' تو اللہ تعالیٰ نے آرام دے دیا اور الحمدللہ! اب تک صحیح ہے۔''

گھٹنے کا درد ختم ہونا:

حاجی محمد اکرم صاحب ساکن نظام آباد بیان کرتے ہیں کہ میرے گھٹنے میں بہت درد رہتی تھی۔ اس سلسلہ میں کافی مہنگے ٹیکے بھی لگوائے لیکن کوئی فرق نہ پڑا۔ میں استاد

Marfat.com

صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درد کے بارے بات کی۔ آپ نے دم فرمایا۔ پھر دوسرے دن حاضر ہوا تو دوبارہ دم فرمادیا۔ جب تیسرے روز گیا تو پتہ چلا مدرسہ میں تشریف فرما نہیں ہیں۔ ایک دو جگہ سے پتہ کیا لیکن ملاقات نہ ہوسکی اور واپس گھر آتے آتے ہی درد ختم ہوگئی اور اللہ کے فضل سے اب تک (28.11.2007) صحیح ہے۔

شانے (کندھے) کا ورم صحیح ہونا:

راقم کو جہاں تک یاد ہے کہ میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے صرف ایک مرتبہ دم کروایا۔ الحمدللہ! میں دم اور دعا کے لئے نہ جاتا بلکہ دین کی سمجھ بوجھ کے لئے حاضری دیتا تھا۔ ایک مرتبہ میرے شانے پر (یعنی گردن کے ساتھ ہی کچھ نیچے) چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلیں جس کی وجہ سے کافی حصہ اکڑ اور سوج گیا۔ لاچار ہوکر آپ سے عرض کی ''دم فرمادیں۔'' آپ نے دم فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے شفا سے نوازا۔ بعض اوقات فرماتے ''ہر مرض کا علاج ہوسکتا ہے لیکن موت کا کوئی علاج نہیں!۔''

بعض احباب کو مدرسہ میں آنے کی ترغیب دینا:

الحمدللہ! راقم کو استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ سفر وحضر میں اکثر جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ بعض اوقات احباب کو مدرسہ میں آنے کی ترغیب کچھ اس طرح دیتے ''مجھ ناچیز کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ ''یہ واپڈا میں SDO ہیں! دفتر سے فارغ ہونے کے بعد سیدھے مدرسہ میں آجاتے ہیں اور محلّہ یا کسی اور جگہ نہیں جاتے۔'' اس وقت مجھے شرمندگی سی بھی محسوس ہوتی کیونکہ میری اپنی نیت یہ ہوتی تھی کہ میرا پتہ ہی نہ چلے کہ یہ کون ہے؟ نیز یہ بھی فرماتے کہ ''فرصت کو غنیمت جانو، مصروفیت سے پہلے۔''

شفا یاب ہونا:

محمد ندیم ساکن دو پیچ بیان کرتے ہیں کہ ''میری والدہ صاحبہ کی طبیعت بہت

Marfat.com

خراب رہتی تھی۔ بڑی بڑی دور اس مقصد کے لئے گئے لیکن کوئی آرام نہ آیا۔ بابا عبداللہ مرحوم آف دوچیچ کہنے لگے: ''آؤ! آج تمہیں ایک ایسی جگہ لے کر جاتا ہوں، جہاں تمہیں انشاء اللہ آرام آجائے گا۔ خیر میری والدہ اور والد اُن کے ہمراہ مدرسہ میں چلے گئے۔[1]

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے میری والدہ سے پوچھا'' کیا آپ نماز پڑھتی ہیں؟''

انہوں نے کہا'' جی!'' میری والدہ کہنے لگیں'' جب انہوں نے نماز کے بارے پوچھا تو مجھے اسی وقت یقین ہوگیا کہ انشاء اللہ مجھے ادھر سے آرام آجائے گا۔'' جیسے ہی استاد صاحب علیہ الرحمہ نے دم فرمایا میری والدہ کو آفاقہ ہوگیا۔ تعویذ اور کچھ پڑھنے کے لئے بھی بتایا۔ الحمدللہ! اب آرام ہے۔

علم دین حاصل کرنے کا مقصد پوچھنا:

مولانا محمد جمیل[2] سابقہ طالب علم ساکن دوچیچ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مدرسہ میں طلباء سے علم دین حاصل کرنے کا مقصد فرداً فرداً پوچھنا شروع فرما دیا۔ ہر طالب علم نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق جواب دیا لیکن میں بہت متفکر تھا کہ میں کیا جواب دوں گا؟ میں فوراً مدرسہ ہی سے سید میر جان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس بارے میں عرض کی تو جواب آیا کہ تم یہ کہنا'' میں تو ادھر اس لیے آیا ہوں کہ

---

(۱) جس کا راقم خود گواہ ہے۔

(۲) مولوی محمد جمیل صاحب استاد صاحب علیہ الرحمہ کے قریبی عزیز ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے ہی دوسرے طلباء سے بحمد اللہ ممتاز رہے۔ نہایت مؤدب اور شروع سے ہی بزرگوں کی توجہ بھی ہے۔ نیکو کار اور حضوری والے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید درجات بلند فرمائے۔ مولوی صاحب کے بقول کہ میں نے آپ سے بیعت کے لئے عرض کیا تھا لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا'' تمہیں بیعت نہیں کرنا۔'' واقعات بیان کرتے ہوئے بھی اُن پر ایک خاص رقت طاری تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وجد طاری ہوجاتا ہے اور راقم خود اس کا گواہ ہے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ بہت ہی احتیاط سے بات کرتے تھے کہ کہیں باتوں باتوں میں ہی وجدانی کیفیت طاری نہ ہوجائے کیونکہ چوٹیں آنے کا اندیشہ بھی ہوتا تھا۔

Marfat.com

حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کیبارے پتہ چل جائے۔" بہرحال میں نے ایسا ہی کیا اور آپ بہت خوش ہوئے۔

گولڑہ شریف اور پھر مری روانگی:

ایک مرتبہ ہم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ صفدر علی بھٹی ساکن شاہ پور کانجراں کی کار پر گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ حاضری کے بعد مری کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں بلند و بالا اور سرسبز و شاداب پہاڑ، اونچے ترچھے پہاڑوں پر اونچے اور سیدھے درخت وغیرہ دیکھ کر استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے سبحان اللہ! سبحان تیری قدرت! اللہ تیری شان! دراصل یہی مقصود تھا۔ جب مری پہنچے تو وہاں کا ماحول دیکھ کر بہت بیزار ہوئے، اور فرمانے لگے "ادھر سے جلدی واپس چلو۔" ہم نے صرف چائے وغیرہ پی یعنی زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ہی بمشکل ٹھہرے ہوں گے اور واپس چل دیے۔ آپ کا پوری زندگی میں یہ مری کا پہلا اور آخری سفر تھا۔

"حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوں!"

ایک دفعہ ہم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ ٹرین پر حضرت سیّد اسماعیل شاہ صاحب علیہ الرحمہ المعروف حضرت کرمانوالہ کے عرس شریف پر جا رہے تھے۔ کچھ آدمی باتوں میں مصروف تھے۔ اسٹیشن سے پہلے ہی آپ اُن آدمیوں سے فرمانے لگے کہ "اب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوں!" اس طرح وہ سب خاموش ہوگئے۔

دُعا سے صورتِ احوال کا یکسر پلٹنا:

محمد اشرف صاحب ساکن محمود آباد بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میرا بھائی کسی کیس/مقدمہ میں بُری طرح اُلجھ گیا۔ ہم سب گھر والے بہت ہی پریشان تھے کہ اب خیر نہیں ہے۔ محلہ علاقہ میں بڑی بے عزتی ہوگی۔ لوگ کیا کہیں گے؟ میں فوراً استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا مسئلہ عرض کیا۔ آپ نے تھوڑی دیر کیلئے آنکھیں

Marfat.com

بند فرمائیں جیسے ''مراقبہ'' کی صورت ہوتی ہے اور دعا فرمائی۔ جب میں گھر واپس پہنچا تو الحمدللہ! صورتِ حال یکسر ہی بدل چکی تھی۔

اشتہار بعنوان ''علماء اہلسنّت کا پیغام، مزارات پر بُت چڑھانے والوں کے نام'' کا شائع کروانا:

جیسا کہ اکثر لوگ جانتے ہیں کہ بعض ناواقف دین اور ناسمجھ لوگ حضرت مخدوم بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ المعروف گھوڑے شاہ کے دربار پر مٹی کے بت بنا کر چڑھاتے ہیں اور آپ کی وجہ سے سڑک کا نام گھوڑے شاہ روڈ (لاہور) ہے کیونکہ آپ کو گھڑ سواری کا بہت شوق تھا۔ اس مسئلہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ نے ۱۹۸۲ء میں مولانا محمد اشرف صاحب صدر مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کو حکماً فرمایا کہ وہ مسئلہ لکھیں اور جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ لاہور سے فتویٰ لیں۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ لکھ کر فتویٰ لیا اور خود استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بھی تائید فرماتے ہوئے بلا خوف وخطر اس فتوے کو اشتہار کی شکل میں چھپوا کر پورے علاقے میں لگوایا، تاکہ لوگوں کو آگاہی ہو۔ لہٰذا یہاں یہ فتویٰ من وعن نقل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض مزارات پر مٹی وپلاسٹک وغیرہ سے اشیاء جیسے شیر، گھوڑے، بلیاں، وغیرہ جاندار اشیاء کی صورتیں بنا کر چڑھائے جاتے ہیں اور چڑھانے والے سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہماری مراد پوری ہوگی اور صاحب مزاران کے اس فعل سے خوش ہوں گے؟

یوں ہی بعض مزارات پر ٹل باندھے ہوتے ہیں جب کوئی زائر جاتا تو اس کو بجاتا ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اس طرح ہمارے آنے کی صاحب مزار کو خبر ہوتی ہے؟

Marfat.com

کیا از روئے شرع مذکورہ بالا امور جائز ہیں یا ناجائز اور چڑھانے والے کو ثواب ملتا ہے یا گناہ اور ان چیزوں کی خرید وفروخت اور پاس رکھنے کا کیا حکم ہے؟

اور جس مزار پر ایسی چیزیں ہوں اُن پر فاتحہ پڑھنے کیلئے جانا جائز ہے یا ناجائز۔

اگر کسی احاطہ مزار میں مذکورہ بالا اشیاء ہوں تو ان کا دور کرنا جائز ہے یا نہیں۔ کیا دور کرنے والا اجر کا مستحق ہے؟

اگر قدرت کے باوجود دور نہیں کرتا وہ گنہگار ہوگا یا نہیں نیز قدرت سے کیا مراد ہے۔ بینوا و توجروا۔

احقر العباد

محمد اشرف

جامعہ فاروقیہ رضویہ، پنج پیرز ذگوجر پورہ گھوڑے شاہ روڈ، لاہور

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس یا کسی مقدس مقام پر رکھنا جہاں اس کی عزت ہو ناجائز وحرام ہے۔ مزارات اولیاء ومقدس مقامات پر مٹی وپلاسٹک وغیرہ کے گھوڑے، شیر، بلیاں وغیرہ چڑھانا ناجائز وحرام ہے۔ ان چیزوں سے اولیاء اللہ خوش نہیں ہوتے بلکہ ناراض ہوتے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ کام رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہیں۔ جو کام حضور ﷺ کی سنت کے خلاف ہو اولیاء اللہ اس سے بالکل خوش نہیں ہوتے۔ کیونکہ ولی اللہ ہوتا ہی وہ ہے جو حضور ﷺ کی اطاعت کرے۔ جب صاحب مزار ہی زائر کے فعل سے ناراض ہوں گے تو ان کے صدقہ سے زائر کی مراد کیسے پوری ہوگی؟۔

مذکورہ اشیاء چڑھانے سے ثواب نہیں، گناہ ہوتا ہے اور ان چیزوں کی خرید

Marfat.com

فروخت بھی ناجائز وحرام ہے۔

جس مزار پرایسی چیزیں چڑھائی جاتی ہوں، اس مزار کے احاطہ میں جاکر فاتحہ پڑھنا بھی ناجائز ہے البتہ احاطہ مزار کے باہر فاتحہ پڑھ سکتا ہے۔

اور جس مزار یا مقام پر ایسی چیزیں ہوں، وہاں جانا بھی ناجائز وحرام ہاں ان خرافات کو دور کرنے کیلئے جاسکتا ہے اور مزارات سے ایسی خرافات کا دور کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ ''نہی عن المنکر'' ہے۔ جس محلّہ یا گاؤں یا جس بستی کے قریب ایسا مزار واقع ہو، جس پر لوگ مذکورہ خرافات کے مرتکب ہوتے ہوں تو گردونواح کے لوگوں پر ان کا دور کرنا ضروری ہے ورنہ سب گنہگار ہونگے اگر ایسا مزار محکمہ اوقاف کی زیر تحویل ہو تو محکمہ کے افسروں پر بھی ان کا دور کرنا لازم وضروری ہے، ورنہ یہ بھی اہل محلّہ کے ساتھ گناہ میں شریک ہوں گے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ یونہی متولی مزار کیلئے بھی ضروری ہے اور ارباب اختیار پر بھی واجب کہ مذکورہ چیزوں کو مزارات ومقدس مقامات سے دور کرائیں کیونکہ انہیں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ قوم کا قیمتی سرمایہ بھی ضائع ہوتا ہے۔

مزارات ومقدس مقامات سے مذکورہ خرافات کو دور کرنے والے افراد بشرط خلوص یقیناً اجر عظیم کے مستحق ہوں گے، بلکہ حضور علیہ السلام کی مردہ سنت زندہ کرنے والے زمرہ میں شمار ہوں گے اور امید غالب ہے۔ بارشاد حضور اقدس ﷺ "من تمسك بسنّتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد" سو شہید کے ثواب کے مستحق ہوں گے۔[1]

---

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰

اگر کوئی قدرت کے باوجود ان منکرات کو دور نہیں کرتا تو سخت گنہگار ہے اور قدرت سے مراد وہی ہے جس کا ذکر حضور علیہ السلام نے اپنے اس ارشاد گرامی میں کیا: ''من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان'' جو تم میں سے کوئی ناجائز بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے اگر اس کی طاقت نہ پائے تو اپنی زبان سے منع کرے۔ اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا جانے اور یہ سب میں کم تر درجہ ایمان کا ہے۔''[1]

مزارات پر ٹل لٹکانا شیطانی کام ہے اور یہ خیال کرنا کہ ہمارے آنے کی خبر صاحب مزار کو ٹل بجانے سے ہوتی ہے، سراسر جہالت اور بیہودہ خیال ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: ''سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتدخل الملائکة بیتا فیہ جرس۔''[2] میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جس گھر میں ٹلی ہو وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے تھے ''مع کل جرس شیطان''[3] ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے۔ مذکورہ اشیاء کی ممانعت پر حضور علیہ السلام کی کافی احادیث واقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہیں۔ ان میں سے چند ارشاد ذکر کیے جاتے ہیں:

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم مکة الٰی ان یدخل البیت وفیہ الألھة مامر بھا فاخرجت فاخرج صورة ابراھیم واسمٰعیل فی ایدیھما من الازلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتلھم اللہ لقد علموا ما استقسما بھا قطٌّ ثم دخل البیت فکبّر فی نواحی البیت

---

(۱) در مشکوٰۃ ص ۴۳۶　(۲) مشکوٰۃ ص ۳۷۹　(۳) مشکوٰۃ ص ۳۷۹

Marfat.com

وخرج ولم یصل ۱؎

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسالت مآب ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جانا گوارا نہ کیا کیونکہ اس کے اندر مشرکین کے رکھے ہوئے بہت سے بت تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی نسبت حکم فرمایا وہ سب باہر کردیے گئے اور ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کی تصویروں کو بھی باہر لائے۔ ان دونوں تصویروں کے ہاتھ میں قمار کے تیر تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا ان (مشرکین) کو غارت کرے۔ واللہ ان کو خوب معلوم ہے کہ ان دونوں حضرات نے کبھی ان تیروں سے قمار نہیں کھیلا (اور پھر بھی ان کے ہاتھ میں تیر دے دیئے) اس کے بعد آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور سب گوشوں میں ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' فرمایا اور آپ نکل گئے اور اس میں نماز ادا نہ فرمائی ۲؎

عن ابی محمد الھذلی عن علی قال کان رسول اللہ ﷺ فی جنازۃ فقال ایکم ینطلق الی المدینۃ فلایدع بھاوثناً الا کسرہ ولا قبراً الاسواہ ولاصورۃ الالطخھافقال رجل انایارسول اللہ فانطلق فھاب اھل المدینۃ۔فرجع فقال علیّ انا انطلق یارسول اللہ لم ادع بھا وثناً الا کسرتہ ولاقبراً إلاّسویتہ ولاصورۃ الالطختھاثم قال رسول اللہ ﷺ من عادلصنعۃ شئ من ھذافقط کفربماانزل علی محمد ۳؎

---

(۱) بخاری جلد۲،ص۶۱۴ (۲) تیسر۱۲۳، بخاری

(۳) مسند احمد، مسلم (کتاب الجنائز) اور نسائی (کتاب الجنائز) میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث منقول ہے۔

Marfat.com

ابو محمد ہذلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" تم لوگوں سے کون ہے جو جا کر مدینہ میں کوئی بت نہ چھوڑے جسے توڑ نہ دے اور کوئی قبر نہ چھوڑے جسے زمین کے برابر نہ کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جسے مٹا نہ دے۔ ایک شخص نے عرض کیا" میں اس کے لئے حاضر ہوں" چنانچہ وہ گیا مگر اہل مدینہ کے خوف سے یہ کام کئے بغیر پلٹ آیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور واپس آ کر انہوں نے عرض کیا کہ" میں نے کوئی بت نہیں چھوڑا جسے توڑ نہ دیا ہو، کوئی قبر نہیں چھوڑی، جسے زمین کے برابر نہ کر دیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جسے مٹا نہ دیا ہو۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:" اب اگر کسی شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز بنائی تو اس نے اس تعلیم سے کفر کیا جو محمد (ﷺ) پر نازل ہوئی ہے۔" والعیاذ باللہ رب العالمین۔

عن عبداللّٰه بن عباس انه قال دخل النبی ﷺ البیت فوجدفیه صورة ابراهیم وصورة مریم علیهما الصلٰوة والسلام فقال صلی اللّٰه علیه وسلم امالهم فقد سمعوا ان الملٰئكة لاتدخل بیتافیه صورة الحدیث هذا لفظه فی حج وفی الانبیاء ان النبی ﷺ لمارأی الصور فی البیت لم یدخل حتی امربها فمحیت الحدیث وفی المغازی فاخرج صورة ابراهیم واسمٰعیل علیهما الصلاة والسلام الحدیث هذه كلهاروایات البخاری وذكرابن هشام فی سیرة قال وحدثنی بعض اهل العلم ان رسول اللّٰه ﷺ دخل البیت یوم الفتح فرای فیه صوره الملٰئكة وغیرهم فرانی ابراهیم علیه الصلٰوة والسلام مصور فذكرالحدیث الی ان قال ثم امربتلك الصور كلهافطمست۔

(۱) بخاری

Marfat.com

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ روز فتح مکہ، کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے۔اس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ کرام کی تصویریں نظر پڑیں، کچھ پیکر دار، کچھ نقش دیوار۔حضور اقدس ﷺ ویسے پلٹ آئے اور فرمایا ''خبر دار رہو! بے شک ان بنانے والوں کے کان تک بھی، یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہواس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے۔ پھر حکم فرمایا کہ '' جتنی تصویریں منقوش تھیں، سب مٹادی گئیں، اور جتنی مجسم تھیں، سب نکال دی گئیں۔ انہیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح، صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبیاالاکرام وعلیہما و بارک وسلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں۔جب تک کعبہ معظمہ سب تصویروں سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے اسے شرف نہ بخشا۔[1]

عن جابر بن عبداللّٰہ قال کان فی الکعبۃ صور فامر النبی ﷺ عمر بن الخطاب ان یمحوھا فبلّ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثوباً ومحاھا بہ فدخلھا صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ومافیھا شیئ وفی حدیثہ عندالامام الواقدی وکان عمر قدترک صورۃ ابراھیم فلمادخل ﷺ راھا فقال یاعمر الم آمرک ان لاتدع فیھا صورۃ ثم رای صورۃ مریم فقال امسحوا مافیھامن الصور قاتل اللّٰہ قوماً یصورون مالایخلقون۔[2]

عمر بن تبیہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ان النبی ﷺ دخل الکعبۃ فامرنی فاتیتہ بماءٍ فی دلو فجعل یبل الثوب ویضرب بہ علی الصور ویقول قاتل اللّٰہ قومایصورون مالایخلقون۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰،ص ۱۴۶۔ (۲) مسند امام احمد

Marfat.com

ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ان المسلمین تجردوا فی الازر واخذوا الدلاء وانجروا علی زمزم یغسلون الکعبۃ ظہرھا وبطنھا فلم یدعوا اثراً من المشرکین الامحوہ وغسلوہ۔

حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں، حضور اقدس ﷺ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مٹانے کا حکم فرمایا۔ حضرت اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین چادریں اُتار اُتار کر امتثالِ حکم اقدس میں سرگرم ہوئے۔ زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا۔ کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں۔ یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹا دیئے۔ جب حضور علیہ السلام نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہیں رہا، اس وقت اندر رونق افروز ہوئے۔ اتفاق سے بعض تصاویر مثل ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا۔ پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دُھلی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا "اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر۔

قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا لا ندخل کنائسکم من اجل التماثیل التی فیھا الصور[1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں سے فرمایا کہ ہم تمہارے کینسوں (گرجا گھروں) میں اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ ان میں تصویریں ہیں۔

کان ابن عباس یصلی فی بیعۃ الا بیعۃ فیھا تماثیل[2]

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: ہم گرجا میں نماز پڑھ لیتے ہیں مگر کسی ایسے گرجا میں نہیں، جہاں تصویریں ہوں۔

---

(۱) بخاری (کتاب الصلوٰۃ۔) (۲) بخاری (کتاب الصلوٰۃ)۔

Marfat.com

عن ابی الهیاج الاسدی قال قال علیؓ الا ابعثك علیٰ مابعثنی علیه رسول اللّٰه ﷺ ان لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سوّیته ولا صورة الا طمستها[1]

ابوالھیاج اسدی کہتے ہیں کہ ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے کہا کیا نہ بھیجوں میں تم کو اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی مجسمہ نہ چھوڑو، جسے توڑ نہ دو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو جسے زمین کے برابر نہ کردو، اور کوئی تصویر نہ چھوڑو، جسے مٹا نہ دو۔

عن حنش الکنانی عن علی انه بعث عامل شرطته فقال له اتدری علی ما ابعثك علی ما بعثنی علیه رسول اللّٰه ﷺ ان انحت کل صورة ان اسوی کل قبر[2]

حنش کنائی کہتے ہیں ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پولیس کے کوتوال سے کہا کہ ''تم جانتے ہو، میں کس مہم پر تمہیں بھیج رہا ہوں؟ اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا یہ کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر قبر کو زمین کے برابر کردوں۔''

عن عائشه قالت لما اشتکی النبی ﷺ ذکر بعض نسائه کنیسة یقال لها ماریة وکانت ام سلمة وام حبیبة اتتا ارض الحبشة فذکرتا من حسنها وتصاویر فیها فرفع راسه فقال اولئك اذا مات فیهم الرجل الصالح بنوا علی قبره مسجدا ثم صوروا فیه تلك الصور اولئك شرار خلق اللّٰهِ۔[3]

ام عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی مرض میں بعض ''ازواج مطہرات'' نے ایک گرجا کا ذکر کیا، جس کا نام ''ماریہ'' تھا اور حضرت

---

(۱) مسلم (کتاب الجنائز) جلد ا، ص ۳۱۲۔ نسائی، جلد ا۔ ص ۲۸۵

(۲) مسند احمد (۳) صحیح مشکوٰۃ

Marfat.com

ام المومنین ام سلمہ وام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملک شام میں ہو آئی تھیں ان دونوں بیبیوں نے "ماریہ" کی خوبصورتی اور اس کی تصاویر کا ذکر کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے سر اُٹھا کر فرمایا یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ انتقال کرتا ہے، اس کی قبر پر مسجد بنا کر، اس میں تبرکاً اس کی تصویر لگاتے ہیں۔ یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔"

عن حبان حصین قال لی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ الا ابعثك علی مابعثنی علیہ رسول اللہ ﷺ ان لاتدع صورۃ الا طمستھا ولا قبراً مشرفاً الا سویتہ [1]

حبان بن حصین سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے مامور فرما کر بھیجا تھا کہ جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جو قبر (حد شرع سے زیادہ) اونچی پاؤ (اسے حد شرع کے) برابر کردو۔ (بلندی قبر میں حد شرع ایک بالشت ہے۔) [2]

عن عبداللہ قال دخل النبی ﷺ مکۃ یوم الفتح وحول البیت ستون وثلث مائۃ نُصُب فجعل یطحنھا بعود فی یدہ ویقول جاء الحق وزھق الباطل جآء الحق ومایبدی ومایعید۔ [3]

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ:

(۱) جو چیز غیر مشروع ہو کسی مقبول کے ساتھ نام زد ہونے سے، مشروع و معظم نہیں ہو جاتی۔

(۲) مقدس ومتبرک مقام پر اگر کوئی نامشروع کام ہو تو وہاں جانا جائز نہیں الا یہ کہ اس کو مٹانے کیلئے جائے۔

---

(۱) مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

(۲) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۴۵ (۳) بخاری جلد ۲، ص ۶۱۴

Marfat.com

(۳) بزرگوں کی تصاویر کی تعظیم کرنا اور متبرک سمجھنا ناجائز اور سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اربابِ بصیرت کے لیے یہی کافی ہے۔

خادم الاولیاء

۲۱/اپریل ۱۹۸۲ء مفتی علی احمد سندھیلوی

۲۵/جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

الجواب صحیحٌ والمجیب مصیبٌ۔ واللہ اعلم

(محمد عبدالقیوم غفرلہٗ)

۲۶/جمادی الآخر ۱۴۰۲ھ (جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مہر دارُ الافتاء (دستخط بمعہ مہر)

مولانا نورانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں نذر پیش کرنا:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''جب میں فریضۂ حج کے لئے کراچی پہنچا تو حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی۔ روانہ ہونے سے قبل میں نے آپ کی خدمت میں کچھ نذر پیش کی تو آپ فرمانے لگے'' مولانا! آپ تو خود مسافر ہیں اور سفر میں ہیں۔ مجھ سے زیادہ تو آپ کو ضرورت ہے!'' میرے اصرار پر آپ نے قبول فرمالیے اور چند ہی لمحوں کے بعد فرمانے لگے'' میں نے یہ پیسے لے لیے اور اب آپ میری طرف سے قبول فرمالیں۔'' یعنی اس طرح نذر واپس لوٹادی۔ سبحان اللہ!

اردو زبان میں تقریر جمعہ شروع فرمانا:

کئی سال پہلے استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اردو زبان میں جمعہ کی تقریر فرمانا

Marfat.com

شروع فرمائی۔اس لئے کہ لوگ آج کل شہروں میں اُردو زبان کی طرف زیادہ مائل ہو رہے ہیں نیز قومی زبان بولنے والے کو کچھ زیادہ پڑھا لکھا خیال کرتے ہیں اور اس طرح تقریر و بیان بڑے دھیان سے سنتے ہیں۔آپ نے چند جمعے وعظ اُردو زبان میں ہی بڑے اچھے انداز سے فرمائے۔راقم نے ایک دن عرض کیا کہ ''استاد صاحب! آپ کی تقریر اردو زبان میں بھی بڑی عام فہم ہوتی ہے لیکن جب آپ حضرت میاں شیر محمد صاحب، حضرت کرمانوالہ اور مولوی چراغ دین صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص بات ''پنجابی زبان'' کو ''اردو زبان'' میں بیان فرماتے ہیں تو ''اردو الفاظ'' کا وہ اثر نہیں ہوتا۔جو''پنجابی الفاظ'' کا ہوتا ہے!'' کیونکہ ''پنجابی الفاظ'' ان بزرگوں کے منہ سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔''اس کے بعد آپ نے اردو زبان میں تقریر فرمانا ختم فرمادی۔

حضرت سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مولانا نورانی علیہ الرحمہ کے حق میں دعا فرمانا اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کا بارھا سننا:

استاد محترم کو قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ سے محبت عشق کی حد تک تھی۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے جو میں (مولوی محمد امین) سپرد قلم کر رہا ہوں۔استاد محترم نے یہ بات بارہا مجھ سے سنی اور دوسرے احباب کو بھی سنائی۔

راقم ۱۹۸۴ء میں غزالی زماں رازی دوراں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس درجہ حدیث میں پڑھتا تھا۔غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کراچی سے کوئی ملنے آتا تو آپ اس سے پوچھتے کہ ''حضرت نورانی میاں کا کیا حال ہے؟'' ایک دفعہ جب کہ آپ ''دارالحدیث'' میں بخاری شریف پڑھا رہے تھے،

Marfat.com

ایک صاحب ملنے کے لئے آئے حضرت نے پوچھا ''حضرت نورانی میاں کا کیا حال ہے؟''

آنے والے صاحب نے بتایا کہ ''نورانی میاں علیل ہیں، آپ کی طبیعت ناساز ہے!''

حضرت نے سن کرفوراً کہا کہ ''میرے سب بیٹے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت نورانی میاں کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔'' آپ نے دعا کے لے ہاتھ اُٹھائے تو آپ پر رقت طاری تھی۔ یوں دعا کی کہ ''اے اللہ! ہماری زندگی بھی حضرت نورانی میاں کو دے دے اور تادیر اُن کا سایہ ہم پر قائم رکھ۔ اے اللہ! اگر ان کا سایہ ہم پر نہ رہا تو ہمارے جینے کا کیا فائدہ؟''

استاد صاحب علیہ الرحمہ بار بار یہ بات سنتے تھے اور کئی بار ایسا ہوا کہ مجھے بلا کر حاضرین کے سامنے فرماتے ''وہ بات سناؤ کہ حضرت غزالی زماں کاظمی صاحب کیا فرماتے تھے؟'' آپ فرماتے ''حضرت کاظمی صاحب کو حضرت شاہ احمد نورانی کے مقام اور اُن کی قدر و منزلت کا صحیح پتہ تھا۔''

''پیر و مرشد کے لئے ''سیّد'' ہونا ضروری نہیں'':

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ فرمایا اور لکھا بھی ہے جو من وعن نقل کیا جاتا ہے:

''تمام سادات کرام عزت وعظمت وفضیلت والے ہیں۔ یہ فضیلت کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ نہ ہی پیرومرشد ہونے کیلئے ''سیّد'' ہونا ضروری ہے۔ مگر پیرومرشد اور قائد ہر ایک نہیں ہوتا۔ حضرت شاہ صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ صاحب کیلیانوالے (اور سیّد حافظ محمد ابراہیم شاہ صاحب، نارنگ منڈی) باوجود ''سیّد'' ہونے کے حضرت اعلیٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور حضرت ثانی صاحب علی پوری رحمہم اللہ تعالیٰ ''سیّد'' ہیں اور وہ آلومہار والے حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مرید

Marfat.com

ہیں۔ایسے ہی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف اور پیر فضل شاہ صاحب علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

عکسی و دستی تصویر:

استاد صاحب علیہ الرحمہ تصویر اُتروانا اور بنوانا ناجائز سمجھتے تھے۔جب حکومت پاکستان نے شناختی کارڈ لازمی قرار دیے تو آپ نے بوجہ تصویر کافی دیر تک شناختی کارڈ نہ بنوایا۔ایک دن راقم سے فرمانے لگے "بندہ کسی دوسرے ملک میں ہی چلا جائے جہاں یہ سلسلہ نہ ہو لیکن اب تو کوئی بھی جگہ اور ملک ایسا نہیں ہے، جہاں شناختی کارڈ لازمی نہ ہو۔" بہر حال مجبوراً تصویر اُتروائی۔

اپنے استاد حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد نقشبندی قادری صاحب بانی "حزب الاحناف، لاہور" کے حوالہ سے بیان فرماتے کہ آپ نے پہلا حج بغیر تصویر کے ادا فرمایا۔بعد ازاں تصویر لازمی قرار دے دی گئی لیکن آپ نے اس تصویر کی وجہ سے دوسرا حج نہ فرمایا۔ایک مولوی صاحب عرض کرنے لگے "حضرت! چھوٹا سا گناہ ہے اور اتنی بڑی سعادت حاصل ہو جائے گی۔" اس پر فرمانے لگے: "مولانا! گناہ بھی چھوٹا ہوتا ہے! فرضی حج تو میں نے بغیر تصویر کے کر ہی لیا ہے۔اگر میں تصویر اتروا کر دوبارہ حج کے لئے چلا جاؤں تو میں حضور ﷺ کے حضور کیا منہ دکھاؤں گا؟ کہ گناہ کر کے میرے پاس آ گیا ہے۔" بہر حال آپ نے دوسرا حج ادا نہیں فرمایا۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ کو کسی ذریعہ سے پتہ چلا کہ حاجی محمد لطیف صاحب عرف جج ساکن بھوگیوال نے اپنے گھر آپ کی تصویر لگا رکھی ہے۔آپ نے حاجی صاحب سے فرمایا "وہ تصویر جو گھر لگا رکھی ہے وہ لا دو!" حاجی صاحب تصویر لے آئے اور استاد صاحب علیہ الرحمہ نے واپس نہ کی بلکہ اس کو پھاڑنے کی کوشش فرمائی۔

Marfat.com

ایسے ہی ایک مرتبہ مدرسہ میں ''قندیل'' رسالہ کا نمائندہ آیا اور کہنے لگا کہ ''میں آپ کے مدرسے کا تعارف دینا چاہتا ہوں۔'' اس سلسلہ میں اس نے ایک رپورٹ تیار کی اور جاتے ہوئے ایک تصویر بھی لے گیا کہ ہم نے اپنے ریکارڈ میں رکھنی ہے جب یہ رسالہ چھپا تو وہ نمائندہ تقریباً ایک صد کاپیاں لے کر مدرسہ میں آیا۔ اُس میں مدرسہ کے تعارف کے ساتھ استاد صاحب علیہ الرحمہ کی تصویر بھی تھی۔ آپ دیکھ کر بہت افسردہ اور رنجیدہ ہوئے کہ اس نے ہمیں تو یہ کہا تھا کہ ''تصویر صرف ریکارڈ کیلئے چاہیے!'' خیر کچھ دیر رسالے پڑے رہے۔ پھر طلباء سے فرمانے لگے ''سیاہی لے کر تمام تصاویر پر لگا دو تا کہ پتہ ہی نہ چلے۔'' لیکن سیاہی لگوانے کے باوجود بھی رسالے تقسیم کرنا گوارہ نہ فرمائے اور ایسے ہی ضائع ہو گئے۔(۱)

خیالی تصویر مت بناؤ!
ہو سکے تے اصلی وی نہ لاؤ!

ویڈیو فلم کے بارے علمائے کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں نگیٹو (Negative) نہیں ہوتا اور بظاہر نہ ہی کوئی عکس وغیرہ ٹیپ (Tape) پر نظر نہیں آتا بلکہ (Magnatic Tape) اور (Head or Recorder) کے باہمی عمل سے تصویر بنتی ہے۔

اندازِ تربیت:

مولانا محمد امین صاحب رقمطراز ہیں کہ ''استاد محترم تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بہت زور دیتے تھے۔ یہ واقعہ بھی اکثر سنتے اور خصوصاً اپنے صاحبزادوں محمد عبدالرؤف

(۱) استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے والد صاحب کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ ''بظاہر بزرگوں کی تصاویر گھر میں لگانے سے فیض میں رکاوٹ معلوم ہوتی ہے۔'' اس پر آپ فرمانے لگے: ''کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔''

Marfat.com

صاحب اور محمد فاروق صاحب کو پاس بٹھاتے اور فرماتے ''غور سے سنو!'' بات کچھ اس طرح ہے کہ حضرت کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سید ارشد سعید کاظمی پر پابندی لگا رکھی تھی کہ عشاء کے بعد اپنے کمرے میں بیٹھ کر مطالعہ کرنا ہے اور باہر نہیں نکلنا۔ ایک بار حضرت نے دیکھا کہ صاحبزادہ ارشد سعید صاحب کمرے سے باہر بیٹھے، چند احباب سے باتیں کر رہے ہیں۔ ان پر حضرت کی نظر پڑی تو بیٹے کو بلایا اور فرمایا ''کیا یہ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں؟'' صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا ''جی نہیں!'' حضرت نے فرمایا: ''کیا یہ آپ کے مرید ہیں؟'' عرض کیا ''نہیں!'' حضرت نے فرمایا ''عجیب بات ہے یہ مرید بھی میرے ہیں اور ملنے بھی مجھ سے آئے ہیں۔ میں تو فارغ نہیں۔ کیا آپ فارغ ہیں؟'' صاحب زادہ صاحب نے عرض کیا ''جی! ویسے ہی بات کر رہا تھا۔'' حضرت نے فرمایا ''کیا بات کرنا آتی ہے؟'' فرمایا: ''پہلے بات کرنا سیکھو! بات کرنے کیلئے ساری زندگی پڑی ہے۔ آئندہ اگر میں نے دیکھ لیا کہ آپ بعد از نماز عشاء اپنے کمرے سے باہر ہیں تو میں سمجھوں گا کہ آپ کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔''

بیعت:

بیعت فرمانے کا نظریہ بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ ''اگر ان لوگوں کو بیعت نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ جعلی پیروں (یعنی خلاف شرع پیروں) کے کہیں مرید نہ ہو جائیں۔ چلو ہم ان کو نماز اور روزہ کے متعلق ہی بتائیں گے!''

ایک دفعہ بعد نماز عصر بروز جمعہ فرمایا کہ ''میں تو کچھ نہیں۔ بس اپنے ملنے والے دوست احباب کے حسن ظن کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ اس لئے آپ لوگ بھی دعا کیا کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ستار اور غفار ہے۔'' بیعت کے متعلق فرمایا کہ ''ہم لوگ تو سلف صالحین کی صرف نقل کرتے ہیں اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے

Marfat.com

صدقے فضل وکرم فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ ''روایت ہے کہ چند ڈاکوؤں نے ایک مکان میں نقب لگائی ہی تھی کہ گھر والوں کو پتہ چل گیا۔ لوگوں نے ان کو پکڑنے کیلئے دوڑ لگا دی۔ جب ڈاکوؤں نے دیکھا کہ اب خیر نہیں تو راستے میں ایک مسجد میں داخل ہوئے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ جب پیچھا کرنے والے آدمی مسجد میں آئے تو دیکھا کہ کوئی آدمی بھی فارغ نہیں بلکہ سب کے سب نماز ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ چور ادھر نہیں آئے کسی اور طرف چلے گئے ہیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد ڈاکوؤں کے سردار کے دل میں خیال آیا کہ اگر ہم پکڑے جاتے تو بڑی ذلت اور رسوائی ہوتی۔ ہم حقیقتاً نمازی نہیں تھے صرف نمازیوں والی نقل اپنائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی رسوائی سے بچا لیا۔ اگر ہم حقیقی نمازی بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ہمیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچالے گا اور آئندہ چوری سے توبہ کی۔'' اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ''ہماری بیعت بس نقل ہی ہے۔''

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ جب کسی شخص کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے تو سب سے پہلے باوضو ہوتے اور بیعت کیلئے آنے والے کو بھی وضو کے متعلق فرماتے۔ بعد ازاں اُسے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں دینے کیلئے فرماتے اور کچھ یوں عہد لیتے:

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتا ہوں کہ ''میں مسلک اہلسنّت و الجماعت'' پر قائم رہوں گا۔ گناہوں سے بچوں گا اور نیک کام کروں گا۔ نماز پڑھوں گا، روزے رکھوں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا تو زکوٰۃ اور حج بھی ادا کروں گا۔'' اس کے علاوہ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دُعا[1]۔ ہر نماز کے بعد گیارہ (۱۱) مرتبہ قل شریف اور فرائض کے بعد آیۃ الکرسی، اور درودِ خضری ﴿ صلی اللّٰہ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمد

(۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں اور نکلتے وقت بایاں پاؤں رکھنا ہے۔ نیز نکلتے وقت بایاں پاؤں جوتے پر رکھے لیکن پہنتے وقت دایاں جوتا پہلے پہننے کے متعلق فرماتے۔

Marfat.com

وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم﴾ کم ازکم ایک تسبیح اورزیادہ جتنا بھی نباہ ہوسکے، پڑھنے کے متعلق فرماتے۔رات کوسوتے وقت ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کی ''م'' کوالحمد شریف کی ''لام'' سے ملاکراورچاروں قل[1] پڑھ کراپنے ہاتھوں پرپھونک مارکراپنے جسم پر پھیرنااوراس کے بعد داہنی کروٹ لیٹ کر''اَللہ اَللہ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوْ'' پڑھتے پڑھتے سو جانے کے متعلق فرماتے۔

منصور حلّاج علیہ الرحمہ کا ''اناالحق'' فرمانا:

ایک مرتبہ بیان فرمایاکہ حضرت منصورحلاؔج علیہ الرحمہ کی زبان سے جوالفاظ ''اناالحق'' نکل رہے تھے۔وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اورزبان آپ کی تھی، کیونکہ وہ اپنی ہستی کوختم کرچکے تھے،اورفنافی اللہ کے مقام پرفائز تھے۔

گفتۂ او، گفتۂ اللہ بود
گرچہ ازحلقوم عبداللہ بود

تاھنگ وصال سجن دی اندر، دل نوں تازہ رَکھیں
''ان شاء اللہ'' کسے زمانے، دیکھ لویں گا اَکھیں
جے کردلبرنہ لبھے تینوں، بے اُمیدنہ ہوویں
سن سن بولی ماھی والی،اَگے اَگے ہوویں

شاہ منصوؔر''اناالحق'' کہندیاں، کیوں نہیں شرمایا؟
توں نہیں محرم **یار محمد**، کہنداکون پرایا![2]

(۱) سورۃ الکافرون،اخلاص (۳مرتبہ) بمعہ اعوذاورتسمیہ (اعوذباللّٰہ ......اوربسم اللّٰہ) جبکہ آخری معوذتین کے ساتھ صرف بسم اللہ شریف پڑھنی ہے۔

(۲) یادرہے کہ یہ اشعاراستادصاحب علیہ الرحمہ نے اپنے دست مبارک سے ایک چھوٹے سے کاغذ کے ٹکڑے پرتحریرفرمائے تھےاورساتھ یہ بھی تحریرفرمایاکہ: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

ایسے ہی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے حوالہ سے بات اس طرح فرماتے کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی حضوری اس قدر ہوتی، فرماتے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ''اللہ اکبر'' کی بجائے ''انت اکبر'' کہوں لیکن شریعت مطہرہ اجازت نہیں دیتی۔''

بعدازاں راقم نے عرض کی کہ ''ایسے ہی جیسے کسی آدمی میں جن حاضر ہوجاتا ہے۔ اس وقت کلام جن کا ہوتا ہے اور زبان آدمی کی ہوتی ہے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ''بالکل ایسے ہی ہے!''

استاد محترم کی زندگی کے چند تابندہ و درخشندہ امتیازی پہلو:

مولانا غلام رسول صاحب مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور بیان کرتے ہیں ''استاذ العلماء، کشتۂ محبت خدا، عاشق سید الانبیاء، استاذ الاساتذہ، استاذی المکرّم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، علم وعرفان کے منصب عظیم اور ورع وتقویٰ کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہونے کے باوجود سادگی وفروتنی عجز وانکساری اور اخلاص وعمل کی عمدہ تصویر تھے۔ جن سے شرف ملاقات کے وقت احساس ہوتا کہ جن سلف صالحین بزرگوں کا تذکرہ کتابوں میں ہوتا ہے انہی میں سے کسی مرد جلیل کی زیارت سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

''ایک مرتبہ حضرت سیّد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالے، مسجد نور (چٹی مسجد) کے داہنے حجرہ میں تشریف فرما تھے اور مولوی صاحب مندرجہ بالا (مولانا یار محمد علیہ الرحمہ، مرید حضرت سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ) اشعار پڑھ کر سنا رہے تھے۔ صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب نے بحوالہ استاد صاحب علیہ الرحمہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ مایہ ناز شاعر مولانا یار محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کی مسجد میں وعظ شروع کیا اور کچھ ہی دیر بعد خاموش ہو گئے۔ فرمانے لگے کہ ''آج یہی وعظ ہے۔'' لوگ یعنی سامعین دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

Marfat.com

استاذی المکرّم ،ایسی عظیم شخصیت جوکئی اوصاف جمیلہ کے ساتھ متصف تھی کے بارے کچھ زیب قرطاس کرنے لگا تو بقوتِ تدبر وفہم کئی بار سوچا کہ ان کی زندگی کے کس پہلو کو موضوعِ سخن بناؤں ۔ان کی ''خداوند عالمین سے محبت والفت کو'' یا ''سرکار دو عالم ﷺ سے عشق کو''، ''آل بیت اطہار سے مودت کو'' یا ''اصحاب رسول پر وارفتگی کو''، ''ان کے افکار ونظریات کو'' یا ''ان کے فہم وتدبر کو'' ان کے تقویٰ وورع کو'' یا ''عظیم فقہی بصیرت کو''، ان کی '' تواضع وانکساری سے آراستہ حیات مبارکہ کو'' یا ''علمی وجاہت کو''، ''باطل کے سامنے ان کے آئینی استقلال کو'' یا '' دینی استواری کو''، ''ان کی صداقت شعاری وحق گوئی کو'' یا '' درس وتدریس میں عقدہ کشائی کو''، ''ان کی سخاوت کو'' یا ''شجاعت کو''، ''ان کے پروردگار دو عالم پر توکل کو'' یا '' ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کو'' ، ''ان کی فہمائش آمیز نصائح کو'' یا ''شستہ وشیریں اندازِ تربیت کو''، ''ان کے حسن اخلاق کو'' یا ''حسن انداز کو''، ''انکے اساتذہ کے ادب کو'' یا ''طلبہ کی تادیب کو''، ''ان کی سنت خیر البشر پر استقامت کو'' یا '' بدعت کا قلع قمع کرنے کو''، غرض یہ کہ ان کی زندگی کا ہر شعبہ اپنے اندر اتنی وسعت رکھتا ہے، کہ ہر ایک پر کچھ تحریر کرنے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں ۔تاہم اپنے مربی ومحسن کی زندگی کے تابدہ ودرخشاں امتیازی پہلوؤں میں سے چند امتیازی پہلوؤں کو رقم کرنے کی جسارت کرتا ہوں:

(ا) تقوی و ورع:

علامہ ابن نجیم حنفی ''البحر الرائق شرح کنز الدقائق'' میں تقویٰ وورع کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''تقویٰ وورع'' کے درمیان فرق یہ ہے کہ ''تقویٰ'' محرمات سے احتراز کو کہتے ہیں اور ''ورع'' شبہات سے اجتناب کو کہتے ہیں ۔استاذی المکرّم ''تقویٰ وورع'' کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ان کے ''ورع'' کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں ۔کہ بسا اوقات استاذ محترم کو راستے میں کوئی عقیدت مند نقدی پیش کرتا تو استاذ

Marfat.com

گرامی دفتر پہنچنے پر الماری کھولتے تو فرماتے کہ ''معلوم نہیں کہ اس نے یہ میرے لیے دیے تھے یا مدرسہ کیلئے، یہ جملہ کہتے ہی وہ پیسے مدرسہ کے کھاتے میں رکھ دیتے اور انکے ''تقویٰ اور فتویٰ'' کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دارِ فانی سے دارِ آخرت کی طرف رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ ''میری قبر مدرسہ میں نہ بنائی جائے کیونکہ مدرسہ کی زمین وقف ہے، جو میری ملکیت نہیں ہے۔''

(ب) طلبہ کے ساتھ اخلاص اور ان کی خیر خواہی:

کچھ مدارس کے منتظمین کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جو طالب علم ان کے مدرسے میں داخل ہو گیا وہ ادھر ہی پڑھے۔ خواہ اس کو اسکا مطلوب کماحقہ حاصل ہو رہا ہو یا نہ لیکن استاذ گرامی کے اندر یہ بات برائے نام بھی نہ تھی۔ اُنہوں نے کئی ذکی و فہیم طلباء کو علمی تشنگی بجھانے کے لئے استاذ الکل ملک التدریس حضرت علامہ مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ جن میں استاذ گرامی کے مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا محمد اشرف صاحب علیہ الرحمہ ''شارح حسامی و مرقاۃ'' سرفہرست ہیں، اور بقول صاحبزادہ محمد عبد الرؤف نورانی زیدہ مجدہٗ استاذ گرامی نے جامعہ فاروقیہ رضویہ کے استاذی المکرّم حضرت علامہ مولانا محمد دلاور حسین صاحب مدظلہٗ العالی کو ان کے استاذ گرامی مولانا محمد اشرف صاحب علیہ الرحمہ کی مخالفت کے باوجود بندیال سے زیور تعلیم سے آراستہ ہونے کیلئے بھیجا۔ اس سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ استاذ گرامی طلبہ کے ساتھ کس قدر مخلص اور ان کے خیر خواہ تھے۔ استاذ صاحب علیہ الرحمہ نے مزید فرمایا کہ ''مولانا محمد اشرف صاحب، مولانا محمد امین صاحب دو گیچ) اور مولانا محمد عارف صاحب، اوکاڑہ) کو بندیال بھیجنے کی وجہ سے ہی مجھے جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے فارغ کیا گیا تھا۔''

(ج) طلبہ کی تربیت:

آج کل مدارس میں طلبہ کی تربیت پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے لیکن استاذ گرامی کی

Marfat.com

ذات میں قدرت نے طلبہ کی تربیت کرنے کا ملکہ ودیعت کر رکھا تھا۔ ان سے کسب فیض کرنے والا، صرف زیورِ علم سے ہی نہیں بلکہ عمل واخلاص اور ادب سے بھی مزین و آراستہ ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ استاذ گرامی کو اپنا قرب خاص نصیب فرمائے اور ان کے لگائے ہوئے پودے کو ان کی موجودگی میں جو تناور درخت بنا چکا تھا، کو مزید عروج نصیب فرمائے۔ ان کے صاحبزادگان کو ان کے نقش قدم پر چلائے۔

حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا تو مجھے ٹھہرنے کیلئے فرمایا تو دو دن بعد میں نے اجازت چاہی تو آپ فرمانے لگے ''ابھی اور ٹھہرو!'' لیکن میں نے میاں غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ میں فلاں تاریخ کو پہنچ جاؤں گا۔ اس لئے میرے اصرار پر آپ نے مجھے اجازت فرما دی۔ جب میں نے یہ بات اپنے والد میاں تاجدین صاحب علیہ الرحمہ کو بتائی تو بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ نہیں تھا، تمہیں زیادہ پتہ تھا!'' میری تو توجہ ہی تمہاری طرف تھی'' کیونکہ انہوں نے خود آپ کو حاضری کیلئے بھیجا تھا کہ ظاہری علوم تو تم نے پڑھ لیے لیکن اللہ کے بندے کی صحبت میں بھی بیٹھنا چاہیے۔''

ایک موقعہ پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''مولوی صاحب! آپ کیا کام کرتے ہیں؟'' میں نے ادباً جواب دیا کہ ''میں پڑھتا ہوں!'' حالانکہ میں شرقپور شریف میں ان دنوں پڑھاتا تھا۔ اس پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''مولوی جی! مینوں تہاڈی گل وچ رولا معلوم ہوندا اے۔ انج کیوں نہیں کہندے کہ میں پڑھاناواں۔'' یعنی تمہاری بات ٹھیک معلوم نہیں ہوتی۔ ایسے کیوں نہیں کہتے؟ کہ میں پڑھاتا ہوں۔

Marfat.com

صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی مہربانی:

حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ بھی آپ کے ساتھ خاص محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ”آپ کسی جلسہ وغیرہ کی صدارت نہیں فرماتے تھے بلکہ یہ فرماتے ”میں اس لئے صدارت نہیں کرتا کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ یہ کام نہیں کرتے تھے۔“ لیکن جامعہ فاروقیہ رضویہ تو ہمارا اپنا مدرسہ ہے اور اپنے گھر کی بات ہے۔“ جب مدرسہ میں یہاں تشریف لائے تو فرمانے لگے ”مولوی جی! یہ جگہ کم ہے، ہمیں تو اور جگہ چاہیے!“ اس کے بعد ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مدرسہ کے مغرب کی طرف حویلی بھی عطا فرمادی۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ”والد صاحب کی ملاقات سید عثمان علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے ہوئی تو آپ نے پیغام دیا کہ ”مولوی صاحب کو کہنا کہ مجھے ملیں۔“ والد صاحب نے مجھے آپ کا پیغام دے دیا۔ مجھے پتہ چلا کہ فلاں دن صاحبزادہ صاحب، داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقب میں سیٹھ میں شفیع صاحب کے گھر تشریف

---

(۱) ایک مرتبہ راقم آپ کی زیارت کیلئے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ گڑھی شاہو حاضر ہوا لیکن گھر پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔

(۲) صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات استاد صاحب علیہ الرحمہ سے فرماتے ”مولوی جی! اصل کام تو آپ کر رہے ہیں“ یعنی مدرسہ میں تعلیم دینا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب جلسہ کے اشتہارات چھپے تو اس میں صاحبزادہ عثمان علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی صدارت لکھی ہوئی تھی۔ مولوی قربان علی صاحب نے اپنے بندے بھیجے کہ جاؤ دیکھو کہ جامعہ فاروقیہ رضویہ میں صاحبزادہ صاحب تشریف لائے ہیں یا نہیں کیونکہ وہ تو جلسوں کی صدارتیں ہی نہیں فرماتے۔ پھر آدمیوں نے جا کر صدارت کی تصدیق کی۔“

Marfat.com

لائیں گے۔ لہذا میں اور مولانا محمد اشرف صاحب ادھر پہنچ گئے اور دوسرے ملنے والے احباب کے ساتھ نیچے بیٹھ گئے۔ جب صاجزادہ صاحب علیہ الرحمہ تشریف لائے تو مجھے نیچے بیٹھا دیکھ کر سیٹھ محمد شفیع کو بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے ''تمہیں پتہ نہیں چلتا؟ مولوی صاحب جو ایک عالم دین ہیں انہیں نیچے بٹھایا ہوا ہے۔'' مزید فرمایا کہ ''ان کیلئے کرسی لاؤ'' اس طرح ہمیں کرسی پر بٹھادیا۔ بعدازاں صاجزادہ صاحب فرمانے لگے ''مولوی جی! یہ داڑھی رکھنے کا کیا مسئلہ ہے؟ ہمارے بعض بیلیوں کی لمبی لمبی داڑھیاں ہیں!'' میں نے عرض کیا ''حضور ﷺ ایک مشت (قبضہ) سے زائد اطراف سے لے لیتے تھے اور یہ سنت ہے۔'' اس پر ادھر بیٹھا ہوا ایک آدمی (راجپوت صاحب) بولا کہ ''ہمارے حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی داڑھی تھی۔'' صاجزادہ صاحب نے راجپوت کو ڈانٹا اور فرمایا کہ ''تمہیں پتہ نہیں کہ وہ کس کی بات کررہے ہیں؟ جب حضور ﷺ کی بات آجائے تو کسی اور کی کوئی بات نہیں۔''

اس سلسلہ میں حضرت مولانا امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ فتویٰ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

الجواب:[1]

ریش ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے اس سے کمی ناجائز۔'' شرح مشکوٰۃ میں ہے:

داڑھی بمقدار ایک مشت رکھنا واجب ہے اور جو اسے سنت قرار دیتے ہیں وہ اس معنی میں ہے کہ یہ دین میں آنحضرت ﷺ کا جاری کردہ طریقہ ہے یا اس وجہ سے کہ اس کا ثبوت سنت نبوی سے ہے جیسا کہ نمازِ عید کو سنت کہا جاتا ہے حالانکہ وہ واجب ہے۔[2] (ت)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد 22، ص 581

(۲) اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ (کتاب الطہارۃ، باب السواک) مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ۱/۲۱۲

Marfat.com

''فتح القدیر'' میں ہے:

الاخذ منها وهى دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال[1]

داڑھی تراشنا یا کترنا کہ وہ مشت کی مقدار سے کم ہو جائے ناجائز ہے جیسا کہ بعض مغربیت زدہ لوگ اور ہیجڑے کرتے ہیں۔ (ت)

غرض لحیہ (داڑھی) سے کچھ لینا بھی اسی حالت سے مشروط ہے جبکہ طول میں حدِ شرعی تک پہنچ جائے، ''فتاویٰ ہندیہ'' میں بحوالہ ''الملتقط'' منقول ہے کہ جب داڑھی طول اور عرض میں بڑھ جائے تو ایک مشت مقدار سے زائد کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)[2]

اور پُر ظاہر کہ مقدار ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائے گی یعنی چھوٹے ہوئے بال اس قدر ہوں، وہ جو بعض بے باک جہال لبِ زیریں کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر چار انگل ناپتے ہیں کہ ٹھوڑی سے نیچے ایک ہی اُنگل رہے۔ یہ محض جہالت اور شرع مطہر میں بے باکی ہے غرض اس قدر میں تو علمائے سنت کا اتفاق ہے، اس سے زائد اگر طول فاحش حدِ اعتدال سے خارج بے موقع بدنما ہو تو بلاشبہ خلافِ سنت و مکروہ کہ صورت بدنما بنانا، اپنے منہ پر دروازۂ مسخریہ کھولنا، مسلمانوں کو استہزاء و غیبت کی آفت میں ڈالنا، ہرگز مرضی شرع مطہر نہیں، نہ معاذ اللہ زنہار کہ ریش اقدس حضور پُر نور ﷺ عیاذاً باللہ کبھی حد بدنمائی تک پہنچی، سنت ہونا اس کا معقول نہیں۔

جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی:[3]

---

(۱) فتح القدیر (باب الصیام، باب ما یوجب القضاۃ والکفارۃ، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ۲/۲۷۰

(۲) فتاویٰ ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع عشر، نورانی کتب خانہ، پشاور ۵/۳۵۸

(۳) فتاویٰ رضویہ (مع تخریج)، جلد 22، ص 590

Marfat.com

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یاخذمن لحیتہ من عرضھاوطولھا[1]

''یعنی حضورپرُنوراپنی ریش مبارک کے بال عرض وطول سے لیتے تھے۔''

علماء فرماتے ہیں یہ اس وقت ہوتا تھاجب ریش اقدس ایک مشت سے تجاوز فرماتی، بلکہ بعض نے یہ قید نفس حدیث میں ذکر کی:''کمانقل عن التنویر، المفاتیح والغرائب (جیسا کہ تنویر، مفاتیح اورغرائب سے نقل کیا گیا ہے۔ت) مرقاۃ شریف میں ہے:

قیدالحدیث فی شرح الشرعۃ بقولہ اذازادعلی قدرالقبضۃ وجعلہ فی التنویرمن نفس الحدیث وزادفی الشرعۃ وکان یفعل ذٰلک فی الخمیس اوالجمعۃ ولایترکہ مدۃ طویلۃ[2]

حدیث میں قید''الشرعۃ'' کی شرح میں اس قول سے مذکور ہے جب آنحضرت ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال قدرمشت سے زائد ہوجاتے تو آپ زائد بالوں کوکتروا دیتے تھے، اور''تنویر'' میں قید مذکورکونفس حدیث قراردیا گیا ہے، اور''الشرعۃ'' میں اتنا اضافہ ہے حضوراقدس ﷺ بروزجمعہ یا جمعرات کوایسا کرتے تھے اورزیادہ عرصہ نہیں چھوڑتے تھے۔(ت)

ہمارے علماء کے اقوال گزرے کہ قبضہ سے زیادہ کاتراشنا سنت ہے۔واللہ تعالٰی اعلم (اوراللہ تعالٰی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ت)

---

(۱) جامع الترمذی (ابواب الآداب) باب ماجاء فی الاخذمن اللحیۃ، امین کمپنی، دہلی ۲/۱۰۰

(۲) مرقاۃ المفاتیح (کتاب اللباس) باب الترجل الفصل الثانی، المکتبۃ الحبیبیہ، کوئٹہ ۸/۲۲۳

Marfat.com

بعدازاں صاحبزادہ صاحب علیحدگی میں فرمانے لگے ''میں نے تمہیں اس لیے ادھر بلایا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ مولوی قربان علی سے ناراض تھے اور آخر تک ناراض ہی رہے۔[1] وہ لوگوں سے کہتا رہا کہ ''مجھے معافی دلوادیں۔'' اس کے علاوہ میں نے بذاتِ خود بھی سفارش کی کہ اسے معافی ہو جائے لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محبت سے فرمانے لگے ''پیر جی! اس کی بات مت کریں۔ اسے معافی نہیں ہوگی جب تک سب کے سامنے معافی نہ مانگنے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا معاملہ تھا؟'' استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''یہ سارا قصہ میں نے اپنے والد میاں تاجدین علیہ الرحمہ کو بتایا'' تو آپ فرمانے لگے ''ابھی جلدی جاؤ اور اپنا سارا سامان مولوی قربان علی[2] سے لے آؤ۔'' لہذا میں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب میں سامان لینے گیا تو مولوی قربان علی کہنے لگے کہ ''میں نے تم سے کافی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں کہ آپ ادھر پڑھاؤ گے تو مجھے بھی قبر میں فائدہ پہنچے گا! کیونکہ میرے بھتیجے اس قابل نہیں کہ وہ مدرسہ چلاسکیں۔ اگر کہتے ہو تو تمام رجسٹریاں تمہارے نام لگوا دیتا ہوں اور اگر کہو گے تو میں ادھر سے جانے کیلئے بھی تیار ہوں۔'' مزید کہنے لگے:

ہمہ یاراں جنت ہمہ یاراں.............''

لیکن میں نے حضرت شاہ صاحب اور صاحبزادہ صاحب اور والد صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی

---

(۱) اسی لئے مولوی قربان علی صاحب کو ''مسجد نور'' سے جانا پڑا تھا اور پاکستان منٹ لاہور کے سامنے آبادی میں مسجد و مدرسہ قائم کر لیا۔ ۱۹۱۳ء میں کوٹلہ ملیر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۶ء میں فوت ہوئے۔ اب یہ مسجد وغیرہ محکمہ اوقاف کے زیرِ انتظام ہے۔

(۲) مولوی صاحب کا تعلق مغل قوم سے تھا۔ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے بتایا کہ ایک دفعہ میرے سامنے کسی نے مولوی صاحب سے پوچھا ''تمہارا کس قوم سے تعلق ہے؟'' تو اس نے جواباً کہا ''مغل۔'' اس پر مولوی صاحب کہنے لگے کہ ''میں بھی مغل ہوں۔''

Marfat.com

مرضی و منشاء مبارک کو مدنظر رکھا اور چلا آیا۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''مولوی قربان علی صاحب کو حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ علیہ الرحمہ نے مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مقرر فرمایا۔ آپ کی توجہ کی وجہ سے لوگوں کو مولوی قربان علی سے بڑا فیض حاصل ہوتا تھا اور عالم دین نہ ہونے کے باوجود ایسی عام فہم مثالیں دیکر سمجھاتے کہ میں خود حیران رہ جاتا۔ مثلاً ایک مرتبہ ''علم الیقین'' ''عین الیقین'' اور ''حق الیقین'' کی وضاحت کرتے ہوئے یوں بیان کیا ''اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس گڑھے میں پانی ہے تو اس علم کو ''علم الیقین'' کہتے ہیں۔ اگر تم خود جا کر دیکھ لو تو ''عین الیقین'' اور اگر تم پانی پی لو تو ''حق الیقین'' کہتے ہیں۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ واقعی جب تک حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی توجہ تھی تو مجھے خود بھی ڈر لگتا تھا اور آنے والے لوگوں کے کام بھی ہوتے تھے، لیکن جب آپ ناراض ہوئے تو سارا فیض سلب فرمالیا تو اب وہ بات نہ رہی جو پہلے تھی۔ صاف پتہ چلتا تھا(1) اور پہلے والا ڈر بھی نہ رہا حالانکہ اس سے پہلے اسی بندے سے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی توجہ مبارک سے کرامات تک صادر ہوتی رہیں۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آخری ملاقات بیماری کے دنوں میں گڑھی شاہو میں ہوئی۔ میرے ساتھ ایک طالب علم

---

(1) مثلاً نماز وغیرہ کی پابندی وغیرہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ''امام کے پیچھے پہلی صف میں مولوی صاحب کے ملنے والے اُن کیلئے جگہ چھوڑ دیتے تھے بیشک وہ جماعت میں شامل ہونے کیلئے آئیں یا نہ آئیں۔ اسطرح صف منقطع رہتی۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ ''یہ لوگ جماعت کے وقت جگہ کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟ وہ کہنے لگے ''میں تو نہیں کہتا، خود ہی چھوڑ دیتے ہیں۔'' میں نے کہا ''پھر انہیں منع کیوں نہیں کرتے؟'' ایسے ہی اور شریعت مطہرہ کے خلاف جو افعال ہوتے، اس پر ٹوکتا تو ایک دن مجھے کہنے لگے ''کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے ''کاوڑ'' یعنی غصہ آجائے اور تمہیں نقصان پہنچے'' میں نے کہا ''جو تم نے کرنا ہے کرلو! اب میں تم سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ ''شریعت مطہرہ'' کے خلاف کام ہو رہا ہے۔

Marfat.com

محمد کفیل جو مولانا محمد اشرف صاحب کا قریبی عزیز تھا، دونوں حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ آپ اوپر تشریف فرما ہیں۔ باقی سب لوگ نیچے لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خادم کے ذریعے پیغام بھجوایا تو آپ نے مہربانی فرمائی اور خادم سے فرمایا "صرف مولوی صاحب اور ان کے ساتھ جو طالب علم ہے، وہ آجائیں۔" ہم دونوں اُوپر چلے گئے، سلام لیا اور بیٹھ گئے۔ آپ نے گھریلو گفتگو فرمانا شروع فرمادی حالانکہ ڈاکٹروں نے انہیں بات چیت سے منع کر رکھا تھا اس کے بعد صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا پر تکلف ساگ اور دیسی گھی کے پراٹھے کھلائے۔ کھانا کھانے کے بعد ہم نے اجازت لی اور واپس مدرسہ پہنچ گئے۔

حافظ شہزاد عمر صاحب کا بیعت ہونا:

حافظ صاحب ساکن چاہ میراں لاہور بیان کرتے ہیں کہ "آج مورخہ ۵رجنوری ۲۰۰۸ء سے تقریباً پندرہ سال پہلے کی بات ہے کہ میں اور میرا کزن روزانہ عشاء کی نماز حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار والی مسجد میں پڑھتے تھے۔ خیال پیدا ہوا کہ آپ سے روحانی فیض تو مل رہا ہے لیکن ظاہری طور پر کسی اللہ کے ولی سے بیعت بھی ہونا چاہیے۔ میں وہاں آنے والے ایک بزرگ سے بھی متاثر تھا لیکن میں نے آپ کے دربار پر دعا کی کہ "مجھے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق جو خصوصیات کسی پیر میں ہونی چاہئیں، ادھر بیعت کا اشارہ ہو جائے۔ چند ہی دنوں بعد مجھے استاد محترم علیہ الرحمہ کی طرف اشارہ ہوا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے ذکر کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور ہم دونوں باپ بیٹا استاد محترم علیہ الرحمہ کے بیعت ہو گئے۔(۱)

(۱) حافظ صاحب نے بتایا "جب میرے والد صاحب فوت ہوئے تو میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ "پہلے تو میں اپنے گھر کی باتیں وغیرہ اپنے والد صاحب کے ساتھ کر لیتا تھا۔ اب کس کے ساتھ کروں گا؟ اس پر آپ فرمانے لگے "میں جو ہوں!" میں نے آپ کو شریعت کا نہایت پابند پایا اور غور کیا کہ جس ہستی کے پاس حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کے پیر بھائی حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کے لئے بھیجیں، وہ کوئی عام بندہ نہیں ہو سکتا۔ پھر میں نے آپ کے ساتھ بہت سا وقت گزارا اور سفر کیا۔ یہ ان کی شفقت تھی مجھے بھی بلا لیتے تھے ورنہ مجھ جیسے دُنیا دار کی کیا حیثیت؟"

Marfat.com

حضور ﷺ کا فرمانا کہ "عبدالغفور! میں سوتا نہیں!"

حافظ شہزاد عمر ساکن چاہ میراں لاہور بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک گاؤں میں گیا۔ جہاں آپ کے اور گھر والوں کے ایک مرد کے درمیان حضور ﷺ کے دیدار شریف کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ میں بھی پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ "ایک دفعہ میں نے حضور ﷺ کو اپنے کمرہ (یعنی مدرسہ) میں چارپائی پر تشریف فرما (لیٹے ہوئے) دیکھا تو میں احتراماً دروازے میں ہی کھڑا ہو کر خیال کرنے لگا کہ "اگر میں سلام کروں تو آپ ﷺ کی نیند مبارک میں کہیں خلل واقع نہ ہو؟ خیر میں نے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بہت آہستہ "السلام علیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)" عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "عبدالغفور! اندر آجاؤ۔" میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! ﷺ میری وجہ سے آپ کی نیند مبارک میں خلل واقع ہوا ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "عبدالغفور! میں سوتا نہیں۔" سبحان اللہ! حدیث شریف میں ہے کہ:

"فقال یاعائشه ان عینی تنامان ولاینام قلبی۔"[1]

ترجمہ: "اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔"

شادی اور پھر غریبی:

سیّد مدثر حسین شاہ صاحب نقشبندی[2] سابقہ طالب علم جامعہ ہذا بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کی تاریخ ۲۳ رجنوری ۲۰۰۱ء مقرر ہوگئی۔ انتہائی غریبی اور پانچ بھائی۔ کسی

---

(۱) بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۱۵۴

(۲) یاد رہے کہ شاہ صاحب استاد صاحب علیہ الرحمہ کے بہت ہی عقیدت مند ہیں اور آپ بھی ان سے محبت اور بڑی شفقت سے پیش آتے تھے۔ خاص کر سادات کرام کی حضور ﷺ کے خاندان کی وجہ سے بہت عزت کرتے تھے۔ نیچے نہ بیٹھنے دیتے بلکہ اپنے ساتھ بٹھاتے۔ بعض اوقات کوئی سید طالب علم ہوتا اور سزادے رہے ہوتے تو اس کی باری آنے پر فرماتے "تسی تے شاہ صاحب اُو" یہ کہہ کر اسے چھوڑ دیتے۔ آپ کے ان الفاظ میں اتنا اثر ہے کہ لکھتے ہوئے ہی............

Marfat.com

نے بھی مدد کرنا گوارہ نہ کیا۔تھوڑی سی رقم تھی لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ایک دن عرض کی ''سرکار! شادی قریب ہے، پیسے بھی نہیں ہیں۔ارادہ ہے کہ موٹر سائیکل بیچ دوں تاکہ شادی میں آسانی ہوجائے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''شاہ جی! موٹر سائیکل نہیں بیچنی ،بس آپ کام کی طرف توجہ دیں۔'' جوں جوں شادی کی تاریخ قریب آتی گئی توں توں میری پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا۔دو تین مرتبہ عرض کی کہ ''مجھے موٹر سائیکل بیچنے کی اجازت فرمادیں لیکن یہی فرمایا ''بس دوکان پر کام کریں۔انشاء اللہ! اللہ کریم ضرور کرم فرمائے گا۔''

ایک دن میرا ایک ہم جماعت دوکان پر آیا جسے میں پہچان نہ سکا کیونکہ اس سے میری ملاقات تقریباً چھبیس (۲۶) سال بعد ہورہی تھی۔اس سے شادی کے معاملہ پر بات چیت ہوئی تو اس نے پانچ ہزار روپے دیے اور کہا ''ان کی واپسی نہیں ہے۔بس والدہ کیلئے دعا کریں۔'' ایک اور دوست نے چھ ہزار روپے کا چیک (بلا واپسی رقم) دے دیا۔

بعد ازاں مدرسہ میں حاضر ہوا تو صاحبزادہ صاحب نے مجھے کہا کہ ''استاد صاحب کمرے میں آپ کو بلا رہے ہیں۔'' میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے ''شاہ جی! اب کیا حالات ہیں؟'' میں نے عرض کی ''حضور والا! کافی بہتر ہیں!'' مزید فرمایا ''شاہ جی! یہ لفافہ کھولیں۔'' میں نے لفافہ کھولا تو فرمانے لگے ''یہ رقم گنیں!'' تو یہ بارہ ہزار روپے تھے۔میں نے عرض کی ''سرکار! میں اتنے پیسے واپس نہ کرپاؤں گا!'' آپ نے فرمایا ''شاہ جی! یہ سب آپ کے ہیں، ان کی واپسی نہیں چاہیے۔'' اس کے علاوہ کپڑے بھی عنایت فرمائے۔سبحان اللہ! اس طرح شادی ہوگئی اور موٹر سائیکل بھی بچ گئی، جو حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی دُعا کا نتیجہ تھا۔

صبر:

ایک چیز مشاہدے میں یہ بھی آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر اور ضبط بھی کمال

Marfat.com

کا عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ راقم موٹر سائیکل پر استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ کہیں جا رہا تھا تو راستے میں ایک ریڑھی کے قریب سے تیزی سے گزرنے پر آپ کا گھٹنا کونے سے ٹکرا گیا۔ اس وقت آپ نے اُف تک نہ کی لیکن بعد میں فرمانے لگے کہ ''ادھر کافی زور سے کونہ لگا ہے۔'' جس کی وجہ سے زخم بھی تھا۔ حتی کہ بیماری کے دنوں میں بھی کسی نے آپ سے کوئی ''ہائے، وائے'' نہیں سنی بلکہ دوسروں کو اپنی بیماری اور تکلیف کا پتہ ہی نہ چلنے دیتے تھے۔

بعض اوقات صبر کے متعلق حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے کہ جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا ''یا اللہ! مجھے بیماری میں اتنی تنگی اور تکلیف پہنچی مگر اس پر میں نے صبر کیا۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے ایوب! تو یہ صبر کدھر سے لے آیا تھا؟ یعنی یہ صبر بھی ہم ہی عطا فرمانے والے ہیں۔'' ''وماتوفیقی الّا باللّٰہ'' (القرآن) دوسرے لفظوں میں اللہ کریم کا فضل جانے، اپنا کمال نہ سمجھے۔

للّٰھیّت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ کے بھائی حافظ مشتاق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے دوکان میں فرمانے لگے ''حافظ جی! میں آپ کو صرف اللہ کی رضا کیلئے ملنے آتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔'' راقم اس کا گواہ ہے کہ جب بھی گاؤں دوگیچ کی طرف جانا ہوتا تو شاید ہی کوئی ایسا موقع ہو کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ حافظ صاحب سے ملے بغیر واپس تشریف لائے ہوں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے محبت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اغلب طور پر محبت تھی۔ جب بھی آپ کا ذکر چھڑتا تو ایک رقت طاری ہو جاتی۔ آپ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جب نامِ نامی اسم گرامی لیتے تو یوں القابات سے نوازتے ''صدیقہ، طیبہ، طاہرہ، محبوبۂ

Marfat.com

محبوب ربّ العالمین، اُمّ المومنین، صدیقہ بنت صدیق۔" بعض اوقات مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل شعر پڑھتے:

بنت صدیق ، آرامِ جانِ نبی
اُس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
اُن کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام

بزرگی اور اسی نسبت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص تعلق تھا۔ وعظ وتقریر میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر چھڑتا تو غار میں سانپ کے ڈسنے والے واقعہ پر نورانی صاحب علیہ الرحمہ کی بات اکثر ہو جایا کرتی تھی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ بیان فرماتے کہ "حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے بعد جو اولاد حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ان کے دائیں پاؤں کے انگوٹھے میں نسل در نسل سانپ کے ڈسنے کا نشان چلا آرہا ہے، جو ایک موٹے سرخ تل کی صورت میں ہے۔" جس کی الحمدللہ! راقم نے بھی زیارت کی ہے اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کو جب بھی موقع ملتا تو دوسرے دوست احباب کو زیارت کرنے کا اشارہ فرماتے۔ اس کے علاوہ فرماتے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو بندہ "نجیب الطرفین صدیقی" ہو (یعنی ماں باپ، دونوں طرف سے) اس کے پاؤں کا غسالہ اگر کسی سانپ ڈسے آدمی کو پلا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتا ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن مبارک کا اثر نسل در نسل چلا آرہا ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ "بعض صالحین کو فرماتے سنا گیا ہے کہ "شیخ صدیقی" جو حضرت محمد بن ابوبکر کی اولاد سے ہیں، انہیں سانپ یا

Marfat.com

تو کاٹتا نہیں، اگر کاٹے تو اثر نہیں کرتا جو''لعاب شریف'' کا اثر ہے اور اِن کی اولاد کے پاؤں کے انگوٹھے میں سیاہ تل ہوتا ہے......... میں نے بہت صدیقی حضرات کے پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل دیکھے ہیں۔[1]

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ مدرسہ میں جلسہ کے موقعہ پر حضرت نورانی صاحب علیہ الرحمہ کھانا تناول فرمانے کیلئے ہمارے غریب خانے پر موجود تھے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنا وضو تازہ فرمایا (یاد رہے کہ آپ ہمیشہ باوضو رہتے تھے)۔ جب قبلہ نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جرابیں پہننے لگے تو ایک عورت جلدی سے آئی اور کہنے لگی''نورانی صاحب! میں نے نشان کی زیارت کرنی ہے۔'' آپ نے فرمایا'' کرلیں اور پاؤں مبارک سامنے کر دیا۔ جب وہ عورت زیارت کر رہی تھی، تو آپ فرمانے لگے کہ''اس بڑے نشان کے ساتھ نیچے کی طرف دیکھیں، چھوٹے چھوٹے دانتوں کے نشان بھی ہیں۔'' لہذا اس عورت نے تسلی سے زیارت کی۔[2]

''عطار کی بات مانتے ہو، سیّد کی بات نہیں مانتے!''

استاد صاحب علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں استاذی حضرت سیّد ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (بانی حزب الاحناف، لاہور) کی خدمت میں حاضر تھا۔ کسی واقعہ کے متعلق بات ہوئی تو میں نے عرض کیا''یہ بات حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں درج فرمائی ہے۔'' اس پر آپ مسکرائے اور فرمانے لگے''عطار کی بات مانتے ہو، سیّد کی بات نہیں مانتے!'' مزید فرمانے لگے''دراصل بات یہ

---

(۱) مراۃ المناجیح۔ جلد ہشتم، ص ۳۵۹

(۲) راقم اور جاوید اکبر نے ۲۵ رجنوری ۲۰۰۸ء بذریعہ صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب، حضرت انس نورانی مدظلہ العالی سے کراچی فون پر حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کی''نجیب الطرفین صدیقی'' ہونے کی تصدیق کروائی۔

Marfat.com

ہے کہ اولیاء کرام جس طرح خود صاف گو اور صحیح ہوتے ہیں، اسی طرح وہ دوسروں کو سمجھتے ہیں لیکن پرکھنا اور تحقیق کرنا ''محدّثین'' کا کام ہوتا ہے۔

نماز تہجد اور ذکر الٰھی فرمانا:

ایک مرتبہ راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ حضرت پیر حافظ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہٗ مجاز حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر نارنگ منڈی حاضر ہوا۔ رات گئے تقاریر کے ختم ہونے کے بعد ایک گھر کے اندر جہاں چارپائیاں لگی ہوئی تھیں، پہنچ گئے۔ گھر والے آدمی سے صرف اتنا دریافت فرمایا کہ ''نلکا اور پیشاب وغیرہ کی جگہ کہاں ہے؟'' کوئی مصلّٰی وغیرہ نہیں پوچھا اور سو گئے۔ رات کو کروٹ بدلتے ہوئے میری آنکھ کھلی تو آپ کمرے میں موجود چھوٹے سے میز کے اوپر نماز تہجد ادا فرمارہے تھے۔

ایسے ہی جاوید اکبر ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ مرید کے گیا، جہاں بعد نماز عشاء آپ کی تقریر تھی۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد ایک جگہ سو گئے۔ رات کو میری آنکھ کھلی دیکھا، تو آپ کمرے میں موجود چھوٹے میز پر ہی نماز تہجد ادا فرمارہے ہیں اور میں دیکھتا رہا۔ نماز کے بعد آپ نے ذکر الٰہی شروع فرمایا، جس سے ایک خاص قسم کی ہلکی سی آواز سینہ شریف سے آرہی تھی۔ میں بھی اُٹھ کر چپکے سے آپ کے پیچھے بیٹھ گیا اور نیت کی کہ ''میرا نام بھی آپ کی معیت میں شامل ہوجائے!''

بعض اوقات کسی جلسہ وغیرہ سے رات گئے واپس آنا ہوتا تو اس وقت ڈیڑھ دو بھی بج جاتے تھے۔ راقم سے فرماتے ''اب کیا سونا ہے؟'' مقصد یہ تھا کہ نماز تہجد کیلئے صرف سونے کی شرط ہی پوری ہوگی۔ نماز تہجد کے کم از کم دو متوسط چار اور زیادہ سے زیادہ آٹھ نوافل کے متعلق فرماتے تھے۔ یہی مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہٗ مجاز

Marfat.com

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ترجمہ کنزالایمان'' میں تفسیری حاشیہ میں درج فرمایا ہے۔

ہالینڈ کے ایک پروفیسر نے حال ہی میں ریسرچ کی ہے کہ ''اللہ'' کہنے سے ذہنی مرض دور ہوجاتا ہے۔'' پروفیسر، فان دیرہوون نے کہا ہے کہ'' قرآن کریم کی تلاوت خصوصاً ''اللہ'' کہنے سے ذہنی امراض دور ہوجاتے ہیں اور انسانی اعصاب سکون محسوس کرنے لگتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ لفظ ''اللہ'' میں موجود حروف کی حیرت انگیز تاثیر ریکارڈ کی گئی ہے۔یہ انسانی فکر کی دسترس سے باہر ہے۔عربی زبان میں حرف ''الف'' کا تلفظ سینے کے اوپر والے حصے سے ہوتا ہے۔ادائیگی کی شروعات ہوتے ہی تنفس موزوں ہونے لگتا ہے۔ہالینڈ کی زبان میں عربی کے ''الف'' کے بالمقابل ''A'' آتا ہے۔عربی حرف ''ل'' کا معمولی سا حصہ غیر ملکی زبانوں میں پایا جاتا ہے۔اس کی ادائیگی پر زبان کی نوک پر جبڑے کا بالائی حصہ حرکت میں آتا ہے اس کے تیزی کے ساتھ تکرار سے انسان زیادہ طاقتور اور زیادہ شفاف حرف ''ہ'' کی ادائیگی کیلئے تیار ہوجاتا ہے۔عربی کے ''ہ'' کے بالمقابل ''H'' آتا ہے۔یہ پھیپھڑوں کو دل سے جوڑ کر دل کی حرکت منظم کر دیتا ہے۔دس سے ایک ہزار بار تک ''اللہ'' کہنے سے ذہنی یا اعصابی مرض میں مبتلا افراد راحت محسوس کرتے ہیں۔[1]

حضور ﷺ کی سنت مبارک سے محبت:

راقم کا چھوٹا بھائی انجینئر طارق سعید سہول استاد صاحب علیہ الرحمہ سے بچپن میں قرآنِ کریم پڑھتا تھا۔اس نے سر پر کھدر کا رَمٹا باندھ رکھا تھا۔آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔میں نے دیکھا تو وہ رَمٹا (یعنی چھوٹی چادر) آپ نے لے کر اپنے سر پر باندھ لیا تاکہ اس کی حوصلہ افزائی اور اہمیت بڑھے۔بعدازاں واپس کر دیا۔

---

(۱) روزنامہ نوائے وقت، ۲؍ مارچ ۲۰۰۸ء

Marfat.com

رستہ چھوڑ نبی داٹریاں، کوئی نہ منزل تگ دا

جے لکھ محنت ایویں کریئے، کلّر کول نہ اُگ دا

عمرہ پر روانگی سے قبل استاد صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت کیلئے حاضر ہونا:

سیّد اسرار احمد شاہ صاحب ساکن گوجر پورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ مجھے ۱۹۹۸ء میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے صدقے عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ روانگی سے قبل میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چند پند و نصائح سے نوازا۔ اس کے بعد اجازت لی تو آپ حسب عادت الوداع فرمانے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت میں نے ہمت کر کے لب کشائی کی کہ ''قبلہ استاد صاحب! میری چھوٹی سی گزارش ہے۔ اسے قبول فرما کر پذیرائی بخشیں، کہ مجھے صرف ایک شاگرد کی نظر سے دیکھیں۔ جب آپ میرے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو مجھے بڑی ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے میری بات سن کر اپنا سر نیچے جھکا لیا اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمانے لگے ''شاہ صاحب! حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں، جن سے کسی مکتبۂ فکر کو اختلاف نہیں۔ آپ کی کتابیں (کریما، پند نامہ، گلستان، بوستان) دینی مدارس اور کالجز و یونیورسٹیز میں پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

خدایا بحق بنی فاطمہ ۔۔۔ کہ برقولِ ''ایماں'' کنی خاتمہ

اگر دعوتم ردکنی ور قبول ۔۔۔ من و دست دامانِ آلِ رسول

ترجمہ : اے اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طفیل ایمان پر خاتمہ فرما۔ اگر تو میری دُعا رد کرے یا قبول کرے، پھر بھی میں آلِ رسول ﷺ کا دامن ہمہ تن تھامے رکھوں گا۔

بعد ازاں فرمانے لگے ''شاہ صاحب! ہم نے تو آپ کی آلِ رسول ﷺ کی

Marfat.com

نسبت کو دیکھنا ہے۔ راقم نے دیکھا ہے کہ استادصاحب علیہ الرحمہ ساداتِ کرام کی بہت عزت فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیتے اور فرماتے کہ ''بے عمل سید کی عزت'' ایسے کرو، جیسے ''توریت وانجیل کی'' اور باعمل ''سیّد'' کی ایسے، جیسے ''قرآن کریم کی'' یعنی جس طریقے سے ''توریت وانجیل'' کا احترام ہم پر لازم ہے لیکن احکام نہیں جبکہ ''قرآنِ کریم'' کا احترام اور احکام دونوں لازم ہیں۔ ایسے ہی ''سیّد باعمل'' قابلِ احترام وقابل تقلید بھی ہے جبکہ ''بے عمل سیّد'' قابل احترام ہے لیکن قابل تقلید نہیں''۔

نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ اِن کو
یدِ بیضا لیے پھرتے ہیں، اپنی آستینوں میں

صفّہ شریف میں بحیثیت طالبعلم نیت کرکے داخل ہونا:

استادصاحب علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ ''جب میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے گیا تو مسجد شریف میں ''صفّہ شریف'' کے قریب پہنچا تو اس وقت یہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مجھے بڑی مشکل سے راستے پر زینہ کے قریب جگہ ملی۔ اس حال میں کہ دوزانو، میرا ایک زانو فرش پر اور دوسرا زینہ (Step) پر تھا۔ میں اس نیت سے بیٹھا کہ میرا شمار بھی بحیثیت طالبعلم قیامت کے دن حضور ﷺ کے پہلے قائم کردہ مدرسہ ''صفّہ شریف'' میں ہوجائے۔ اسی دوران اُدھر قرآنِ کریم بھی مل گیا اور اس طرح پڑھنے کا موقع ملا۔

استادصاحب علیہ الرحمہ کا میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہٗ العالی کے حکم پر مولانا شاہ احمد نورانی سے وقت لینا (ایک حقیقت حال):

صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مولانا

Marfat.com

الشاہ احمد نورانی کے سسر مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے، کا انتقال ہوا تو والد صاحب (استاد صاحب المعروف صوفی صاحب علیہ الرحمہ) آپ کی خدمت میں تعزیت کیلئے کراچی حاضر ہوئے۔اس کے بعد جب شرقپور شریف حاضری کیلئے گئے تو واپسی پر میاں جمیل احمد صاحب مدظلہٗ العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے (جو آپ کا معمول تھا) اور کراچی حاضری کے متعلق عرض کیا۔اس پر میاں صاحب فرمانے لگے''صوفی صاحب! میں نے بھی تعزیت کرنی تھی لیکن بیماری کی وجہ سے کراچی نہیں جاسکتا۔لہٰذا نورانی صاحب سے حرفعین ہوٹل، چائنہ چوک لاہور میں وقت لے لیں۔ادھر کچھ کھانا اور ساتھ تعزیت بھی ہو جائے گی۔'' بہرحال استاد صاحب علیہ الرحمہ نے حسب حکم مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ سے لاہور میں بالمشافہ اور کراچی فون پر بات کی اور آپ نے فرمایا ''ہاں! میں حاضر ہو جاؤں گا۔[1]

اب یہ پروگرام حضرت میاں جمیل احمد صاحب مدظلہٗ العالی کے گوش گزار کر دیا گیا۔[2] چند دن بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب (Ex-MNA، حال ضلع ناظم شیخوپورہ) نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے رابطہ کیا اور فرمایا''صوفی صاحب! یہ''لاہور'' کا پروگرام ترک کر کے''شرقپور شریف'' کا رکھ لیں۔ادھر میں تقریباً دوسو احباب کیلئے کھانے کا انتظام بھی کرلوں گا اور اس طرح زیادہ فائدہ ہوگا۔''استاد صاحب علیہ الرحمہ نے دوبارہ نورانی صاحب علیہ الرحمہ سے رابطہ کیا کہ''حضرت! اب شرقپور شریف کا پروگرام ہے۔'' اس پر آپ فرمانے لگے''ٹھیک ہے،''شرقپور شریف'' حاضر ہو جائیں گے۔بڑے حضرت صاحب سے دعائیں لیں گے اور چھوٹے حضرت صاحب سے بھی!''خیر مقررہ دن سے

(۱) جس کے صاحبزادہ محمد عبدالرؤف صاحب اور محمد جاوید اکبر ساکن سرفراز کالونی لاہور گواہ ہیں۔

(۲) نورانی صاحب علیہ الرحمہ کا شرقپور شریف جانے کا بنیادی مقصد''تعزیت''اور ضمنی''سینٹرشپ''یعنی ایک''پرائمری کاز''اور''دوسرا سیکنڈری۔''

Marfat.com

ایک دن پہلے صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے بذریعہ فون استاد صاحب علیہ الرحمہ سے بات چیت کی اور فرمایا کہ ''آپ صبح جلدی کچھ خدام کو ساتھ لے کر شرقپور شریف پہنچ جائیں اور آ کر انتظام وغیرہ کی نگرانی کریں۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے عرض کہ ''میں نے تو حضرت نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی لانا ہے، تو میں کیسے جلدی آ سکتا ہوں؟'' اس پر میاں صاحب فرمانے لگے ''ادھر کسی اور کو بھیج دیں۔''

چنانچہ مجھے (عبدالرؤف) کو حضرت نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لانے کیلئے حاجی صفدر علی بھٹی ساکن شاہ پور کانجراں کے ساتھ مقرر فرما دیا اور خود چند احباب کے ساتھ شرقپور شریف روانہ ہو گئے (ان میں راقم، جاوید اکبر، منہاس صاحب، محمد فاروق صاحب وغیرہ شامل تھے)۔ ہم پروگرام کے مطابق ماڈل ٹاؤن، لاہور پیر اعجاز ہاشمی صاحب کی کوٹھی پہنچے تو نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب عادت تیار تھے۔ اس دن بارش بہت ہوئی تھی۔ بہر حال آپ کی معیت میں ہم یکم مارچ 2003ء کو شرقپور شریف پہنچے۔ دربار پر حاضری دی اور صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے دولت خانہ پر پہنچ گئے۔ اس وقت صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب شرقپوری کہیں (غالباً فیصل آباد) گئے ہوئے تھے جبکہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری اور صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری نورانی صاحب علیہ الرحمہ کے تشریف لانے کے کچھ دیر بعد پہنچے۔

مختصر کاروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی اور مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ صوفہ پر ایک دوسرے کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اسٹیج سیکرٹری قاری زوار بہادر صاحب نے قبلہ نورانی صاحب علیہ الرحمہ کو خطاب کی دعوت دی۔ آپ نے مدینہ منورہ میں اپنے والد محترم حضرت عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور مولانا ضیاء الدین مدنی رحمہما اللہ تعالیٰ کے باہمی تعلقات

Marfat.com

پر روشنی ڈالی۔ بعدازاں اپنے اور صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی کے مدینہ منورہ میں تعلقات اور ملاقاتوں پر بھی روشنی ڈالی کہ ''جب مجھے وقت ملتا تو میں آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہو جاتا اور جب آپ کو وقت ملتا تو ہمارے غریب خانے پر تشریف لے آتے۔اس گفتگو کے دوران نورانی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''مدینہ منورہ میں روزمرہ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ درمیان میں تھوڑی سی غلط فہمی ہوگئی تھی (نورانی صاحب علیہ الرحمہ نے تقریر فرماتے ہوئے، کھڑے ہی، دائیں طرف میاں جمیل احمد مدظلہ العالی کے بائیں گھٹنے کو جھک کر، دایاں ہاتھ لگاتے ہوئے فرمایا: ''میں اس کی معافی چاہتا ہوں۔'' پھر اسی حالت میں فرمایا ''حضرت! میں اس کی معافی چاہتا ہوں۔'' (اس پر صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے بھی صوفہ پر تشریف رکھتے ہوئے مولانا نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں گھٹنے کو ہاتھ لگایا اور............) غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ بھائیوں میں بھی ہو جاتی ہے۔ بر بنائے محبت غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں۔'' بعدازاں حضرت میاں جمیل احمد مدظلہ العالی نے فرمایا ''اُمید ہے کہ حضرت بھی معاف فرمائیں گے۔ بے نیاز ہیں۔ اتنی بے نیازی نہیں ہونی چاہیے۔ بڑی شفقت فرمائی ہے۔ میں بہت ممنون ہوں۔ صحت کی وجہ سے کہیں آجا نہیں سکتا۔ بڑی مہربانی فرمائی ہے۔'' اسی لیے صوفی صاحب (استاد صاحب علیہ الرحمہ) کو میں نے کہا تھا ''صبح ہی آپ کو آجانا ہے۔ بڑی مہربانی ہے، تشریف لے آئے۔'' بہرحال یہ دونوں بزرگوں کی کمال عاجزی وانکساری تھی، جس سے حاضرین پر اس وجہ سے بڑا رقت آمیز منظر دیکھنے میں آیا۔[1]

تواضع کند ہوشمندِ گزیں　　　　نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

ترجمہ: عاجزی عقل مند پسند کرتا ہے۔ پھل سے بھری شاخ زمین کی طرف جھکی ہوتی ہے۔

---

(۱) مزید تفصیل کے لئے ویڈیو یا سی ڈی، جامعہ فاروقیہ رضویہ، گھوڑے شاہ روڈ لاہور اور شرقپور شریف سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں جیسا اخلاص اور للّٰہیت عطا فرمائے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کچھ دیر بعد محفل اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہٗ العالی نے ایک نہایت ہی پر تکلف ضیافت کا اہتمام فرما رکھا تھا۔ سب حاضرین نے اس دعوت میں شرکت کی۔ جس نے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ علی پور شریف کی قائداعظم محمد علی جناح کو دی جانے والی ضیافت کی یاد تازہ کر دی۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ہمارے لئے مشعل راہ بنائے۔ آمین!

راقم اور دوسرے احباب کی نظر سے ایک روزنامہ ''فخر ملت'' مورخہ 25.6.03 اور ایک کیلنڈر برائے سال ۲۰۰۸ء گزرے۔ جن میں ایک تصویر بعنوان ''مولانا الشاہ احمد نورانی، میاں جمیل احمد صاحب کے گھٹنوں کو چھو رہے ہیں'' اور اسی تصویر کو بعنوان ''عظیم لوگ اپنی عظمت کا اظہار تواضع وانکساری سے کرتے ہیں'' شائع کیا ہے۔ قارئین وناظرین یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ شائع کنندگان کی غرض وغایت کیا ہے؟ اگر اس طریقہ سے حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ عظیم لوگوں میں سے ہیں اور واقعی ایسا ہے تو جب حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہٗ العالی نے مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے کو چھوا تو کیا وہ عظیم لوگوں سے نہ ہوئے؟ جو بیشک ہیں تو ان رسائل وجرائد سے تعلق رکھنے والوں نے حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہٗ العالی کے اس عظیم فعل کو اُجاگر کیوں نہیں کیا؟ کیا یہ قصداً ہو رہا ہے یا سہواً؟ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں بزرگوں کی تعظیم وتوقیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یاد رہے کہ حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ مندرجہ ذیل اشعار اکثر وبیشتر جب بھی آپ کو عرض کیا جاتا تو جلسہ کے اختتام پر بڑی محبت اور ذوق وشوق کے ساتھ حضور پُرنور شافعِ یوم النشور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرتے، جس کا حاضرین وسامعین پر بڑا

Marfat.com

گہرا اثر ہوتا تھا۔

یانبی سلام علیک، یارسول سلام علیک

طلع البدر علینا مِن ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعا للّٰہ داعی

أیّھا المبعوثُ فینا جِئتَ بالأمر المُطاع
جئتَ شرّفتَ المدینة مرحباً یاخیرَ داع

وَأنت "شمسٌ" "أنت "بدرٌ" أنت نورٌ" فوقَ نورٍ
أنت اِکسیرٌ" مّعال أنت مِصباحُ الصّدور

مَن رأی وجھَك یَسعدُ، یا کریمَ الوالدین
حَوضُك الصافی المبرّدُ وِردُنا یومَ النُشورِ

یاحبیبی یامُحمّدُ یاروس الخافِقَین
یامُؤیّد یامُمَجّد، یا اِمامَ القِبلَتین

فلبِسْنا ثوبَ لمنٍ ،بعد تلقینِ الرِفاع
فعلیك اللّٰہ صلّی، ماسعٰی للّٰہ ساع

آپ سلطانِ مدینہ، مہبط وحی سکینہ
نور سے معمور سینہ اور مشک سے بہتر پسینہ

آقا! آپ کے در کی فقیری، ہے دو جہاں کی یہ امیری
کیجئے لِللّٰہ دستگیری، جب آجائے وقتِ اخیری

اب تو طیبہ میں بلا لو! حسرتیں دل کی مٹا دو
ہم بُروں کو بھی نبھالو اور اپنے دامن میں چھپا لو

آقا! اب تو طیبہ میں بلا لو، شکل نورانی دکھا دو
زلف عنبریں سنگھا دو اور اپنے قدموں میں سلا لو

Marfat.com

قربانی کی کھال و گوشت:

استاد صاحب علیہ الرحمہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر مسلمانوں کو قربانی کے جانور کی کھال خود لانے کے متعلق فرماتے کہ "اس میں دوہرا ثواب ہے، ایک تو کھال کا مدرسہ میں دینے کی وجہ سے اور دوسرا خود اُٹھا کر لانے سے جس کی وجہ سے "نفس امّارہ" ختم ہوتا ہے۔" اس کے علاوہ فرماتے کہ "قربانی کا گوشت بھی اُن لوگوں کو پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے، جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ گوشت کے باہمی تبادلہ (Even Exchange) سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔" (یعنی ایک بندہ ایک کلو گوشت اپنے دوست کو دے رہا ہے اور دوسرا بھی اتنا ہی اسی بندے کو دے رہا ہے۔ اس طرح کسی کے ہاں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ ان دونوں کو یہ گوشت ان مسلمانوں کو دینا چاہیے، جنہوں نے قربانی نہیں کی۔)

مدرسہ کے خدّام کے حق میں دُعا:

مدرسہ میں جو بندہ کوئی چیز یعنی جنس یا نقدی وغیرہ لیکر آتا اُس کو "جزاک اللہ" فرماتے، اس کے علاوہ مدرسہ میں اگر کوئی خدمت وغیرہ کرتا اسکی بھی حوصلہ افزائی فرماتے اور ساتھ ہی اللہ کیلئے کرنے کی طرف ترغیب دیتے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے "اللہ تعالیٰ سب لوگوں کی خدمت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں جزائے خیر دے۔ اس میں حاجی محمد لطیف[1] المعروف جج صاحب ساکن بھوگیوال، باغبانپورہ اور حاجی محمد نواز صاحب ساکن گوجر پورہ کا بھی ذکر فرمایا جو ان دنوں مدرسہ میں کم آتے تھے۔

روزہ افطار کرنے کی دُعا کا پڑھنا:

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ عام لوگ بلکہ ریڈیو اور ٹی وی پر بھی جب افطار کا وقت ہوتا ہے تو روزہ افطار کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل دُعا پڑھی جاتی ہے:

---

(۱) اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم کو بتایا کہ "جج کی زبان پر قرآنِ کریم کے الفاظ نہ چڑھتے تھے۔ یہ مجھے پتہ ہے کہ میں نے اُسے کس طرح قرآن پاک پڑھایا تھا۔"

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔''

استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے کہ ''روزے کی دُعا یہ بتاتی ہے کہ اس کو روزہ افطار کرنے کے بعد پڑھنا چاہیے جبکہ ہم اسے پہلے پڑھتے ہیں۔ اس کا کوئی جواز نہیں بنتا کیونکہ ابھی روزہ تو ہم نے افطار ہی نہیں کیا جبکہ دعا میں ہے ''تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔'' بہرحال یہ آپ کی تحقیق تھی اور عمل بھی یہی تھا۔(۱)

بلب کی روشنی کا انعکاس:

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ بعد از نماز عشاء سردیوں کے موسم میں طلباء کے ایک کمرے میں تشریف فرما تھے اور مسائل وغیرہ بیان فرما رہے تھے۔ راقم بغور دیکھتا رہا کہ بلب کی روشنی آپ کے ماتھے پر پڑ رہی تھی۔ جس طرف چہرہ مبارک پھیرتے، روشنی ایسے ہی دکھائی دیتی، جیسے سورج کی روشنی، کسی آئینے میں دکھائی دیتی ہے۔ یعنی اس قدر منور تھا۔

''اولیائے کرام کا بھی ایک محکمہ ہے!''

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''اللہ کے بندوں کا بھی ایک محکمہ ہے جس میں ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان فرماتے کہ چار ہزار اولیائے کرام ایسے ہیں جو اربابِ حل وعقد (یعنی سیاہ وسفید کے مالک) ہیں۔ جنہیں سرہنگانِ درگاہ حق تعالیٰ کہا جاتا ہے، وہ:

---

(۱) یاد رہے کہ تحقیقی اور عملی عنصر استاد صاحب علیہ الرحمہ میں بدرجۂ اُتم موجود تھا۔ بلکہ فتاویٰ رضویہ میں بھی ایسے ہی ہے کہ ''فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے۔ (جلد 4، (قدیمی) ص، 651)

Marfat.com

(۱) نفوسِ قدسی (اخیار)	۳۰۰	(۴) اوتاد	۴
(۲) ابدال	۴۰	(۵) نقیب	۳
(۳) ابرار	۷	(۶) قطب (غوث)	۱

یہ تمام ایک دوسرے کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور تمام معاملات وامور تصرف میں ایک دوسرے کے اِذن واجازت کے محتاج ہیں اور اس پر احادیث ناطق ہیں اور ارباب حقیقت اس کی صحت پر متفق ہیں ۔[۱]

وہ فرامین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ ایسے مجرد ہیں کہ متابعت نفس کی راہ ان پر مسدود ہے۔ حتی کہ بارانِ رحمت جو آسمان سے نازل ہورہی ہے۔ وہ اِن کے دم قدم کے صدقہ سے ہے، اور زمین سے جو سبزہ اُگ رہا ہے وہ ان کی صفاء حال کی برکت سے اُگ رہا ہے اور کافر پر مومن کو غلبہ اُنہیں کی ہمت سے حاصل ہے۔

اس قسم کے اولیاء کرام (چار ہزار کی تعداد) لوگوں سے مکتوم ومخفی ہیں اور ایسے مخفی ہیں کہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور خود اپنے جمال حال سے بے خبر ہیں اور اپنے تمام احوال میں اپنے سے اور مخلوق سے مستور ہیں اور اس دعویٰ کے ثبوت میں احادیث واردہ بھی موجود ہیں اور اب سے قیامت تک رہیں گے ۔[۲]

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ سے قبل ایک جنگی طیارہ گزرا تو حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ علیہ الرحمہ اس کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے "تہاڈے کولوں وی کم لے لینے آں"۔ یعنی تم سے بھی کچھ کام لے لیتے ہیں۔ چنانچہ جنگ سے پہلے بارڈر کا دورہ بھی فرمایا۔ نیز یاد رہے کہ فوج کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے خود اور اپنے بیلیوں سے فرمایا کہ "خاکی کپڑے پہن لو" استاد صاحب علیہ الرحمہ بعض اوقات

---

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا گنتی میں اس محکمہ کے اس قدر عہدے (Ranks) ہیں اور ان سب کا ہیڈ (Head) "قطب یا غوث" کہلاتا ہے۔

(۲) کشف المحجوب، ص ۴۲۱

Marfat.com

خاکی تہبند اور قمیض حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی وجہ سے ہی پہنا کرتے تھے۔

ایسے ہی ستمبر 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران ملک حسن علی (BA) علیگ؎۱ نے بیان کیا کہ ان کی والدہ جو بہت ضعیف تھیں۔ کافی عرصہ سے علیل تھیں۔ وہ دن رات اپنی والدہ کے پاس ہی رہتے، ان کا کہنا ہے کہ وہ رات کو نیند کے غلبہ کی وجہ سے اُونگھ رہے تھے کہ دیکھا جناب حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ حسن علی! تمہاری والدہ کی طبیعت اب کیسی ہے؟ خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد آپ واپس جانے لگے تو (ملک حسن علی بتاتے ہیں) میں نے کہا ''حضرت! تھوڑی دیر تشریف رکھئے۔'' آپ نے جواب دیا ''مجھے بہت جلدی ہے میں نے چونڈہ ضلع سیالکوٹ پہنچنا ہے جہاں پاکستان اور بھارت کے درمیان تاریخی کی بہت بڑی اور خوفناک ٹینکوں کی جنگ ہورہی ہے۔ (ملک صاحب کا کہنا ہے) میں نے عرض کی ''حضور! یہاں نزدیک لاہور کے باڈر واہگہ پر بھی تو جنگ ہو رہی ہے۔'' حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''لاہور کے محاذ کو داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ خود کمان کر رہے ہیں اور میری ڈیوٹی چونڈہ میں لگی ہے۔''

یہ بات ملک حسن علی صاحب نے ٹاؤن کمیٹی، شرقپور شریف کے دفتر میں بیٹھے ہوئے کونسلرز کے سامنے بیان کی۔ ان کونسلروں میں شرقپور شریف کی مخلص ترین اور معزز شخصیت میاں محمد صدیق مونگہ مرحوم بھی شامل تھے۔ یہ واقعہ ہمارے علاقے میں بہت مشہور اور زبان زدِ عوام ہوا۔؎۲

---

(۱) ایک مرتبہ شرقپور شریف سے واپس لاہور آرہے تھے تو راستے میں ''دارالتوحید'' کی بالکونی پر کھڑے ایک شخص کے متعلق اُستاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ''وہ حسن علی B.A ہے۔'' اس وقت ضعیف العمر اور سر پر کوئی ٹوپی یا پگڑی وغیرہ نہ تھی۔

(۲) حدیثِ دلبراں، ص333

Marfat.com

”یہاں استاد کون ہیں؟“

مولوی برکت علی صاحب آف جلیانہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں ہمیں سبق پڑھا رہے تھے اور گھل مل کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اُسی دوران ایک اجنبی شخص مسئلہ پوچھنے کیلئے حاضر ہوا اور چند منٹ تک دیکھتا رہا۔ اُسے یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہاں پڑھانے والا کون ہے؟ آخر کار کہنے لگا: ”یہاں اُستاد کون ہیں؟“ اس طرح مسئلہ پوچھ کر روانہ ہو گیا۔

”کیا یہ کپڑے نہیں ہیں؟“

جب استاد محترم علیہ الرحمہ آخری دنوں میں بیمار تھے۔ چارپائی پر مدرسہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ گھر جانے کیلئے اُٹھے تو فرمانے لگے ”کپڑے کدھر ہیں؟“ اس پر عبدالرؤف صاحب فوراً کہنے لگے ”ابو جی! آپ نے کپڑے تو نہیں دیئے!“ راقم اور محمد اکرم صاحب آف گوجر پورہ سمجھ گئے کہ کپڑے سے مراد ٹوپی پگڑی ہے۔ جو اُٹھتے وقت سر سے اُتر گئی تھی۔ جواباً اُستاد صاحب فرمانے لگے ”کیا یہ (ٹوپی پگڑی) کپڑے نہیں ہیں؟“ یعنی یہ چیزیں بھی لباس کا حصہ ہیں۔

اولیاء کی صحبت میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا:

بعض اوقات استاد صاحب علیہ الرحمہ اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنے کے متعلق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل شعر پڑھتے:

یک زمانہ صحبت با اولیاء   بہتر از صد سالہ اطاعت بے ریا

ترجمہ: اولیاء کرام کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا کسی شخص نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت

Marfat.com

میں عرض کیا ''حضرت اس بات کا کوئی ثبوت؟'' آپ نے فرمایا ''اس کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے:

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للّٰہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذاوجدواقومایذکرون اللّٰہ تنادواھلموا الٰی حاجتکم قال فیحفونھم باجنحتھم الی السمآء الدنیاقال فیسالھم ربھم وھو اعلم بھم مایقول عبادی قال یقولون یسبحونك ویکبرونك ویحمدونك ویمجدونك قال فیقول ھل راونی قال فیقولون لاواللہ ما راوك قال فیقول کیف لوراونی قال فیقولون لوراوك کانوااشدلك عبادۃ واشدلك تمجیداواکثرلك تسبیحاقال فیقول فمایسألون قالوا یسألونك الجنۃَ قال یقول وھل راوھامنھم انماجاء لحاجۃ **قال ھم الجلساء لایشقی جلیسھم۔**

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر اللہ والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں۔ پھر جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ چنانچہ وہ فرشتے ان ذاکرین کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں، آسمان دُنیا تک ہوجاتے ہیں۔'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''رب تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے مگر ان سے پوچھتا ہے کہ میرے وہ بندے کیا کہتے تھے؟'' فرمایا عرض کرتے ہیں کہ'' تیری تسبیح وتکبیر تیری حمد اور تیری بزرگیاں بیان کررہے تھے۔'' فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے'' کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرمایا وہ عرض کرتے ہیں'' تیری قسم انہوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔'' فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ'' اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو؟ فرمایا'' وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت عبادت کریں اور تیری بہت

Marfat.com

بڑائی بولیں اور تیری بہت ہی تسبیح کریں۔'' فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ مانگتے کیا تھے؟'' عرض کرتے ہیں ''تجھ سے جنت مانگ رہے تھے،'' فرمایا رب تعالیٰ فرماتا ہے'' کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا۔'' تو رب فرماتا ہے'' ذاکرین ایسے ہمنشین ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔''[1]

شرف بیعت:

نثار احمد منہاس ساکن حاجی پورہ تحریر کرتے ہیں کہ'' رہبر کامل کی تلاش میں کئی جگہوں کی خاک چھانتا ہوا میں شرقپور شریف جا پہنچا۔[2] درگاہ حضرت میاں شیر محمد المعروف حضرت شیر ربانی علیہ الرحمہ پر پہلی بار حاضری کا شرف حاصل کر کے دلی اطمینان وسکون پایا اس کے بعد شرقپور شریف جانا میرا معمول بن گیا۔

نومبر ۲۰۰۰ء بروز اتوار صبح نو بجے کے قریب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ے مزار اقدس پر حاضری دیتا ہوا شرقپور شریف حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد شرقپوری کے مزار شریف پر جا پہنچا۔ دوران حاضری مجھے اونگھ آئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ جامعہ فاروقیہ رضویہ کے جنوبی برآمدے میرے سامنے ہیں اور برآمدے کے ایک کونے میں قبلہ استاد صاحب دوزانو تشریف فرما ہیں اور یوں محسوس ہوا کہ کوئی ہاتھ کے اشارے سے یہ کہہ رہا ہے کہ ''جس رہبر کامل کی تمہیں تلاش ہے یہ ہستی وہی ہیں!'' یہ میرے لیے بڑا خوش آئند پیغام تھا کیونکہ میں لکھ چکا تھا کہ

تلاش ہے جس کی نثار تمہیں
اس چمن میں وہ کلی نہیں

---

(۱) صحیح بخاری ومسلم شریف۔

(۲) یاد رہے کہ نثار صاحب کے سب ننھیالی لوگ مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں۔

Marfat.com

میں اُن دنوں میں نمازیں عموماً اور جمعۃ المبارک خصوصاً جامعہ فاروقیہ رضویہ میں ادا کیا کرتا تھا اور قبلہ استاد صاحب کا ایمان افروز بیان بڑے شوق اور انہماک سے سنتا تھا مگر یہ راز نہ معلوم تھا کہ یہی وہ پیر کامل ہیں جن کی مجھے تلاش ہے.........لہذا چند دن غور وخوض کرنے کے بعد بیعت ہونے کا عزم مصمم کرلیا۔

قصہ مختصر کہ چھ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر قبلہ استاد صاحب نے مسجد سے باہر آتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے آج افطاری اِدھر ہی (یعنی مدرسہ میں) کرنی ہے۔ میں نے اس محبت بھری دعوت کو اپنے لیے بڑی سعادت جانا اور چند لمحوں کے بعد اُن کے کتب خانے میں جا کر بیٹھ گیا۔ میرے جانے سے پہلے ہی جناب صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب، جناب بابر سعید صاحب کے علاوہ ایک اور صاحب قبلہ استاد صاحب کی خدمت میں وہاں موجود تھے۔ بالکل خاموشی کا عالم تھا۔ چند گھڑیاں گزرنے کے بعد میں نے موقع غنیمت جانا اور بڑے ادب سے قبلہ استاد صاحب کے گوش گزار کیا کہ ''حضرت! میں آپ کا بیعت ہونا چاہتا ہوں.....'' تو اس پر آپ مسکرائے اور فرمانے لگے کہ ''آپ شرقپور شریف تو اکثر جاتے ہیں وہاں کسی کے بیعت ہو جائیں۔'' میں یکدم چونکا اور دل میں خیال کیا کہ انہیں کیسے پتہ چلا کہ میں شرقپور شریف جاتا ہوں جبکہ اس بات کا میں نے کسی سے ذکر تک نہیں کیا۔ میں نے پھر عرض کی کہ ''انہوں نے (یعنی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحب علیہ الرحمہ) نے ہی مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے''.........میرے یہ الفاظ سنتے ہی بغیر کچھ فرمائے آپ نے بندۂ ناچیز کو بیعت فرمالیا۔

اس سے پہلے نہ میں تھا آشنا اُن سے!
اِک ولی کامل نے مجھے ملایا اُن سے!
بتادیا اُنہوں نے جو بھی چھپایا اُن سے!
سراغِ زندگی حقیقت میں پایا اُن سے!

Marfat.com

خشک ہوگیا آبِ چشم اُن کے فراق میں!

وہ رُخصت ہوگئے سوار ہوکر بُراق میں!

قحط الرِّجال:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''ایک مرتبہ میں نے کسی آدمی کو اپنے بچے کو علم دین پڑھانے کیلئے کہا تو اس نے مجھے جواباً کہا کہ ''فلاں بزرگ کے بچوں نے بھی تو دُنیاوی علوم حاصل کیے ہیں اور اس وقت سرکاری ملازمتیں بھی کر رہے ہیں!'' اس کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا۔ میں حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ گوش گزار کیا تو مجھے فرمانے لگے ''مولانا! اسی لیے تو خاندانوں کے خاندان برباد ہو رہے ہیں۔ نیز ''قحط الرجال'' ہے یعنی اللہ کے بندے بظاہر نہیں ملتے۔ یہ اس وقت کا حال ہے، اتنے سال گزرنے کے بعد آج کا اندازہ کرلیں۔ ایک اور موقعہ پر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''کبھی لوگ ہمیں بھی یاد کیا کریں گے۔''

''حضرت! مجھے آپ میں کچھ نظر آتا ہے!''

استاد صاحب علیہ الرحمہ ''مسجد نور'' گجر پورہ لاہور میں ہر اتوار کو کسی زمانے میں بعد نماز فجر درس دیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک شخص جو دوسرے مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور امیر آدمی تھا درس سے متاثر ہوکر آپ سے عرض کرنے لگا کہ ''حضرت! مجھے شرقپور شریف لے چلیں۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ''آپ کو جگہ کا پتہ ہے، خود ہی چلے جائیں'' اس پر وہ عرض کرنے لگا ''حضرت! میں نے آپ کے ساتھ ہی جانا ہے کیونکہ مجھے آپ میں کچھ نظر آتا ہے!'' بہرحال اُس نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ہی شرقپور شریف حاضری دی۔ اس وقت جامعہ میں تعمیر شروع تھی تو اس نے خود بخود ایک ٹن سریا (۱۰۰۰ کلو) مدرسہ کیلئے دیا۔ یاد رہے کہ امیر اور نوکر چاکر ہونے کے باوجود اُس آدمی کی بیوی استاد

Marfat.com

صاحب علیہ الرحمہ اور آپ کے ساتھ جتنے بھی آدمی ہوتے، ان کے لیے درس کے بعد خود ناشتہ تیار کرتی اور اپنے لیے سعادت سمجھتی۔

مساجد کی آبادکاری:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مسجد البدر رضویہ، سرفراز کالونی اور مسجد شیر ربانی، غوث پاک لاہور کی تعمیر و دیگر امور میں بڑی دلچسپی سے کام لیا علاوہ ازیں اس وقت جامع مسجد سید بھوگیوال مسجد الفاروق (چوکی والی)، مسجد عثمانیہ رضویہ، پنج پیر، مسجد شاہ بلاول رحمۃ اللہ علیہ اور مسجد حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بے پناہ کوششوں کی وجہ سے ہی اہلسنّت والجماعت کے زیرِ انتظام ہیں۔ جس کا راقم اور کئی لوگ گواہ ہیں۔

"میں ذاتی کام کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتا":

حافظ محمد اشفاق صاحب طالب علم مدرسہ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے گاؤں (دوگیچ) سے دودھ لانے کیلئے فرمایا۔ اس وقت گرمی تھی اور صاحبزادہ صاحب نے نئی موٹر سائیکل بھی خریدی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا "استاد صاحب! مجھے موٹر سائیکل دے دیں۔" آپ فرمانے لگے "کسی دوسرے طالب علم کو بلاؤ جو سائیکل پر جا کر لے آئے۔ اس طرح وہ دودھ لے آیا۔ چند دنوں کے بعد آپ نے دوبارہ دودھ لانے کیلئے فرمایا تو میں نے عرض کیا "استاد صاحب! میں دودھ لے کر آتا ہوں۔" آپ فرمانے لگے "تمہیں تو موٹر سائیکل چاہیے!" میں نے سابقہ کیے کی معافی مانگی۔ آپ فرمانے لگے "میں ناراض نہیں ہوں، اگر ناراض ہوتا تو فلاں جگہ پر تمہیں امامت کیلئے نہ بھیجتا۔ دوسرا یہ کہ "میں اپنے ذاتی کام کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتا۔"

سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کی طرف سے فیض کا آنا:

ایک مرتبہ راقم اور ایک دوسرا ساتھی استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس بعد نماز عصر

Marfat.com

حاضر تھے۔آپ نے کتاب ''خزینۂ معرفت'' (جو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پر مبنی ہے) کمرہ سے منگوائی اور آپ کے حالات با آواز پڑھ کر سنانا شروع فرمائے۔ابھی ایک دو واقعات ہی پڑھے تھے کہ آپ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ کتاب پڑھی نہ جا رہی تھی۔آخر کار کتاب کو بند فرما دیا۔

شدید علالت میں بھی زائرین کا اکرام:

استادِ محترم و مرشد مکرم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے دو روز قبل مورخہ ۸؍ ستمبر ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ میں (راقم کی ہمشیرہ اپنے خاوند محمد زمان اور بھائی ناصر سعید اور بچوں کے ہمراہ) اُستادِ محترم کی عیادت کے لئے ان کے گھر حاضر ہوئی، معلوم ہوا کہ استادِ محترم کا بستر عیادت کے لئے آنے والوں کی آسانی کے پیش نظر گھر کی بیٹھک میں ہی لگا دیا گیا ہے تو میں گھر کے صحن سے اور باقی افراد باہر کے دروازے سے بیٹھک میں داخل ہوئے۔ہمارے داخل ہوتے ہی کمرے میں موجود صاحبزادہ محمد فاروق صاحب کمرے سے باہر نکل گئے۔

استادِ محترم چارپائی پر آرام فرما تھے ہم نے سلام عرض کیا جس کا جواب انہوں نے بڑے احسن انداز میں دیا اور صاحبزادہ محمد فاروق صاحب کو آواز دی۔میں فوراً صحن میں بلانے کیلئے نکلی مگر معلوم ہوا کہ وہ (ہمارے لئے کسی تواضع کے انتظام کیلئے) گھر سے باہر نکل گئے ہیں۔میں نے بھائی سے کہا کہ ''آپ پوچھ لیں جو کام ہے وہ آپ کر دیں'' بھائی نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ''استادِ محترم اُٹھ کر بیٹھنا چاہتے ہیں'' تو میں فوراً گویا ہوئی کہ ''یہ تو ایسا کام نہیں ہے کہ صاحبزادہ محمد فاروق صاحب کی موجودگی ضروری ہو!'' ناصر بھائی نے دونوں بازوؤں کے گھیرے کے سہارے میں اُٹھا کر بٹھانے کی کوشش کی تو استادِ محترم کا سارا وجود کپکپا رہا تھا۔اف اللہ! اُستادِ محترم اس قدر کمزور ہو گئے ہیں، میرے خاوند نے تیزی سے آگے بڑھ کر بھائی کے ساتھ مل کر بٹھانے میں مدد کی اور گاؤ تکیہ کمر کے قریب کر کے

Marfat.com

سہارا دے کر بمشکل تمام بٹھایا۔ بیٹھنے کے بعد استاد محترم نے حسب معمول سب کی خیریت دریافت کی، میرے خاوند کا بھی پوچھا تو میں نے عرض کیا ''وہ بھی ہمارے ہمراہ حاضر ہیں۔'' اسی اثناء میری بچی رونے لگے، شور کے خوف سے میں اُسے اُٹھا کر تیزی سے صحن میں آ گئی۔ چند لمحوں بعد جب میں بیٹھک میں دوبارہ لوٹی تو دیکھا کہ استادِ محترم پھر سے لیٹ چکے تھے اور آنکھیں بند تھیں، گویا سو گئے ہوں۔ بڑی حیرت ہوئی کہ اتنی مشکل سے بیٹھنے کے بعد اتنی جلدی لیٹ گئے ہیں؟! بھائی سے استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ استاد محترم نے دوبارہ خود ہی لیٹنے کی خواہش کی تھی اور ساتھ فرمایا تھا کہ ''میرے سے بیٹھا نہیں جاتا اور میں بیٹھا اس لئے تھا کہ آپ آئے تھے اور حکم ہے کہ آنے والے کا اکرام کیا جائے!''

کمزوری کے اس عالم میں وہ عیادت کیلئے آنے والوں سے خود ان کی خیریت اچھی طرح دریافت کرتے۔ گفتگو کے دوران بار بار کمزوری غالب آتی اور وہ کچھ دیر یونہی بے حس و حرکت آنکھیں موندے رہتے گویا سو رہے ہوں، پھر اچانک آنکھیں کھولتے اور پورے ہوش و حواس سے گفتگو کرتے، آواز بہت نحیف تھی اور بات قریب ہو کر سمجھنا پڑتی۔

عیادت کے پہلے روز میں نے بھی چارپائی کے پاس رکھے موڑے پر بیٹھ کر خیریت دریافت کی اور مسنون دُعا پڑھی:

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰه، اور سات بار: أسأل اللّٰهَ العظيمَ رَبَّ العرشِ الكريمِ أن يَشْفِيَكَ

''اللہ عظیم سے سوال کرتی ہوں جو عرش کریم کا مالک ہے، اس کا کہ آپ کو شفا دے۔''

استاد محترم نے اچھی طرح سنا اور ہر بار ''آمین'' فرمایا۔

Marfat.com

اعتقاد نہ ہونا، آرام آنا اور پھر بیعت ہونا:

راقم کی ہمشیرہ پروفیسر[1] صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ استادمحترم رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے زمانے میں ایک بار ہماری ماموں زاد بہن میرے ساتھ آپ کے گھر گئی۔اس کو سر میں درد محسوس ہورہا تھا حتی کہ وہ درد کی شدت سے ماتھا ٹھونکنے لگے اور بڑی پریشانی و بے بسی کا اظہار کرنے لگی۔اسی اثناء میں استاد محترم پڑھانے کیلئے تشریف لے آئے،تو دل میں خیال گزرا کہ دم کروالیا جائے۔چونکہ وہ دوسرے مکتبہ فکر کے مدرسہ میں حفظ کر کے آئی تھی لہذا دم میں کوئی خاص یقین واعتقاد نہ رکھتی تھی۔اس لئے میں نے کہا کہ ''اگر تم اعتقاد سے دم کرواؤ گی،توان شاءاللہ آرام آجائے گا۔''

چنانچہ استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ''اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھیں'' اور پھر تین باردم فرمایا۔میں نے سرگوشی میں ماموں زاد بہن سے حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگی'' دردتو پہلی پھونک پر ہی ختم ہوگیا تھا!'' اور پھر سبق کے اختتام پر اُس نے اُستاد محترم سے عرض کیا کہ ''مجھے بیعت فرمالیں!'' اس طرح حلقہ ارادت میں داخل ہوئی نیز میں خود بیمار رہتی تھی لیکن آپ کے پاس آنے جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تاحال چھٹکارا دے رکھا ہے۔

---

(۱) راقم کی ہمشیرہ نے میٹرک سائنس مضامین کے ساتھ اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔استاد صاحب علیہ الرحمہ سے متاثر ہوکر F.A میں عربی اور اسلامیات مضامین رکھ لیے۔آپ سے باقاعدہ صرف ونحو وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردی۔درس نظامی کا میٹرک اور عالمہ فاضلہ کے امتحانات پوزیشن لے کر پاس کیے۔آخر میں تنظیم المدارس(اہلسنت) کے بورڈ کے تحت دورہ حدیث(M.A) کا امتحان بھی دیا جسے ملک بھر میں طالبات میں پہلی پوزیشن لے کر پاس کیا۔اس کے علاوہ یونیورسٹی سے ایم۔اے عربی و اسلامیات میں ماسٹرز کیا اور اب الحمدللہ! عربی میں Ph.D کا تھیسز(Thesis) جمع کروا رکھا ہے۔نیز انٹرنیشنل یونیورسٹی،اسلام آباد میں تقرری کے وقت صرف ایک سیٹ کے محاذی،پاکستان لیول پر بطور لیکچرار شعبہ خواتین میں تقرری ہوئی۔یہ سب کچھ آپ ہی کے فیضان کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

''تبرک'' اور ''شریف'' کا مسئلہ حل ہونا:

راقم ان دونوں لفظوں پر سوچ و بچار کا شکار تھا کہ جہاں بزرگانِ دین رہتے ہیں یا مدفون ہیں، وہ جگہ ''شریف'' اور روٹی پانی وغیرہ ''تبرک'' کہلاتا ہے، حالانکہ وہاں اچھے اور بُرے سب لوگ رہتے ہیں نیز لوگ اچھے سے اچھا کھانا بھی کھاتے ہیں۔

ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ''جگہ کے ساتھ ''شریف'' مثلاً شرقپور شریف، بزرگوں کی نسبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''کوئی صبح و شام نہیں، مگر زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے، آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا، جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکرِ الٰہی کیا۔ اگر وہ ہاں کہے تو اس کے لئے اس سبب سے اپنے اُوپر بزرگی تصور کرتا ہے۔'' [1] یعنی اس وجہ سے وہ زمین کا ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے شرافت اور بزرگی جانتا ہے تو جہاں اللہ کے بندے کا مسکن و مدفن ہو تو وہ ''شریف'' کیوں نہیں ہوگا؟''

ایسے ہی فرمایا کہ ''جس کھانے پینے یا کسی اور چیز کی کسی رب کے بندے سے نسبت ہو جائے، وہ بھی برکت والی ہو جاتی ہے۔ [2]

پھر قرآنِ کریم سے یوں استدلال فرماتے کہ ''دیکھو جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں آنکھیں سفید ہو گئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا: ''اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى

---

(۱) بہارِ شریعت، حصہ سوم، ص ۱۲۷

(۲) بزرگوں کے لنگر کے حوالہ سے یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ ''ایسا کھانا، لوگ گھر میں پسند نہیں کرتے لیکن یہ کھایا بھی زیادہ جاتا ہے اور ہضم بھی آسانی سے ہوتا ہے۔ صرف وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی وجہ سے اس کھانے میں خاص برکت ڈالی ہوتی ہے، اور اتنے کثیر لوگوں کو ایک تسلسل کے ساتھ بڑے بڑے اُمراء بھی کھانا نہیں کھلا سکتے۔''

Marfat.com

وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا۔[1] لہٰذا جب انہوں نے وہ قمیض اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر ڈالی، تو بینائی واپس آ گئی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا۔[2] (ترجمہ) اُس نے وہ کرتا، یعقوب کے منہ پر ڈالا، اُسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے بغیر بھی بینائی واپس فرما سکتا تھا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کی برکت سے آپ کی بینائی واپس فرمادی جو کہ ''تبرک'' کی ایک بیّن دلیل ہے۔

سرکار شرقپوری اور حاجی عبدالرحمن قصوری رحمھا اللہ تعالیٰ کی کہانی، حاجی محمد شریف کی زبانی:

جید علماء ومشائخ کی زیارت اور اُن کی زیارت کرنے والوں سے ملنا آپ کا معمول تھا۔ اس سلسلہ میں راقم آپ کے ساتھ مورخہ ۵ راگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار شرقپور شریف گیا۔ اُدھر حاجی محمد شریف صاحب[3] سے ملاقات ہوئی، جنہوں نے چند باتیں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعلق بتائیں جو برکت کیلئے بیان کی جاتی ہیں۔

سرکار شرقپوری کا اکیلے تشریف لے جانا:

حاجی محمد شریف ساکن شرقپور شریف نے بیان کیا کہ ''میں نے آپ کو کئی مرتبہ

---

(۱) پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت نمبر ۹۳ تا ۹۶

(۲) ایضاً

(۳) حاجی محمد شریف صاحب، حاجی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت (بعمر تقریباً 12 سال) کی تھی اور بعض جمعے بھی آپ کی مسجد شریف میں ادا کیے تھے۔ متواضع اور مسکین طبیعت تھی۔ نہایت ضعیف تھے لیکن جب راقم کو اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے پہلی دفعہ زیارت کروائی تو اس وقت کُھدری داڑھی تھی۔

Marfat.com

دیکھا کہ میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ اکیلے ہی ہمارے کنویں (ڈیرے) کے پاس سے گزر کر تشریف لے جاتے تھے۔ اگر ہمراہ اور لوگ بھی ہوتے تو راہ چلتے ہوئے اُن سے کچھ فاصلہ فرما لیتے تاکہ پتہ نہ چلے کہ کوئی خاص آدمی جا رہا ہے اور دکھلاوا بھی نہ ہو۔

چوتھے دن کا بخار:

حاجی محمد شریف صاحب نے بیان کیا کہ ''ایک مرتبہ مجھے بخار ہو گیا (یعنی چار دن بعد ہونے والا بخار) جو نہ اُترتا تھا۔ میری والدہ مجھے لے کر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلی گئیں۔ سارا معاملہ گھر والوں سے عرض کیا تو گھر والے مجھے کہنے لگے کہ جب آپ مسجد سے تشریف لائیں تو اُن سے عرض کرنا کہ ''مجھے بخار آتا ہے۔'' چنانچہ آپ جیسے ہی مسجد سے تشریف لائے میں نے ایسے ہی عرض کر دیا کہ ''حضور! مجھے بخار آتا ہے!'' آپ نے فرمایا ''اچھا! اب نہیں آتا۔'' بس بعد ازاں بخار نہ آیا۔''

نمازِ تہجّد میں نمازیوں کا ہجوم:

حاجی محمد شریف صاحب نے بیان کیا کہ ''نمازِ تہجد میں اتنا رش ہوتا تھا کہ آپ کی مسجد بھر جاتی تھی اور ہلکا (مدھم) سا چراغ روشن ہوتا تھا تاکہ آدمی ایک دوسرے کے ساتھ نہ ٹکرائے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملنے والوں کی اچھی طرح تربیت فرماتے۔ آج ایسے بندے نظر نہیں آتے۔ کسی سے جلدی ناراض نہ ہوتے لیکن جس سے ناراض ہوتے اس کا کام بن جاتا یعنی راہِ راست پر آ جاتا۔''

ہرنی کے دودھ کی کھیر کا قصد کرنا:

مستری احمد دین صاحب ساکن سرفراز کالونی امتیاز روڈ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میرے ساتھ ریلوے ورکشاپ میں عبدالواحد صاحب چارج مین کام کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنا یہ واقعہ خود سنایا کہ میرے والد صاحب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ

Marfat.com

الرحمہ کے مرید تھے اور اکثر شرقپور شریف جایا کرتے تھے اور آکر آپ کی باتیں سناتے تھے۔ میرے دل میں بھی آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ ایک دن وہ شرقپور شریف جانے کے لئے تیار ہوئے تو میں نے بھی جانے کا کہا تو والد صاحب کہنے لگے "ابھی تم بچے ہو۔ جب بڑے ہوگے تو تمہیں لے جاؤں گا!" لیکن میں نے ضد کی اور رونے لگا۔ میری والدہ صاحبہ کہنے لگیں کہ "بچہ ہے، رو رہا ہے۔ اس کو بھی لے جائیں۔" خیر والد صاحب مان گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ راستے میں، میں نے دل کے اندر یہ نیت کی کہ "اگر میاں صاحب علیہ الرحمہ مجھے ہرنی کے دودھ کی کھیر کھلائیں تو پھر میں سمجھوں گا کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ[1] ولی ہیں۔" لیکن یہ بات والد صاحب کو نہ بتائی۔

شرقپور شریف آپ کی بیٹھک میں پہنچے، سلام لیا اور بیٹھ گئے۔ جہاں دوسرے زائرین بھی موجود تھے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ جس نے سر پر دودھ والا برتن اُٹھا رکھا تھا، عرض کرنے لگا: "حضرت ہرنی کا دودھ ہے!"[2] آپ نے ایک خادم سے فرمایا: "بیلیا! اس کو اندر لے جاؤ اور کہو کہ اس کی کھیر تیار کر دیں کیونکہ ہمارے بعض بیلی ایسے ہیں جو ہرنی کے دودھ کی کھیر کے بہت شوقین ہیں۔" جب میں نے آپ کے یہ الفاظ سنے تو شرمندگی اور ندامت سے میرا سر شرم سے مزید جھک گیا۔ واپسی پر میں

---

(۱) اگرچہ یہ کوئی قاعدہ، کلیہ نہیں ہے۔

(۲) استاد صاحب علیہ الرحمہ کے والد محترم میاں تاجدین صاحب علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "میاں شیر محمد صاحب علیہ الرحمہ نے اُدھر کوئی ہرن تو نہیں باندھ رکھے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں فرشتے مقرر فرما رکھے تھے۔" جیسا کہ جب حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کی مسجد تعمیر ہوئی تو حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ (جو آپ کے خلفاء میں سے ہیں) نے عرض کی کہ "حضرت! یہ مسجد بڑی جلدی تعمیر ہوگئی ہے۔" آپ نے جواباً فرمایا: "شاہ صاحب! مسجد جلدی تعمیر کیوں نہ ہوتی؟ اگر ایک اینٹ معمار لگاتا تھا تو دوسری اینٹ فرشتہ لگا دیتا تھا۔" سبحان اللہ! اس سے آپ کے مرتبہ ومقام کا پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

نے اپنے والد صاحب کو اپنے اس ارادہ کے متعلق بتایا تو وہ مجھے بہت غصے ہوئے اور کہنے لگے کہ ''تم بزرگوں کا امتحان لیتے ہو۔''

حاجی عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت فرمانا:

حاجی محمد شریف صاحب نے بیان کیا کہ ''میں تو بالکل نکمّہ ہی ہوں۔ بس یہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانی تھی کہ آپ نے مجھے بیعت فرمالیا۔ جب میں نے میٹرک کر لیا تو آپ کا منشاء اور مرضی مبارک یہ تھی کہ ''میں آگے پڑھوں نہ نوکری کروں بلکہ زمینداری (یعنی کھیتی باڑی) پر ہی خوش تھے۔ لہذا میں نے ایسے ہی کیا۔

حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکارِ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ جب آپ کو خلافت کی پگڑی عنایت کی گئی تو حاجی صاحب پگڑی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''حضرت مجھے تو خلافت نہیں چاہیے۔ یہ لیں پگڑی!'' اس پر سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''عبدالرحمٰن! یہ رکھ لو، کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اَحباب کی تربیت کیلئے حاجی صاحب کی مجلس میں حاضری کی تلقین فرماتے تھے۔''

ایک مرتبہ میاں تاجدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن دوگیچ، لاہور (والد محترم اُستاد صاحب مولانا عبدالغفور علیہ الرحمہ) نے بیان فرمایا کہ میں نے جب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ علیہ کی زیارت کی تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ''فیوض و برکات سے چھلکتا ہوا پیالہ۔''

حاجی محمد شریف صاحب نے بیان کیا کہ ''حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ ''میں نے تین حج کیے، دو پاکستان سے اور ایک جب سرکار شرقپوری نے ''حجازِ مقدس'' کی طرف بھیجا تھا۔''

Marfat.com

بَدّو کا کپڑے اُتروانا:

حاجی محمد شریف صاحب نے (بحوالہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بیان کیا کہ ''میں ملکِ شام کے قریب جنگل میں تھا کہ ایک بدّو آیا اور کہنے لگا'' یہ کپڑے اُتار دو!'' میں نے کپڑے اُتار دیے اور اُس نے مجھے ایک لنگوٹ باندھنے کیلئے دے دیا۔ اس کے بعد اُس بدّو نے اپنی اونٹنی کا دودھ دوھا اور لا کر مجھے پینے کو کہا۔ جب میں دودھ پی چکا تو کہنے لگا'' یہ کپڑے اب میرے لیے حلال ہو گئے ہیں!'' اور چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ'' آپ تو پہلوان رہے ہیں وہ اکیلا تھا، پھر بھی کپڑے لے گیا؟'' حاجی صاحب فرمانے لگے'' اللہ کی رضا سے اُترے اور اُسی نے پھر عطا فرما دیے۔ میرا کیا تھا؟''

روضہ شریف کے اندر جانا:

حاجی محمد شریف صاحب نے بحوالہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ کو مزید بیان کیا کہ'' ایک مرتبہ حضور ﷺ کے روضہ شریف کے اندر بھی جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ صفائی کرنے والوں کے ساتھ میں بھی اندر داخل ہو گیا لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا۔''

جوئیں پڑنا:

حاجی محمد شریف صاحب نے بحوالہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ بیان کیا کہ'' ایک دفعہ مجھے ''حجاز مقدس'' میں جوئیں پڑ گئیں۔ وہ اس قدر زیادہ تھیں کہ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ جوئیں میرے جسم سے اُتر کر فرش پر چلنے لگیں۔ ایک شخص نے میری حالت دیکھی تو وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ حجام کو بلوا کر میرے سارے بال کٹوا دیے اور کپڑے اُتروا کر جلا دیے اور اس کے بعد ایک نیا جوڑا دیا اور رخصت کر دیا۔

حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ'' سرزمینِ عرب پر حضرت اعلیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری کی پوری رہنمائی ہوتی تھی۔''

Marfat.com

رقم کا حلال ہونا:

حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شرقپور شریف میں جولوگ خدمت کرتے۔آپ یہ رقم مٹی کے ایک برتن میں ڈالتے جاتے اور بعد میں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے اور عرض کرتے ''حضور! یہ لیں آپ کا مال ہے!'' آپ برتن میں ہاتھ ڈالتے، جتنے پیسے ہاتھ میں آتے، لے لیتے اور باقی کے متعلق ارشاد فرماتے ''حاجی شریف صاحب! اب یہ ہم پر ہلال ہوگئے ہیں۔''

شرقپور شریف سے تشریف لے جانا:

آخری وقت حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قصور جانے کی اجازت فرمادی۔شرقپور شریف اور گردونواح کے لوگ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ''حضور! حاجی صاحب کو روک لیں۔'' اس پر حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حاجی صاحب رُکتے ہیں تو روک لیں۔'' لیکن حاجی صاحب علیہ الرحمہ نے ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل فرمائی تھی، لہذا قصور تشریف لے گئے۔اُدھر ہی وصال فرمایا اور کوٹ مرادخان میں مدفون ہوئے۔سبحان اللہ! اس سے معلوم ہوا کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے شرقپور شریف میں ٹھہرے رہے اور برادرِ اصغر کے حکم ہی سے کوچ فرمایا۔ یعنی ہر دو حال میں احکام کی تعمیل فرمائی۔

☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

کشف وکرامات

جیسا کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی بڑے ضبط میں گزاری اور حتی المقدور اپنے روحانی مقام کو پوشیدہ ہی رہنے دیا۔ اس کے باوجود کئی ایسے واقعات وقوع پذیر ہوئے جو آپ کے روحانی مقام کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تحدیث نعمت کے طور پر ان کو بیان کرنا راقم اپنی سعادت اور قارئین کیلئے روحانی فرحت سمجھتا ہے:

ایک شخص کا مرغ لانا:

ایک مرتبہ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کی مجلس میں حاضر تھا کہ نیامت علی ساکن پنج پیر بالمقابل جامعہ، مرغ لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: ''یہ مرغ لے لیں!'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''یہ کیسے؟'' اس پر نیامت کہنے لگا کہ: ''آپ نے خود ہی تو منگوایا ہے۔ پھر کہنے لگا کہ ''نماز فجر کے وقت خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ مجھے فرمارہے ہیں کہ نیامت ان مرغوں میں سے اس رنگ کا مرغ لاؤ۔ لہذا میں نے اسی رنگ کا مرغ حاضر خدمت کر دیا ہے۔'' اس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے: ''یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے دلوں میں القا فرماتا ہے۔''

لنگر کھانے کا ارادہ کرنا:

ایک مرتبہ بعد نماز مغرب راقم نے دل میں ارادہ کرلیا کہ آج میں نے مدرسہ میں لنگر کھانا ہے۔ اس وقت محمد اکرم صاحب آف گوجر پورہ بھی موجود تھے۔ استاد صاحب علی الرحمہ نے ایک طالب علم کو لنگر کھلانے کے متعلق اس طرح فرمایا کہ: ''جاؤ اکرم صاحب کے ساتھ بابر بھی کھالے۔'' اس کے بعد ہم نے کھانا تناول کیا۔

آٹھ آنے (پچاس پیسے) کا دینا:

سیّد محمد صالح شاہ صاحب نے مجھے اپنے زمانۂ طالب علمی میں بتایا کہ ''ایک

Marfat.com

مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے سبزی لینے کیلئے دوکان پر بھیجا۔ دکاندار نے مجھے آٹھ آنے واپس دیے۔ جب مدرسہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کو باقی آٹھ آنے دینے لگا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ مجھے دے دیں تو اچھا ہے۔ "استاد صاحب فرمانے لگے کہ "شاہ صاحب! چلو یہ آپ خود رکھ لیں۔" اس طرح یہ پیسے مجھے مل گئے۔

قبرستان (دو گیچ) میں حاضری:

ایک مرتبہ دو گیچ، لاہور کے قبرستان میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ان کے والد صاحب کی قبر پر حاضری دی۔ اس کے بعد دادا جان کی قبر پر بھی گئے۔ آخر میں استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی دادی صاحبہ کی قبر بھی دکھائی۔ جب قبر سے واپس ہوئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ "میں استاد صاحب علیہ الرحمہ سے پوچھوں کہ آپ نے اپنی دادی صاحبہ کو دیکھا ہے یا نہیں لیکن میں پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ حتی کہ قبرستان سے نکل کر باہر آ گئے، تو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ "میں دیکھتا رہا ہوں کہ ہماری دادی صاحبہ کی اتنی جرات نہیں[1] ہوتی تھی کہ وہ ہمارے دادا جلال دین صاحب (علیہ الرحمہ) سے کوئی بات بھی کر سکیں۔" بعض اوقات ایسے ہوتا تھا کہ ابھی دل میں بات ہوتی تھی کہ آپ سے پوچھیں گے لیکن باتوں میں خود ہی وضاحت فرما دیتے۔

بابر اور اکرم کو جانے سے منع کرنا:

ایک مرتبہ بروز جمعہ عصر کی نماز کے کچھ دیر پہلے استاد صاحب علیہ الرحمہ اوراد و وظائف پڑھنے کیلئے کمرے کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ ہم دونوں نے مشورہ کر لیا کہ نماز پڑھنے کے فوراً بعد ہم دونوں چلے جائیں گے۔ ابھی استاد صاحب علیہ الرحمہ کمرے کے دروازے پر پہنچے ہی تھے کہ محمد عبد الرؤف کو بلایا اور فرمایا کہ "ان دونوں کو کہہ دو کہ نماز کے بعد جانا نہیں۔" اور اس طرح صاحبزادہ صاحب نے ہمیں آ کر روک دیا۔

---

(۱) بوجہ بزرگی اور جاہ و جلال۔

Marfat.com

اقبال نامی لڑکے سے ملنے کی خواہش:

مورخہ 24.3.2000 کو راقم اور استاد صاحب محمد جمیل (ڈپو والے) کے گھر بھوگیوال سے اُن کی عیادت کر کے واپس آ رہے تھے کہ اچانک چوک شوالہ کے قریب، جہاں کوارٹر ہیں رُک گئے اور اس کے بعد ان کوارٹروں کی طرف چل دیئے۔ ادھر ایک بچے سے پوچھا کہ ''یہاں ایک لڑکا اقبال نامی رہتا ہے!'' کچھ دیر کے بعد اس لڑکے کا ایک رشتہ دار ملا۔ اس نے بتایا کہ ''وہ لڑکا تو تقریباً دو ماہ پہلے فوت ہو چکا ہے اور اس کی والدہ بلال پارک کے پیچھے ایک مکان میں رہتی ہے۔'' ہمیں وہ اس کی والدہ کے پاس لے گیا۔ اُدھر فاتحہ پڑھی اور واپس آ گئے۔ راستہ میں استاد صاحب نے بتایا کہ دیکھو پہلے کئی مرتبہ ادھر سے گزر ہوا ہے، کبھی خیال تک نہیں آیا لیکن آج تو ''اقبال'' نے ہمیں ادھر روک لیا ہے۔ مزید بتایا کہ یہ لڑکا مجھ سے تقریباً ۱۹۷۰ء میں ''سید والی مسجد'' میں قرآن پاک پڑھتا تھا۔

ایسے ہی ایک مرتبہ وَگ والا منڈی فیض آباد میں تشریف لے گئے۔ راقم بھی اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ تھا۔ نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد کافی چل کر ایک قبرستان گئے اور وہاں ایک قبر پر فاتحہ خوانی کی۔ بعد میں فرمایا کہ ''یہ قبر عمر دین ڈوگر صاحب کے بیٹے (محمد عارف) کی تھی اور مجھ سے شرقپور شریف میں پڑھتا تھا۔'' سبحان اللہ! کیا تعلق قلبی ہے؟

بچے کو سخت بخار ہونا:

ایک دن مدرسہ کا ہمسایہ لڑکا عمران ایک بچے کو لے کر آیا، جسے سخت بخار تھا اور اس وجہ سے رو رہا تھا۔ استاد صاحب علی الرحمہ نے دم فرمایا۔ بچے کا بخار فوراً اتر گیا اور وہ چپ ہو گیا۔ اس کے بعد عمران نے عرض کیا کہ ''اس کو قے بھی آتی ہے۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''ان شاء اللہ قے بھی بند ہو جائے گی۔''

استاد صاحب علیہ الرحمہ کا گاؤں تشریف لے جانا:

ایک مرتبہ بروز جمعہ راقم اور محمد اکرم صاحب استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس

Marfat.com

بیٹھے ہوئے تھے تو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ’’ گاؤں جانا ہے۔‘‘ میں دل میں خیال کرنے لگا کہ ’’موٹر سائیکل کی نمبر پلیٹ خراب ہے اور بھی موٹر سائیکل کے کام کروانے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ اکرم صاحب کو موٹر سائیکل لانے کا فرما دیں۔‘‘ تو کچھ دیر بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ، اکرم صاحب کو فرمانے لگے کہ ’’ جاؤ اور موٹر سائیکل لے آؤ۔‘‘ لہٰذا وہ موٹر سائیکل لے کر آئے اور اس طرح گاؤں روانہ ہو گئے۔

قتل کے مقدمہ میں ہتھ کڑی کا نہ لگنا اور بَری ہونا:

29.5.1998 بروز جمعۃ المبارک در مسجد مدرسہ، محمد صادق قریشی ہاشمی صاحب سکنہ فتح پوری تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ ’’16.9.1987 بروز بدھ بوقت سحری کا واقعہ ہے کہ رانا گلاب خان ولد بوڑھے خان قوم راجپوت قتل ہو گیا۔ جس کا میرے تایا حسین شاہ صاحب کے ساتھ زمین کا جھگڑا تھا۔ پنچایت نے فیصلہ کیا کہ ہم لوگ قرآن پاک پر رقم رکھ دیں گے جتنے آپ کے ہوں گے اُٹھا لینا لیکن وہ پہلے ہی قتل ہو گیا۔ FIR میں چار آدمیوں کے علاوہ میرا نام بھی لکھوا دیا گیا۔ شام کے قریب مجھے اس بات کا علم ہوا کہ تمہارا نام بھی FIR میں شامل ہے۔ اس پر میں نے پولیس کی گرفتاری سے بچنے کے لیے رات فتح پوری میں گزارنے کی بجائے اپنے سسرال ’’چوہے والی کلاں‘‘ میں گزاری۔ صبح 17.9.87 کو میں ضلع کچہری شیخوپورہ میں عبوری ضمانت کروانے کیلئے گیا۔ جمعرات کا دن تھا آدھا دن (Half Day) ہونے کی وجہ سے میری ضمانت نہ ہو سکی۔ میں شیخوپورہ سے سیدھا لاہور آ گیا اور رات یہاں بسر کی۔ 18.9.87 بروز جمعہ چھٹی تھی۔ میں جمعہ پڑھنے کے لئے مدرسہ میں آ گیا۔ جمعہ پڑھنے کے بعد میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ آپ دعا فرما دیں کہ رانا گلاب خان گاؤں میں قتل ہو گیا۔ اس کو قتل میں نے نہیں اور نہ ہی مجھے اسکے قاتل کے بارے کچھ معلوم ہے لیکن میرا نام بھی FIR میں لکھوا

Marfat.com

دیا گیا ہے۔ ''حضرت! سزا اس آدمی کو ہونی چاہیے جس آدمی نے قتل کیا ہے، مجھے نہیں۔'' استاد صاحب علیہ الرحمہ نے دعا فرمائی۔ اگلے دن بروز ہفتہ میں نے چودہ یوم کیلئے عبوری ضمانت ضلع کچہری شیخوپورہ سے کروائی۔ اسی دوران میں اپنے تفتیشی افسر سے کہتا رہا کہ ''مجھے موقعہ فراہم کیا جائے تاکہ میں یہ ثابت کرسکوں کہ ''میں نے اس آدمی کو قتل نہیں کیا۔'' اس پر وہ مجھے بڑے غصے سے کہتا کہ ''اگر تم نے نہیں مارا تو کیا میں نے مارا ہے؟'' یعنی صفائی کا کوئی موقعہ نہ دیا۔ چودہ یوم کی ضمانت کے بعد جب میں ضلع کچہری شیخوپورہ پیشی کیلئے گیا۔ میرا تفتیشی افسر خلیل الرحمٰن ASI اور سپاہی ولایت بھی ہمراہ تھے۔ میری ضمانت منسوخ ہوگئی۔ مجھے تھانیدار کہنے لگا۔ اب سناؤ ضمانت منسوخ ہوگئی ہے نا! میں نے کہا ''ٹھیک ہے! چلو میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔'' سپاہی ولایت کے پاس شاپنگ بیگ (Shopping Bag) میں ایک ہتھ کڑی (زنجیر) تھی۔ اس نے اسے نکالا اور مجھے لگانے لگا۔ ASI نے منع کیا اس پر سپاہی بولا کہ ''یہ دفعہ 302 ت پ کا ملزم ہے۔ مدعی حضرات نے پرچہ میں نامزد کیا ہوا ہے اور عدالت نے ضمانت بھی منسوخ کردی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ مجرم ہے یا نہیں۔ لیکن قانون کہتا ہے کہ اس آدمی کو ہتھ کڑی لگنی چاہیے۔'' اس پر ASI نے غصے میں آکر اسے کہا کہ ''جب میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ ہتھ کڑی نہیں لگانی، قانون کیا ہے؟'' کچہری سے چوک بہار شاہ تک ہم تانگے پر آئے تو ایک کار جولاہور آرہی تھی۔ اس میں بیٹھ کر ہم شاہدرہ موڑ پر آگئے، یہاں ASI سپاہی سے کہنے لگا کہ ''مجھے لاہور کام ہے تم صادق شاہ صاحب کو لے کر مرید کے تھانے چلے جاؤ نیز اس کو حوالات میں بند نہیں کرنا۔'' سپاہی نے پہلے والی بات دہرائی اور کہا کہ ''پہلے آپ نے ہتھ کڑی بھی نہیں لگانے دی اور اب حوالات کی بھی پابندی لگا رہے ہیں۔'' اس پر پھر ASI نے سپاہی سے سخت لہجے میں کہا کہ ''قانون کیا ہے؟ میں کہہ رہا ہوں کہ اسے حوالات میں بند نہیں کرنا!''

Marfat.com

اس پر سپاہی بولا ''پھر کہاں بٹھانا ہے؟'' جواباً ASI نے کہا ''اس کو میرے دفتر میں میری چارپائی پر بٹھانا ہے اور اسے اپنے ساتھیوں سے ملنے بھی دینا ہے!''۔ہم دونوں جب تھانہ مریدکے میں داخل ہوئے تو سپاہی کہنے لگا کہ ''اپنے ساتھیوں سے مل لو۔'' میں نے اپنے ساتھیوں کے پوچھنے پر بتایا کہ میری ضمانت منسوخ ہوگئی ہے۔اس پر ان کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ چلو ہمارے ساتھ تو رہے گا۔

ملاقات کے بعد سپاہی مجھے ASI کے دفتر میں لے گیا اور چارپائی پر بٹھا دیا۔ چارپائی پر بیٹھنے کے کچھ دیر بعد مجھے اونگھ آئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ استاد صاحب علیہ الرحمہ ایک آدمی کی کمر پر ہاتھ لگا کر فرما رہے ہیں کہ ''اُٹھو! ہمارا شاگرد پکڑا گیا ہے۔'' اس کے فوراً بعد میری آنکھ کھل گئی۔تو میں نے اپنے آپ سے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''اوصادق ان لوگوں نے تمہیں کیوں ہتھ کڑی لگانی ہے یا حوالات میں بند کرنا ہے۔ تمہارے پیچھے تو استاد صاحب موجود ہیں۔'' اس پر مجھے تسلی ہوگئی۔بوقت عصر ASI اپنے دفتر میں آیا تو میں چارپائی پر ٹانگیں فرش پر رکھے بیٹھا تھا تو تعظیماً کھڑا ہوگیا۔تو وہ کہنے لگا کہ ''بیٹھو بیٹھو!'' تو میں پھر بیٹھ گیا۔اس کے بعد کچھ آدمی آئے اور وہ اپنی باتیں کرتے رہے۔ جب وہ چلے گئے تو ASI مجھے کہنے لگا کہ ''آپ نے رات کو سونا بھی ہوگا۔'' میں نے جواباً کہا ''ہاں جی!'' اس پر ASI نے کہا کہ ''تم اسی چارپائی پر سو جانا میری ڈیوٹی گشت پر ہے اور میں اب علی الصبح آؤں گا۔'' جب آپ مسجد میں چلے جائیں گے تو میں بھی اتنی دیر میں آرام کرلوں گا۔'' رات کو میں چارپائی پر سو گیا۔صبح جب آئے تو میں پھر تعظیماً کھڑا ہوگیا۔ ASI کہنے لگا کہ ''جاؤ! مسجد میں اللہ اللہ کرو، میں بھی آرام کرلیتا ہوں۔'' چند دن یہ معاملہ ایسے ہی چلتا رہا۔جب گشت ڈیوٹی ختم ہوتی تو ASI کہنے لگا ایک چارپائی اور بھی ہے لیکن وہ بننے والی ہے۔ASI مجھے 100 روپے دینے لگا لیکن میں نے نہ لیے بلکہ خود اپنی جیب سے

Marfat.com

بان بازار سے لا کر اس چارپائی کو بنا۔ یہاں تک کہ دو یا تین ماہ تک میں کھانا گھر کھاتا اور سو بھی جاتا۔ بعدازاں تفتیش بدلنے پر ہمیں ''نارنگ تھانہ'' میں منتقل کر دیا گیا۔ خالد عبداللہ DSP نے کہا ''آپ بھاگیں گے تو نہیں! میں نے کہا ''میں نے قتل تو نہیں کیا کہ میں بھاگ جاؤں گا!'' تقریباً نو دن باہر رہے۔ اس کے بعد سپاہی مرید کے لانے کیلئے ہتھ کڑیاں لا رہا تھا تو میں نے خیال کیا کہ ''آج مجھے ہتھ کڑی لگ جائے گی۔'' ابھی یہ خیال گزر ہی رہا تھا کہ سپاہی اُدھر سے ہی واپس ہو گیا اور میں بغیر ہتھ کڑی واپس مرید کے تھانے چلا آیا۔ اور ادھر سے ہی بے گناہ قرار دے دیا گیا۔

اولاد نرینہ:

راقم کے ہم جماعت سجاد احمد ساکن UET، لاہور نے بتایا کہ ''میری صرف بچیاں ہی تھیں، کوئی لڑکا نہیں تھا۔ مجھے کسی آدمی نے بتایا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس چلے جاؤ۔ میں حاضر خدمت ہوا اور عرض و معروض پیش کی۔ آپ نے تعویذ دیا اور فرمایا ''اللہ کریم تمہیں بیٹا عطا فرمائے گا۔'' اس کے بعد بیٹا پیدا ہوا جو کچھ دیر کے بعد فوت ہو گیا۔ میں دوبارہ بعد نماز عصر حاضر ہوا تو آپ اس وقت اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ کافی دیر بیٹھا رہا۔ فارغ ہونے کے بعد عرض کیا کہ ''حضرت اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے بیٹا عطا فرمایا تھا لیکن فوت ہو گیا ہے۔'' اس پر آپ خاموش ہو گئے اور دوزانو ہی مراقبے میں بطرف قبلہ شریف بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر بعد سر اُٹھایا اور فرمایا ''تعویذ پاس ہی ہے! میں نے عرض کی ''جی ہاں!'' فرمایا: ''اللہ کریم پھر تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا۔'' الحمدللہ! اللہ نے بیٹے سے نوازا جو اَب حیات ہے۔''

راقم نے خود دیکھا ہے کہ بعض آدمی آپ کی خدمت میں مٹھائی لے کر آتے اور عرض کرتے ''آپ نے دعا فرمائی تھی اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے!'' استاد صاحب علیہ

Marfat.com

الرحمہ، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے۔ آدمی کے چلے جانے کے بعد فرماتے ''ہم نے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہی کرنی ہے اور مہربانی بھی اُسی نے فرمانی ہے۔ الحمدللہ! اللہ کریم نے کئی بندوں پر اپنی مہربانی فرمائی ہے۔''

وصال کے تقریباً ڈیڑھ دو ماہ پہلے بعد نماز عصر چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، کچھ کمزوری بھی تھی۔ راقم سے مخاطب ہو کر کچھ فرمایا لیکن میں سمجھ نہ سکا۔ بعد نماز مغرب میں نے عرض کی ''استاد صاحب! مجھے کوئی سمجھ نہیں آئی کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟'' اس پر آپ فرمانے لگے ''میں نے کہا تھا کہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو کوئی فائدہ ہوتا ہے تو ہو جائے۔ ایسی عورت جس کے اولاد نہ ہوتی ہو تو نقش وغیرہ لے لینا'' لیکن آپ کے بیمار ہونے کی وجہ سے کچھ نہ حاصل کر سکا۔

محمد جاوید ساکن سرفراز کالونی، لاہور، بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھرانے میں کافی بچیاں تھیں۔ میں نے عرض کی ''استاد صاحب! ہمارے ہاں فلاں امید سے ہیں، دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ لڑکے سے نوازے'' کچھ دیر خاموشی اختیار فرمائی اور فرمانے لگے ''اللہ کریم سے لڑکا لینا یہ کوئی کام نہیں، بندہ بننا یہ کام ہے۔'' بعد ازاں ایک تعویذ عنایت فرمایا ''اللہ کریم نے یکے بعد دیگرے دو لڑکے عطا فرمائے۔''

بوتلیں پینے کا قصد کرنا:

محمد جاوید عرف جج ساکن سرفراز کالونی لاہور بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ رات کے ساڑھے بارہ یا ایک بجے کا وقت تھا۔ اچانک میں نے قصد کر لیا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ سے دو بوتلیں پینی ہیں۔ اس ارادہ کے ساتھ میں مدرسہ میں آگیا۔ دیکھا تو آپ اپنے کمرے میں مطالعہ میں مصروف تھے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد فارغ ہوئے اور فرمانے لگے ''جاوید! آؤ باہر چلیں۔'' چلتے چلتے، چوک ٹانگے والا اڈہ میں بوتلوں

Marfat.com

کی دکان پر پہنچ گئے۔ رفیع دکاندار کو آپ نے فرمایا" دو ٹھنڈی بوتلیں دو۔" اس نے جب بوتلیں پیش کیں تو ایک بوتل استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے عنایت فرمادی۔ پینے کے بعد آپ دوکاندار سے فرمانے لگے" جاوید کو ایک اور دے دو۔" میں نے کہا" نہیں رہنے دیں آپ پی لیں"، لیکن آپ نے زبردستی مجھے دوسری بوتل بھی پلادی اور پیسے بھی خود دیے اور جو باقی ملے وہ مجھے عنایت فرمادیے۔(۱)

ایسے ہی محمد شبیر ساکن بھوگیوال بیان کرتے ہیں کہ" ایک دن میری ایک غیر مقلد سے بحث ہوگئی اور میں کافی پریشان تھا۔ یک دم میرے ذہن میں یہ بیٹھ گیا کہ کہتے ہیں کہ" ہمارے استاد صاحب علیہ الرحمہ ولی ہیں۔ اگر ولی ہیں تو یہ مجھے پیپسی بوتل پلائیں۔ میں اس غیر معیاری خیال کو نکالنے کی کافی کوشش کرتا رہا لیکن ناکام۔ آخرکار میں اسی خیال سے مدرسہ میں آگیا۔ جمعہ کا دن تھا۔ بعد نماز جمعہ، استاد صاحب علیہ الرحمہ ابھی مسجد میں ہی موجود تھے۔ عبدالرؤف صاحب کو بلایا اور فرمایا" جاؤ بوتلیں لے کر آؤ۔" میں نے دل میں خیال کیا کہ کام 50% فیصد پورا ہوگیا ہے! باقی میں نے تو PEPSI کی نیت کی تھی۔ صاحبزادہ صاحب ابھی مسجد کی سیڑھیاں نیچے اترے ہی تھے کہ آپ نے دوبارہ آواز دی اور فرمانے لگے" PEPSI لے کر آنا ہے۔" حالانکہ استاد صاحب علیہ الرحمہ اکثر سیاہ رنگ کی بوتل نہیں پیتے تھے۔ سبحان اللہ! اس کے بعد میری پریشانی جاتی رہی اور ایمان تازہ ہوا۔

ٹائر کا پھٹ جانا:

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم سے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک پیر کے ساتھ کار میں کہیں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھے پتہ چلا تھا کہ یہ پیر نماز باقاعدگی سے نہیں پڑھتا

---

(۱) جاوید اکبر نے بتایا جب دکاندار بقایا پیسے واپس کر رہا تھا تو اس وقت میرے دل میں یہی خیال آیا کہ" یہ پیسے بھی استاد صاحب علیہ الرحمہ مجھے دے دیں تو اچھا ہوگا۔" بہرحال وہ بھی مل گئے۔

Marfat.com

جو کہ اس دن ثابت ہو گیا۔ عصر سے پہلے ہم روانہ ہوئے۔ راستے میں کئی دفعہ میں نے کہا ''کار روکو، تا کہ ہم نماز پڑھ لیں۔'' لیکن انہوں نے میری ایک نہ سنی۔ عصر کی نماز اور میری طبیعت بہت بے قرار کہ ''یا اللہ! میں کیا کروں؟ وقت ختم ہو رہا ہے، خود نماز پڑھتے ہیں نہ یہ کار کھڑی کرتے ہیں!'' آخر کار GT روڈ پر عین ایک مسجد کے سامنے کار کا ٹائر پھٹ گیا۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور انہیں کہا ''اب تو اللہ نے موقع فراہم کر دیا ہے اور عصر کا وقت ابھی باقی ہے۔ آؤ نماز پڑھ لیں۔ میں نے جلدی سے وضو کیا اور نماز پڑھی لیکن نام نہاد پیر نے پھر بھی نہ پڑھی۔

سُنّت سے محبت:

محمد ذوالفقار سہروردی ساکن پنج پیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے داڑھی رکھنے کی نیت کی۔ جب میں نماز عصر ادا کرنے مدرسہ میں گیا تو آپ مجھے فرمانے لگے ''محمد ذوالفقار! داڑھی رکھنے کی مبارک ہو۔'' اس پر میں بہت حیران ہوا کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا؟ حالانکہ ابھی میری شیو کو ایک یا دو دن ہی ہوئے تھے اور نہ ہی میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کو اس بارے بتایا تھا۔

ایک مرتبہ راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ راستے میں ایک آدمی ملا جس نے پہلے داڑھی نہیں رکھی تھی، جبکہ اب تھی۔ آپ سے جب اُس نے مصافحہ اور معانقہ کیا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا ماتھا چوم لیا اور فرمایا: ''ماشاء اللہ!''۔

محمد عرفان ساکن کوچہ نقشبندیہ گجرپورہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا ''تمہارے والد صاحب کی داڑھی تو ہے اور تمہاری بھی ہونی چاہیے!'' الحمد للہ! اب ان کی پوری داڑھی ہے۔

جنگ شاہاں ، فتنہ وغارت گری

جنگ مومن ، سنّتِ پیغمبری است

Marfat.com

طلباء کو وعظ:

محمد ذوالفقار ساکن پنج پیر بیان کرتے ہیں کہ ''رات میں خواب میں دیکھتا ہوں۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ طلباء کو نماز کے دوران گلے میں رومال وغیرہ لٹکانے اور ویسکوٹ، جرسی یا سویٹر کا ایک دو بٹن بند کر کے نماز پڑھنے کے متعلق فرما رہے ہیں۔ جب اگلے دن میں نماز عصر مدرسہ میں ادا کرنے گیا تو نماز سے فارغ ہو کر طلباء کو بیٹھنے کیلئے فرمایا۔ جب میں اُٹھ کر آنے لگا تو مجھے فرمانے لگے ''محمد ذوالفقار! تم بھی بیٹھ جاؤ۔ تمہارے لیے بھی ہے۔'' آپ نے وہی مسائل بیان فرمائے، جو رات میں نے خواب میں سنے تھے۔

گھبراتے نہیں!

ماسٹر محمد منیر اور محمد ذوالفقار، شمع ٹیلرز بیان کرتے ہیں، جب استاد صاحب علیہ الرحمہ عمرہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ عید قریب آرہی تھی تو ہم دونوں بہت بے چین تھے کہ اس مرتبہ عید استاد صاحب علیہ الرحمہ کے بغیر ہی گزرے گی۔ جب آپ عمرہ ادا کر کے واپس تشریف لائے ہم زیارت کیلئے گئے تو آپ فرمانے لگے ''آپ گھبرا گئے تھے، گھبراتے نہیں۔''

دم کروانے کا قصد کرنا:

ماسٹر محمد منیر، شمع ٹیلرز بیان کرتے ہیں کہ ''میں ''ہیپاٹائٹس'' (Hypatitus) کی وجہ سے کافی بیمار رہا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''آج کسی وقت انشاء اللہ! آپ کو ملنے جاؤں گا اور دم کروا کر واپس آؤں گا۔'' اُسی دن گھنٹی کی آواز سنی۔ میری بیوی نے باہر جا کر دیکھا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ بمعہ ایک طالب علم تشریف فرما تھے۔ اصرار کے باوجود بغیر کچھ کھائے پیئے، تھوڑی دیر کیلئے بیٹھے اور فرمایا ''میں نے سوچا ماسٹر صاحب کو ملے ہوئے کافی دیر ہوگئی ہے، مل لیں۔'' دم فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔

Marfat.com

داڑھ درد ختم ہونا:

محمد ذوالفقار ساکن پنج پیر بیان کرتے ہیں کہ ”ہمارے ایک شاگرد محمد افضال کی داڑھ درد ہو رہی تھی۔ کافی علاج معالجہ کیا لیکن کوئی فرق نہ پڑا۔ ایک دن ہم دونوں استاد صاحب علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر گئے اور دُعا کی۔ واپس دوکان پر پہنچے تو درد ختم ہو چکی تھی اور الحمدللہ! اس کے بعد اب تک نہیں ہوئی۔

نوسر باز کا مدرسہ میں آنا:

ایک دفعہ ایک آدمی مدرسہ میں آیا اور مولانا محمد اشرف صاحب صدر مدرس[1] سے ملا۔ اُس نے کہا ”میں مکھڈ شریف سے آیا ہوں جہاں سے آپ نے حضرت مفتی مولانا علامہ عطاء محمد بندیالوی علیہ الرحمہ سے کتب فنون پڑھی تھیں۔“ مولانا صاحب نے اس کی خوب خاطر مدارت کی۔ حاجی نواز احمد صاحب ساکن گوجر پورہ بھی اس کو لیے پھرتے رہے۔ جب استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اس آدمی کو دیکھا تو حاجی نواز سے فرمانے لگے ”نواز! اس بندے کو کوئی پیسہ نہ دے دینا!“ کہنے کے باوجود حاجی صاحب سے مختلف حیلے بہانوں سے کچھ رقم لے گیا۔ بعد ازاں بذریعہ مولانا دلاور حسین صاحب پتہ چلا جو اس وقت حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی صاحب علیہ الرحمہ کے پاس زیرِ تعلیم تھے کہ حضرت صاحب کا اس بندے سے کوئی واسطہ ہی نہیں تھا۔ جب استاد صاحب علیہ الرحمہ کو رقم کے بارے پتہ چلا تو فرمایا: ”نواز! میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا۔“

”............ اِتَّقُوْا فِرَاسَتَ الْمُؤْمِنِ............“[2]

ترجمہ: ”مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نورِ ایمان سے دیکھتا ہے۔“

---

(۱) یاد رہے مولانا محمد اشرف صاحب استاد صاحب علیہ الرحمہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ آپ نے اُن کو بندیال اعلیٰ تعلیم کیلئے بھیجا تھا۔ مزید برآں مقصد یہ ہوتا تھا کہ طالب علم کو زیادہ فائدہ کہاں ہوتا ہے؟ اپنے مدرسہ کی بجائے اُس جگہ بھیج دیتے تھے۔

(۲) ترمذی شریف، جلد 2، ص 145

Marfat.com

جگہ کا ملنا:

محمد ندیم صاحب ساکن دوبیچ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ڈیفنس کے قریب ورکشاپ کیلئے جگہ خریدی لیکن نکاسی آب وغیرہ کا بڑا مسئلہ بن گیا۔ پچھلی طرف تھوڑی سی جگہ تھی جو مالک بیچنے پر راضی نہیں ہو رہا تھا۔ بہر حال کافی پریشانی تھی۔ جب استاد صاحب علیہ الرحمہ سے ورکشاپ کی بنیاد رکھوائی تو فرمانے لگے کہ ''وہ کونسی جگہ ہے؟'' میں ساتھ والی جگہ پر لے گیا۔ اُدھر چند منٹ کھڑے رہے اور واپس آ گئے۔ میں جب آپ کو مدرسہ میں چھوڑنے کیلئے گیا تو مالک قطعۂ زمین نے رابطہ کیا کہ اگر یہ جگہ خریدنی ہے تو لے لیں۔'' اس طرح آپ کی دُعا سے ہمیں وہ جگہ مل گئی۔

تہہ خانہ کا دیکھنا:

محمد ندیم ساکن دوبیچ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے دوست کو لیکر مدرسہ میں گیا تو اس وقت استاد صاحب علیہ الرحمہ گھر تشریف رکھتے تھے۔ میں نے اسے کہا کہ ''ادھر ایک تہہ خانہ بھی ہے جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا ہے اور طلباء کے زیر استعمال ہے۔'' تقریباً بیس منٹ کے بعد آپ تشریف لائے اور سلام کے بعد ایک طالب علم کو فرمانے لگے ''جاؤ! ندیم صاحب کو تہہ خانہ دکھاؤ۔'' ہم دونوں اس کے ساتھ گئے اور تہہ خانہ دیکھا۔ میرا دوست مجھے کہنے لگا ''ہم نے تو اُن سے اس بارے بات ہی نہیں کی، آپ کو کیسے پتہ چل گیا؟''

خانہ کعبہ کا طواف کرنا:

مولانا محمد جمیل صاحب ساکن دوبیچ بیان کرتے ہیں کہ ''۱۹۸۳ء میں، میں نے بھی حج کیلئے درخواست جمع کروائی۔ متعلقہ کوٹہ کی قرعہ اندازی میں میرا نام نہ نکلا، لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ کا نام نکل آیا۔ میں نے کافی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی بلکہ رقم واپس

Marfat.com

لینے کیلئے آمادہ ہوگیا۔اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ میں اوراستاد صاحب علیہ الرحمہ خانہ کعبہ کا طواف کررہے ہیں۔اس کے چند دن بعد ہی لیٹر مل گی کہ تمہارا نام بھی ''ایڈیشنل کوٹہ'' میں نکل آیا ہے، لہذا فلاں دن جہاز روانہ ہوگا۔چنانچہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے ہی چلا گیا اور میری ملاقات خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اسی جگہ پر ہوئی جس طرح میں نے خواب میں دیکھا تھا۔''

سویّاں لے جانا:

محمد اشفاق صاحب ساکن گجر پورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ'' ایک مرتبہ، یکم رمضان کو میں نے نیت کی کہ آج استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں سویاں پیش کروں گا۔چنانچہ عصر کی نماز کے بعد وقت بالکل ہی کم رہ گیا۔میں نے جلدی جلدی خود ہی دودھ میں سویاں ڈال کر چولہے پر رکھ دیں اور جلدی سے ہی بغیر کسی برتن میں ڈالے دیگچی سمیت ہی مدرسہ میں لے گیا۔آپ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔میں نے سلام لیا تو مجھے فرمانے لگے''اشفاق صاحب! آگئے ہو، چلو اچھا ہوگیا۔میں آپ ہی کا انتظار کررہا تھا، کہ اشفاق صاحب بڑی جلدی میں ہیں ورنہ میں نے گھر چلے جانا تھا۔'' حالانکہ میں نے انہیں بتایا ہی نہیں تھا۔

پھل کھانے کا ارادہ کرنا:

حافظ محمد طارق صاحب خطیب حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ، گجرات (بحوالہ بابا خوشی محمد مرحوم) نے بیان کیا کہ''ایک دفعہ میں رمضان المبارک میں بعد نماز عصر مدرسہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوا تو کمرے میں کافی پھل وغیرہ پڑا ہوا تھا لیکن مجھے آپ نے افطاری کیلئے نہ فرمایا۔خیر اجازت لینے کے بعد میں کمرے سے باہر نکلا اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ نے مجھے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ''وقت تھوڑا ہے، ادھر روزہ

Marfat.com

افطار کرلو؟'' پھر میرے ضمیر نے جھنجھوڑا کہ یہ آپ کی مرضی تم کون ہو؟ وہ کھلائیں یا نہ کھلائیں۔'' دوسرے دن مجھے استاد صاحب علیہ الرحمہ نے پیغام بھجوایا کہ ''روزہ آج مدرسہ میں افطار کریں۔'' جب میں مدرسہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو فرمانے لگے'' دراصل کل والا پھل میرا نہیں تھا بلکہ خاص طلباء کیلئے تھا۔ اس لئے آپ کو نہیں کھلایا۔ آج سب کیلئے اجازت ہے۔''

تقریر کا ارادہ کرنا:

حافظ ارشد علی صاحب سابقہ طالب علم بیان کرتے ہیں کہ طلباء'' بزم فاروقیہ میں اپنی اپنی باری پر تقریر کیا کرتے تھے اور ایک ساتھی جمعہ سے پہلے یعنی استاد صاحب علیہ الرحمہ کی تقریر سے پہلے تقریر کیا کرتا تھا۔ مجھے خود بڑا شوق تھا لیکن میں نے یہ نیت کی ہوئی تھی کہ ''اگر استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمائیں گے تو میں تقریر کروں گا ورنہ نہیں!'' دوسرے ساتھی بھی تقریر کرنے کو کہتے لیکن میں ایسا نہ کرتا جبکہ شوق بھی کافی تھا۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن میں نے ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ.........'' کے موضوع پر اپنی بساط کے مطابق مکمل تیاری کرلی لیکن اجازت کا ہی انتظار تھا کہ ان کے فرمانے سے جو برکت ہوگی، وہ خود کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی چنانچہ میں تیاری کر کے کمرے میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ آپ تشریف لائے اور میرے سامنے والی کھڑکی سے مجھے فرمانے لگے'' حافظ صاحب! آپ بھی تقریر کیا کرو۔ آؤ اور تقریر شروع کرو۔ جب میں آؤں تو اس وقت تقریر کو فوراً ختم نہیں کردینا بلکہ جو بات چل رہی ہو، اس کو مکمل کرلینا ہے۔'' لہذا میں نے ایسے ہی کیا اور تقریباً آدھا گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی۔ اب میں اپنی تقریر کا سلسلہ آپ کی توجہ ہی کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔

''حافظ صاحب! دروازہ بند کرو''

حافظ محمد حبیب اللہ صاحب سابقہ طالب علم وخطیب جامع مسجد انوار مدینہ (صفا

Marfat.com

جنگ) بیان کرتے ہیں کہ زمانۂ طالب علمی میں، ایک رات سویا ہوا تھا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ کی آواز آتی ہے۔ ''حافظ صاحب! دروازہ بند کرو۔'' میں اُٹھا اور مدرسہ کے اندر اور باہر سڑک کی طرف دیکھا لیکن آپ مجھے کہیں نظر نہ آئے بہرحال میں نے کھلا دروازہ بند کیا اور دوبارہ سو گیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ سب آپ کا تصرف ہے۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ کا یک دم مسجد شیر ربّانی میں جمعہ کیلئے پہنچنا:

جاوید اکبر سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کو جمعہ کے وقت تلاش کیا لیکن آپ مجھے سڑک تک کہیں نظر نہ آئے۔ جمعہ کا وقت بھی شروع ہو گیا۔ میں جلدی سے قریب ہونے کے سبب مسجد میں پہنچ گیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرے پیچھے آپ بھی جوتا اُتار رہے تھے اور ''السلام علیکم فرمایا'' میں کافی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا ماجرا ہے؟ لیکن میں آپ سے پوچھنے کی ہمت نہ کر سکا۔

سبق کی یادداشت:

راقم نے بھی استاد صاحب علیہ الرحمہ سے مدرسہ کے دوسرے طلباء کے ساتھ کریما، نامِ حق، پندنامہ وغیرہ شروع کیا۔ تدریس کے دوران بعض اوقات آپ پر بظاہر نیند کا بڑا غلبہ ہوتا اور میں خیال کرتا کہ ''اب آپ کو یاد نہیں ہوگا، کہ سبق کہاں سے چھوڑا تھا؟ اسی حالت میں تقریباً دو، دو، تین، تین منٹ گزر جاتے۔ میں سمجھتا کہ رات بارہ بجے کے بعد مدرسہ سے گھر جاتے ہیں اور صبح نماز تہجد کیلئے اٹھتے ہیں نیز اوراد و وظائف بھی پڑھتے ہیں، اس لئے نیند آ رہی ہوتی ہے لیکن حیران کن بات یہ ہوتی تھی کہ جہاں سے شعر کی تشریح چھوڑی ہوتی تھی وہاں سے ہی دوبارہ شروع فرما دیتے حالانکہ کتاب کا رُخ ہماری طرف اور آپ کتاب کی مخالف سمت میں بغیر کتاب کے تشریف فرما ہوتے تھے۔'' یہ عمل متعدد بار

Marfat.com

ہوااور میں اُس وقت بھی یہی خیال کرتا تھا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کو یہ کیسے یاد رہتا ہے کہ میں نے یہ سبق یہاں سے چھوڑا ہے؟ دراصل یہ آپ کی کرامت تھی۔

''انشاء اللہ تم مدرس بنو گے!''

مولانا محمد امین صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب میرے اسباق'' شرح جامی''، ''نورالانوار'' وغیرہ تھے۔''شرح جامی'' استاد العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب کے پاس پڑھتے تھے اور'' نورالانوار'' استاذی ومرشدی کے پاس تھی چونکہ بیک وقت آٹھ اسباق جاری تھے، اس لیے'' نورالانوار'' کا سبق استاد گرامی رات کو ساڑھے دس، گیارہ بجے پڑھاتے تھے۔ مجھے اچانک شیطانی خیالات اور وسوسوں نے گھیر لیا اور پڑھائی سے دل اُچاٹ ہوگیا۔ میرا دل یہی کرتا کہ مدرسہ سے بھاگ جاؤں، مولوی بن کر کیا کرنا ہے کون سی مولویوں کی کوئی عزت ہے؟ وغیرہ وغیرہ

ایک دن اپنے اس ارادے کو عملی جامعہ پہنانے کیلئے اپنا سامان باندھ کر رکھ دیا، ارادہ یہی تھا کہ کسی وقت موقع ملتے ہی بھاگ جاؤں گا۔ اسی لیے تین چار دن سے اسباق میں شرکت بھی برائے نام ہی تھی۔

کسی ساتھی نے استاد گرامی کی خدمت میں میری کارروائی کے بارے اطلاع کر دی تو آپ نے مجھے صبح کے وقت بلایا اور فرمایا'' کیا وجہ ہے کہ تو سبق نہیں پڑھتا؟'' میں نے کہا میں پڑھنا نہیں چاہتا۔'' آپ نے پوچھا'' کیوں؟'' میں نے کہا'' میں مولوی نہیں بننا چاہتا۔'' آپ نے فرمایا' تو پڑھ کر مدرس بن! مدرسین کی تو عزت ہے۔'' آپ مجھے سمجھاتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ نماز کے بعد عصر تک پھر یہ مسئلہ زیر بحث رہا۔ میں یہی کہتا رہا کہ'' سارے پڑھنے ولاے مدرس تو نہیں بن جاتے اور پھر میرے کونسا ماتھے پر لکھا ہے کہ میں مدرس بنوں گا؟'' آخرکار آپ نے فرمایا'' میں جو کہتا ہوں کہ مدرس بنے گا

Marfat.com

میں سچا ہوں یا تو۔'' میں نے کہا ''جی! سچے تو آپ ہی ہیں'' آپ نے فرمایا کہ ''جب میں سچا ہوں تو پڑھ۔ انشاء اللہ! تو مدرس بنے گا!'' آپ کے ان الفاظ نے میرے دل پر اثر کیا اور میں نے نہ پڑھنے سے توبہ کی اور باقاعدہ آپ سے معافی مانگی۔ آپ نے میری بیوقوفی کو نظر انداز فرما کر مجھے معاف فرما دیا اور فرمایا: ''جا! مولانا محمد اشرف صاحب کو بھی بتا کر آ، وہ بھی پریشان ہیں۔'' میں نے ان کو جا کر بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''اگر تو چلا جاتا تو میرے منہ سے کبھی تیرے لیے دعا نہ نکلتی۔''

پھر استاد گرامی مجھے جامعہ نعیمیہ میں حضرت مفتی عزیز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ ''اس لڑکے کا دل پڑھائی میں نہیں لگتا۔'' تو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''یہ شیطانی وسوسے ہیں۔'' مفتی صاحب نے دعا فرمائی اور مجھے بھی پڑھنے کیلئے دعا بتائی جس سے دل پھر پہلے سے زیادہ پڑھنے کی طرف مائل ہو گیا۔[1]

(۱) مولانا محمد امین صاحب نے بیان فرمایا جب میں ملتان انوار العلوم میں پہنچا داخلہ وغیرہ ہوا۔ اسباق کا آغاز ہوا۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف یہ دو سبق امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ﷫ کے پاس اور باقی دیگر اساتذہ کے پاس تھے۔ حضرت کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ میں تشریف لائے آپ کی زیارت ہوئی۔ تمام طلباء نے پہلے دن عبارت پڑھنے کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی۔ پہلا دن اور حضرت کے مزاج سے ناواقفیت، دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور بدن پر ایک طرح کپکپی طاری تھی کہ اتنے بڑے استاد کے سامنے عبارت پڑھنا ایک عجیب طرح کا رعب طاری تھا۔ آخر کار عبارت پڑھنی شروع کی ''انما الاعمال بالنیات'' پڑھا ''من ھَاجَرَالی امراۃ'' پر گھبراہٹ میں امراۃ کے ہمزہ کو قرأت میں گرائے بغیر ظاہر کر کے پڑھ دیا۔ حضرت کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پیار سے فرمایا ''بیٹا! اس طرح نہیں پھر آپ نے خود پڑھ کے بتایا کہ اس طرح پڑھیں اور ساتھ ہی ہمزہ وصلی اور قطعی میں فرق سمجھایا۔ آپ کا شفقت بھرا انداز دیکھا تو دھڑکتے دل اور لرزتے بدن کو سکون ملا پھر تو زیادہ تر عبارت میں ہی پڑھتا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ ایک دوسرا ساتھی عبارت پڑھ رہا تھا۔ آپ کی نظر بوجہ کمزوری کتاب پر نہیں تھی، پڑھنے والا بے ربط پڑھ رہا تھا یعنی مبتدا کو علیحدہ اور خبر کو علیحدہ پڑھتا اسی طرح فاعل اور مفعول کو ایک دوسرے سے کاٹ کر پڑھ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے حضرت کو دشواری ہو رہی تھی آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا ''بیٹا! کل آپ نے عبارت پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! تو فرمایا بیٹے آج بھی تم عبارت پڑھو۔ تو میں نے عبارت پڑھنی شروع کی۔

Marfat.com

یہ میرے شیخ کی زندہ کرامت ہے کہ میں تعلیم سے فارغ ہونے سے لے کر آج تک تدریس کی زندگی گزار رہا ہوں۔ ۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۸ء تک (24) چوبیس سال تدریس کرتے ہو گئے ہیں اور یہ سب میرے ''شیخ کامل'' کی توجہ کامل کا اثر ہے، جس نے مجھ ناچیز کو اس مقام تک پہنچایا ہے۔

نماز کے لیے راهنمائی:

مولانا محمد امین بیان کرتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں دو بار ایسا ہوا کہ میں مدرسہ سے گھر گیا اور اسکول کے (کلاس فیلوز) دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کی وجہ سے نماز بھی جاتی رہی۔ اسی رات خواب میں ''مرشد کامل'' تشریف لائے اور سخت ناراض ہوئے۔ مارنے کے لیے ہاتھ بھی اُٹھایا اور فرمایا: ''تجھے ایسے لڑکوں کے ساتھ پھرنے کی کیا ضرورت ہے؟ شرم نہیں آتی؟'' ''مرشد کامل'' کی روحانی توجہ نے ہر ایسے موقع پر راہنمائی کی اور جہاں قدم پھسلنے اور ڈگمگانے لگے، سنبھالا دیا۔

ٹوپی کا پهننا یا نہ پهننا برابر خیال کرنا:

محمد اکرم صاحب آف گوجر پورہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک ٹوپی لی جس کے اندر سوراخ تھے۔ میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ''اس ٹوپی کا پہننا اور نہ پہننا، برابر ہے۔'' میں مدرسہ میں آیا تو بعد نماز جمعہ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ایک دن میں عبارت پڑھ رہا تھا بخاری شریف کا سبق تھا سال میں یہی ایک دن تھا کہ ہم نے اڑھائی صفحے سبق پڑھا تھا ورنہ تو بمشکل ایک پاؤ صفحہ ہی پڑھا جاتا۔ حضرت کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیادہ سبق پڑھنے اور سوالات کرنے پر بڑا خوش ہوتے تھے۔ اڑھائی صفحات پورے ہونے میں ابھی آدھے صفحہ سے کم ہی باقی تھا کہ آپ نے پوچھا ''ابھی کتنا باقی ہے؟'' میں نے عرض کیا تقریباً آدھا صفحہ باقی ہے تو آپ بہت خوش ہوئے اور میرا نام پوچھا میں نے عرض کیا ''محمد امین'' تو آپ خوش ہوئے پھر فرمایا ''آپ انشاء اللہ ہمارے امین ہی ثابت ہونگے (اللہ پاک کرے ایسا ہی ہو۔)''

Marfat.com

''اکرم! یہ ٹوپی مجھے دکھاؤ۔'' میں نے ٹوپی سر سے اتاری اور آپ کو پکڑا دی۔ آپ کوئی تقریباً پانچ منٹ ٹوپی کا جائزہ لیتے رہے اور فرمانے لگے ''گرمیوں میں اس کا پہننا بہت فائدہ مند ہے اور ہوادار بھی ہے۔'' اس طرح میری ذہنی خلش دور ہوگئی۔

اجازت کی نیت کرنا یا نہ کرنا:

حافظ ارشد علی نقشبندی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی میں یہ نیت کرتا کہ ''اگر استاد صاحب علیہ الرحمہ اجازت فرمائیں گے تو واپس آؤں گا ورنہ نہیں!'' تو آپ مجھے فرمادیتے ''اچھا حافظ صاحب! اب آپ جاسکتے ہیں۔'' بعض اوقات کھانا کھانے کے بارے میں بھی فرمادیتے لیکن ''اگر میں مغلپورہ سے اجازت کی نیت نہ کرتا تو آپ بھی مجھے اجازت کے متعلق کچھ نہ فرماتے۔''

جگہ کا سکیم سے باہر ہونا:

محمد حفیظ صاحب ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے بھوگیوال میں جگہ خریدی جو گجر پورہ سکیم (چائنہ سکیم) کے ساتھ ملحق تھی۔ میرے ساتھ والے دوسرے لوگ جب کوئی کمرہ یا دیوار وغیرہ بناتے تو محکمہ (LDA) گرا دیتا۔ آخر کار میں نے بھی گارڈر اور ٹی آئرن وغیرہ ڈال کر ایک کمرہ تیار کر لیا۔ لیکن بہت پریشان تھا۔ رات کو استاد صاحب علیہ الرحمہ خواب میں ملے اور فرمانے لگے ''گھبرائیں نہیں! یہ جگہ سکیم سے باہر ہے۔ الحمدللہ! کمرہ صحیح وسلامت رہا۔

بس کے ٹائر کا پنکچر ہونا:

محمد حفیظ صاحب ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم ملتان ''سنی کانفرنس کیلئے گئے تو ملتان سے چند کلومیٹر باہر ایک چھوٹی نہر کے قریب آدمیوں نے اُسے کہا کہ بس روکو۔'' نہ ماننے پر استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''بس کو آدھے گھنٹے کیلئے روکو،

Marfat.com

تاکہ استنجا اور وضو وغیرہ کرلیں لیکن ڈرائیور نے کہا کہ ”ناں جی! ہمارا ٹائم نکل جائے گا یعنی ہم سے آگے اور بسیں لگ جائیں گی۔ لہذا ہم ایسا نہیں کرسکتے۔“ اس پر آپ نے فرمایا ”اچھا تیری مرضی!“ ابھی یہ فرمایا ہی تھا کہ اسی وقت ٹائر پنکچر ہوگیا اور استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ”لو! اب ایک گھنٹہ لگے گا۔“ سب قافلے والوں نے آرام سے استنجا اور وضو کیا۔ اس طرح اُسے تقریباً آدھے کی بجائے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ کا اصل مقصد یہ تھا کہ چونکہ کانفرنس ”قاسم باغ، قلعہ کہنہ“ میں ہورہی ہے اور وہاں بزرگوں کے مزارات بھی ہیں، تمام لوگوں کی حاضری بھی باوضو ہوجائے گی۔“

حُقّہ پینا چھوڑنا:

بابا خوشی محمد صاحب مرحوم نے ایک مرتبہ راقم کو بتایا کہ ”جب میں پہلی مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں حقہ پی رہا تھا اور آپ قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ آپ نے چند لمحوں بعد قرآن پاک بند کردیا لیکن میں بہت شرمندہ ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بس اس کے بعد میں نے حُقّہ پینا چھوڑ دیا۔ میں اسے آپ کی کرامت ہی سمجھتا ہوں حالانکہ آپ نے مجھے پینے کے متعلق منع نہیں فرمایا تھا۔“

”بِلّا جی مدرسہ میں کیوں نہیں آتے؟“

محمد سلیم حجام المعروف بلا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”ایک رات استاد صاحب علیہ الرحمہ خواب میں تشریف لائے اور فرمانے لگے ”بلا جی! تم مدرسہ میں کیوں نہیں آتے؟ میں نے عرض کی ”آنا ہے جی، آؤں گا۔“ چند دن گزرے لیکن میں نہ جاسکا۔ پھر خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ”بلا جی! تم مدرسہ میں کیوں نہیں آئے؟“ میں نے دوبارہ وہی جواب دیا۔ کچھ لمحوں کے بعد فرمانے لگے ”تم اسی وقت آؤ گئے جب کانوں سے پکڑ کر لائیں گے۔“ دو دن کے بعد جمعہ تھا لہذا میں نے باقاعدگی سے جانا شروع کردیا لیکن یہ خواب

Marfat.com

استاد صاحب علیہ الرحمہ سے بیان کرنے کی جرات نہ ہوئی۔[1]

نام رکھنا:

محمد طیب سابقہ طالب علم جامعہ ہذا بیان کرتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی حافظ محمد طاہر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا تو میں نام رکھنے کے سلسلہ میں حاضر ہوا۔ اُستاد صاحب فرمانے لگے "محمد جمیل" یا "محمد اجمل" رکھ لیں۔ میں نے نیت کی کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے "محمد جمیل" پہلے بولا ہے۔ اس لئے یہی زیادہ بہتر ہے۔ لیکن انہوں نے میرے اصرار کے باوجود "محمد اجمل" رکھ لیا۔ چند سال بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا تو میں نے بذریعہ فون نام پوچھا تو فوراً فرمانے لگے "محمد جمیل رکھ لو۔" اس طرح میری دیرینہ خواہش پوری ہوگئی۔

خیال کردہ دفتر میں تعیناتی ہونا:

جس وقت اخبار میں واپڈا آسامیاں مشتہر ہوئیں تو راقم نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے اس بارے عرض کیا تو آپ نے دعا فرمائی۔ جب میں درخواست جمع کروانے جا رہا تھا تو میرا گزر ایک "سب ڈویژن" سے ہوا جو میرے گھر کے قریب تھی۔ دل میں خیال آیا کہ کبھی اسی دفتر میں لگا دیں تو اچھا ہے! "حالانکہ مجھے واپڈا کے Setup کا بالکل پتہ ہی نہیں تھا کہ "سب ڈویژن"، "ڈویژن" اور "سرکل" وغیرہ کیا ہوتے ہیں؟ خیر یہ میری پہلی درخواست اور پہلا انٹرویو تھا۔ الحمد للہ! بغیر سفارش کے سلیکشن ہوئی اور پوسٹنگ بھی اسی دفتر میں ہوئی اور آپ ایک مرتبہ دفتر میں بھی تشریف لائے تھے۔ یہ سب کچھ استاد صاحب علیہ الرحمہ کی دعا کا نتیجہ تھا۔

---

(۱) یاد رہے بلا حجام سے ہی اکثر استاد محترم حجامت وغیرہ کرواتے تھے اور وہ بھی آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ادب کا یہ حال ہے کہ استاد محترم کے داڑھی شریف کے بال بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

حویلی میں اچانک تشریف لانا:

حافظ حبیب اللہ صاحب مدرسہ کے خادم اور سابقہ طالب علم تحریر کرتے ہیں کہ غالباً ۱۹۸۲ء کی بات ہے میں استاذ محترم کے حکم سے زیر تعمیر مسجد انوار مدینہ میں خدمات سرانجام دینے جایا کرتا تھا۔ استاذ محترم کی طلباء سے شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر طالب علم آپ سے عشق کی حد تک پیار کرتا۔ میں روزانہ مسجد سے سائیکل پر مدرسہ میں پڑھنے کیلئے آتا اور چھٹی کے وقت ظہر سے پہلے واپس چلا جاتا۔ اتنے ٹائم کی استاذ محترم سے دوری بھی برداشت سے باہر ہوتی۔ مدرسہ آتے ہی سب سے پہلے مرشد و مربی کی بارگاہ میں سلام و نیاز پیش کرتا اور پھر اپنی کلاس میں چلا جاتا اور سرکار بڑی محبت سے حال احوال دریافت فرماتے۔

ایک دن اتفاق یہ ہوا کہ آپ طلباء کو پڑھا رہے تھے مصافحہ تو فرمالیا مگر حال احوال نہیں پوچھا۔ میں بہت پریشان ہو گیا کہ نہ جانے کون سی غلطی سرزد ہو گئی ہے؟ خیر بوجھل قدموں کے ساتھ اپنی کلاس میں جا بیٹھا مگر یہ بات ذہن سے نہ نکلی۔ اس بات کو اتفاق سمجھیں یا کچھ اور؟ کہ دوسرے دن بھی وہی بے التفاتی قائم رہی۔ اب تو یقین ہو گیا کہ مرشدی ناراض ہیں۔ طرح طرح کی سوچوں نے دل میں ڈیرہ ڈال لیا کہ کیا نالائقی کر بیٹھا ہوں۔ آج تو سبق وغیرہ کی کوئی خیر خبر نہیں تھی، بس دل پر ایک بوجھ تھا، جو کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ تقریباً ایک بجے چھٹی ہوئی تو سائیکل لے کر مسجد کی طرف چل دیا۔

وہ دن اور رات کس طرح گزرے؟ اس کیفیت کی ترجمانی اس شعر سے ہو سکتی ہے کہ:

کہنے کو تو انتظار کیا اُن کا ایک رات
لیکن اُس ایک رات کی مدت نہ پوچھئے

جب میں مدرسہ سے چلا تو سوچا کہ آج ضرور پتہ چل جائے گا کہ کوئی اتفاق تھا یا

Marfat.com

واقعی ناراضگی ہے۔ میں دفتر کی طرف جہاں استادگرامی تشریف فرماتھے بوجھل قدموں اور دھڑکتے دل کے ساتھ پہنچا تھا سلام عرض کر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور متجسس نگاہوں سے چہرۂ اقدس کو تکنے لگا مگر انہیں شاید مجھ غریب کی غلامی کا کوئی امتحان لینا مقصود تھا۔ وہ اپنے مطالعہ وغیرہ میں مصروف رہے اور کسی طرح بھی میرے زخمی دل پر مرہم نہ رکھا، چند لمحے یوں ہی گزرے اب یہ سناٹا اور مرشدی کا بات نہ کرنا برداشت سے باہر ہوگیا۔ میں اُٹھا اور چپکے سے باہر نکل کر پرانے برآمدے میں (جو بعد میں توڑ دیا گیا) وہاں موجود اپنی کلاس میں جا بیٹھا۔ اب مجھے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ اپنی کیفیت کو ساتھیوں سے چھپانے کی بہت کوشش کی۔ جب برداشت جواب دے گئی اور دل پھٹنے کا یقین ہو چلا تو اس ویران پلاٹ میں جس میں ہمسائے کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے (اب موجودہ مسجد والی جگہ) استادمحترم کی بھینس بندھی ہوتی تھی خاموشی سے وہاں چلا گیا۔ اب وہاں میرے سوا کوئی نہیں تھا۔ اس برآمدے کی عقبی دیوار سے پشت لگا کر گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔ بس پھر دل کے چھالے ایک ایک کر کے پھٹنے لگے اور آنکھوں کے راستے بہنے لگے۔ اب اس یقین کے ساتھ کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا میں جی بھر کے روتا اور اپنے آپ کو کوستا رہا کوئی آٹھ دس منٹ گزرے ہوں گے کہ اس ویرانے میں میرے قریب آہٹ سنائی دیتی ہے۔ میں بہتی آنکھوں سے حیرت زدہ اس سوچ میں کہ یہاں کون آگیا؟ سر اُٹھا کر دیکھتا ہوں تو سامنے چار پانچ فٹ کے فاصلے پر میری عقیدتوں کے محور، میرے محبوب مرشد، میرے سامنے کھڑے میری طرف کریم نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ میں انتہائی عجلت میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ سراپا مؤدب کہ دیکھیں اب کیا ارشاد ہوتا ہے؟ مگر بالکل نہ پوچھا کہ نالائق تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ کیوں رو رہا ہے۔ بس لمحہ بھر بعد، میرے پاس پڑی کھرلی (بھینس کے چارہ ڈالنے والی) کے بارے میں فرمایا کہ "اسے تھوڑا سا ادھر نہ کر دیں" ایک طرف سے انہوں نے

Marfat.com

اور ایک طرف سے میں نے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے ذرا آگے کر دی۔ پھر آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے میں، سرکار اپنے دفتر میں اور میں اپنے کلاس روم میں چلا گیا۔ نہ جانے اس میں کیا حکمتیں تھیں کہ کبھی بھی اس کے بعد اس بارے میں کچھ ذکر نہ فرمایا۔ اب میں سوچتا ہوں ایک تو وہ وقت تھا کہ سامنے بیٹھے ہوئے غلام کو تڑپتا دیکھ کر التفات نہ فرماتے اور پھر بظاہر دور بیٹھے نظروں سے اُوجھل خادم کی دلجوئی کرنے دفتر سے اُٹھ کر اس ویرانے میں تشریف لے آئے۔

حکیم صاحب کا بیعت ہونا:

دوگیچ کے ایک حکیم صاحب جن کا مجھے نام یاد نہیں ہے راقم کو بتایا کہ ''مجھے تقریباً مسلسل ایک ہفتہ خواب میں رات کو ڈھائی بجے کسی نہ کسی بزرگ کی زیارت ہوتی اور حکم ہوتا کہ مدرسہ میں حاضر ہو کر قبلہ استاد صاحب علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر درود شریف پڑھا کرو'' چنانچہ ایک دن میں حاضر ہوا اور سارا خواب سنا کر بیعت ہو گیا۔

آیت کریمہ پڑھنے کا ارشاد فرمانا:

محمد اشرف صاحب ساکن محمود آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں خواب میں اپنے آپ کو حضرت سید خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر پاتا ہوں۔ دوسری طرف سے استاد صاحب علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرمانے لگے: ''آیت کریمہ پڑھا کرو، یعنی'' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ جب میں نے مدرسہ میں آپ کو خواب سنائی تو فرمایا کہ ''یہ آیت بڑی جلالی اور گرم ہے، اس کے اوّل و آخر درود شریف بھی پڑھ لیا کرو۔

آم لینے کا ارادہ کرنا:

غلام ربانی صاحب ساکن کوٹ خواجہ سعید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں استاد

Marfat.com

صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک دوکان پر گیا۔آپ نے ایک کلو آم خریدے۔میں نے عرض کی ”کم ہیں اور لے لیں۔“ آپ نے ایک کلو اور لے لیے۔جب گھر پہنچے تو میں نے ارادہ کچھ پہلے ہی کیا ہوا تھا اور اب پکا کر لیا کہ ”مجھے بھی ان میں کچھ آم تبرکاً عنایت فرما دیں۔“ چنانچہ فرمانے لگے ”آپ بھی کچھ لے لیں!“ لہٰذا چند آم مجھے عنایت فرمائے اور میں بھی تبرکاً لے کر گھر چلا گیا۔

حاجی محمد اسلم صاحب کا بیعت ہونا:

حاجی محمد اسلم صاحب (OK فلورمل) ساکن داروغہ والا بیان کرتے ہیں کہ ”میں ایک جگہ کسی صاحب کا مرید ہوا لیکن ان کے عقائد مشکوک ہونے کی وجہ سے دل مطمئن نہیں تھا۔بعد ازاں استاد صاحب علیہ الرحمہ کی بیعت صحبت کی۔ایک دو روز کے بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ نے خواب دیکھا اور بیان فرمایا کہ ”نماز کیلئے جماعت کھڑی ہے اور میں نماز کی ادائیگی کیلئے جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں تو آواز آتی ہے کہ ”آپ ان کے پیچھے نماز ادا نہ کریں کیونکہ آپ کی نماز نہیں ہوگی!“ لہٰذا ہم نے علیحدہ نماز ادا کی۔[1]

حاجی صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ جب ہم آپ کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کیلئے گئے تو ایک شخص نے مسجد نبوی شریف کے صحن میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کو ایک پچاس ریال کا نوٹ دیا اور چلا گیا۔ایک دوسرے موقع پر ہم جا رہے تھے کہ اچانک ایک بچی استاد صاحب علیہ الرحمہ کو ایک سوٹ دے کر چلی گئی۔تیسرے موقع پر پانچ ریال کا نوٹ آپ کو اور ایک نوٹ مجھے دے گیا۔یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ نہ استاد صاحب علیہ الرحمہ اور نہ میں ہی ان اشخاص کو جانتے تھے؟ فرماتے ”یہاں توجہ آپ ﷺ کی طرف ہی رہنی چاہیے نہ کہ واقف کار بندوں کی طرف۔“

---

(۱) یہ خواب استاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم سے بھی بیان فرمایا تھا۔

Marfat.com

سینہ کے درد کا دور ہونا:

نثار منہاس صاحب، ساکن حاجی پورہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے سینے میں کافی درد ہو رہی تھی۔ جمعہ کی نماز کے بعد سب لوگ مصافحہ کر رہے تھے۔ میں نے ایک طرف سے جاتے ہوئے سلام لیا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے میرے ساتھ معانقہ فرمایا حالانکہ دوسرے لوگوں سے سلام لے رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی میری درد جاتی رہی۔"

صاحبزادہ عبدالرؤف صاحب کا گم ہونا:

ایک مرتبہ آپ کے بڑے بیٹے کم عمری میں گم ہو گئے، سارا دن تلاش کرتے رہے لیکن کوئی پتہ نہ چلے کہ کدھر چلے گئے ہیں۔ سب طلباء اور گھر والے پریشان تھے لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ راقم کو فرمانے لگے "الحمدللہ! مجھے پریشانی نہیں ہے بلکہ اطمینان ہے۔" چنانچہ رات گئے پتہ چلا کہ صاحبزادہ صاحب ایک مہمان کے ساتھ شیخوپورہ چلے گئے ہیں۔

لڑکے کے پیٹ میں درد ہونا:

محمد جاوید ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دوست کے بیٹے کے پیٹ میں شدید درد ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس سے صحیح طور پر چلا بھی نہیں جا رہا تھا اور تقریباً 45^{o} ڈگری کے زاویے پر جھکا ہوا تھا۔ ہم اسے لے کر استاد صاحب علیہ الرحمہ کے گھر گئے۔ آپ نے اُسے دم فرمایا، جب واپس گھر میں داخل ہوئے تو لڑکا بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "ابو! میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔"

استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضری کا قصد کرنا:

ملک محمد اشفاق صاحب ساکن گوجر پورہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے ارادہ کیا

Marfat.com

داتا صاحب! رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضری تو ہوتی ہے لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ہو تو بڑی سعادت ہوگی۔" ایک دن آپ نے کسی طالب علم کو بھیجا کہ "شرقپور شریف جانا ہے تو آجائیں۔" میں تیار ہو کر آپ کے ساتھ کار میں شرقپور شریف چلا گیا۔ واپسی پر جب سگیاں موڑ پر پہنچے تو ڈرائیور کو سگیاں پل کی طرف سے جانے کیلئے فرمایا۔ جب کچھ آگے گئے تو فرمانے لگے "داتا صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں حاضری دیتے چلیں۔" اس طرح میری خواہش اور ارادہ پورا ہو گیا۔

مزید بتایا کہ رات کو خیال آیا کہ "آپ دوسری سبزیاں تو بھیجتے رہتے ہیں لیکن ساگ کبھی نہیں بھیجا۔" چنانچہ اگلے ہی دن ساگ کی گٹھڑی گھر بھیج دی۔

بخار کا اُترنا:

محمد تسلیم صاحب ساکن نظام آباد، لاہور بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک دوست باؤ تاج کی بیٹی کافی بیمار رہتی تھی۔ کافی علاج اور دم وغیرہ بھی کروائے لیکن کوئی آرام نہ آیا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی نے دم کرنے کے پانچ چھ سو روپے بھی لے لیے۔ میں نے اسے کہا "اب تم نے کہیں نہیں جانا۔" میں اسے بچی سمیت استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس لے آیا، اور دَم فرمانے کیلئے عرض کیا۔ الحمدللہ! آپ نے دم فرمایا اور بخار جاتا رہا۔(1)

سیف (الماری) کا کھولنا:

حافظ ارشد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میری نظر کمرے میں سیف پر پڑی اور خیال آیا کہ مجھے استاد صاحب علیہ الرحمہ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ "تم بھی الماری کھولو!" پتہ نہیں اس میں کیا رکھا ہے؟ یا مجھ پر اعتماد نہیں؟" ابھی یہ خیال گزر رہا تھا۔ اس وقت آپ اپنی ٹوپی صحیح فرما رہے

---

(1) استاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم سے ایک مرتبہ فرمایا کہ "جب میں نے دم کرنا شروع کیا تھا، تو اسی وقت یہ نیت کر لی تھی کہ میں اس کے کوئی پیسے نہیں لوں گا" اور ایسے ہی پایا۔

Marfat.com

تھے۔ فارغ ہونے کے بعد ہاتھ جیب میں ڈالا اور سیف کی چابی نکال کر فرمانے لگے ''حافظ صاحب! یہ لو چابی اور سیف کا دروازہ کھولیں۔ اس میں کہیں مٹھائی کا ڈبہ پڑا ہوگا وہ نکالیں'' خیر میں اُٹھا اور مٹھائی کا ڈبہ نکال کر استاد صاحب علیہ الرحمہ کو دے دیا۔ آپ نے مٹھائی خود بھی کھائی اور مجھے بھی کھلائی۔ اس طرح سیف میں پڑی ہوئی چیزوں کا پتہ بھی چل گیا۔

شادی کا مسئلہ:

نذیر خان ساکن سرفراز کالونی جو استاد صاحب علیہ الرحمہ کے مرید بھی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ''میں ایک مرتبہ آپ کو دبا رہا تھا۔ بڑی ہمت کر کے آپ سے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ میری شادی ایک جگہ ہو جائے جو ہمارے قریبی رشتہ دار بھی ہیں، لیکن دونوں طرف سے اختلافات بہت ہیں۔ دعا فرمائیں کہ یہ کام ہو جائے۔ آپ فرمانے لگے ''اگر رشتہ دار ہیں تو ان کو ماننا چاہیے!'' کچھ دیر خاموش ہونے کے بعد فرمانے لگے ''انشاء اللہ! ہو جائے گا۔'' کوئی نو یا دس دن بعد پھر حاضر ہوا اور عرض کیا ''استاد صاحب! اختلافات تو اور بڑھ گئے ہیں، مجھے تو اب کوئی امید نظر نہیں آتی۔'' اس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ کچھ جوش میں آ گئے، جس سے میں ڈر گیا، فرمانے لگے ''تم گھبرا کیوں جاتے ہو؟ میں نے تمہیں کہا ہے کہ تمہارا رشتہ ادھر ہی ہوگا!'' اس کے بعد مجھے کوئی بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چند دن بعد ہی سارا معاملہ اُلٹ گیا اور دونوں گھر راضی ہو گئے۔ میں مٹھائی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ ''نکاح بھی آپ نے ہی پڑھانا ہے۔'' آپ نے فرمایا ''اچھا ابھی تو میں ٹھیک نہیں ہوں۔ بہر حال بظاہر نکاح پڑھوانے کا موقع نصیب نہ ہوا۔ لیکن بوقت نکاح میری توجہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کی طرف ہی تھی اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن مولانا

Marfat.com

صاحب نے میرا نکاح پڑھایا وہ بھی آپ کے شاگرد تھے۔ جب میں نے اپنا تعلق استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔

رات تقریباً دو بجے ہم فارغ ہو کر واپس قبرستان شاہ بدر دیوان بیگم پورہ، مخدوم بہاؤ الدین روڈ (گھوڑے شاہ روڈ) پہنچے تو میں نے ڈرائیور سے کہا کہ "ادھر گاڑی روکیں، میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضری دینی ہے۔" اس نے گاڑی روکی۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ "میں آپ کے مزار پر حاضری کیلئے جانے لگا ہوں۔" تو وہ کہنے لگی "میں بھی چلتی ہوں۔" لہذا ہم دونوں میاں بیوی نے رات تقریباً ڈھائی بجے حاضری دی اور بہت ہی سکون حاصل ہوا۔(۱)

کتاب کا عنایت فرمانا:

محمد اشرف ساکن گوجر پورہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ تقریباً چھ ماہ تک استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں حاضری نہ دے سکا۔ ایک دن سائیکل پر سوار ہو کر مدرسہ کے آگے سے گزر رہا تھا تو اچانک خیال آیا کہ "اے بندے! کتنی دیر ہو چکی تو نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت ہی نہیں کی!" واپسی پر سائیکل مدرسہ میں گیٹ کے ساتھ کھڑی کر دی اور استاد صاحب علیہ الرحمہ کے کمرے کی طرف چل دیا۔ چلتے چلتے خیال آیا کہ اگر آپ پوچھیں گے کہ "اتنی دیر کہاں رہا اور اب کیسے آیا؟" تو کیا جواب دوں گا؟" سوچا "کہاں رہنے کا تو کہہ سکتا ہوں کہ ڈیوٹی وغیرہ کی وجہ سے، مگر "اب آنے کا کیا جواب دوں گا؟" پھر ذہن میں خیال آیا چلو عرض کر دوں گا کہ "میں کوئی پڑھنے والی کتاب لینے آیا ہوں!" خیر میں کمرے میں داخل ہوا تو آپ مطالعہ فرما رہے تھے۔ سلام لیا اور دو زانو بیٹھ

---

(۱) اسرار شاہ صاحب ساکن گوجر پورہ نے ہمیں (راقم اور اکرم صاحب) مورخہ 28.12.07 کو بتایا کہ "شاہ صاحب، جن کے پاس قبرستان کا انتظام ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فیملیز کے ساتھ کئی لوگ رات بارہ ایک بجے تک آتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

گیا۔ میں نے کوئی بات نہیں کی۔ آپ بھی مطالعہ فرماتے رہے۔ فارغ ہونے کے بعد اُٹھے اور الماری سے ایک کتاب جس کا عنوان ''ٹائیٹل'' تھا ''شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ'' نکالی اور مجھے مرحمت فرماتے ہوئے فرمانے لگے ''یہ لو کتاب! اسے پڑھ لیا کرنا۔'' مجھے واپسی کی اجازت فرمائی اور میں بڑا حیران ہوا کہ میں نے تو ابھی بات ہی نہیں کی تھی۔

گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہونا:

سید مدثر شاہ صاحب سابقہ طالبعلم بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدرسہ میں چھوٹا گوشت ایک بڑے سے ٹرے (Tray) میں آیا۔ اچانک میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کافی دن ہو گئے ہیں، چھوٹا گوشت نہیں کھایا۔ جب میں نے واپسی کی اجازت طلب کی تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ''شاہ جی! آپ بیٹھیں۔'' اور صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ ''شاہ صاحب کو گوشت دو۔'' اس طرح مجھے انہوں نے ایک شاپر (Shoper) بھر کر دے دیا۔(ا)

''شاہ جی! آپ سے کہاں ملاقات ہوئی تھی؟''

سید مدثر شاہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ میں ''محفل نعت'' تھی، جہاں میری تلاوت تھی۔ رات میں ادھر ہی ٹھہرا۔ خواب میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ'' آپ ایک سب سے اوپر انتہائی خوبصورت سونے سے مرصّع منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ میرے پیر بھائی بابر سعید بھی اُدھر کھڑے ہیں۔ حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے اور کچھ کتابیں میرے ہاتھ میں دیں۔ یکا یک وہ کتابیں میرے ہاتھ سے گر پڑیں۔'' بابر سعید جو میرے قریب کھڑے تھے، کہنے لگے ''شاہ جی! دھیان کریں، آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ پھر کتابیں میرے ہاتھ میں تھما دیں۔

(ا) خیال رہے کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ صرف اُسی جگہ تصرف فرماتے جہاں آپ کو اجازت ہوتی یا پھر طلباء کی اجازت سے۔

Marfat.com

چند دن بعد مدرسہ میں حاضری کیلئے حاضر ہوا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ اُس وقت صحن میں چہل قدمی فرما رہے تھے۔ میں نے کوئی بات نہیں کی، آپ نے فرمایا ''شاہ جی! آپ سے کہاں ملاقات ہوئی تھی؟'' یکدم مجھے یاد نہ آیا اور پھر خواب کی طرف دھیان چلا گیا تو میں نے عرض کی ''سرکار! نارنگ منڈی خواب میں آپ کی زیارت ہوئی تھی۔'' جب میں عرض کر رہا تھا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ مسکرا رہے تھے۔ سبحان اللہ!

''فیرھُن پیسے جوڑن لگے اُو:''

مولوی ارشاد صاحب، امام جامع مسجد شیر ربانی، غوث پارک، گوجر پورہ، بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی شرقپور شریف یا گھر جاتا تو آپ سے اجازت طلب کرتا۔ ایک دفعہ میں اجازت لے کر شرقپور شریف چلا گیا اور اُدھر بیٹھے دل میں خیال آیا کہ ''آج سے میں نے روپے پیسے جمع کرنا شروع کر دینے ہیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔'' واپس آکر استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے کچھ وقفے کے بعد فرمانے لگے ''فیرھُن پیسے جوڑن لگے اُو۔'' حالانکہ میں نے اُن سے کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔

ذھنی صفائی:

حاجی صفدر علی بھٹی صاحب ساکن شاہ پور کانجراں (جن کے ساتھ آپ بہت محبت اور شفقت فرماتے تھے) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ مزار شریف پر حاضری دینے کے بعد حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو آپ فرمانے لگے ''مولوی صاحب! ابھی باہر بیٹھیں، تھوڑی دیر بعد بلواتا ہوں۔'' میرے دل میں خلش سی پیدا ہوئی۔ اُسی وقت باہر آکر آپ نے قرآنِ کریم کی آیت پڑھی، جس میں حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیوار تعمیر کرنے کی وجہ بیان فرمائی تھی...... وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا......[1]

(۱) پارہ ۱۶، سورۃ کہف، آیت نمبر ۸۲

Marfat.com

(ترجمہ: اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔[1]) اور فرمایا کہ "حضرت خضر علیہ السلام نے جن یتیم بچوں کی دیوار دوبارہ تعمیر فرمائی تھی۔ اُن کے باپ صالح آٹھویں پشت میں تھے۔" مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے "معلوم ہوا کہ نیکی اولاد کے کام آتی ہے۔ وسیلہ کا ثبوت ہوا —— خیال رہے کہ وہ ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا۔ جیسا کہ "صواعق المحرقہ" میں ہے —— قیامت تک حضور ﷺ کی اولاد کا کتنا احترام ہوگا؟"[2]

راقم نے دیکھا ہے کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ یہ بھی بیان فرماتے کہ "والد حقیقی باپ کو کہا جاتا ہے جبکہ عربی زبان میں "اَب" (باپ) کا اطلاق والد، چچا اور دادا پر بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم سے ثابت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے آخری وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے عرض کی:

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ......[3]

ترجمہ: بولے ہم پوجیں گے اُسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا۔

نیز فرماتے کہ حضور ﷺ کے آباء اجداد میں کوئی کافر یا مشرک نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو، پاک سلبوں اور رحموں میں منتقل فرمایا۔"[4]

۱۴۰۰ (چودہ سو) سال بعد بھی آپ کے والد ماجد کا جسد مبارک صحیح و اصل حالت

---

(۱) مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ "اس کا نام کاتح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا۔ حضرت محمد ابن مکندر نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کو اور اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلے داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ سبحان اللہ!

(۲) تفسیر نور العرفان، ص ۴۸۲ (۳) پارہ اوّل، آیت نمبر ۱۳۳

(۴) حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ خطیب پاکستان، فرمایا کرتے تھے کہ "میں اور آپ ایک پاؤ دودھ (۲۵۰ گرام) گندے برتن میں نہیں ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے نورِ نبوت کو کیسے گندی جگہ رکھ سکتا ہے؟"

Marfat.com

میں پایا گیا۔اس ضمن میں خبر ملاحظہ فرمائیں جواس وقت کئی اخبارات کی زینت بنی:

کراچی ۲۰ر جنوری، یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں ''مسجد نبوی'' کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، بالکل صحیح وسالم حالت میں برآمد ہوا۔علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے ہیں۔جنہیں بعدازاں ''جنت البقیع'' میں نہایت عزت واحترام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اُن کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کے جسم نہایت تروتازہ اور اصل حالت میں تھے۔''[۱]

ایسے ہی جہاں قرآنِ کریم میں ''آزر'' کا ذکر ہے یعنی:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ[۲]

ترجمہ: اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا......''

مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان فرماتے، جو من و عن نقل کیا جاتا ہے:

''قاموس میں ''آزر'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے۔امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسالک الحنفاء'' میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔چچا کو ''باپ'' کہنا تمام ممالک کا معمول ہے۔بالخصوص عرب میں (کیونکہ چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے)'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ''تارخ'' تھا اور ''آزر'' آپ کا چچا

(۱) روزنامہ ''نوائے وقت''، لاہور مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۷۹ء

(۲) ساتواں سپارہ، سورۃ انعام، آیت ۷۴

Marfat.com

تھا۔ اللہ تعالیٰ توفیق ادب عطا فرمائے۔ ۱

بنہہ سرور دہر جا کہ خواہی　　ادب تاجیست از فضل الٰہی

ترجمہ: ادب اللہ کے فضل سے تاج ہے۔ سر پر رکھ کر جس جگہ جانا چاہتا ہے جا۔

مندرجہ بالا آیت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء (اَبٌ کی جمع) میں ذکر کیا گیا ہے حالانکہ آپ کے چچا ہیں۔ ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے دادا ہیں۔ حدیث شریف میں بھی حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو "اَبٌ" فرمایا۔ ارشاد فرمایا (رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ) یہاں (اَبِیْ) سے مراد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۲

استاد صاحب علیہ الرحمہ مزید بیان فرماتے کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین موحد مسلمان نہ ہوتے تو آپ کبھی بھی اُن کے حق میں دُعا نہ فرماتے، جو ہم آج بھی نماز میں پڑھ رہے ہیں۔ یعنی (...... رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ......)۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ ہے: وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔ ۳

ترجمہ: اور میرے باپ کو بخش دے وہ گمراہ ہے)

یعنی میرے چچا آزر کو ایمان و توبہ کی توفیق عطا فرما جس سے وہ تمہاری بخشش کا مستحق ہو جائے۔ یہ دُعا اس لئے فرمائی کہ آزر نے آپ سے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ (سورہ توبہ) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ............ ورنہ مشرک کیلئے دُعائے مغفرت جائز نہیں۔ اسی لئے اُسے مرحوم و مغفور کہنا حرام ہے۔ ۴

---

(۱) مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ "علمائے انساب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام "تارخ" لکھا ہے...... آگے ممکن اور شاید کی بات ہو رہی ہے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے کہ "قرآن کریم کی بہترین تفسیر وہ ہوتی ہے جو قرآن کریم سے ہی کی جائے۔ نیز آپ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے متاخرین کا سینہ کھول دیا ہے۔

(۲) مفردات راغب، وغیرہ وغیرہ (بحوالہ خزائن العرفان از مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) پارہ ۱۹، سورہ الحشر آیت نمبر ۸۶　　(۴) نور العرفان، ص 591

Marfat.com

یادرہے کہ اکثر قرآنِ کریم میں جہاں باپ، چچا اور دادا کا ذکر ہے وہاں ''اَبَّ''
استعمال ہوا لیکن حقیقی باپ (یعنی والد) کیلئے ''والد'' یا ''والدین'' استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا ہر
مسلمان کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اِس کے علاوہ مزید آیاتِ قرآنی ہیں جیسے:

وَوَصَّیْنَا الاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ......ا

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا..........۲

وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ'' عَنْ وَّلَدِهٖ..........۳

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَا..........۴

ایسے ہی حضور ﷺ کے والدین کریمین اور دادا عبدالمطلب بھی موحد مسلمان
تھے کیونکہ وہ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے کہ جب پہلے نبی کی
تعلیمات مسخ ہوچکی ہوں اور دوسرے نبی ابھی ظہور پذیر نہ ہوئے ہوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ
پر ایمان رکھنا ہی مسلمان ہونے کی نشانی ہے اور یہ زمانہ ''زمانۂ فقرت'' کہلاتا ہے۔''

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ۔۵......
بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مراد مومنین ہیں اور معنی یہ ہے کہ
زمانۂ حضرت آدم وحوا علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مومنین کی
اصلاب اور ارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ
کے تمام اصول آباؤاجداد، حضرت آدم علیہ السلام تک سب مومنین ہیں۔۶

بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ ﷺ کے آباؤاجداد مراد ہیں یعنی آپ

(۱) پارہ ۲۱، سورہ لقمان (آیت۱۴) (۲) پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل (آیت ۲۳)

(۳) پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل (آیت ۳۳) (۴) پارہ ۲۶، سورہ الاحقاف (آیت ۱۷)

(۵) القرآن، پارہ ۱۹ (۲۶/ ۲۱۹) پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت نمبر ۲۱۹

(۶) مولانا نعیم الدین مرادآبادی، خزائن العرفان

Marfat.com

کے نور کا ایک نبی کی صُلب سے دوسرے نبی کے صلب تک منتقل ہونا اور آخری نبی ہو کر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور ﷺ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[1]

صفدر علی بھٹی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی نے تھوڑی دیر بعد بلوایا تو آپ کرسی کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ دوسرے زائرین نیچے بیٹھے تھے۔ یہ منظر بھی مجھے کھٹکا۔ جب واپس آئے تو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''دراصل آپ کے گردوں میں تکلیف ہے۔ اُن سے نیچے نہیں بیٹھا جاتا۔ اس لئے آپ کرسی پر تشریف فرما ہیں۔'' اس طرح میری ذہنی اضطرابی کیفیت فوراً ختم ہوگئی۔ حالانکہ میں نے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب بھی راقم کی استاد صاحبعلیہ الرحمہ کے ہمراہ شرقپور شریف حاضری ہوئی تو صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی نے کبھی بھی بغیر کھلائے پلائے واپس نہیں آنے دیا تھا۔ جو آپ کی بڑی شفقت، محبت اور مہربانی ہے۔

تنازعہ زمین کا حل:

صفدر علی بھٹی صاحب ساکن شاپور کانجراں بیان کرتے ہیں کہ ''ہمارے ہاں نذیر نامی ایک آدمی ہے جو استاد صاحب علیہ الرحمہ کا بیعت بھی ہے۔ اس کا زمین کا تنازعہ چل رہا تھا۔ ہم نے سرتوڑ کوششیں کیں لیکن سب بے سود۔ آخر کار آپ سے دعا کروائی تو وہ زمین کا مسئلہ جو اتنی دیر سے حل نہیں ہو رہا تھا اللہ تعالیٰ نے دس بارہ دن میں ہی حل فرما دیا۔''

(چھاچھ) لسی پینے کا ارادہ کرنا:

حاجی صفدر علی بھٹی صاحب ساکن شاہ پور کانجراں بیان کرتے ہیں کہ شرقپور شریف

---

(۱) تفسیر از مولوی شبیر احمد عثمانی، ص ۵۰۱

Marfat.com

ہم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ بازار میں ناشتہ کرنے کیلئے گئے۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میرے دل میں لسّی پینے کا خیال پیدا ہوا لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''آؤ آپ کو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت اعلیٰ) کی بیٹھک کی زیارت کروائیں'' جب ادھر پہنچے تو وہاں خادم سے فرمانے لگے کہ ''لسّی مل جائے گی!'' اس نے کہا ''ہاں جی! خادم نے کھڑکی کے راستے لسی کا کہا تو تھوڑی دیر بعد ایک برتن میں لسی آ گئی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ''میں نے لسی نہیں پینی۔'' اس طرح دوسرے احباب بھی یہی کہنے لگے کہ ''ہمیں بھی کوئی طلب نہیں۔'' لہذا میں نے اکیلے ہی جی بھر کر لسی پی۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ کا دُعا فرمانا:

ڈاکٹر محمد شکیل صاحب ساکن چاہ میراں بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب کنگ ایڈورڈ میڈکل کالج یونیورسٹی سے (M.B.B.S) کا فائنل امتحان پاس کیا تو مٹھائی کا ایک ڈبہ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ نیت یہ تھی کہ آگے مزید سپیلائزیشن (Specialization) کیلئے دُعا بھی کراؤں گا لیکن ایک مقرر (Debator) ہونے کے باوجود اتنی جرأت نہ کر سکا کہ دُعا کیلئے عرض کر سکوں! خیر کچھ دیر بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ نے خود ہی دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیئے اور بغیر عرض کیے ہی میری منشاء پوری ہو گئی۔[1]

''تم خود ہو!''

ایک مرتبہ ایک شخص طلاق کا مسئلہ پوچھنے کیلئے حاضر ہوا کہ ''کسی بندے نے اپنی بیوی کو ایسے ایسے یہ الفاظ کہے ہیں۔ کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟'' جب اس نے ساری بات ختم کر لی تو استاد صاحب علیہ الرحمہ اسے فرمانے لگے: ''خواہ مخواہ دوسرے بندے کا نام لے رہے ہو۔ وہ بندہ تم خود ہو۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ آپ نے مسئلہ بیان فرما دیا وہ روانہ ہو گیا۔

---

(۱) ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ مجھے سب سے زیادہ آپ کی سادگی اور علم و عمل نے متاثر کیا۔

Marfat.com

خواب میں سبق پڑھانا:

مولانا محمد امین صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب میں ''کافیہ''، ''قدوری'' اور ''اصول الشاشی'' پڑھتا تھا۔ ''کافیہ'' استادمحترم حضرت علامہ مفتی محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے۔ ''قدوری'' اور ''اصول الشاشی'' حضرت استادمحترم علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے، عیدالفطر کی تعطیلات پر گھر آیا ہوا تھا۔ استادمحترم کے اس فرمان کے مطابق کہ'' طالب علم جہاں بھی جائے کتاب اس کے پاس ہونی چاہیے گھر آتے وقت'' اصول الشاشی'' اپنے ساتھ گھر لے آیا۔ دیگر اسباق کی بہ نسبت ''اصول فقہ'' کی یہ کتاب مجھے بڑی دلچسپ لگتی تھی۔ اسی لیے یہ کتاب میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ عید کے دن نماز عید پڑھنے کے بعد کھاناوغیرہ کھا کے گھومنے پھرنے کے لیے باہر کھیتوں میں چلا گیا۔ فصلوں میں گھوم پھر کر جب تھک گیا تو تقریباً ایک بجے ڈیرے پر آ کر سو گیا۔ ''اصول الشاشی'' اس وقت بھی میرے پاس تھی جو میں نے سوتے وقت سرہانے رکھ لی۔ جب آنکھ لگ گئی تو استادگرامی کی خواب میں زیارت ہوئی آپ نے فرمایا'' کتاب لاؤ، سبق پڑھ لو!'' میں نے کتاب کھولی اور استادگرامی نے سبق پڑھا دیا۔ جب سو کر اُٹھا تو خواب کا واقعہ اور سبق مجھے پوری طرح یاد تھا۔

اس بات کا ذکر کسی سے نہ کیا، چھٹیاں گزار کر واپس مدرسہ میں آیا، اسباق شروع ہوئے تو ساتھی طلباء سے اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ سبق کہاں سے پڑھنا ہے؟ وہ ایک سبق پیچھے کہتے جبکہ میں کہتا تھا کہ'' نہیں آگے سے پڑھنا ہے۔'' آخرکار استادمحترم کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا سبق اسی طرح سنا دیا جس طرح آپ نے پڑھایا تھا بعد میں فرمانے لگے'' تیرے ساتھیوں نے تو یہ سبق پڑھا نہیں ہے تو اکیلے نے کیسے پڑھ لیا؟'' میں نے عید کے خواب میں سبق پڑھانے کا واقعہ عرض کیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا '' یہ بات کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے!۔''

Marfat.com

محمد اسلم صاحب کا بیعت ہونا:

محمد اسلم صاحب ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ مسجد شاہ بلاول کے قریب اسٹیشن کی طرف سے بلوائیوں کا ایک گروہ ہاتھ میں ڈنڈے اُٹھائے اور شور وغوغہ کرتے ہوئے آ رہا ہے۔ میں اُسے دیکھ کر جلدی سے مدرسہ کی جانب بھاگا۔ تھوڑا سا آگے آیا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ ایک سواری کے ساتھ کھڑے تھے، مجھے فرمانے لگے ''میرے ساتھ بیٹھو۔'' میں آپ کے ساتھ سواری پر سوار ہوا اور صدر کینٹ سے ہوتے ہوئے آپ کے گاؤں دو گیچ کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں ایک گیٹ لگا ہوا تھا، گزر کر اندر چلے گئے۔ ماحول باہر کے ماحول کے برعکس تھا یعنی نہایت ہی پُرسکون۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد جب واپس آنے لگا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے ایک رومال مرحمت کرتے ہوئے فرمایا ''تم میرے بیعت ہو جاؤ۔'' اس کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔

میں نے یہ سارا خواب اپنے دوست محمد جاوید اکبر صاحب کو بتایا اور انہوں نے مجھے ساتھ لے جا کر آپ کا بیعت کروا دیا۔[ا]

''اے اللہ! اسے بخش دے''

اعجاز احمد صاحب ساکن نظام آباد لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں شوگر (Sugar) کا مریض ہونے کی وجہ سے بہت بیمار رہتا تھا۔ ایک دن میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوئی۔ جس کی وجہ سے میں بہت ہی پریشان اور تکلیف میں تھا۔ دل میں خیال آیا یا اللہ! اتنی تنگی و تکلیف سے بہتر ہے کہ تو مجھے موت دے دے'' اس کے ساتھ ہی میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ بمعہ دو احباب کے کوٹ خواجہ سعید کی ایک سڑک پر تشریف لے جا رہے ہیں اور میں بھی سائیکل پر آپ کے پیچھے جا رہا ہوں۔ سوچا کہ کیسے

(ا) جاوید اکبر صاحب نے بتایا جب میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے بیعت کرنے کیلئے عرض کیا تو فرمانے لگے ''یہ تو پہلے ہی بیعت ہے!'' اور جب خواب سنایا تو فرمایا ''یہ سب کچھ اللہ کریم کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

ملوں؟ خیر میں نے اپنی سائیکل کھڑی کی اور جا کر استاد صاحب علیہ الرحمہ سے سلام لیا۔ بعد ازاں آپ نے مجھے کولہے کی ہڈیوں پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے، اس طرح اُوپر اُٹھایا جس طرح کسی بچے کو اُٹھایا جاتا ہے اور فرمایا "یا اللہ! اسے بخش دے!" پھر نیچے کھڑا کر دیا۔ یہ عمل آپ نے تین بار دہرایا اور میری آنکھ کھل گئی۔

اس کے بعد میری طبیعت آہستہ آہستہ نارمل (Normal) ہونا یعنی سنبھلنا شروع ہوگئی اور اب میں الحمدللہ ٹھیک ہوں۔ سارے کام احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہوں۔[1]

زمین کا قبضہ واگزار ہونا:

مولوی برکت علی صاحب آف جلیانہ، لاہور بیان کرتے ہیں کہ "۲۰۰۲ء میں میری زمین پر کسی نے قبضہ کر لیا۔ میں بہت پریشان تھا سوچا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کیلئے عرض کرو۔ چنانچہ حاضر خدمت ہوا اور سارا قصہ عرض کیا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے "تم ان کے ساتھ لڑنا نہ اُن کے حق میں بددُعا کرنا اور پھر پڑھنے کیلئے کچھ لکھ کر دیا۔ لہذا چند دن پڑھا تو ایک رات خواب دیکھا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ تشریف لائے ہیں اور میری زمین کی طرف چل دیے۔ جس میں ہل چلا ہوا تھا۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ چلتے چلتے اس کھیت کے درمیان پہنچ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کھونٹا "کِلا" گڑا ہوا ہے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے اسے پکڑ کر زمین سے باہر کھینچا اور کھیت سے باہر پھینک دیا۔ مجھے اسی وقت یقین ہو گیا کہ انشاء اللہ! اب یہ قبضہ چھوٹ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نیامت علی کا بیعت ہونا:

نیامت ساکن پنج پیر بالمقابل جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور بیان کرتے ہیں کہ

(۱) یہ خواب راقم اور محمد جاوید اکبر صاحب کی موجودگی میں بیان کیا گیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ میرے حالات کچھ ٹھیک نہ تھے، اس خیال سے کہ ''مرید ہو جاؤں گا تو کچھ بہتری آ جائے گی'' استاد صاحب علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے بیعت فرمالیں۔'' اس پر آپ فرمانے لگے'' آج کل لوگ ایسا پیر ڈھونڈتے ہیں جو روپے پیسے دے۔'' اور مرید نہ فرمایا۔ میں ویسے کا ویسا ہی ناکام لوٹا۔ چند دن بعد میں نے خواب دیکھا کہ میں آپ کا مرید ہو رہا ہوں۔'' بعد ازاں ایک دن سڑک پر کسی کام کے سلسلہ میں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں مجھ پر نظر پڑی تو بلایا اور فرمانے لگے'' آؤ! پہلے تمہارا کام کریں، ایک تو تم نے خواب میں تنگ کر رکھا ہے!'' اس طرح مجھے بیعت فرمالیا حالانکہ میں نے آپ سے خواب بیان ہی نہیں کیا تھا۔

استاد صاحب علیہ الرحمہ کا تشریف لانا اور رجندر (ہندو) کے ساتھیوں کا بھاگنا:

لیاقت علی ساکن سُک نہر، لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ کا بیعت ہونے کے تقریباً دو ماہ بعد دبئی (Dubai) چلا گیا۔ اُدھر ایک ہندو'' رجندر'' (جس کا تعلق انڈیا سے تھا) سے کچھ واقفیت ہوگئی۔ میں کام سے فارغ ہو کر نماز عشاء مسجد میں پڑھتا اور بعد میں آپ کے بتائے ہوئے وظائف و درود شریف بھی پڑھتا، جس سے کافی دیر ہو جاتی یعنی دو تین گھنٹے تک لگ جاتے۔ ایک دن رجندر مجھے کہنے لگا'' مجھے یہ بتاؤ کہ مسجد میں تم اتنی دیر کیا پڑھتے رہتے ہو؟ جبکہ تمہارے دوسرے مسلمان بھائی تو اتنی دیر نہیں لگاتے!'' میں نے کہا کہ'' کوئی خاص نہیں پڑھتا۔'' اس نے کہا'' آخر کچھ تو خاص ہے!''۔ پھر میں نے اُسے کہا کہ'' ہم اپنے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور تم اپنے بھگوان کو یاد کرتے ہو۔'' وہ پھر ضد کرنے لگا'' آخر کوئی خاص تو ہے!'' بعد ازاں ناراض اور غصے ہو کر کہنے لگا'' اچھا! اب تم خود ہی مجھے بتاؤ گے!'' یہ کہہ کر چلا گیا اور میں نے اس کی بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی۔

Marfat.com

میں جا کر اپنے بستر پر لیٹ گیا میں نے محسوس کیا کہ کوئی میری گردن دبا رہا ہے، میں نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ تین آدمی، جن کی خوفناک شکلیں، سر گنجے اور چھوٹے ہیں۔ اُن میں سے ایک نے میری ٹانگیں پکڑ لیں، دوسرے نے بایاں بازو پکڑ کر زور سے میری پسلیوں میں گھونسا (مُکّا) دے مارا اور کہنے لگا ''بتاؤ! کیا پڑھتے ہو؟'' فوراً میرے ذہن میں آیا کہ یہ بات تو مجھے ''راجندر'' نے پوچھی تھی! میں نے اسے کہا کہ ''مجھے کیوں مارتے ہو؟'' وہ پھر کہنے لگا ''بتاؤ! کیا پڑھتے ہو؟'' ورنہ میں پھر ماروں گا۔'' اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے دوسرا زوردار گھونسا دے مارا اور میرے منہ سے ''آہ'' نکلی۔ میں نے کہا ''اگر میرے سائیں آ گئے تو تم بھاگ جاؤ گے؟ اس نے پھر ایک اور گھونسا دے مارا اور کہنے لگا ''بلاؤ! اپنے سائیں کو۔'' اسی وقت میرے منہ سے نکلا ''استاد جی! فوراً میں دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے ایک بہت ہی پیارا سبزی مائل راستہ ہے۔ جس کے دائیں جانب سرخ گلاب اور بائیں جانب سفید (چنبیلی) کے پھول ہیں۔ اس راستہ سے استاد صاحب علیہ الرحمہ سفید لباس میں، کندھے پر چادر رکھے تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا ''وہ دیکھو! لو ہمارے سائیں تو آ گئے ہیں۔'' آپ کو دیکھتے ہی وہ سب غائب ہو گئے۔[۲]

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے آتے ہی مجھے فرمایا ''بیٹا! کیا نماز نہیں پڑھنی؟'' میں نے عرض کی ''جی! پڑھنی ہے۔'' تو آپ نے فرمایا ''پھر اُٹھو، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔!'' جب اُٹھا اور آنکھیں کھولیں تو نماز فجر کی اذان کی آواز سنائی دے رہی تھی۔''[۳]

---

(۱) یہ جنات تھے جن کا تعلق ہندو مذہب سے تھا۔

(۲) لیاقت صاحب نے بتایا کہ چند دن بعد میری ملاقات ''راجندر'' سے ہوئی تو کہنے لگا کہ میں تو دو دن ہسپتال میں داخل رہا ہوں مجھے سخت پیچش لگ گئے تھے یعنی مجھے تکلیف دیتا دیتا خود ہی پھنس گیا۔

(۳) سبحان اللہ! استاد صاحب علیہ الرحمہ کا مقام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت بلند ہے۔ ایک خاص تعلق دار، راقم اور جاوید اکبر صاحب سے کہنے لگے کہ ''آپ کے مقام کا تو اُن کے گھر والوں کو بھی پتہ نہیں؟

Marfat.com

''آزمانا چاہتے ہو!''

لیاقت علی حال مقیم (UAE) بیان کرتے ہیں کہ ''میرے ذہن میں ایک خیال پیدا ہوا کہ ''لوگ کہتے ہیں'' اوراد و وظائف'' کرتے ہوئے، پیرومرشد سامنے آجاتے ہیں۔'' چلو میں بھی آج دیکھتا ہوں۔ چنانچہ درود شریف پڑھتے ہوئے میں نے آنکھیں بند کرلیں تو آواز آئی'' آزمانا چاہتے ہو!'' میں گھبرا گیا۔ پھر آواز آئی۔ اب آنکھیں تو کھولو!'' میں نے آنکھیں کھولیں تو استاد صاحب علیہ الرحمہ تقریباً تین یا ساڑھے تین فٹ اونچے ایک تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ فرمانے لگے'' آزما رہے ہو!'' میں گھبرا کر عرض کرنے لگا ''نہیں، استاد صاحب! میں نے تو ویسے ہی خیال کیا تھا۔'' پھر آپ نے فرمایا'' اچھا اب آنکھیں بند کرو اور پڑھتے رہو۔'' فارغ ہونے کے بعد جب دوبارہ آنکھیں کھولیں تو عامیانہ منظر تھا۔

راقم مختلف لوگوں سے مل کر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ عقیدت اور فیض کا آپس میں بڑا گہرا رشتہ ہے۔ یعنی فیض، عقیدت کے راست تناسب (Directly Proprotional) ہوتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کیونکہ ہر آدمی نے اپنے ظرف کے مطابق ہی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جب روحانی طاقت اور شیطانی طاقت کا مقابلہ ہوتا ہے تو ہمیشہ رحمانی طاقت ہی غالب رہتی ہے۔ دوسرا اگر ایک مومن مسلمان خواب کے اندر بندے کی راہنمائی کرسکتا ہے تو ایک اللہ کا ولی بندے کی راہنمائی کیوں نہیں کرسکتا؟ دراصل راہنمائی اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی طرف سے ہو رہی ہوتی ہے لیکن اس کے لیے اسباب پیدا فرما رکھے ہیں کہ جب اپنے کسی بندے کی بہتری مقصود ہوتی ہے تو اپنے خاص بندے سے ہی راہنمائی دلواتا ہے۔ غلاموں کی یہ شان ہے تو سید الانبیاء ﷺ کی کیا شان ہوگی؟ جو منبعِ فیوض و برکات ہیں۔ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ بیان فرماتے ''اصل میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہی اظہار ہوتا ہے اگر اپنے نبی کے ذریعے کروادے تو ''معجزہ'' بن جاتا ہے اور اگر ولی کے ذریعے کروادے تو ''کرامت'' بن جاتی ہے۔ اسی طرح شیطان کو بھی اللہ تعالیٰ نے طاقت دے رکھی ہے وہ بھی اپنے چیلے چانٹوں اور شیطانی کام کرنے والوں کے ذریعہ ہی لوگوں کو صحیح راستہ سے ورغلا رہا ہوتا ہے۔

Marfat.com

"تم باز آؤ گے یا نہیں؟"

ایک مرتبہ ایک شخص نے راقم سے بیان کیا کہ میں کسی لڑکی پر فریفتہ ہو گیا۔ اس دوران میں جب مدرسہ میں آتا تو استاد صاحب علیہ الرحمہ زنا کی مذمت اور حرمت والی آیات کریمہ و احادیث مبارکہ بیان فرماتے اور کئی دفعہ سوالیہ نظروں سے میری طرف توجہ فرماتے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ آخر کار ایک دن میں بعد نماز عصر مدرسہ میں حاضر خدمت ہوا تو انتہائی غصہ میں فرمانے لگے "تم باز آؤ گے یا نہیں؟" سردی ہونے کے باوجود مجھے پسینہ آ گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس لڑکی کا خیال میرے دل و دماغ سے نکال دیا اور یوں آپ کی برکت سے میں گناہ سے محفوظ رہا۔

حضرت پیر ولایت شاہ علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضری:

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ گجرات میں حاجی احمد شاہ صاحب بن پیر ولایت شاہ صاحب (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واپسی پر میں نے آپ سے عرض کیا "حضرت مجھے پیر ولایت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے مزار شریف کی طرف جانے والے راستے کے متعلق بتا دیں تا کہ حاضری ہو جائے۔ حاجی صاحب علیہ الرحمہ ایک طالب علم کو فرمانے لگے "جاؤ! مولوی صاحب کو سائیکل پر بٹھا کر مزار شریف پر لے جاؤ۔"[1] میں نے عرض کیا "حضرت! آپ مجھے راستہ بتا دیں میں خود ہی چلا جاؤں گا تا کہ طالب علم کی پڑھائی کا نقصان نہ ہو!" جب طالب علم سائیکل لے آیا اور اجازت لیتے وقت میں نے پھر دوبارہ عرض کیا تو حاجی صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے "مولوی صاحب! میں طالب علم کے نقصان کیلئے نہیں کہہ رہا بلکہ فائدے کیلئے کہہ رہا ہوں کیونکہ اگر آپکو لیکر جائے گا تو یہ عمل اس کے لئے فیض کا ذریعہ بنے گا۔" لہٰذا طالب علم مجھے سائیکل پر بٹھا کر لے گیا۔

ع ہر کہ خدمت کردہ اُو مخدوم شد

(۱) الحمد للہ! اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ راقم کو بھی آپکے مزار شریف پر حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔

Marfat.com

عادات و فرمودات

✪ استاد صاحب علیہ الرحمہ کبھی اپنے نام سے پہلے ''مولانا'' یا ''مفتی'' نہ لکھتے تھے حالانکہ آپ جید عالم دین، مفتی، مفسر قرآن اور شیخ الحدیث تھے۔ آپ کی موجودگی میں چھپنے والے جلسہ اور قربانی کے اشتہارات اس کے گواہ ہیں۔

✪ وعظ و تقریر سادہ، تصنّع اور بناوٹ سے پاک۔ اثر اس قدر ہوتا کہ خود اور سامعین پر بھی رقت طاری ہوتی۔ آنکھوں میں آنسو آجاتے لیکن ضبط حد درجہ کا تھا۔ واقعات کی مناسبت سے اشعار ترنم سے، سادگی کے ساتھ پڑھتے، جو دل پر اثر انداز ہوتے۔

✪ واقعات اور کرامات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمانا آپ کا خاصہ تھا۔ رمضان شریف میں بغیر معاوضہ مختلف مساجد میں وعظ فرمانے کیلئے خود بخود تشریف لے جاتے۔

✪ سڑکوں پر مدارس اور مساجد کیلئے چندہ مانگنے کے سخت خلاف اور فرماتے ''اس میں دین کی عزت نہیں۔

✪ ''مدرسہ'' اور ''شیر ربانی مسجد''، غوث پارک میں جمعہ بلا معاوضہ پڑھاتے تھے۔

✪ اگر کوئی شخص دوران تقریر کچھ خدمت کرتا تو فرماتے ''اُٹھالو!'' اس طرح لوگوں کی توجہ بٹتی ہے۔ دوسرا یہ طریقہ بھی صحیح نہیں اس طرح تو بینڈ باجے والوں پر لوگ پیسے نچھاور کرتے ہیں۔ اگر ''لِلّٰہ'' ہو، تو علماء کی خدمت بندہ علیحدگی میں بھی کرسکتا ہے۔ سامعین اگر میری تقریر اور وعظ صحیح طرح سن لیں تو یہ میرے لیے بڑی خدمت ہے۔

✪ علماء و مشائخ کی خدمت اس طریقے سے کرنی چاہیے کہ دین کی عزت و عظمت پر آنچ نہ آئے بلکہ مزید وقار بلند ہو۔ جلسوں میں نوٹ نچھاور کرنے کو نہایت ناپسند فرماتے تھے بلکہ فرماتے ''اس میں نہ لینے والے کی عزت، نہ دینے والے کی اور نہ ہی دینِ اسلام کی''

Marfat.com

✪ اکثر دوزانو قبلہ رُو ہو کر اوراد و وظائف فرماتے بلکہ جوتا بھی قبلہ رُخ رکھنے کی کوشش فرماتے۔ حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ علیہ الرحمہ کا حوالہ دیتے کہ آپ فرمایا کرتے تھے "بیلیو! ڈیرہ اس جگہ لگانا ہے جہاں سڑک اور ریلوے لائن دونوں قبلہ رُخ ہوں۔"

سبحان اللہ! کیا ادب کا مقام ہے؟

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

✪ کوئی کام وغیرہ شروع کرنا ہوتا تو پیر کے دن کرتے اس لئے کہ آپ ﷺ کا یومِ ولادت ہے اور مزید باعثِ برکت ہے۔

✪ آج کل پیر اپنے آپ کو نقشبندی، قادری، سہروردی، چشتی وغیرہ لکھتے ہیں لیکن اکثر یہ نہیں جانتے کہ اس سلسلہ کا طریقہ کار کیا ہے؟ مثلاً "نقشبندی" ذکر اُونچی آواز سے کر رہے ہیں حالانکہ اس سلسلہ میں "اخفاء ہے اور افضل بھی یہی ہے۔" فرماتے "یاد رکھو! سلسلۂ طریقت کا فائدہ اُسی وقت ہوگا جب اس کی پابندی ہوگی۔ بعض اوقات حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ کے متعلق فرماتے "آپ کی مجلس میں کسی نے با آواز "اللہ" کہا۔ آپ نے فرمایا "اِس شخص کو مجلس سے نکال دو۔ اسے ہماری محفل کے آداب کا پتہ نہیں؟" ایسے ہی مزید فرماتے: "کسی نے حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالہ سے عرض کیا کہ "حضرت یہاں نعرۂ رسالت نہیں لگتا!" آپ نے فرمایا "یہاں تو نعرۂ تکبیر بھی نہیں لگتا!" سبحان اللہ! ایسے ہی ایک دفعہ بارش ہوئی تو مینڈک اپنی آوازیں نکالنے لگے تو حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ جوہڑ کے کنارے پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے، "او بیلیو! اَسی تے نقشبندی آں۔" اس کے ساتھ ہی تمام مینڈک خاموش ہو گئے۔ در حقیقت سلسلہ نقشبندیہ کی پاسداری ہے۔ اصل و نقل کی پہچان علم والا ہی کر سکتا ہے۔

کچ وی مَنکا لعل وی مَنکا، تے اِکو رنگ دوہاں دا
جے کر پچھو زرگر تائیں، تے فرق لکھاں کوہاں دا

Marfat.com

✪ آج کل کے پیر، مریدوں سے کھاتے ہیں جبکہ آپ مریدوں کو کھلاتے اور مالی تعاون بھی کرتے تھے۔

✪ بیعت ہونے والوں کے اوپر یہ بھی کوئی پابندی نہیں تھی کہ فلاں دِن آؤ، ہفتہ وار آؤ، وغیرہ بلکہ فرماتے ''جب دل چاہے آجاؤ۔''

✪ عورتوں سے بات چیت نظریں جھکا کر فرماتے۔

✪ فوت ہونے کے بعد بندہ ''دارُ الیقین'' میں ہوتا ہے۔

✪ تلاوتِ قرآنِ کریم یا دورانِ ختم شریف بولنا ناپسند فرماتے بلکہ منع بھی فرمادیتے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔''[1] (**ترجمہ**) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔) پڑھ کر سناتے اور فرماتے کہ ''جب قاری تلاوت کے دوران وقفہ کرتا ہے اگرچہ ہم اس وقت سن نہیں رہے ہوتے لیکن ہمیں خاموش رہنے کا تو حکم ہے۔''

✪ جب سے میرا تعلق شرقپور شریف (یعنی زمانۂ طالب علمی) سے ہوا ہے، اُدھر سوتے ہوئے، کبھی پاؤں نہیں کیے۔

✪ فرماتے ''قحط الرجال'' ہے۔ تربیت کرنے والا، نہ تربیت کروانے والا ہے۔

✪ کوئی عورت دم کروانے کیلئے آتی تو اُسے فرماتے ''اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو، خود نہ رکھتے اور اس طرح دم فرمادیتے۔ نیز عورت کو سر پر پیار بھی نہ دیتے اور خواتین کو بیعت بھی بذریعہ کپڑا فرماتے۔ نیز جو بیعت ہوتا اُسے کبھی ''مرید'' نہ کہتے بلکہ یوں گویا ہوتے کہ ''فلاں بیعت ہونے والا۔''

✪ فرماتے ''بت کا بنانا حرام، پھر اس کا بزرگوں کے مزارات پر چڑھانا اور زیادہ گناہ ہے۔''

---

(۱) پارہ ۹، سورت الانفال، آیت 204

Marfat.com

کر بیان فرماتے جیسے آدھا کلمہ پڑھنے سے بات نہیں بنتی پورا کلمہ پڑھنے سے ہی کام مکمل ہوتا ہے۔

✪ اگر کوئی بندہ یہ کہتا کہ ''فلاں عمل فلاں بزرگ کی مسجد میں ہوتا ہے!'' آپ فرماتے ''حوالہ یہ نہیں ہے بلکہ حوالہ یہ ہے کہ '' آیا متعلقہ فعل ان بزرگوں سے بھی صادر ہوا ہے یا نہیں۔''

✪ بزرگوں سے ملاقات کرنے سے پہلے وضو کرنے کی ہر ممکن کوشش فرماتے، مثلاً شرقپور شریف میں صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی، حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ ملاقات کرنے سے پہلے راقم نے (اگر کبھی وضو نہ ہوتا تو) تیمّم کرتے ہوئے بسا اوقات دیکھا ہے۔

✪ گناہ سے نفرت ہونی چاہیے، گنہگار سے نہیں۔ کیا پتہ اُس کا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں مقبول اور باعث ذریعہ نجات بنا ہو؟۔

✪ مسجد میں دوزانو، قبلہ رُخ، صف میں خاموشی سے بیٹھ کر اوراد و وظائف میں مشغول رہتے یا پھر کوئی مسئلہ اور وعظ و نصیحت کی غرض سے حاضرین کی طرف متوجہ ہو جاتے جس سے بعض اوقات ایک حلقہ سا بن جاتا۔

✪ کسی طالب علم کو ہلکی اور معمولی سی سزا دیتے۔ زیادہ مارنے کے خلاف تھے اور منہ پر نہ مارتے۔ بعض اوقات فرماتے ''طالب علم کو مناسب سزا اُس کی اصلاح کیلئے دینی چاہیے نہ کہ اپنا غصہ نکالنے کیلئے۔

✪ (۳۵) پینتیس سال کے عرصہ میں راقم نے آپ کو کھڑے ہو کر کھانا کھاتے، نہ ہی کُرتا بدلتے اور نہ ہی بیٹھ کر پگڑی باندھتے (بلکہ کھڑے ہو کر باندھتے دیکھا ہے) نیز فرماتے یہی سنت ہے۔

✪ ایصالِ ثواب کی محفل میں طلباء کو اُونچی آواز سے قرآنِ کریم پڑھنے سے منع

Marfat.com

✪ حافظ شہزاد صاحب نے بیان کیا کہ ''جب کبھی آپ کے ساتھ شرقپور شریف جانے کا اتفاق ہوا تو ایک بات کئی دفعہ نوٹ کی کہ اگر استاد صاحب علیہ الرحمہ کبھی بظاہر سو بھی جاتے تو شرقپور شریف کی حدود سے پہلے ہی جاگ جاتے اور اگر ہم سے باتیں فرما رہے ہوتے تو خاموش ہو جاتے۔''

✪ اردو زبان میں فتویٰ نویسی اور مسائل کے حل کیلئے ''فتاویٰ رضویہ'' بالخصوص اور ''بہار شریعت'' بالعموم استعمال میں لاتے۔ ''فتاویٰ رضویہ'' پڑھتے تو جگہ جگہ ''سبحان اللہ'' فرماتے جو آپ کی زبان پر اکثر جاری رہتا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال شدہ الفاظ پر بڑا غور و خوض فرماتے اور یوں گویا ہوتے کہ ''آپ کا علم کسی معلوم نہیں ہوتا بلکہ خاص عطائے الٰہی اور حضور ﷺ کا فیضان ہے۔ اسی لئے اس کا نام ''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ'' رکھا ہے۔ آپ نے الفاظ کا استعمال موقع و محل کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے احسن انداز اور کمال حسن اسلوبی سے فرمایا ہے کہ اس جگہ اس لفظ سے بہتر اور کوئی دکھائی نہیں دیتا'' یعنی ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ لفظ اسی جگہ کیلئے بنا تھا۔ نیز مخصوص عبارات تو استاد صاحب علیہ الرحمہ کو من وعن یاد ہوتی تھیں۔

✪ بعض اوقات خاموشی سے تشریف فرما ہوتے اور ذہن میں گزرنے والے خیالات و حقائق کی سر ہلا کر تصدیق فرما رہے ہوتے۔

✪ جب کوئی شخص کہتا کہ یہ فلاں چیز ہماری پہچان، نشانی یا طرۂ امتیاز ہے تو فرماتے ''یہ نشانی تمہیں کس نے دے رکھی ہے؟ نشانی تو اللہ جل جلالہٗ اور رسول ﷺ کی ہونی چاہیے۔''

✪ اللہ جل جلالہٗ اور حضور ﷺ کی عظمتیں اور شانیں بیان کرنی چاہئیں۔ اسی طرح ''مکہ شریف'' اور ''مدینہ شریف'' کی بھی یعنی یک طرفہ سلسلہ نہیں ہونا چاہیے۔ مثال دے

Marfat.com

✪ نعت خوانوں کو سونے کا تاج پہنانا اعلانیہ جناب رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہے کہ آپ نے سونے کا زیور پہننے سے منع فرمایا۔ نیز سونا اور ریشم اپنی اُمت کے مردوں کیلئے حرام فرمایا۔ آپ نے سونے کی انگوٹھی پھینک دی مگر انہوں (کسی صحابی) نے نہ اُٹھائی۔

✪ فرماتے بعض لوگ صرف ''توحید'' ہی بیان کرتے ہیں اور بعض ''رسالت'' بلکہ دونوں بیان ہونے چاہئیں۔ مثال دے کر بیان فرماتے ''کلمہ اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب مکمل پڑھا جائے۔ اگر کوئی ساری عمر ''لا الہ الا اللہ'' پڑھتا رہے اور دوسرا ''محمد الرسول اللہ'' تو بات نہیں بنے گی۔ مسلمان اسی وقت ہوگا جب سارا ''کلمہ شریف'' پڑھے گا۔ مزید فرماتے ''مکہ مکرمہ'' اور ''مدینہ شریف'' دونوں کے فضائل بیان کرنے چاہئیں نیز دونوں جگہوں پر جانا چاہیے۔ کیونکہ ان دونوں شہروں کو حضور اقدس ﷺ سے نسبت ہے۔ جو آپ ﷺ کو مردہ خیال کرتا ہے وہ خود مردہ ہے۔ آپ اپنے ہر امتی کے حال سے واقف ہیں۔''

✪ مساجد سادہ ہونی چاہئیں۔ کئی مساجد تو مکمل طور پر لکھائی سے پُر ہوتی ہیں، آیات وغیرہ لکھی ہوتی ہیں۔ پشت کے محاذی ہونے کی وجہ سے ادب بھی نہیں ہوسکتا۔ آخر کار یہ لکھے ہوئے پتھر وغیرہ ضائع ہونے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نمازی کی توجہ ان چیزوں سے بٹتی ہے۔ نیز بزرگانِ دین کے مزارات سے ملحقہ مساجد کا حوالہ دیتے کہ آج سے دو سو سال پہلے کی مساجد دیکھیں بالکل سادہ ہیں۔ اگر کہیں کوئی فرق نظر آتا ہے تو یہ سب کچھ بعد میں کیا گیا ہے۔

✪ عام قبرستانوں میں قبروں پر قرآنِ کریم کی لکھی ہوئی آیات والی چادریں ڈالنے کے سخت خلاف تھے، اس لیے کہ گرد و غبار، جانور وغیرہ بے ادبی کرتے ہیں۔ ایک دفعہ راقم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ عرس حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ گیا۔ تقریر کے بعد واپسی پر انتظامیہ نے ایک چادر جس پر غالباً ''چاروں قل'' لکھے ہوئے تھے، پیش کی لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا ''چادر کا لینا آسان اور سنبھالنا (یعنی ادب کرنا) مشکل ہے۔''

Marfat.com

ہوا ہے۔ اتنا اپنے والدین کی وفات پر نہیں ہوا۔"

✪ بیماری کی حالت میں بھی جب کوئی بیمار پرسی کیلئے جاتا تو اس کے حال پوچھنے سے پہلے خود آنے والے کی خیریت دریافت فرمانے لگ جاتے۔

✪ بزرگانِ دین کے ملنے والے احباب کو قصداً ملنے جاتے اور خصوصی محبت فرماتے تھے۔ بزرگوں کی باتیں اور واقعات بھی سنتے اور سناتے تھے۔

✪ مولانا دلاور حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ "سادہ غذا صحت کی علامت اور سادہ لباس شرم وحیا کی علامت۔" اس پر استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ "یہ بالکل ٹھیک ہے!۔"

✪ انجینئر صابر حسین مغل صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں داڑھی رکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھ کر فرمانے لگے "الحمد للہ! جن بچوں کی طرف توجہ تھی وہ دوسروں سے ممتاز ہی نکلے ہیں۔"

✪ مولانا حافظ محمد طارق صاحب بیان کرتے ہیں کہ مدرسہ کی کوئی چیز طلباء کی اجازت کے بغیر استعمال نہ فرماتے تھے اور نہ ہی گھر بھیجنے کی اجازت تھی نیز جائز اور ناجائز کا بھی خاص خیال فرماتے تھے۔ اپنے لیے نعرہ بازی اور خوشامد کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔

✪ میں چاہتا ہوں کہ کوئی مردِ کامل ملے اور اپنے تمام بیعت ہونے والوں کو ان کے سپرد کر دوں۔

✪ "لیلۃ القدر" میں اپنے گھر میں نوافل ادا کرتے ہوئے "انوار وتجلیات" کی بارش ہوتے دیکھی۔ لیلۃ القدر میں جبرائیل امین علیہ السلام کا مصافحہ فرمانا اور رقت کا طاری ہونا، "لیلۃ القدر" کی نشانی ہے۔ فرماتے "الحمد للہ! رقت تو کئی بار طاری ہوئی ہے۔"

✪ حج پر جانے سے پہلے خواب میں میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی مسجد سے اذانیں سنیں۔ جن سے یقین ہو گیا کہ حج پر ضرور جاؤں گا!

Marfat.com

ہیں) اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہوتا ہے کہ ''میرے قریب نہ آنا ورنہ میں جلا کر راکھ کردوں گا۔'' فرماتے ''دیکھیے ہے، ''لوہا'' لیکن کام ''آگ'' والے کر رہا ہے۔ ایسے ہی اللہ کا ولی ''بندہ ہے''، ''خدا نہیں۔'' رب کریم کوئی کام اپنے ''نبی'' سے کروادے تو ''معجزہ'' اور اگر ''ولی'' سے کروادے تو ''کرامت'' بن جاتی ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کی شان ہی کا اظہار ہوتا ہے۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا

اُو نشیند در حضورِ اولیاء

✪ ایک مدرس سے فرمایا کہ ''آپ نے جو میرے ساتھ ایک دن گزارا ہے، اس کا بدلہ نہیں دے سکتے۔''

✪ فرماتے ''مسلک علماء کا ہوتا ہے نہ کہ جہلا کا کیونکہ جاہل اور بیوقوف کی بات کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ مزاروں پر ڈھول ڈھمکے، چراغ، دھمال، ناچ، مزاروں پر مٹی کے بت یعنی گھوڑے شیر وغیرہ چڑھانے کے سخت خلاف تھے۔ اس لئے کہ اہلسنّت والجماعت کے مسلک میں ایسی غیر شرعی حرکات نہیں ہیں۔ ایسے ہی جعلی پیروں، ملنگوں کے بھی خلاف تھے۔

✪ اللہ کریم نے دیا ہو تو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔ آپ کو ایسا ہی پایا۔

✪ مستحق اور پڑھنے والے طلباء کا خاص خیال فرماتے تھے۔ بیشک اس جامعہ کے علاوہ کسی دوسرے مدرسہ میں ہی کیوں نہ پڑھ رہا ہو؟ اس کی مالی مدد فرماتے۔ علاوہ ازیں بعض ناظرہ پڑھنے والے طلباء کیلئے بھی کچھ ایسے ہی معاملہ فرماتے، جو اگر لکھنے شروع کیے جائیں تو ایک لمبی داستان ہے۔ آپ کے ہر کام میں ''للٰہیت'' پائی جاتی تھی۔ حتی کہ فرماتے ''طالب علم کو سزا بھی اس کی اصلاح کیلئے چاہیے نہ کہ غصہ نکالنے کیلئے۔''

✪ مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کی وفات پر فرمایا ''جتنا غم مجھے آپ کی وفات پر

Marfat.com

بیٹھنے والے اشخاص مساجد کے غیر عالم خطباء وائمہ حضرات سے زیادہ مسائل وغیرہ جانتے ہیں۔

- اعلان یا ترغیب سنت سمجھ کر دینا اور بھروسہ اللہ پر رکھنا۔ یہ سمجھ کر نہ ہو کہ اعلان میں عزت نہیں ہوتی اور اعلان نہ کرنے سے عزت۔ اپنی عزت کے لئے نہیں بلکہ دین کی عزت، علم کی عزت کیلئے۔ اس لئے کہ عزت اللہ کی طرف سے ہے۔
- کسی کو بلانا اُس بندے کی بہتری۔ کسی کو نہ بلانا اس میں بھی اس کی بہتری اور اگر وہ خود آجائے تو اس کی مزید بہتری۔
- ہر بندہ اپنی استعداد کے مطابق کچھ حاصل کرتا ہے۔ مثال دے کر بیان فرماتے جس طرح ہر بلب اپنی استعداد (Wattage) کے حساب سے روشنی دیتا ہے، جبکہ ترسیلی سرکٹ میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔
- جس شخص کا کسی اللہ کے بندے کے پاس آنا جانا ہو تو وہ شخص جدھر سے گزرے تو پتہ چلے کہ یہ فلاں جگہ کا تربیت یافتہ ہے۔ مثال دے کر بیان فرماتے ''بندہ خود اپنے آپ کو ''نقشبندی'' نہ کہتا پھرے بلکہ بندے پر کوئی نقش دیکھ کر، لوگ کہیں ''یہ نقشبندی جا رہا ہے!'' حضور ﷺ کا غلام جا رہا ہے!
- جب حدیث شریف بیان فرماتے تو ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اس میں کوئی کمی وبیشی نہ ہو جائے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ'' جب میرا بندہ قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کے ہاتھ، پاؤں، وغیرہ بن جاتا ہوں یعنی وہ صفاتِ الٰہی کا مظہر بن جاتا ہے۔'' مثال دے کر بیان فرماتے ''جیسے جب لوہے کو آگ کی بھٹی میں گرم کیا جاتا ہے تو وہ سرخ گرم (Red Hot) ہو جاتا ہے۔ یعنی اس حالت میں یہ گرم لوہا وہی کام کرتا ہے جو آگ کرتی ہے (یعنی لوہے میں آگ کی صفات پیدا ہو جاتی

Marfat.com

قبلہ شریف کر کے بیٹھتے بلکہ چیزوں کے رُخ بھی قبلہ شریف کی طرف کرنے کی کوشش فرماتے نیز چارپائی بھی اکثر قبلہ رُخ ہوتی۔

✪ کوئی بات چیت کرنا مقصود ہوتی تو اس وقت نمازی کو اپنے سے کچھ فاصلہ پر نماز ادا کرنے کیلئے فرماتے تاکہ اس کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

✪ ہر بندے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ معاملات تھے اور ہر بندہ یہی سمجھتا تھا کہ شاید میرے ساتھ ہی سب سے زیادہ تعلق ہے لیکن جب مختلف بندوں کے ساتھ رابطہ ہوا تو کئی دعویدار اپنے آپ کو کوسنے لگے کہ ہمیں ایسا نہیں کہنا چاہیے۔''

✪ تقریباً ہر مرض کا علاج ہوتا ہے لیکن موت کا کوئی علاج نہیں ہے اور اس وقت کوئی دم وغیرہ اثر نہیں کرتا بلکہ بیماری بندے کو موت سے کچھ دیر پہلے چھوڑ دیتی ہے اور بندہ بالکل صحیح اور تندرست معلوم ہوتا ہے مگر اس کے بعد موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔(۱)

✪ جب آپ دَم فرماتے تو اس وقت آپ کی حالت مراقبہ جیسی ہوتی اور اللہ کریم کی بارگاہ عالیہ میں نہایت ہی عاجزی اور انکساری سے متوجہ ہوتے تھے۔ بعض اوقات سرکار شرقپوری علیہ الرحمہ کے حوالہ سے بیان کرتے ''ہتھ کا روتے، دل یا روتے۔'' مزید فرماتے:

''شفاء تو رب العالمین نے دینی ہے ہم نے تو اس کی بارگاہ عالیہ میں دعا ہی کرنی ہے۔''(۲)

✪ اگر دُنیا میں چین اور سکون لینا چاہتے ہو تو دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دُنیا کے معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو کہ آخر وہ بھی تو گزارا کر رہا ہے!

✪ علم حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک خود باقاعدہ علم حاصل کرے یا صاحب علم کی مجلس میں بیٹھے۔ الحمدللہ! راقم کے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ آپ کی صحبت میں

---

(۱) تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ آخری وقت اس کا کھانا پینا بھی بالکل تندرست آدمی کی طرح ہو جاتا ہے۔

(۲) لیکن دُعا کرنا بھی ربّ کا بندہ ہی جانتا ہے۔ ہم جیسے نالائقوں کو کیا پتہ؟

Marfat.com

✪ فرماتے ''علم در کتب اور بندے در گور'' (یعنی علم کتابوں میں اور بندے قبروں میں)

✪ مولانا محمد امین صاحب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ''عالم ارواح میں، جو روح، جس روح سے مانوس ہوتی ہے، عالم اجسام میں آ کر بھی انسان کو اسی انسان سے اُنس اور پیار ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ دل لگتا ہے، خواہ وہ کسی دوسری جگہ پر ہی کیوں نہ رہتا ہو۔''

✪ اچھا عقیدہ نہ رکھنے والے شخص کے پیچھے نماز ادا نہ فرماتے تھے بلکہ اگر بعد ازاں بھی پتہ چل جاتا تو نماز دہرا (اعادہ) لیتے اور فرماتے ''یہ بھی اللہ اور رسول ﷺ کی وجہ سے ہے۔''

✪ فرماتے ''الحُبُّ لِلّٰہ و البُغضُ فِی اللّٰہ۔'' یعنی کسی سے محبت ہو تو اللہ کیلئے اور اگر نفرت ہو، تو بھی اللہ کیلئے۔

✪ مسجد میں اکثر دو زانو اور قبلہ رُو بیٹھتے۔

✪ ٹوپی پر پگڑی رکھتے اور سردیوں میں اگر چادر ہوتی تو وہ سر پر اوڑھ کر (یعنی ٹوپی اور پگڑی کے اوپر) نماز ادا فرماتے نیز چادر کے دونوں آنچل بائیں شانے پر ڈال لیتے لیکن بعد ازاں دورانِ نماز چادر یا کپڑے وغیرہ کو درست نہ فرماتے۔

✪ مکبر جب ''حی علی الفلاح'' پر پہنچتا تو اس وقت نماز کیلئے یا امامت کیلئے نمازیوں کی صف سے جائے نماز کی طرف بڑھتے۔

✪ جماعت کروانے کے بعد چہرہ اکثر دائیں طرف، کبھی نمازیوں کی طرف اور بعض اوقات بائیں جانب بھی فرما لیتے۔

✪ مسجد میں خاموشی سے بیٹھتے یا مسائل دینیہ پر بات چیت فرماتے۔

✪ اپنے کمرے میں بغیر گاؤ تکیہ وغیرہ لگائے بالکل سادہ طریقے سے منہ باطرف

Marfat.com

فرماتے بلکہ فرماتے ''اتنی آواز سے پڑھو کہ ساتھی کو نہ سنا جائے۔''

- اللہ تعالیٰ کے بندے کی عقل و شعور میں بڑھاپے کی طرف تیزی آتی ہے، جبکہ اس کے برعکس دُنیادار اپنے ہوش و حواس کھوتا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کا بھی بعض اوقات حوالہ دیتے کہ ۷۸ سال کی عمر میں بھی آپ نے رمضان شریف میں تراویح پڑھائیں۔
- دوست احباب، زائرین اور معتقدین کی گاہے بگاہے دعوت فرماتے، اس طرح کھلا پلا کر بہت خوش ہوتے۔ بعض اوقات فرماتے کہ ''فلاں بندے نے بلا جھجک میری مرضی کے مطابق سیر ہو کر کھانا کھایا ہے کہ مجھے خوش کر دیا ہے۔''
- ''پر یا اُہدا جانئیں جس دا توڑ چڑھے'' یعنی اصل کامیابی یہ ہے کہ بندہ آخری وقت اس دُنیا سے باایمان جائے۔
- اصل پیر وہ ہوتا ہے جن کے علماء کرام مرید ہوں۔
- مالک جس طرح چاہے اپنی ملکیت میں تصرف کرے نیز عالم اور غیر عالم (دُنیا دار) اولاد میں اپنی اہمیت کی بناء پر جائیداد کے ہبہ میں کمی و بیشی کر سکتا ہے تاکہ خدمت دین زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔ شادی شدہ خواتین کا نان و نفقہ اُنکے شوہروں کے ذمے ہے۔
- موٹر سائیکل یا سائیکل پر بیٹھتے وقت اگر کوئی دینی کتاب پاس ہوتی تو آگے رکھتے یا باندھ لیتے یا پھر موٹر سائیکل پر پیچھے بیٹھنے کی صورت میں ایک طرف کر لیتے۔
- بیعت اس لئے کر لیتا ہوں کہ چلو ہم نماز، روزہ وغیرہ کے متعلق ہی بتائیں گے نیز اگر بیعت نہ کیا تو کہیں خلافِ شرع پیروں کے مرید نہ ہو جائیں۔
- اصل کرامت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا جائے اور یہی بڑی کرامت ہے۔

Marfat.com

✪ ایصال ثواب (قل خوانی) کی محفل میں چنوں کے علاوہ شماروں (گٹھلیوں) پر پڑھنے کی بھی تلقین فرماتے نیز پڑھائی کے لیے، تیار کی جانے والی فہرست کو بنانے اور پیش کرنے سے روکتے کہ اللہ کریم کے علم میں سب کچھ ہے کہ کس بندے نے کیا کیا پڑھا ہے؟ نیز ایصالِ ثواب کچھ یوں فرماتے کہ ''اے اللہ! اِس کلام وطعام کا ثواب تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں قبول فرما۔ آپ کے طفیل تمام انبیائے کرام، خلفائے راشدین، اہلِ بیت اطہار اور تمام صحابۂ کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، قبول فرما۔ اِن کے علاوہ تمام اولیائے کرام، بالخصوص.................. تمام مسلمین ومسلمات جو بھی فوت ہو چکے ہیں، ان سب کو یہ ثواب پہنچا۔ ہم سب کی مغفرت اور بخشش فرما اور سیدھے راستے پر چلا.................. ۔

✪ فرماتے ''رب دیاں بندیاں نال ای ساریاں گلاں ہوندیاں نے۔''

✪ اگر کوئی کہتا کہ ''آپ بزرگ، ولی وغیرہ ہیں'' تو آپ فرماتے ''میں ایسا ہوں تو نہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ مجھے آپ کے گمان کے مطابق فرمادے۔''

☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے: ''بھائیو! مولانا عبدالغفور صاحب بالکل صحیح فرمارہے ہیں بلکہ مجھے اس مسئلہ کا پہلے علم نہ تھا۔'' اس طرح لوگ مطمئن ہوگئے۔

مسئلہ:

سلام اس لئے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد میں تلاوتِ قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا **انتظار نماز** میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ ''ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے، باقی سن رہے ہیں۔ دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کر رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں۔ آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے، سلام نہ کرے (عالمگیری)[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

سوال: اگر کوئی مسجد میں بآواز بلند درود و وظائف خواہ تلاوت کر رہا ہوں اس سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھنے میں بھی آواز کانوں میں پہنچتی ہے۔ لوگ بھول جاتے ہیں خیال بہک جاتا ہے، ایسے موقعہ پر ذکر بالجہر، تلاوت کرنے والے کو منع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی آہستہ پڑھنے کو کہنا ''بالجہر'' سے منع کرنا اگر نہ مانے تو کہاں تک ممانعت کرنا جائز ہے۔ اس کے

---

(۱) انتظار نماز میں بیٹھنے والوں کا اتنا لحاظ رکھا گیا ہے تو نمازی جو اپنی بقیہ نماز یا ویسے نماز پڑھ رہا ہو، اس کا اندازہ کیجئے؟ لیکن افسوس کہ جونہی سلام پھیرتا ہے کوئی وعظ شروع کر دیتا ہے، کوئی کتاب پڑھنا اور کوئی ذکر کرنا اور اس طرح نمازی کیلئے مخل ہو رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲) بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۵۶۵

Marfat.com

متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین؟

جواب : بے شک ایسی صورت میں اُسے ''ذکر بالجہر'' سے منع کرنا فقط جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ ''نہی عن المنکر'' اور کہاں تک کا جواب یہ کہ تا حد قدرت جس کا بیان اس ارشادِ اقدس حضور سید عالم ﷺ میں ہے:

من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و ذالك اضعف الايمان۔

جو تم میں کوئی ناجائز بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دے، بند کر دے اور اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اُسے بُرا جانے اور یہ سب میں کم تر درجہ ایمان کا ہے۔[1]

جلسہ گاہ میں چندہ مانگنے پر منع فرمانا:

ایک دفعہ جامعہ کا سالانہ جلسہ تھا اور حافظ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ (خطیب پاکستان) کی تقریر تھی۔ اس وقت مدرسہ سے ملحقہ پلاٹ (مسجد و الاحصہ) کی خریداری بھی چل رہی تھی۔ حافظ صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے دورانِ تقریر اچانک چندہ کا اعلان فرمادیا اور چند منٹوں میں ہزاروں روپے اکٹھے ہو گئے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ اس وقت سٹیج سے کچھ دور، گیٹ کی طرف کھڑے تھے کیونکہ آپ اکثر سٹیج پر تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آپ بڑی تیزی سے سٹیج کے پاس آئے اور حافظ صاحب علیہ الرحمہ کو چندے کے مزید اعلان سے روک دیا اور فرمانے لگے ''حافظ صاحب! ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ہمیں چندہ اکٹھا کرنے کے لئے بلایا ہے؟'' لہذا چندہ اکٹھا کرنے کا سلسلہ ختم کروایا اور تقریر جاری رکھنے کے متعلق فرمایا۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص ۶۱۹

Marfat.com

معانقہ فرمانا:

محمد فاروق خان ساکن گوجر پورہ بیان کرتے یں کہ ایک مرتبہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ سے معانقہ (یعنی گلے ملنا) کررہا تھا اور ادباً قدرے پیچھے تھا۔ آپ فرمانے لگے: ''محمد فاروق! سینے سے سینہ لگاتے ہیں۔''(۱) یہ مسنون طریقہ ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا غلہ لانا:

نثار منہاس صاحب ساکن حاجی پورہ بیان کرتے ہیں کہ ''استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ''ایک رات خواب میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اونٹوں پر غلہ لادے ہوئے مدرسہ کے گیٹ سے داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ تھوڑا سا آگے آکر فرمانے لگے'' یہ غلہ اُتارلیں!'' ہم نے اونٹوں سے غلہ اُتارلیا۔ امید ہے کہ انشاء اللہ اب جامعہ میں غلہ کی کمی نہیں ہوگی۔ صاجزادہ محمد فاروق صاحب کہنے لگے کہ ''استاد صاحب علیہ الرحمہ نے وصال سے پہلے فرمایا تھا کہ اپنی کچھ فکر کرلینا لیکن مدرسہ کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' یعنی جس کا کام ہے وہ رب العالمین جل جلالہ خود ہی اسباب پیدا فرمادے گا۔

نماز تہجد ادا کرلے......:

انجینئر محمد صابر مغل صاحب ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ ''ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا رہتا ہے جو تقریباً ساری رات پڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح تہجد سے پہلے بھی اُٹھ کر پڑھ رہا ہوتا ہے لیکن افسوس کہ یہ ساری رات دنیا کیلئے وقف کررہا ہے!۔ اس کے لئے کتنا اچھا ہو کہ نماز تہجد ادا کرلے کیونکہ وقت قبولیت ہوتا ہے!۔''

---

(۱) معانقہ ''عنق'' سے ہے جس کا مطلب ''گردن'' ہوتا ہے اور اس طرح ایک دوسرے کی گردنوں کے ملنے کو ''معانقہ'' کہتے ہیں، پھر اس سے صاف ظاہر ہے کہ سینہ ملے گا تو گردن ملے گی ورنہ نہیں۔

Marfat.com

اَدھی رات رحمت رب دی، کرے بلند آواز!
بخشش منگن والیاں تائیں، کھلا اے دروازہ

رات آدھی رب جنت وچوں، آوے پاک آواز!
منگن والیاں کارن کھلے، رحمت دا دروازہ

چوتھا حصہ رات رہے، تاں او گنہاراں تائیں
عرشوں بخشش پئی بلاوے، رحمت خالق سائیں

خود فرمان ہوئے درباروں، منگن والیو آؤ
کُجھ پرواہ نہیں اُس سرکاروں، فضل مُراداں پاؤ

ہے کُجھ جاگیہ ساڈے کارن، پھرے آوازہ دیندی
سینہ صاف جو ویکھے اُس وچہ، جلد مکان کریندی

سر کا درد شدید ختم ہونا:

حاجی محمد اکرم صاحب ساکن نظام آباد بیان کرتے ہیں کہ ''میری بیوی بوجہ بلڈ پریشر ہسپتال ایمرجنسی میں داخل ہوئی لیکن تین چار روز داخل رہنے کے باوجود کوئی فرق نہ پڑا اور ایسے ہی فارغ کر دیا۔ میں بہت ہی پریشان تھا۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے گھر حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا تو فرمانے لگے ''پھر ابھی چلیں!'' میں نے عرض کی ''جی! گھر جا کر آپ نے دم فرمانے کے لئے میری بیوی سے کہا: ''درد والی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھیں۔'' بس جونہی دَم فرمایا'' تو اللہ تعالیٰ نے آرام دے دیا اور الحمد للہ! اب تک صحیح ہے۔''

گھٹنے کا درد ختم ہونا:

حاجی محمد اکرم صاحب ساکن نظام آباد بیان کرتے ہیں کہ میرے گھٹنے میں بہت درد رہتی تھی۔ اس سلسلہ میں کافی مہنگے ٹیکے بھی لگوائے لیکن کوئی فرق نہ پڑا۔ میں استاد

Marfat.com

صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درد کے بارے بات کی۔ آپ نے دم فرمایا۔ پھر دوسرے دن حاضر ہوا تو دوبارہ دم فرمادیا۔ جب تیسرے روز گیا تو پتہ چلا مدرسہ میں تشریف فرما نہیں ہیں۔ ایک دو جگہ سے پتہ کیا لیکن ملاقات نہ ہو سکی اور واپس گھر آتے آتے ہی درد ختم ہوگئی اور اللہ کے فضل سے اب تک (28.11.2007) صحیح ہے۔

شانے (کندھے) کا ورم صحیح ہونا:

راقم کو جہاں تک یاد ہے کہ میں نے استاد صاحب علیہ الرحمہ سے صرف ایک مرتبہ دم کروایا۔ الحمدللہ! میں دم اور دعا کے لئے نہ جاتا بلکہ دین کی سمجھ بوجھ کے لئے حاضری دیتا تھا۔ ایک مرتبہ میرے شانے پر (یعنی گردن کے ساتھ ہی کچھ نیچے) چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلیں جس کی وجہ سے کافی حصہ اکڑا اور سوج گیا۔ لاچار ہو کر آپ سے عرض کی ''دم فرمادیں۔'' آپ نے دم فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے شفا سے نوازا۔ بعض اوقات فرماتے ''ہر مرض کا علاج ہو سکتا ہے لیکن موت کا کوئی علاج نہیں!۔''

بعض احباب کو مدرسہ میں آنے کی ترغیب دینا:

الحمدللہ! راقم کو استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ سفر و حضر میں اکثر جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ بعض اوقات احباب کو مدرسہ میں آنے کی ترغیب کچھ اس طرح دیتے ''مجھ ناچیز کی طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ ''یہ واپڈا میں SDO ہیں! دفتر سے فارغ ہونے کے بعد سیدھے مدرسہ میں آجاتے ہیں اور محلہ یا کسی اور جگہ نہیں جاتے۔'' اس وقت مجھے شرمندگی سی بھی محسوس ہوتی کیونکہ میری اپنی نیت یہ ہوتی تھی کہ میرا پتہ ہی نہ چلے کہ یہ کون ہے؟ نیز یہ بھی فرماتے کہ ''فرصت کو غنیمت جانو، مصروفیت سے پہلے۔''

شفا یاب ہونا:

محمد ندیم ساکن دوگیچ بیان کرتے ہیں کہ ''میری والدہ صاحبہ کی طبیعت بہت

Marfat.com

خراب رہتی تھی۔ بڑی بڑی دور اس مقصد کے لئے گئے لیکن کوئی آرام نہ آیا۔ بابا عبداللہ مرحوم آف دوگیچ کہنے لگے: ''آؤ! آج تمہیں ایک ایسی جگہ لے کر جاتا ہوں، جہاں تمہیں انشاء اللہ آرام آجائے گا۔ خیر میری والدہ اور والد اُن کے ہمراہ مدرسہ میں چلے گئے۔[1]

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے میری والدہ سے پوچھا ''کیا آپ نماز پڑھتی ہیں؟'' انہوں نے کہا ''جی!'' میری والدہ کہنے لگیں ''جب انہوں نے نماز کے بارے پوچھا تو مجھے اسی وقت یقین ہوگیا کہ انشاء اللہ مجھے ادھر سے آرام آجائے گا۔'' جیسے ہی استاد صاحب علیہ الرحمہ نے دم فرمایا میری والدہ کو آفاقہ ہوگیا۔ تعویذ اور کچھ پڑھنے کے لئے بھی بتایا۔ الحمدللہ! اب آرام ہے۔

علم دین حاصل کرنے کا مقصد پوچھنا:

مولانا محمد جمیل[2] سابقہ طالب علم ساکن دوگیچ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مدرسہ میں طلباء سے علم دین حاصل کرنے کا مقصد فرداً فرداً پوچھنا شروع فرمادیا۔ ہر طالب علم نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق جواب دیا لیکن میں بہت متفکر تھا کہ میں کیا جواب دوں گا؟ میں فوراً مدرسہ ہی سے سید میر جان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس بارے میں عرض کی تو جواب آیا کہ تم یہ کہنا ''میں تو ادھر اس لیے آیا ہوں کہ

(۱) جس کا راقم خود گواہ ہے۔

(۲) مولوی محمد جمیل صاحب استاد صاحب علیہ الرحمہ کے قریبی عزیز ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے ہی دوسرے طلباء سے بحمد اللہ ممتاز رہے ہے۔ نہایت مؤدب اور شروع سے ہی بزرگوں کی توجہ بھی ہے۔ نیکوکار اور حضوری والے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید درجات بلند فرمائے۔ مولوی صاحب کے بقول کہ میں نے آپ سے بیعت کے لئے عرض کیا تھا لیکن استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا ''تمہیں بیعت نہیں کرنا۔'' واقعات بیان کرتے ہوئے بھی اُن پر ایک خاص رقت طاری تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وجد طاری ہوجاتا ہے اور راقم خود اس کا گواہ ہے۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ بہت ہی احتیاط سے بات کرتے تھے کہ کہیں باتوں باتوں میں ہی وجدانی کیفیت طاری نہ ہوجائے کیونکہ چوٹیں آنے کا اندیشہ بھی ہوتا تھا۔

Marfat.com

حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کیبارے پتہ چل جائے۔'' بہرحال میں نے ایسا ہی کیا اور آپ بہت خوش ہوئے۔

گولڑہ شریف اور پھر مری روانگی:

ایک مرتبہ ہم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ صفدر علی بھٹی ساکن شاہ پور کانجراں کی کار پر گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ حاضری کے بعد مری کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں بلند و بالا اور سرسبز و شاداب پہاڑ، اونچے ترچھے پہاڑوں پر اونچے اور سیدھے درخت وغیرہ دیکھ کر استاد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے سبحان اللہ! سبحان تیری قدرت! اللہ تیری شان! دراصل یہی مقصود تھا۔ جب مری پہنچے تو وہاں کا ماحول دیکھ کر بہت بیزار ہوئے، اور فرمانے لگے ''ادھر سے جلدی واپس چلو۔'' ہم نے صرف چائے وغیرہ پی یعنی زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ہی بمشکل ٹھہرے ہوں گے اور واپس چل دیے۔ آپ کا پوری زندگی میں یہ مری کا پہلا اور آخری سفر تھا۔

''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوں!''

ایک دفعہ ہم استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ ٹرین پر حضرت سیّد اسماعیل شاہ صاحب علیہ الرحمہ المعروف حضرت کرمانوالہ کے عرس شریف پر جارہے تھے۔ کچھ آدمی باتوں میں مصروف تھے۔ اسٹیشن سے پہلے ہی آپ اُن آدمیوں سے فرمانے لگے کہ ''اب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوں!'' اس طرح وہ سب خاموش ہوگئے۔

دُعا سے صورت احوال کا یکسر پلٹنا:

محمد اشرف صاحب ساکن محمود آباد بیان کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میرا بھائی کسی کیس/مقدمہ میں بُری طرح اُلجھ گیا۔ ہم سب گھر والے بہت ہی پریشان تھے کہ اب خیر نہیں ہے۔ محلّہ علاقہ میں بڑی بے عزتی ہوگی۔ لوگ کیا کہیں گے؟ میں فوراً استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا مسئلہ عرض کیا۔ آپ نے تھوڑی دیر کیلئے آنکھیں

Marfat.com

بند فرمائیں جیسے ''مراقبہ'' کی صورت ہوتی ہے اور دعا فرمائی۔ جب میں گھر واپس پہنچا تو الحمدللہ! صورتِ حال یکسر ہی بدل چکی تھی۔

اشتہار بعنوان ''علماء اہلسنّت کا پیغام، مزارات پر بُت چڑھانے والوں کے نام'' کا شائع کروانا:

جیسا کہ اکثر لوگ جانتے ہیں کہ بعض ناواقف دین اور ناسمجھ لوگ حضرت مخدوم بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ المعروف گھوڑے شاہ کے دربار پر مٹی کے بت بنا کر چڑھاتے ہیں اور آپ کی وجہ سے سڑک کا نام گھوڑے شاہ روڈ (لاہور) ہے کیونکہ آپ کو گھڑسواری کا بہت شوق تھا۔ اس مسئلہ میں استاد صاحب علیہ الرحمہ نے ۱۹۸۲ء میں مولانا محمد اشرف صاحب صدر مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کو حکماً فرمایا کہ وہ مسئلہ لکھیں اور جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ لاہور سے فتویٰ لیں۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ لکھ کر فتویٰ لیا اور خود استاد صاحب علیہ الرحمہ نے بھی تائید فرماتے ہوئے بلاخوف وخطر اس فتوے کو اشتہار کی شکل میں چھپوا کر پورے علاقے میں لگوایا، تاکہ لوگوں کو آگاہی ہو۔ لہذا یہاں یہ فتویٰ من وعن نقل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض مزارات پر مٹی وپلاسٹک وغیرہ سے اشیاء جیسے شیر، گھوڑے، بلیاں، وغیرہ جاندار اشیاء کی صورتیں بنا کر چڑھائے جاتے ہیں اور چڑھانے والے سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہماری مراد پوری ہوگی اور صاحب مزاران کے اس فعل سے خوش ہوں گے؟

یوں ہی بعض مزارات پر ٹل باندھے ہوتے ہیں جب کوئی زائر جاتا تو اس کو بجاتا ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اس طرح ہمارے آنے کی صاحب مزار کو خبر ہوتی ہے؟

Marfat.com

کیا ازروئے شرع مذکورہ بالا امور جائز ہیں یا ناجائز اور چڑھانے والے کو ثواب ملتا ہے یا گناہ اور ان چیزوں کی خرید وفروخت اور پاس رکھنے کا کیا حکم ہے؟

اور جس مزار پر ایسی چیزیں ہوں اُن پر فاتحہ پڑھنے کیلئے جانا جائز ہے یا ناجائز۔

اگر کسی احاطہ مزار میں مذکورہ بالا اشیاء ہوں توان کا دور کرنا جائز ہے یا نہیں۔ کیا دور کرنے والا اجر کا مستحق ہے؟

اگر قدرت کے باوجود دور نہیں کرتا وہ گنہگار ہوگا یا نہیں نیز قدرت سے کیا مراد ہے۔ بینوا وتوجروا۔

احقر العباد

محمد اشرف

جامعہ فاروقیہ رضویہ، پنج پیرزند گوجر پورہ گھوڑے شاہ روڈ، لاہور

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس یا کسی مقدس مقام پر رکھنا جہاں اس کی عزت ہو ناجائز وحرام ہے۔ مزارات اولیاء ومقدس مقامات پر مٹی وپلاسٹک وغیرہ کے گھوڑے، شیر، بلیاں وغیرہ چڑھانا ناجائز وحرام ہے۔ ان چیزوں سے اولیاء اللہ خوش نہیں ہوتے بلکہ ناراض ہوتے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ کام رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہیں۔ جو کام حضور ﷺ کی سنت کے خلاف ہو اولیاء اللہ اس سے بالکل خوش نہیں ہوتے۔ کیونکہ ولی اللہ ہوتا ہی وہ ہے جو حضور ﷺ کی اطاعت کرے۔ جب صاحب مزار ہی زائر کے فعل سے ناراض ہوں گے توان کے صدقہ سے زائر کی مراد کیسے پوری ہوگی؟۔

مذکورہ اشیاء چڑھانے سے ثواب نہیں، گناہ ہوتا ہے اوران چیزوں کی خرید و

Marfat.com

فروخت بھی ناجائز وحرام ہے۔

جس مزار پر ایسی چیزیں چڑھائی جاتی ہوں، اس مزار کے احاطہ میں جا کر فاتحہ پڑھنا بھی ناجائز ہے البتہ احاطہ مزار کے باہر فاتحہ پڑھ سکتا ہے۔

اور جس مزار یا مقام پر ایسی چیزیں ہوں، وہاں جانا بھی ناجائز وحرام ہاں ان خرافات کو دور کرنے کیلئے جاسکتا ہے اور مزارات سے ایسی خرافات کا دور کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ ''نہی عن المنکر'' ہے۔ جس محلّہ یا گاؤں یا جس بستی کے قریب ایسا مزار واقع ہو، جس پر لوگ مذکورہ خرافات کے مرتکب ہوتے ہوں تو گردونواح کے لوگوں پر ان کا دور کرنا ضروری ہے ورنہ سب گنہگار ہونگے اگر ایسا مزار محکمہ اوقاف کی زیر تحویل ہو تو محکمہ کے افسروں پر بھی ان کا دور کرنا لازم وضروری ہے، ورنہ یہ بھی اہل محلّہ کے ساتھ گناہ میں شریک ہوں گے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ یونہی متولی مزار کیلئے بھی ضروری ہے اور ارباب اختیار پر بھی واجب کہ مذکورہ چیزوں کو مزارات ومقدس مقامات سے دور کرائیں کیونکہ انہیں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ قوم کا قیمتی سرمایہ بھی ضائع ہوتا ہے۔

مزارات ومقدس مقامات سے مذکورہ خرافات کو دور کرنے والے افراد بشرط خلوص یقیناً اجر عظیم کے مستحق ہوں گے، بلکہ حضور علیہ السلام کی مردہ سنت زندہ کرنے والے زمرہ میں شمار ہوں گے اور امید غالب ہے۔ بارشاد حضور اقدس ﷺ 'من تمسك بسنّتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد۔'' سو شہید کے ثواب کے مستحق ہوں گے۔[1]

---

(۱) مشکوۃ شریف، ص ۳۰

Marfat.com

اگر کوئی قدرت کے باوجود ان منکرات کو دور نہیں کرتا تو سخت گنہگار ہے اور قدرت سے مراد وہی ہے جس کا ذکر حضور علیہ السلام نے اپنے اس ارشاد گرامی میں کیا: ''من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذٰلک اضعف الایمان'' جو تم میں سے کوئی ناجائز بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے اگر اس کی طاقت نہ پائے تو اپنی زبان سے منع کرے۔ اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا جانے اور یہ سب میں کم تر درجہ ایمان کا ہے۔''[1]

مزارات پر ٹل لٹکانا شیطانی کام ہے اور یہ خیال کرنا کہ ہمارے آنے کی خبر صاحب مزار کو ٹل بجانے سے ہوتی ہے، سراسر جہالت اور بیہودہ خیال ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: ''سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس۔''[2] میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جس گھر میں ٹلی ہو وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے تھے ''مع کل جرس شیطان''[3] ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے۔ مذکورہ اشیاء کی ممانعت پر حضور علیہ السلام کی کافی احادیث واقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہیں۔ ان میں سے چند ارشاد ذکر کیے جاتے ہیں:

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لماقدم مکۃ الٰی ان یدخل البیت وفیہ الألھۃ مامر بھافاخرجت فاخرج صورۃ ابراھیم واسمٰعیل فی ایدیھمامن الازلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتلھم اللہ لقد علموا ما استقسمابھاقطُّ ثم دخل البیت فکبّر فی نواحی البیت

(۱) در مشکوٰۃ، ص ۴۳۶ (۲) مشکوٰۃ، ص ۳۷۹ (۳) مشکوٰۃ، ص ۳۷۹

Marfat.com

وخرج ولم یصل ۱؎

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسالت مآب ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جانا گوارا نہ کیا کیونکہ اس کے اندر مشرکین کے رکھے ہوئے بہت سے بت تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی نسبت حکم فرمایا وہ سب باہر کر دیے گئے اور ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی تصویروں کو بھی باہر لائے۔ ان دونوں تصویروں کے ہاتھ میں قمار کے تیر تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا ان (مشرکین) کو غارت کرے۔ واللہ ان کو خوب معلوم ہے کہ ان دونوں حضرات نے کبھی ان تیروں سے قمار نہیں کھیلا (اور پھر بھی ان کے ہاتھ میں تیر دے دیئے) اس کے بعد آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور سب گوشوں میں "اللہ اکبر، اللہ اکبر" فرمایا اور آپ نکل گئے اور اس میں نماز ادا نہ فرمائی۔ ۲؎

عن ابی محمد الھذلی عن علی قال کان رسول اللہ ﷺ فی جنازۃ فقال ایکم ینطلق الی المدینۃ فلایدع بھا وثنا الا کسرہ ولا قبرا الاسواہ ولا صورۃ الا لطخھا فقال رجل انا یارسول اللہ فانطلق فھاب اھل المدینۃ۔ فرجع فقال علیّ انا انطلق یارسول اللہ لم ادع بھا وثنا الا کسرتہ ولا قبرا الا سویتہ ولا صورۃ الا لطختھا ثم قال رسول اللہ ﷺ من عاد لصنعۃ شیٔ من ھذا فقط کفر بما انزل علی محمد۔ ۳؎

---

(۱) بخاری جلد ۲، ص ۶۱۴ (۲) تیسر ۱۲۳، بخاری

(۳) مسند احمد، مسلم (کتاب الجنائز) اور نسائی (کتاب الجنائز) میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث منقول ہے۔

Marfat.com

ابو محمد ہذلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم لوگوں سے کون ہے جو جا کر مدینہ میں کوئی بت نہ چھوڑے جسے توڑ نہ دے اور کوئی قبر نہ چھوڑے جسے زمین کے برابر نہ کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جسے مٹا نہ دے۔ ایک شخص نے عرض کیا ''میں اس کے لئے حاضر ہوں'' چنانچہ وہ گیا مگر اہل مدینہ کے خوف سے یہ کام کئے بغیر پلٹ آیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور واپس آ کر انہوں نے عرض کیا کہ ''میں نے کوئی بت نہیں چھوڑا جسے توڑ نہ دیا ہو، کوئی قبر نہیں چھوڑی، جسے زمین کے برابر نہ کر دیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جسے مٹا نہ دیا ہو۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''اب اگر کسی شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز بنائی تو اس نے اس تعلیم سے کفر کیا جو محمد (ﷺ) پر نازل ہوئی ہے۔'' والعیاذباللّٰہ رب العالمین۔

عن عبداللّٰہ بن عباس انه قال دخل النبی ﷺ البیت فوجدفیه صورة ابراهیم وصورة مریم علیهما الصلٰوة والسلام فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم امالهم فقدسمعواان الملٰئكة لاتدخل بیتافیه صورة الحدیث هذا لفظه فی حج وفی الانبیاء ان النبی ﷺ لمارأى الصورفی البیت لم یدخل حتی امربها فمحیت الحدیث وفی المغازی فاخرج صورة ابراهیم واسمٰعیل علیهما الصلاة والسلام الحدیث هذه كلهاروایات البخاری وذكرابن هشام فی سیرة قال وحدثنی بعض اهل العلم ان رسول اللّٰہ ﷺ دخل البیت یوم الفتح فرای فیه صوره الملئكة وغیرهم فرانی ابراهیم علیه الصلٰوة والسلام مصورفذكرالحدیث الی ان قال ثم امربتلك الصور كلهافطمست۔

(۱) بخاری

Marfat.com

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ روز فتح مکہ، کعبہ معظّمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے۔اس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ کرام کی تصویریں نظر پڑیں، کچھ پیکر دار، کچھ نقش دیوار۔ حضور اقدس ﷺ ویسے پلٹ آئے اور فرمایا ''خبر دار رہو! بے شک ان بنانے والوں کے کان تک بھی، یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے۔ پھر حکم فرمایا کہ ''جتنی تصویریں منقوش تھیں، سب مٹادی گئیں، اور جتنی مجسم تھیں، سب نکال دی گئیں۔ اُنہیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح، صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبیا الاکرام وعلیہما و بارک وسلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں۔جب تک کعبہ معظّمہ سب تصویروں سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے اسے شرف نہ بخشا[1]

عن جابر بن عبداللہ قال کان فی الکعبۃ صور فامر النبی ﷺ عمر بن الخطاب ان یمحوھا فبلّ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثوباً ومحاھا بہ فدخلھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومافیھا شیئ وفی حدیثہ عندالامام الواقدی وکان عمر قدترک صورۃ ابراھیم فلمادخل ﷺ راھافقال یاعمر الم آمرک ان لاتدع فیھا صورۃ ثم رای صورۃ مریم فقال امسحوا مافیھامن الصور قاتل اللہ قوماً یصورون مالایخلقون[2]

عمر بن تیبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ان النبی ﷺ دخل الکعبۃ فامرنی فاتیتہ بماءٍ فی دلو فجعل یبل الثوب ویضرب بہ علی الصور ویقول قاتل اللہ قومایصورون مالایخلقون۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰، ص ۱۴۶۔ (۲) مسند امام احمد

Marfat.com

ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ان المسلمین تجردوا فی الازر واخذوا الدلاء وانجروا علی زمزم یغسلون الکعبۃ ظھرھا وبطنھا فلم یدعوا اثراً من المشرکین الامحوہ وغسلوہ۔

حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں، حضور اقدس ﷺ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مٹانے کا حکم فرمایا۔ حضرت اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین چادریں اُتار اُتار کر امتثالِ حکم اقدس میں سرگرم ہوئے۔ زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا۔ کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں۔ یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹا دیئے۔ جب حضور علیہ السلام نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہیں رہا، اس وقت اندر رونق افروز ہوئے۔ اتفاق سے بعض تصاویر مثل ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا۔ پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دُھلی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا "اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر۔

قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا لاندخل کنائسکم من اجل التماثیل التی فیھا الصور[1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں سے فرمایا کہ ہم تمہارے کینسوں (گرجا گھروں) میں اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ ان میں تصویریں ہیں۔

کان ابن عباس یصلی فی بیعۃ الا بیعۃ فیھا تماثیل[2]

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: ہم گرجا میں نماز پڑھ لیتے ہیں مگر کسی ایسے گرجا میں نہیں، جہاں تصویریں ہوں۔

---

(۱) بخاری (کتاب الصلوٰۃ۔) (۲) بخاری (کتاب الصلوٰۃ)۔

Marfat.com

عن ابی الھیاج الاسدی قال قال علیؓ الا ابعثك علی ما بعثنی علیه رسول اللّٰه ﷺ ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویته ولا صورة الا طمستها(۱)

ابوالھیاج اسدی کہتے ہیں کہ "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے کہا کیا نہ بھیجوں میں تم کو اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی مجسمہ نہ چھوڑو، جسے توڑ نہ دو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو جسے زمین کے برابر نہ کر دو، اور کوئی تصویر نہ چھوڑو، جسے مٹا نہ دو۔

عن حنش الکنانی عن علی انه بعث عامل شرطته فقال له اتدری علی ما ابعثك علی ما بعثنی علیه رسول اللّٰه ﷺ ان انحت کل صورة ان اسوی کل قبر(۲)

حنش کنائی کہتے ہیں "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پولیس کے کوتوال سے کہا کہ "تم جانتے ہو، میں کس مہم پر تمہیں بھیج رہا ہوں؟ اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا یہ کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر قبر کو زمین کے برابر کر دوں۔"

عن عائشه قالت لما اشتکی النبی ﷺ ذکر بعض نسائه کنیسة یقال لها ماریة وکانت ام سلمة وام حبیبة اتتا ارض الحبشة فذکرتا من حسنها وتصاویر فیها فرفع راسه فقال اولئك اذا مات فیهم الرجل الصالح بنوا علی قبره مسجدا ثم صوروا فیه تلك الصور اولئك شرار خلق اللّٰهِ ۔(۳)

ام عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی مرض میں بعض "ازواج مطہرات" نے ایک گرجا کا ذکر کیا، جس کا نام "ماریہ" تھا اور حضرت

(۱) مسلم (کتاب الجنائز) جلد ا، ص ۳۱۲۔ نسائی، جلد ا۔ ص ۲۸۵

(۲) مسند احمد (۳) صحیح مشکوٰۃ

Marfat.com

وصال کا آخری روز و شب

آخری روز راقم کا عیادت کیلئے حاضر ہونا:

مورخہ 23 اگست 2007ء کو جس دن استاد صاحب علیہ الرحمہ شالیمار ہسپتال میں داخل ہوئے۔ اس وقت بظاہر ہوش میں نہ تھے۔ اگلے روز راقم بوجہ سرکاری دورہ ایران چلا گیا اور پندرہ یوم بعد مورخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار تقریباً ایک بجے دن واپس پاکستان گھر پہنچ گیا تو آتے ہی مجھے میری ہمشیرہ جو اسلام آباد سے آئی ہوئی تھیں، کا پیغام ملا کہ جونہی میں گھر پہنچوں تو اسے استاد صاحب (علیہ الرحمہ) کے گھر عیادت کیلئے بھیج دینا کیونکہ آپ کی طبیعت کافی ناساز ہے۔ چنانچہ میں آتے ہی بغیر آرام وغیرہ کیے ویسے ہی استاد صاحب علیہ الرحمہ کے گھر بیٹھک میں پہنچ گیا۔ آپ سے سلام لیا، تو آپ کا حال احوال پوچھنے سے پہلے ہی آپ نے میرا حال پوچھنا شروع فرما دیا! اس کے بعد میں بیٹھ گیا تو فرمانے لگے "محمد فاروق کو بلاؤ۔" صاحبزادہ فاروق صاحب آئے تو انہیں فرمانے لگے کہ "بابر صاحب کو ہسپتال میں داخل ہونے سے اب تک سب کچھ بتاؤ!" اس کے بعد بظاہر آپ کی آنکھ لگ گئی اور اذان برائے نماز ظہر ہوئی تو صاحبزادہ محمد فاروق صاحب اور راقم نے مشورہ کیا کہ "یہ تفصیل لمبی ہے، ڈیڑھ بجے کے بعد سن لیں گے، دوسرا یہ کہ میں عیادت کرنے والی خواتین کیلئے رکاوٹ کا باعث بھی بن رہا تھا۔ لہذا میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اب نماز ظہر بھی ادا کرنی ہے اور ہمشیرہ کو ساتھ لے کر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری(۱) علیہ الرحمہ کے گھر تعزیت کیلئے بھی حاضر ہونا تھا۔ کل پھر انشاء اللہ حاضری دے لوں گا اور اس طرح چلا آیا تا کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے آرام میں بھی خلل واقع نہ ہو۔ جب

(۱) یاد رہے کہ ہمشیرہ کو آپ نے ہی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ پر کام کرنے اور Ph.D کے سلسلہ میں تمام مواد اپنی ذاتی کوششوں سے مرحمت فرمایا تھا۔

Marfat.com

میں نماز ظہر ''بدر مسجد'' میں ادا کرنے کے بعد باہر نکلا تو میری ہمشیرہ بھی عیادت کر کے واپس آ رہی تھیں جو اس وقت ادھر موجود تھیں۔ وہ مجھے کہنے لگیں کہ ''جب تم باہر نکلے تو استاد صاحب علیہ الرحمہ نے آنکھ کھولی اور تمہارے متعلق پوچھا کہ ''وہ کہاں گئے ہیں؟'' میں نے جواباً کہا ''ظہر کی اذان ہو گئی تھی اس لئے وہ مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے چلے گئے ہیں۔'' بعد ازاں آپ خاموش ہو گئے۔ یہ راقم کی آپ سے آخری ملاقات تھی اور مہربانی و شفقت فرمانا آپ کی ذرہ نوازی تھی۔ (۱)

آخری رات، مولانا محمد دلاور حسین صاحب کا عیادت کیلئے حاضر ہونا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا صاحب رقمطراز ہیں کہ ''مورخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار بمطابق ۲۶ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد تقریباً پونے سات بجے جب میں استاذی المکرّم کے گھر گیا تو سلام عرض کرنے کے بعد ایک طرف بیٹھ گیا۔ پھر میں نے صاحبزادہ فاروق صاحب سے کہا کہ ''میں دم کرتا ہوں!'' انہوں نے کہا ''کرو!'' تو میں نے جب کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو استاد المکرّم نے محسوس کیا کہ کوئی دم کر رہا ہے تو فرمانے لگے ''اب کسی دم اور دوا نے کوئی اثر نہیں کرنا۔'' میں نے عرض کی ''اللہ مہربان ہے، قادر ہے۔'' فرمانے لگے ''ٹھیک ہے وہ سب کچھ ہے لیکن ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اب کسی دعا اور دوا نے کچھ اثر نہیں کرنا۔'' پھر تھوڑی دیر کے بعد کمرہ میں موجود احباب کے متعلق فرمانے لگے ''انہیں باہر جانے کا کہیں۔'' انہیں باہر بھیج دیا گیا۔ میں اور صاحبزادہ فاروق صاحب ہی کمرہ میں رہ گئے۔ فرمانے لگے ''میرے قریب ہو جاؤ۔'' ہم قریب ہو گئے تو فرمانے لگے

---

(۱) یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ ہیپاٹائٹس۔سی (Hypatitus-C) کے مرض میں مبتلا تھے۔

Marfat.com

"جتنے بھی ہمارے بزرگ فوت ہوگئے ہیں وہ سارے مجھے مل گئے ہیں یعنی میرے والد صاحب، والدہ صاحبہ، دادا جی، فلاں چچا فلاں چچا سب مل گئے ہیں۔ اب کسی دوا یا دم نے کوئی اثر نہیں کرنا۔" صاحبزادہ فاروق صاحب کہنے لگے "ابو جی! آپ کی طبیعت کچھ زیادہ ٹھیک نہیں اس لئے یہ لوگ سب پتہ کرنے کیلئے آرہے ہیں۔ پھر صاحبزادہ فاروق صاحب کہنے لگے" یہ خواب میں ملے ہوں گے۔" فرمانے لگے "تم نے مجھے سوتے ہوئے دیکھا ہے! خواب تو سوتے میں آتا ہے میں جاگ رہا ہوں۔ بیداری میں یہ سب لوگ مل مل کر جارہے ہیں۔ اب کسی دوا یا دم نے کوئی اثر نہیں کرنا۔"

پھر مولانا محمد امین صاحب اور اُن کے ہمراہ کچھ لوگ استاد صاحب سے ملنے کیلئے آئے۔ باتیں کرتے رہے۔ آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا اور باتیں کرتے رہے۔ پھر عشاء کی نماز کے وقت مولانا صاحب اور ان کے ساتھی چلے گئے۔ پھر پیشاب کے لئے دو تین مرتبہ بٹھایا گیا لیکن نہ پیشاب کیا اور نہ ہی پاخانہ۔ فرمانے لگے "حاجت ہے لیکن نہ پیشاب آتا ہے اور نہ پاخانہ۔ پیشاب کرنے سے پہلے آفتاب صاحب کو قریب بلایا۔ فرمانے لگے "استنجاء تم نے کروانا ہے۔" ان سے ایک الگ محبت تھی۔ حالانکہ اس جگہ ایسے شخص بھی موجود تھے۔ جنہوں نے ہسپتال میں کئی بار استنجاء کروایا تھا۔ پھر لیٹ گئے۔

صاحبزادہ عبدالرؤف صاحب اور میں قریب بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کی "یہ عبدالرؤف ہے۔" ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ انہیں اپنا عاشق بنائے تو ان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ پھر میں نے عرض کی "میرے بیٹے افضال کا دل کھیل کود میں خوش رہتا ہے۔ اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا دل پڑھائی میں لگائے تو اس کیلئے دعائیں کیں۔" پھر میں نے عرض کیا "استاد جی! آنے والے وقت کا پتہ نہیں، کیسا ہے؟ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بہتر فرمائے لیکن استاد جی! اگر آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملو۔ تو پھر آپ کا گھر (قبر) کہاں ہونا چاہیے؟" اور ساتھ ہی عرض کی کہ "میری خواہش

Marfat.com

ہے، جہاں نیا کمرہ سا بنا ہے۔اس جگہ بنا دیا جائے۔'' فرمانے لگے'' وہ مدرسہ کی جگہ ہے، میری ملکیت نہیں[1] اس جگہ قبر بنانا گناہ ہے۔'' دوبارہ یہی بات دہرائی۔ پھر کروٹ بدلی، آفتاب صاحب سر دبا رہے تھے۔ میں ایک طرف بیٹھا ہوا تھا۔ اُن سے فرمانے لگے'' ادھر کون کون ہیں؟ آفتاب نے کہا'' مولانا دلاور صاحب ہیں۔'' بہت خوش ہوئے فرمانے لگے'' بلاؤ!'' میں قریب ہوا۔ فرمانے لگے'' جید علماء کرام سے مشورہ کر لینا اگر وہ اجازت دیں کہ ادھر قبر بنائی جا سکتی ہے[2] تو بنا لینا ورنہ نہ بنانا۔ اس جگہ قبر بنانا گناہ ہے۔'' پھر فرمانے لگے'' میری قبر پکی نہ بنانا۔'' میں نے عرض کی'' انشاء اللہ! قبر پکی نہیں ہوگی۔ پھر عرض کی'' آج کل زمین کچی ہوتی ہے۔ سلیبز (Slabs) بھی نہیں ٹھہرتیں اس لئے اطراف میں اینٹیں لگا کر اوپر سلیبز بھی ڈال دی جاتی ہیں۔'' فرمانے لگے'' بہر حال میرے قریب پکی اینٹ نہ ہونی چاہیے۔'' میں نے عرض کی'' ٹھیک ہے، قبر پکی نہیں ہوگی۔'' پھر فرمانے لگے'' میری قبر پر پھول نہ ڈالنا[3] کیونکہ پھول تو بزرگوں کی قبروں پر ڈالے جاتے ہیں۔''

عرض کی'' ٹھیک ہے پھول نہیں ڈالیں گے۔'' پھر رات دس بجے میں نماز عشاء پڑھنے کیلئے مدرسہ آگیا۔ نماز پڑھی، کھانا کھایا اور ٹھیک ایک گھنٹہ کے بعد گیارہ بجے رات دوبارہ حاضر خدمت ہو گیا۔ میں نے ساتھیوں سے پوچھا کہ'' کسی کے پاس خوشبو ہے!'' سب نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے زاہد سے کہا'' فلاں جگہ خوشبو پڑی ہے وہاں سے لے

---

(۱) ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے راقم (بابر) کو دار العلوم کی سب رجسٹریاں دکھائیں جو جامعہ فاروقیہ رضویہ کے نام یا بدست استاد صاحب علیہ الرحمہ ہیں۔ اسی لئے ادھر دفن ہونا نہ چاہا کیونکہ زمین آپ کی ملکیت نہ تھی۔ مدرسہ کا متصل مشرقی پلاٹ استاد صاحب علیہ الرحمہ اور حاجی محمد امین صاحب مرحوم (سابقہ صدر انجمن درسہ ہذا) کے نام انجمن نے اس لئے لگوایا کہ اُن دنوں میں حکومت دینی مدارس محکمہ اوقاف کے حوالے کرنے پر غور کر رہی تھی۔

(۲) ایک مرتبہ راقم (بابر) استاد صاحب علیہ الرحمہ کے ہمراہ درس بڑے میاں رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے'' دیکھو! ابھی آپکی قبر وصیت کے مطابق کچی ہے۔''

(۳) بوجہ انکساری۔

مرقد مبارک حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

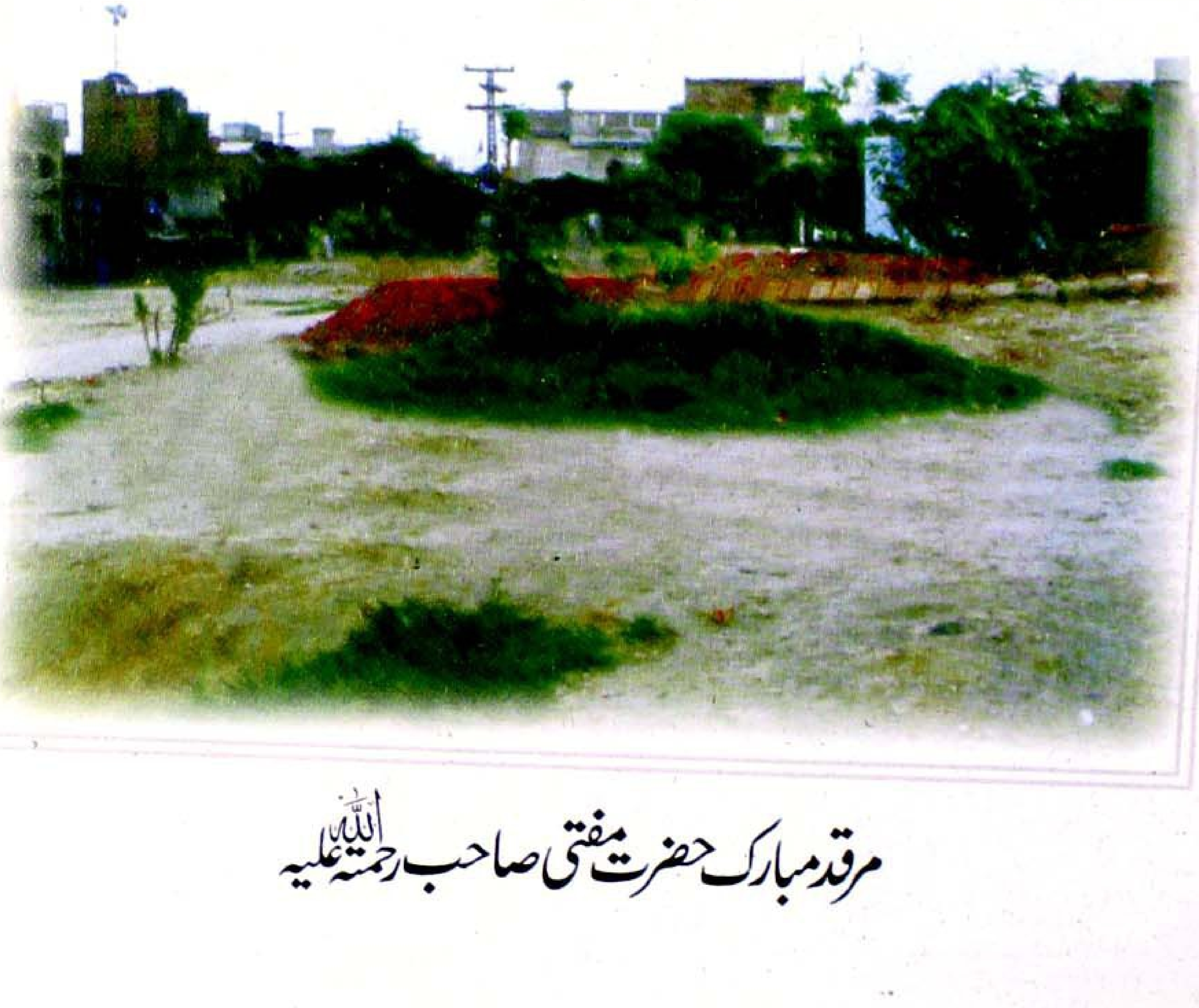

مرقد مبارک حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

آئیں۔'' وہ خوشبو لینے چلا گیا۔ استاد جی! نے یہ سب باتیں سن لی تھیں۔ اب بار بار پوچھتے ہیں کہ ''خوشبو والا آ گیا ہے!'' حتیٰ کہ مجھے خود خوشبو لانا پڑی جب میں نے خوشبو لگائی تو بہت خوش ہوئے۔ پھر میں وقفہ وقفہ سے خوشبو لگاتا رہا۔ اب تقریباً رات بارہ ساڑھے بارہ بجے سب دوست (آفتاب صاحب، مدثر شاہ صاحب، طالب علم اشفاق صاحب) چلے گئے۔ اب میں، زاہد اور محمد یاسر رہ گئے۔ میں نے ان دونوں سے کہا ''آپ سو جائیں میں بیٹھا ہوں جب ضرورت ہوگی اُٹھا لوں گا۔'' وہ لیٹ گئے اور میں بیٹھا رہا۔ بیٹھے بیٹھے میرے ذہن میں آیا کہ میں تین مرتبہ سورت یٰسین شریف پڑھتا ہوں، اگر استاد جی نے یہ سن لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں شفایاب کر دے گا تو میں نے دوسری بار نصف سورت پڑھی ہوگی کہ استاد جی کا بدن کانپنا شروع ہو گیا اور چند لمحوں میں ہی ٹھیک ہو گئے، اور پاؤں کی نبض بھی مجھے مل گئی۔ پھر میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر جب تیسری مرتبہ میں 'ونفخ فی الصور' پر پہنچا۔ تو انہوں نے آواز دی۔ میں قریب گیا۔ عرض کی ''جی! فرمانے لگے ''مجھے پانی پلاؤ۔'' میں نے عرض کی ''بٹھا کر پلاؤں یا لیٹے لیٹے ہی پلا دوں۔'' فرمانے لگے ''لیٹے لیٹے ہی پلا دو۔'' تب میں نے چمچ سے پانی پلایا۔ اور اس طرح چھ چمچ پانی پی لیا۔ اس وقت تقریباً رات کے دو بجنے والے تھے۔ فرمانے لگے ''عبدالرؤف کو بلاؤ'' تب زاہد اُٹھا۔ اس نے عبدالرؤف صاحب کو آواز دی۔ وہ آئے۔ استاد جی فرمانے لگے ''جو کچھ ہے لے آؤ۔'' عبدالرؤف کہنے لگے ''ابو جی! سویاں ہیں۔'' فرمانے لگے ''جو کچھ بھی ہے لے آؤ۔'' تب وہ سویاں لے آئے۔ استاد جی کو بٹھا دیا گیا۔ پیچھے ٹیک کیلئے محمد یاسر بیٹھ گیا۔ میں نے سویاں کھلائیں۔ آپ نے تقریباً سب سویاں کھا لیں۔ صرف ایک دو چمچ باقی رہ گئے۔ میں بہت خوش ہوا کہ سویاں کھا لی ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل ہسپتال میں اتنا کھانا نہیں کھایا تھا۔ صرف دو یا تین چمچ کھا لیتے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا ''پانی پلاؤں۔'' فرمانے لگے ''نہیں، کچھ دیر

Marfat.com

ٹھہر کر پئیں گے۔'' پھر لٹا دیا اور عبدالرؤف صاحب بھی ادھر ہی لیٹ گئے۔

میں پھر پڑھتا رہا، تقریباً رات پونے تین بجے آواز دی۔ میں نے عرض کیا ''جی! فرمانے لگے ''پانی پلاؤ'' میں نے پھر چھ چمچ پانی پلایا۔ پھر فرمانے لگے ''فاروق کو بلاؤ۔'' فاروق صاحب کو بلایا گیا۔ فرمانے لگے ''دوائی لے آؤ۔'' فاروق صاحب عرض کرنے لگے، ''ابوجی! دوائی کچھ کھانا وغیرہ کھا کر کھانی ہے!'' فرمانے لگے ''ابھی کھانا کھالیا ہے، تم دوائی لے آؤ۔'' تب وہ دوائی لے آئے۔ گولیاں پیس کر چمچ میں ڈال کر کھلا دی گئیں۔ ایک کیپسول دیا۔ چار چمچ شربت بھی پلایا۔ پھر فرمانے لگے ''بہت سکون ہو گیا ہے۔'' میں نے عرض کی ''پیشاب پاخانہ رک جائے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اگر تکلیف ہے تو آپ کو ہسپتال لے جاتے ہیں۔'' فرمانے لگے ''تکلیف کوئی نہیں۔ ہسپتال نہیں جانا۔'' پھر انہیں بائیں کروٹ لٹا دیا۔

اب تین بجے کا ٹائم تھا۔ صبح ساڑھے چار بجے اذان تک اسی حالت میں لیٹے رہے۔ یعنی سکون سے جیسے کوئی بہت گہری نیند سویا ہوا ہو۔ میں بیٹھا پڑھتا رہا اور وقفے وقفے سے نبض دیکھتا رہا۔ پونے پانچ بجے صبح میں نے عبدالرؤف صاحب کو اُٹھایا اور کہا ''اب میں جاتا ہوں نماز فجر ادا کروں گا اور کچھ آرام۔ اب آپ ہوشیار ہو کر رہیں۔'' وہ کہنے لگے ''ٹھیک ہے۔'' پھر میں مدرسہ میں آ گیا۔ نماز پڑھی اور لیٹ گیا۔ ابھی پندرہ بیس منٹ ہی آنکھ لگی ہو گی کہ عبدالرؤف صاحب نے دروازے پر دستک دی۔ میں باہر آیا تو انہوں نے اطلاع دی کہ ''استاد جی! انتقال فرما گئے ہیں (اناللہ وانا الیہ راجعون!) یہ خبر بہت اندوہناک اور غمگین کن تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کے لواحقین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!(۱)

---

(۱) یاد رہے کہ رات بھر کی یہ لمحاتی روئیداد راقم (بابر) نے بڑے اصرار اور جدوجہد سے مولانا دلاور حسین صاحب (مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور) جو استاد صاحب علیہ الرحمہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

وصال شریف اور مدفن کا تعین:

استاد صاحب علیہ الرحمہ نے انہتر (۶۹) سال کی عمر میں تقریباً صبح ساڑھے چھ بجے ۱۰ ستمبر ۲۰۰۷ء بروز پیر بمطابق ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ کو وصال فرمایا (اناللّٰہ و انا الیہ راجعون) اور یہ خبر آناً فاناً پھیل گئی۔ اب تدفین کا عمل شروع ہونا تھا کہ کس جگہ دفن کرنا ہے؟ کیونکہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے فرمادیا تھا کہ مدرسہ میں دفن نہیں کرنا۔'' اس لئے کہ یہ جگہ میری ملکیت نہیں ہے۔ جیسا کہ مولانا محمد دلاور حسین صاحب سے فرمایا تھا کہ جیّد علماء کرام سے مشورہ کرلینا۔'' بعدازاں جید علماء کرام کے بارے میں بھی استاد صاحب علیہ الرحمہ نے خود ہی وضاحت فرمادی کہ'' وہ ایک مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی اور دوسرے تم (مولانا محمد دلاور حسین صاحب) ہو۔'' بہرحال آپ کی وصیت کے مطابق مولانا محمد دلاور حسین صاحب نے صاحبزادہ عبدالرؤف صاحب سے کہا کہ'' مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کا فون ملائیں۔'' انہوں نے کوشش کی اور کال مل گئی تو صاحبزادہ صاحب نے مولانا دلاور حسین صاحب سے بات کروادی۔ قصہ کوتاہ کہ آپ نے بھی مدرسہ میں دفن کرنے کی اجازت نہ فرمائی، یعنی وہی مسئلہ جو استاد صاحب علیہ الرحمہ پہلے ہی بتا چکے تھے۔

بعدازاں مولانا دلاور حسین صاحب، صاحبزادگان، حافظ حبیب اللہ صاحب اور راقم نے آپس میں مشورہ کیا کہ بہتر ہے کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کو حضرت ایشاں رحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کے مایہ ناز شاگرد ہیں، سے لکھوائی کیونکہ بوجہ عجز وانکسار آپ راقم سے فرماتے کہ'' میں بتا دیتا ہوں تم خود لکھ لو، میں دیکھ لوں گا۔'' میں یہی عرض کرتا کہ'' مولانا صاحب! میں وہ نقشہ نہیں کھینچ سکتا جو خود مشاہدہ کرنے والا۔'' بہرحال اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: اس کے علاوہ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے مولانا دلاور حسین سے فرمایا کہ'' تم دعا کرو اور میں آمین کہتا ہوں۔'' اس طرح مولانا صاحب دعا کرتے رہے اور آپ آمین فرماتے رہے۔

Marfat.com

علیہ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔اس سلسلہ میں جب محکمہ اوقاف سے رابطہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ مزار شریف کے دوسوفٹ رداس (Radius) تک (یعنی اردگرد) دفن کرنے کی پابندی ہے۔اس سے آگے جدھر چاہیں، دفن کرلیں۔جب تمام احباب نے آپس میں مشورہ کیا تو یہ طے پایا کہ اتنی دوری سے بہتر ہے کہ مدرسہ کے قریب قبرستان شاہ بدر دیوان میں ہی دفن کردیا جائے تا کہ آنے جانے والوں کیلئے آسانی بھی ہواوراس طرح مدفن بھی جامعہ کے قریب ہو جائے گا۔بعض متعلقین کہتے کہ ''تم مدرسہ کے اندر دفن کیوں نہیں کرتے، تمہیں کون روکنے والا ہے؟ آؤ! ہم پیسے دے دیں گے وغیرہ وغیرہ۔'' انہیں یہی بتایا جاتا کہ بھائی! بات رقم یا پیسوں کی نہیں اور نہ ہی ادھر کوئی روکنے والا ہے بلکہ یہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے۔دوسرا یہ کہ جگہ وقف شدہ ہے۔لہذا اسے کوئی خرید نہیں سکتا۔

قبر کی کھدائی:

جب قبر کی کھدائی کا مرحلہ شروع ہوا تو اس وقت یہاں قبرستان کی حالت بڑی دگرگوں تھی۔یہاں کافی بھرتی ڈالی ہوئی تھی۔عام طور پر یہاں چار یا پانچ فٹ زمین کھود کر اینٹوں کی چنائی کی جاتی ہے،اور بعد ازاں میت کو اس میں رکھ کر دفن کر دیا جاتا ہے۔بھرتی کی مٹی وغیرہ ہونے کی وجہ سے بڑی پریشانی لاحق تھی کہ اس پر سلیبز (Slabs) بھی نہیں ٹھہرتیں کیا کیا جائے؟ چنانچہ مولانا محمد دلاور حسین صاحب، حافظ حبیب اللہ صاحب، جاوید اکبر اور راقم پکی اینٹیں اور سیمنٹ بلاکس حاصل کرنے کی غرض سے اڈہ شبیل جی ٹی روڈ چلے گئے۔ادھر ابھی کھڑے ہی ہوئے تھے کہ شدید بارش شروع ہوگئی اور وقت بھی بڑی تیزی سے گزر رہا تھا۔ابھی ہم سب نے ظہر کی نماز بھی ادا کرنی تھی۔خیر ہم ناکام واپس لوٹے۔جب کھدائی کی جگہ پہنچے تو مولانا دلاور حسین صاحب نے کہا کہ ''ہمیں تو کچھ ملا نہیں

Marfat.com

اور پکی اینٹ بھی استعمال نہیں کرنی لہذا مزید کھدائی کرو، یہاں تک کہ اصل زمین آ جائے۔'' اس طرح طلباء نے کھدائی کی تو اصل مٹی جو روئی کی طرح نرم و نازک تھی، دکھائی دی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سب احباب کی بے چینی، سکون و اطمینان میں بدل گئی کہ آپ کی وصیت کے مطابق قبر کے اندر اب پکی اینٹ استعمال نہیں ہو گی۔

تجہیز و تکفین:

جب ہم کچی اینٹیں اور سیمنٹ بلاکس حاصل کرنے کیلئے روانہ ہوئے تو اسی دوران مولانا محمد امین صاحب، مولانا محمد یٰسین قصوری صاحب، نثار منہاس صاحب، اور یاسر وغیرہ نے استاد صاحب علیہ الرحمہ کے برادران محمد اسحاق صاحب اور حافظ محمد مشتاق صاحب کی نگرانی میں مل کر استاد صاحب علیہ الرحمہ کو غسل دیا اور بعد نماز عصر گورنمنٹ کمپری ہنسو ہائی سکول گھوڑے شاہ روڈ، لاہور میں آپ کی نماز جنازہ دورانِ بارش حضرت علامہ مولانا مفتی عبداللطیف صاحب جلالی نقشبندی مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ بعد ازاں ''شاہ بدر دیوان قبرستان'' میں بارش کے دوران ہی تدفین عمل میں آئی اور ٹرالیوں کے ذریعے منگوائی گئی دوسری تازہ مٹی سے بھرائی کی گئی اور قبر شریف کو آپ کی وصیت کے مطابق ایک بالشت اونچا رکھا گیا۔

چند دن ہو گا طبیعت کو قلق زیادہ
خود ہی سنبھل جائے گی سنبھلتے سنبھلتے

نماز جنازہ میں بڑے جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے، بچے، جوان اور بوڑھے سب کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو تھے اور رو رہے تھے۔ ایسے ایسے بندے بھی نظر آئے، جنہیں ہم نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہر بندہ جنازے کو کندھا دینے کی کوشش کر رہا تھا، حالانکہ اس وقت کافی بارش ہو رہی تھی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے متعدد بار بیان فرمایا تھا کہ ''میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ جب میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

Marfat.com

ہوا تو اس دن بہت بارش تھی اور میں اس وقت پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا۔"[1]

اس کا ثبوت "حیاتِ جاوید" اور "حدیث دلبراں" سے بھی ملتا ہے۔ ملک حسن علی (B.A) اور حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری رقمطراز ہیں:

جب آپ کا جنازہ جنازگاہ میں پہنچا تو اچانک ایک طرف سے ٹھنڈی ہوا چلی، بادل اُٹھا اور آپ کے جنازہ پر موسلا دھار مینہ برسا۔ سب لوگوں نے اسے رحمتِ خداوندی کا نزول سمجھا اور آپکی کرامت تصور کیا۔ کیونکہ اِس سے پیشتر مطلع بالکل صاف تھا۔ کئی ماہ تک بادل کا نام تک بھی آسمان پر نظر نہیں آتا تھا۔ انسان، حیوان، چرند اور پرند مارے شدتِ گرمی کے نیم جان ہو چکے تھے۔[2]

بارش برسے کئی ماہ ہو چکے تھے۔ گرمی اور تپش سے ہر ذی روح تڑپ رہا تھا، ہر طرف دھول اُڑ رہی تھی۔ جنازہ جب قبرستان کے قریب پہنچا تو رحمت خدا جوش میں آ گئی۔ گھٹائیں جھوم کر اُٹھیں۔ بادل گِھر گِھر کر آئے اور وہ مینہ برسا کہ جَل تھَل ہو گیا۔ موسلا دھار بارش اور موسم خوشگوار یومِ وصال پر نزول رحمت کا مظہر تھے۔[3]

یاد رہے کہ حاجی فضل احمد مونگا صاحب نے "حدیث دلبراں" کتاب حضرت اعلیٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر حضرت قبلہ ثانی صاحب، حضرت مولانا سردار احمد[4]

---

(۱) یہ کتابچہ میاں صاحب علیہ الرحمہ کے چہلم پر "ذکر محبوب" کے نام سے شائع ہوا اور پھر ایک کتاب کی شکل میں اضافہ کے ساتھ "حیاتِ جاوید" کے نام سے 1929ء میں پیش کی گئی۔ (حیاتِ جاوید، طبع ثانی (ابتدائیہ) از نصرت نوشاہی۔ (۲) حیاتِ جاوید، ص 116 (۳) حدیث دلبراں، ص 323

(۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام چوہدری میراں بخش تھا۔ دیال گڑھ، ضلع گورداسپور کا ایک مشہور قصبہ ہے جو بٹالہ سے چار میل دور ہے۔ لوگوں کا پیشہ کاشت کاری اور ملازمت تھا۔ اکثر کا تعلق بڑ جٹ قوم سے تھا، جبکہ شیخ الحدیث قدس سرہٗ کا تعلق سیہول جٹ خاندان سے ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے گاؤں میں تین نمبر دار اور چار مساجد تھیں۔ آپ کے دادا، اپنے آبائی گاؤں ننگل، نزد مدراس ضلع امرتسر سے ترکِ سکونت کر کے دیال گڑھ اپنے ننھیال کے ہاں آباد ہو گئے تھے۔ (محدثِ اعظم پاکستان، جلد 1، ص 27)

Marfat.com

اور حضرت مولانا غلام محمد ترنم امرتسری[1] رحمہما اللہ تعالیٰ کی منشا و مرضی مبارک کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر کی ہے اور اِس میں اکثر بیان کردہ واقعات، اُن کے والد حاجی فضل الٰہی مونگا سے روایت ہیں۔

حاجی صاحب رقمطراز ہیں کہ ''میرے والد قبلہ حاجی فضل الٰہی مونگا رحمۃ اللہ علیہ اور محدث پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آپس میں گہرے مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات تھے۔ حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ الہ علیہ اکثر و بیشتر اہم امور میں قبلہ والد صاحب علیہ الرحمہ سے مشورہ کرتے اور اُن کی رائے کو صائب سمجھتے ہوئے بہت اہمیت دیتے تھے۔

مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر راقم الحروف کے والد حاجی فضل الٰہی صاحب سے فرمایا کہ وہ دربار حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ پر اس بارے میں عرض کریں۔ چنانچہ والد صاحب تین دن یہی مدعا لے کر سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دیتے رہے۔ آخر وہاں سے اشارہ ہوا کہ اس وقت لائلپور (موجودہ فیصل آباد) کی سرزمین بڑی پیاسی ہے اور وہاں مسلکِ اہل سنت کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے لائلپور میں قیام کا فیصلہ فرما کر وہاں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا اور وہیں سے ملک کے کونے کونے میں علم کی روشنی پھیلائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بارش ہونا بھی ایک نیک شگون ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ

---

(۱) مولانا ظفر علی خاں نے آپ کی شان میں امرتسر میں مندرجہ ذیل شعر کہا تھا:

ترنم چاند ہے اس شہر میں علم و حکمت کا
درخشاں اس کے ہالے میں، مسلمانانِ امرتسر

(چمنستان، ص90)

احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علی نے بھی فرمایا ہے کہ ''بارش رحمت، فال حسن'' ہے، خصوصاً اگر خلافِ عادت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم[1]

مزید بیان فرمایا کہ ''میرے داداجان میاں جلال دین رحمۃ اللہ علیہ جو سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ پتہ نہیں کہ انہیں کیسے خبر ہوئی؟ بعد میں پتہ چلا کہ وہ آپ کے جنازے میں شرکت کیلئے شرقپور شریف چلے گئے ہیں حالانکہ اس وقت (۱۹۲۸ء میں) ذرائع مواصلات وآمدورفت بھی کوئی خاص نہ ہوتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں انہیں روحانی تار موصول ہوچکی تھی۔

ادھر ایک اور بات عرض کرتا چلوں کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کے دفن ہونے سے پہلے قبرستان کی جو حالت ناگفتہ بہ تھی، اب دو ماہ کے اندر یکسر بدل چکی ہے کہ دیکھنے والا حیران ہوجاتا ہے کہ آیا یہ وہی قبرستان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ کے مدفن کا انتظار کررہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

(۱) فتاویٰ رضویہ ص ۱۶ (جلد چہارم، قدیمی)

Marfat.com

تصرفات بعد از وصال

''تمھیں اللہ کے رسول کافی نہیں ہیں!''

محمد جاوید اکبر ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ہم تین بندوں کے ورک پرمٹ (Work Permit) انگلینڈ سے آئے، جس میں سے میرا ورک پرمٹ کنفرم (Confirm) اور دوسروں کے کنفرم نہیں تھے۔ میں نے اس سلسلہ میں تمام شاپنگ لسٹ وغیرہ بھی مکمل کر لی۔ جب استاد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا پروگرام عرض کیا تو آپ فرمانے لگے ''سارے ای بار چلے جان تے سانوں وی ایتھے بندے چاہی دے نے۔'' (سب لوگوں نے ملک سے باہر چلے جانا ہے! ہمیں بھی تو ادھر آدمی چاہئیں) بعد ازاں جب ویزے لگے تو میرا ویزا (Visa) نہ لگا جبکہ دوسرے دونوں ساتھیوں کے ویزے لگ گئے حالانکہ بظاہر میرے ویزے کے زیادہ چانسز (Chances) تھے۔

اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد میں نے انگلینڈ جانے کیلئے کوششیں کافی تیز کر دیں لیکن مدرسہ میں متواتر آتا جاتا رہتا۔ ایک رات ''خواب میں دیکھا کہ آپ مدرسہ میں طلباء کو دُنیا سے بے رغبتی کے بارے درس دے رہے تھے۔ میں آپ کے ایک طرف کھڑا تھا۔ ویسے ہی روزمرہ کے لباس (یعنی ٹی شرٹ، پینٹ اور لمبے بال) میں ملبوس تھا۔ اس وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ آج میری سرزنش ہوگی۔ اسی وقت استاد صاحب علیہ الرحمہ نے میری طرف رُخ فرمایا اور فرمانے لگے ''تمھیں اللہ کے رسول (ﷺ) کافی نہیں ہیں، میں نے عرض کیا'' کیوں نہیں؟ جی! کافی ہیں۔ یہ جملہ استاد صاحب علی الرحمہ نے تین مرتبہ دُہرایا اور میں نے بھی تین مرتبہ یہی جواب دیا تو فرمانے لگے'' پھر کیوں تم نے اپنی ساری توجہ اس طرف لگا رکھی ہے؟۔

''وہ دیکھو حضور ﷺ کی طرف سے فیض آ رہا ہے!''

محمد جاوید اکبر ساکن سرفراز کالونی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھے خیال آیا کہ

Marfat.com

پتہ نہیں وصال کے بعد استاد صاحب علیہ الرحمہ کس حال میں ہیں؟ رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ طلباء کو درس دے رہے ہیں اور ایک طرف علیحدہ میں بھی بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور آسمان کی طرف اشارہ فرما کر فرمانے لگے "وہ دیکھو! حضور ﷺ کی طرف سے فیض آ رہا ہے! میں تمہیں کہتا نہ تھا!" یہ جملہ تین مرتبہ دُہرایا لیکن جب میں نے دیکھا تو مجھے کچھ نہ دکھائی دے رہا تھا جبکہ استاد صاحب علیہ الرحمہ کا چہرہ بڑا ہشاش بشاش تھا۔

"ہم مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے!"

مولانا محمد جمیل صاحب زید مجدہٗ ساکن دوگیچ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب علیہ الرحمہ اور آپ کے والد محترم کی خواب میں زیارت ہوئی تو استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے "ہم مدینہ منورہ سے آ رہے ہیں۔ ہم آپ سے فون نمبر نہ ہونے کی وجہ سے رابطہ نہیں کر سکے۔ اس کے بعد حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ حاضری دی اور پھر مدرسہ کی طرف تشریف لے آئے اور فرمانے لگے "اب میں نے کچھ پڑھنا ہے!"(۱)

---

(۱) یاد رہے جامعہ فاروقیہ رضویہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے ایک اینٹ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے خود رکھی اور ایک ایک مولوی محمد جمیل صاحب اور حاجی محمد ابراہیم صاحب مرحوم سے رکھوائی تھی۔ استاد صاحب علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ راقم کو بتایا کہ "میں نے سید ابوالبرکات سید احمد قادری شاہ صاحب علیہ الرحمہ (بانی حزب الاحناف، لاہور) سے عرض کیا کہ حضرت! مدرسہ میں ایک طالبعلم ہے جو اسباق کے دوران ہی اُٹھ کر دربار حضرت ایشاں رحمۃ اللہ پر چلا جاتا ہے۔ اس پر آپ فرمانے لگے "مولانا!" مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ۔" (خیر سے روکنے والے) نہ بنیں۔ اُسے مت روکیں کیونکہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ اُس کی تربیت فرما رہے ہیں۔ اور اس لڑکے کو لا کر میرا بیعت کروا دیں۔ اس لیے کہ ایسے طبائع کے حامل افراد کی طرف بزرگوں کی بھی توجہ ہوتی ہے کہ وہ اُن کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوں۔ مولانا محمد جمیل صاحب زید مجدہٗ نے بیان کیا کہ اب تک (14.4.08) کئی مرتبہ زیارت ہو چکی ہے یعنی تیسرے چوتھے دن ہوتی رہتی ہے۔ راقم کو انہوں نے ایک موقع پر بتایا کہ اب تک تقریباً ۲۵ مرتبہ زیارت کر چکا ہوں۔ اس وقت حضرت کے وصال کو تقریباً ۸۰ دن گزر چکے تھے۔

Marfat.com

مونچھوں (لبوں) کے بارے راھنمائی:

راقم ایک مرتبہ مونچھوں کے بالوں کے بارے تذبذب کا شکار تھا۔ خواب میں اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کی اس طرح زیارت ہوئی کہ آپ حجامت کیلئے تشریف فرما ہیں اور شانوں پر ایک سفید رنگ کا کپڑا بھی ڈلا ہوا ہے جیسا کہ اکثر حجام کرتے ہیں۔ مونچھوں کے بال بھی کچھ بڑھے ہوئے ہیں۔ سمجھ یہ آ رہی ہے کہ نہ تو بالکل صاف کرنے ہیں اور نہ ہی بڑے ہوں یعنی جیسے موٹی مشین کے استعمال کے بعد رہ جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے "وفروا اللحی وخذوا من الشوارب" [۱] **ترجمہ**: کثیر کرو داڑھیاں اور مونچھوں میں سے لو۔ لبوں کی نسبت یہ حکم ہے کہ لبیں پست کرو کہ ہونے کے قریب ہوں۔ البتہ منڈوانا نہ چاہیے، اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم [۲]

مولوی محمد عارف صاحب کا مزار شریف پر حاضر ہونا:

ایک دن مولوی محمد عارف صاحب ساکن داروغہ والا اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دینے کے بعد مدرسہ میں آئے اور کہنے لگے "میں تمہیں بتاؤں کہ میں آج کیوں حاضری کیلئے آیا ہوں؟ مجھے استاد صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت ہوئی، آپ سفید لباس میں اکیلے کھڑے ہیں اور سفید چادر بھی اوڑھی ہوئی ہے اور ہاتھ باندھے ہوئے ہیں۔ میں نے جونہی دیکھا تو جلدی سے سلام لینے کیلئے آپ کے پاس پہنچ گیا۔ جب سلام لینے لگا تو آپ مجھے فرمانے لگے "جاؤ! میں نے تمہارے ساتھ سلام نہیں لینا اور ہاتھ ایک طرف کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ "نہ تم جاتے ہوئے نہ آ کر ملے ہی نہیں!" واقعی میں حج پر جانے سے پہلے اور بعد میں ابھی تک مزار شریف پر حاضر نہیں ہو سکا تھا۔ اس لئے آج قصداً حاضری کیلئے آیا ہوں۔

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۵۰۵۷۔ المکتبہ المعارف، ریاض۔

(۲) فتاویٰ رضویہ مع تخریج، جلد ۲۲، ص ۶۰۶

Marfat.com

گولڈن شیک ہینڈ کے متعلق رہنمائی فرمانا:

محمد اشفاق صاحب ساکن گوجر پورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت PTCL میں ملازم ہوں لیکن ہم اصل ملازم T&T کے ہیں۔نئی کمپنی اتصالات نے کچھ ملازمین کو فارغ کرنے کیلئے گولڈن شیک ہینڈ سکیم متعارف کروائی ہے۔میں کافی تذبذب اور پریشانی کا شکار تھا۔سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں اس سلسلہ میں کیا فیصلہ کروں؟ میں بروز ہفتہ مورخہ 1.12.07 کو استاد صاحب علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا اور دعا کی تاکہ میری کچھ راہنمائی ہوجائے۔اس کے بعد میں سیدھا دفتر چلا گیا۔میں کاغذات جمع کرانے کیلئے بیٹھا تھا کہ مجھے اُونگھ آئی اور دیکھتا ہوں کہ استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمارہے ہیں کہ ”جب تمہارا کام ہی نہیں رہا تو یہاں کام کرنا کیسا؟ فیصلہ ٹھیک ہے! باقی کام کے متعلق بعد میں دیکھیں گے!“ چنانچہ جب انہوں نے میرے کاغذات کے مطابق ملنے والی رقم کا حساب لگایا تو وہ میرے حساب سے زیادہ تھا۔اس سے میرے دل کو مزید سکون ملا بلکہ سارا دن اپنے آپ کو پریشانی سے آزاد اور ہلکا پھلکا محسوس کرتا رہا یعنی کسی قسم کا اب ذہنی دباؤ نہیں تھا۔

”عبدالرؤف اور فاروق کو کچھ بتایا کریں!“

فیاض الدین صاحب ساکن پنج پیر بالمقابل جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور بیان کرتے ہیں کہ رات میں نے خواب دیکھا کہ اُستاد صاحب علیہ الرحمہ اور میں مدرسہ میں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔میرا چہرہ مین گیٹ کی طرف ہے جبکہ آپ کا چہرہ اس کے برعکس۔آپ فرمانے لگے ”تم بڑے ہو، عبدالرؤف اور فاروق کو مدرسہ کے بارے کو کچھ بتایا کریں!“ میں بھی اُنہیں بتاؤں گا۔میں نے عرض کیا ”استاد صاحب میں تو اگر کوئی ایسی چیز دیکھتا ہوں تو بتاتا ہوں۔

Marfat.com

”تُسی تے سمجھدے ہووؤ گے کہ قبراں وچہ سُٹ آئے آں تے بس“

محمد اسلم صاحب ساکن سرفراز کالونی لاہور بیان کرتے ہیں کہ ”میں نے سوچا کہ فارغ رہنے سے بہتر ہے کہ کچھ نہ کچھ پڑھ لیا جائے۔ لہذا بعد نماز عشاء ایک وظیفہ شروع کر دیا۔ رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ اس وجہ سے پہاڑ کی طرح ایک ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔ فوراً ہی کوئی آیا اور اُسے گرا کر چلا گیا۔ جس کا مجھے بہت ہی افسوس اور دُکھ ہوا کہ یہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ بعدازاں استاد صاحب علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرمانے لگے“ کہ اس وظیفہ سے اوّل و آخر درود شریف پڑھ لیا کرو، اسی دوران خیال کرنے لگا کہ میں نے وصال کے بعد کافی دیر ہوگئی ہے حاضری بھی نہیں دی لیکن آپ راہنمائی فرمانے کیلئے تشریف لے آئے ہیں۔ اس خیال کے مکمل ہوتے ہی استاد صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ”تسی تے سمجھدے ہووو گے کہ قبراں وچہ سٹ آئے آں تے بس۔“

”ہم حضرت کرمانوالہ (علیہ الرحمہ) جارہے ہیں !“

صاحبزادہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب زید مجدہٗ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں اُستاد صاحب علیہ الرحمہ کو مدرسہ کے گیٹ پر دیکھا۔ ان کے ساتھ مولانا حاجی محمد جمیل صاحب ساکن دو گیچ شریف اور حاجی صفدر علی بھٹی صاحب ساکن شاہ پور کانجراں کے علاوہ چار آدمی اور تھے جنہیں میں نہیں پہچانتا جو حاجی صفدر علی بھٹی کی گاڑی میں سوار ہیں اور استاد صاحب صاحب علیہ الرحمہ فرمانے لگے ”ہم حضرت کرمانوالہ (رحمۃ اللہ علیہ) جارہے ہیں۔“ یہ کہا اور گاڑی روانہ ہوگئی لیکن میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ جاسکا۔

”میں شرقپور شریف جا رہا ہوں!“

محمد صادق صاحب ساکن فاروق پارک (سنگھ پورہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک

Marfat.com

رات اپریل ۲۰۰۸ء میں نے خواب دیکھا کہ ''مدرسہ میں حاضر ہوں اور استاد صاحب علیہ الرحمہ نے خوب سفید کپڑے زیب تن فرمار کھے ہیں اور عمامہ شریف باندھ رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ ''میں شرقپور شریف جارہا ہوں۔ جمعۃ المبارک وہیں پڑھنا ہے۔ تم چلو گے!'' بس اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب عرض کرتا، میری آنکھ کھل گئی۔

☆......☆......☆ **تمت بالخیر** ☆......☆......☆

محشر اندر سر تے سایہ، نوروں عرش ربانان
پار کریں گرداب عذابوں ، میل رسول ربانان

بھی صدیق، عمر، عثمان ،علی دا میل کریں اسائیں
پاک جمالوں دکھالیں فضلوں، کریں قبول دعائیں

بخشیں مجلس جنت فضلوں ، عالی ذات رسولاں
نال رحمت وداویں درجے، قرب جیویں مقبولاں

کریں اسانوں لائق فضلوں، جنت والیاں تھاواں
جس وچہ قصر نورانی ہووے، میوے رحمت چھاواں

نال آسانی وقت نزع دے، ساتھ ایمان چلائیں
کامل ہوش عنایت فضلوں، کلمہ یاد کرائیں

فضل تیرا گھٹ جاندا ناہیں، جے اسیں اوگنہارے
پل دوزخ تھیں ریل کرم دی، جلدی پار اتارے

دعا منگن میں کارن مومن، کراں سوال نمانا
فاتحہ، کلمہ، ترے قل پڑھ کے، ختم درود پہنچانا

○....○....○....○

Marfat.com

شجرہ طیّبہ

بخش دے یارب تجھے اپنی سخا کا واسطہ
رحم فرما شافعِ روزِ جزا کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیق اکبر کے لیے
فقر دے سلمان محبوب پیمبر کے لیے

حضرت قاسم کا صدقہ میری بگڑی کو بنا
حضرتِ جعفر کا صدقہ دے مرے دل کو ضیاء

رکھ مجھے باعافیت بہرجنابِ بایزید
بوالحسن کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید

بوعلی کا واسطہ کردے مری مشکل کو حل
دے مجھے علم طریقت اور توفیقِ عمل

بہریوسف قیدم غم سے دہر میں آزاد کر
عبدالخالق کے لیے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر

حضرتِ عارف کے صدقے میں مجھے عرفان دے
حضرت محمود کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علی کا فقر درویشانہ دے
واسطہ باباسماسی کا دلِ دیوانہ کر دے

اے خدا بہر جنابِ شیر حق میر کلال
حرصِ دُنیا کو مرے بُت خانۂ دل سے نکال

Marfat.com

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤالدین کا
کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤالدین کا
دے میرے دل کوسکوں یعقوب چرخی کے طفیل
حضرتِ احرار کے صدقہ میں دھو دے دل کا میل
حضرتِ زاہد کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرتِ درویش کے صدقہ میں دے فقروغنا
خواجہ امکنگی کا صدقہ داغِ عصیاں کو مٹا
حضرتِ باقی کا صدقہ دے بقاء بعد از فنا
شیخ احمد کے لیے غیروں کی منت سے بچا
صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا
واسطہ عبدالاحد کا مالکِ ارض و سماء
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطاء
کھول دے دل کی کلی بہر سعید نامدار
تا کہ میرے گلشن اُمید میں آئے بہار
حضرتِ معصوم کا صدقہ دکھا کوئے رسول
بس رہی ہے جس میں اُبتک بوئے گیسوئے رُسول
اے خدا بہر جنابِ خواجہ حنفی پارسا
وقت آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا
بخش دے شیخ محمد کے لیے میری خطاؑ
واسطہ خواجہ زکی کا اپنی اُلفت کر عطا

Marfat.com

واسطہ خواجہ زماں کا دے مجھے ذوقِ فنا
بہر احمد قبر میں ہو نورِاحمد کی ضیاء

اے خدا بہر جنابِ خواجہ حاجی شاہ حسین
دے میرے بیچین دل کو دین اور دُنیا میں چین

حشر میں جب ہو ترے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبی بہر امام

بہر حضرت میرصادق صاحبِ صدق وصفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیرالدین کا
دے مجھے علم حیاء رزق وشفاء صبروغناء

واسطہ دیتا ہوں یارب میں تجھے اِس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

عشق میں جس کے دِل حسرت زدہ دیوانہ ہے
شرقپور اب جس کے باعث نور کا کاشانہ ہے

اے خدا کیا نام پیارا ہے تیرے محبوب کا
حضرتِ شیر محمد صاحبِ جود و سخا

قطبِ دوراں شیخِ عالم ہادیٔ راہِ صفاء
نائبِ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلےٰ

اے خدا صدقہ حضرت میاں صاحب کے نامِ پاک کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِ رحمت میں چھپا

Marfat.com

اے خدا بہر جنابِ حضرتِ ثانی لاثانی قبلہ گاہ
ہم سیہ کاروں کو اپنی رحمتوں میں دے پناہ

یارب تجھے جامعہ فاروقیہ کے بانی کا واسطہ
شیخ الحدیث عالمِ قرآنی کا واسطہ

یارب تجھے مرید ثانی لاثانی کا واسطہ
شمائل وخصائل میں مجسّم شیرربانی کا واسطہ

الٰہی عطا کر ہمیں رہنمائی مفتی محمد عبدالغفور کی
پھیلائی ہے جنہوں نے ضیاء ہر سو تیرے ہی نور کی

ثانیِ اثنین کے صدقے میں اے ربِّ جلیل
اس جہاں کی زندگی ہو تابع سنت خلیل

اے خدا صدقہ میں ان ناموں کے دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

☆......☆......☆......☆......☆......☆

شَجَرَہُ طریقت

قادریّہ نقشبندیہ مُجدّدیّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُداوندا بحق سرورِ ما مُحمّد مُصطفٰے پیغمبرِ ما
بحقِ حضرتِ صدّیق اکبر وفا پروردۂ ضمنِ پیمبر
بحق بحرِ علم و کانِ احساں چراغِ محفلِ اصحابِ سلمان

Marfat.com

بحقِ قاسمِ انوارِ صدّیق حقیقت محرمِ اسرارِ صدیق

بحقِ وارثِ صدیق وحیدر خطابش صادق و نامست جعفر

بحقِ بایزید آں غوثِ بسطام زِانوارش منوّرروم تاشام

بحقِ بوالحسن آں قطبِ عالم سَمِیِّ مرتضٰی شیخِ مکرّم

بحقِ بوعلی پیرِطریقت بہارِ فقروعرفان وحقیقت

بحقِ شیخ ابویعقوب یوسف جمالِ اقراری اربابِ تصوّف

بحقِ خواجہ عبدالخالقِ ما کلیدِگنجِ حکمت کانِ معنیٰ

بحقِ خواجۂ کو عارف آمد زِسرِّ کُنتُ کنزًا واقف آمد

بحقِ خواجۂ محمود نامی ولایت منصبے والامقامی

بحقِ کاشفِ انوارِ عرفاں علیِ رامتینی خواجہ عزیزاں

بحقِ خواجۂ بابامحمّد مشیخت پایۂ ارشادمسند

بحقِ آنکہ نامِ اُوامیرست مکمل عارف و کامل فقیرست

بحقِ خواجۂ حق آشنائے بہاء الدیں طریقت پیشوائے

بحقِ قطبِ ارشادِ زمانہ علاء الدیں حقیقت آشیانہ

بحقِ آنکہ یعقوبست نامش فروغِ دیدۂ عرفاں مقامش

بحقِ ناصرالدین خواجہ احرار عُبیداللہ نورِ چشمِ اَخیار

بحقِ آنکہ زاھدنام دارد شرابِ معرفت درجام دارد

بحقِ شاہ معنٰی خواجہ درویش بحقِ پیوستۂ و وارستہ از خویش

بحقِ خواجگی کوحق نشاں بُود بہ عالم یادگارِ خواجگاں بُود

بحقِ خواجہ عبدالباقیِ ما نگاہِ حق نمائش ساقیِ ما

Marfat.com

بحقِ حضرتِ شیخ مجدّد — سَمیِ مُصطفےٰ عالی محامِد
بحقِ خواجہ مجدُ الدین معصوم — کہ شہرت یافتہ از ہند تا رُوم
بحقِ نقشبند آں حجۃُ اللہ — ابوالقاسم علیہ رحمۃ اللہ
بحقِ آبروئے فقروارشاد — زبیر آں قبلۂ اقطاب و افراد
بحقِ مشرقِ صبحِ ولایت — ضیاء اللہ پیر با ھدایت
بحقِ خواجۂ ماشاہِ آفاق — بَفقر اندر علَم در معرفت طاق
بحقِ فضلِ رحمٰں قبلۂ جاں — کہ نامش می فزایدنورِ ایماں
بحقِ ایں ہمہ پیرانِ برحق — بکن دیدار علی را و اصل حق
بحقِ اُو مرا تو شاد گرداں — گرفتارِ خود و آزاد گرداں
الٰہی ماہمہ رحمانیانیم — بہ عشق تو و احمد می فغانیم
بحقِ مرشد ما سید احمد — مُنوّر کن دلم از نور احمد
بحق مرشد ما عبدالغفور — بنہ ما از گناہ دور

☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

عکس اہم دستاویزات

سند خلافت

از: حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

مولوی عبدالغفور صاحب کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ سلسلہ قادریہ میں اور نقشبندیہ میں ہر طالب کو اوراد و وظائف کی تلقین کریں۔

فقیر قادری

ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ

Marfat.com

سند خلافت

از: حضرت مولانا مفتی عزیز احمد قادری، بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

بسملا و حامدا ومصلیا و مسلما

عزیز مکرم مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی قادری کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی بیعت کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اس کی اشاعت وتبلیغ میں حتی الامکان کوشش کریں اور لوگوں کو گمراہ ہونے کے مکر سے محفوظ رکھیں۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ اور مقاصد دینیہ میں مدد فرمائے۔ آمین!

واللہ ولی التوفیق

حررہ

احقر العباد خادم الفقراء

عزیز احمد قادری غفرلہٗ بدایونی

خطیب جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور

Marfat.com

نور محمد عبد الغفور صاحب کو اجازت زبانی ہو کہ
و سلسلہ قادریہ چشتیہ و نقشبندیہ چشتیہ
ہر طالب کو اور دیگر صادقوں کو تلقین
کریں

فقیر قادر رودوار ... عفی عنہ

Marfat.com

مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً

عزیز مکرم مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی قادری کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی بیعت کی اجازت دیجاتی ہے۔ کہ وہ اسکی اشاعت و تبلیغ میں حتی الامکان کوشش کریں اور لوگوں کو گمراہوں کے مکر سے محفوظ رکھیں مولی تعالی آپکو توفیق خیر عطا فرمائے اور مقاصد دینیہ میں مدد فرمائے آمین

واللہ ولی التوفیق

حررہ احقر العباد خادم الفقراء عزیز احمد قادری عفی عنہ بدایونی خطیب جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

فقیر عزیز احمد قادری غفرلہ ولوالدیہ ولمشائخہ

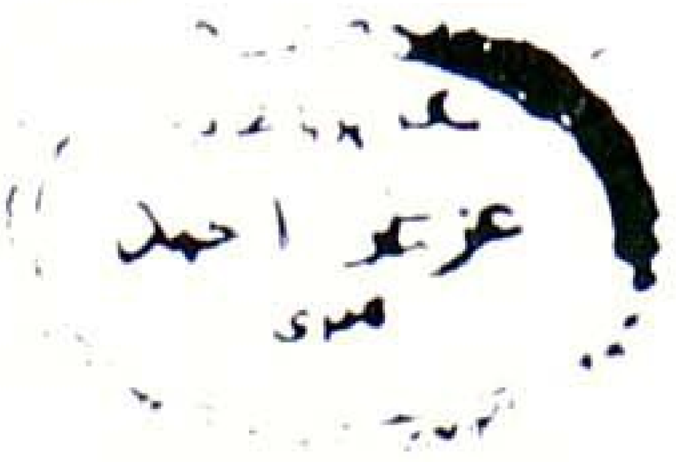

Marfat.com

مصادر و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع و سن اشاعت
۱	تفسیر خزائن العرفان	صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی	قرآن کمپنی لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور
۲	تفسیر نور العرفان	مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی	پیر بھائی اینڈ کمپنی، لاہور
۳	القرآن الکریم وترجمۃ	مولانا شبیر احمد عثمانی	زیر نگرانی وزارتِ اوقات، سعودی عرب 1413ھ/ بمطابق 1993ء
۴	صحیح البخاری	الامام محمد بن اسماعیل البخاری	قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی
۵	ابوداؤد	سلیمان بن اشعث ابی داؤد السجستانی	مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور
۶	فتاویٰ رضویہ	مولانا الشاہ احمد رضا خاں حنفی بریلوی	رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سنی دارالاشاعت، علویہ رضویہ، ڈچکوٹ روڈ، فیصل آباد
۷	بہار شریعت	حضرت مولانا امجد علی اعظمی رضوی	شمع بک ایجنسی، لاہور
۸	بہار شریعت (تخریج شدہ)	حضرت مولانا امجد علی اعظمی رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ، کراچی
۹	مراۃ المناجیح	مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی	نعیمی کتب خانہ، گجرات (پاکستان)
۱۰	کشف المحجوب	حضرت سید علی بن عثمان ہجویری (المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش) ترجمہ: حضرت ابوالحسنات سید احمد قادری	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع و سن اشاعت
۱۱	دعوتِ فکر	محمد منشا تابش قصوری	مکتبہ اعلیٰ حضرت، اردو بازار، لاہور
۱۲	حدیث دلبراں	حاجی فضل احمد مونگا شرقپوری	مونگا برادران، شرقپور شریف، شیخوپورہ 1997ء
۱۳	حیاتِ جاوید	ملک حسن علی B.A (جامعی) شرقپوری	نوشاہی پبلشرز، شرقپور شریف 1997ء
۱۴	نحومیر	مولانا عبدالحکیم شرف قادری	مکتبہ قادریہ، نزد داتا دربار، لاہور
۱۵	محدث اعظم پاکستان	مولانا محمد جلال الدین قادری	مکتبہ قادریہ، لاہور 1989ء
۱۶	چمنستان	مولانا ظفر علی خاں	یونائیٹڈ چوک، انارکلی، لاہور 1944ء
۱۷	مشکوٰۃ المصابیح	شیخ ولی الدین تبریزی	نور محمد، اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب، جامع مسجد، دہلی (انڈیا)

☆......☆......☆......☆......☆

Marfat.com

نہایت اہم کنورژن

سونا

1 تولہ	=	11.664 گرام
7.5 تولہ	=	87.48=7.5×11.664 گرام
20 مثقال	=	7.5 تولہ = 87.48 گرام
1 مثقال	=	20/87.48= 4.374 گرام
1/2 مثقال	=	2.187 گرام

چاندی

1 تولہ	=	11.664 گرام
52.5 تولہ	=	52.5×11.664= 612.36 گرام
200 درہم	=	52.5 تولہ = 612.36 گرام
1 درہم	=	612.36/200 = 3.06 گرام
1/2 درہم	=	1.53 گرام

فطرانہ

1 سیر	=	0.9331 کلوگرام
2.25 سیر	=	2.1 کلوگرام

حق مہر

کم ازکم 10 درہم چاندی

1 درہم	=	3.06 گرام
10 درہم	=	30.6 گرام

نمازقصر = 57.5 میل = (57.5×1.6) = 92 کلومیٹر

Marfat.com

طلباء و طالبات کے لئے خوشخبری

(اہل سنت والجماعت کی معیاری درس گاہ)

دارالعلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ پنج پیر گھوڑے شاہ روڈ لاہور جس میں قرآن حفظ وناظرہ تجوید وقرأت تفسیر واصولِ تفسیر فقہ واصول فقہ منطق وفلسفہ اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم دی جاتی ہے

جامعہ فاروقیہ رضویہ للبنات کا بھی افتتاح ہو چکا ہے جس میں طالبات کے لئے حفظ وناظرہ، تفسیر و عالمہ فاضلہ کا کورس کروایا جارہا ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

Marfat.com

Marfat.com

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیفات

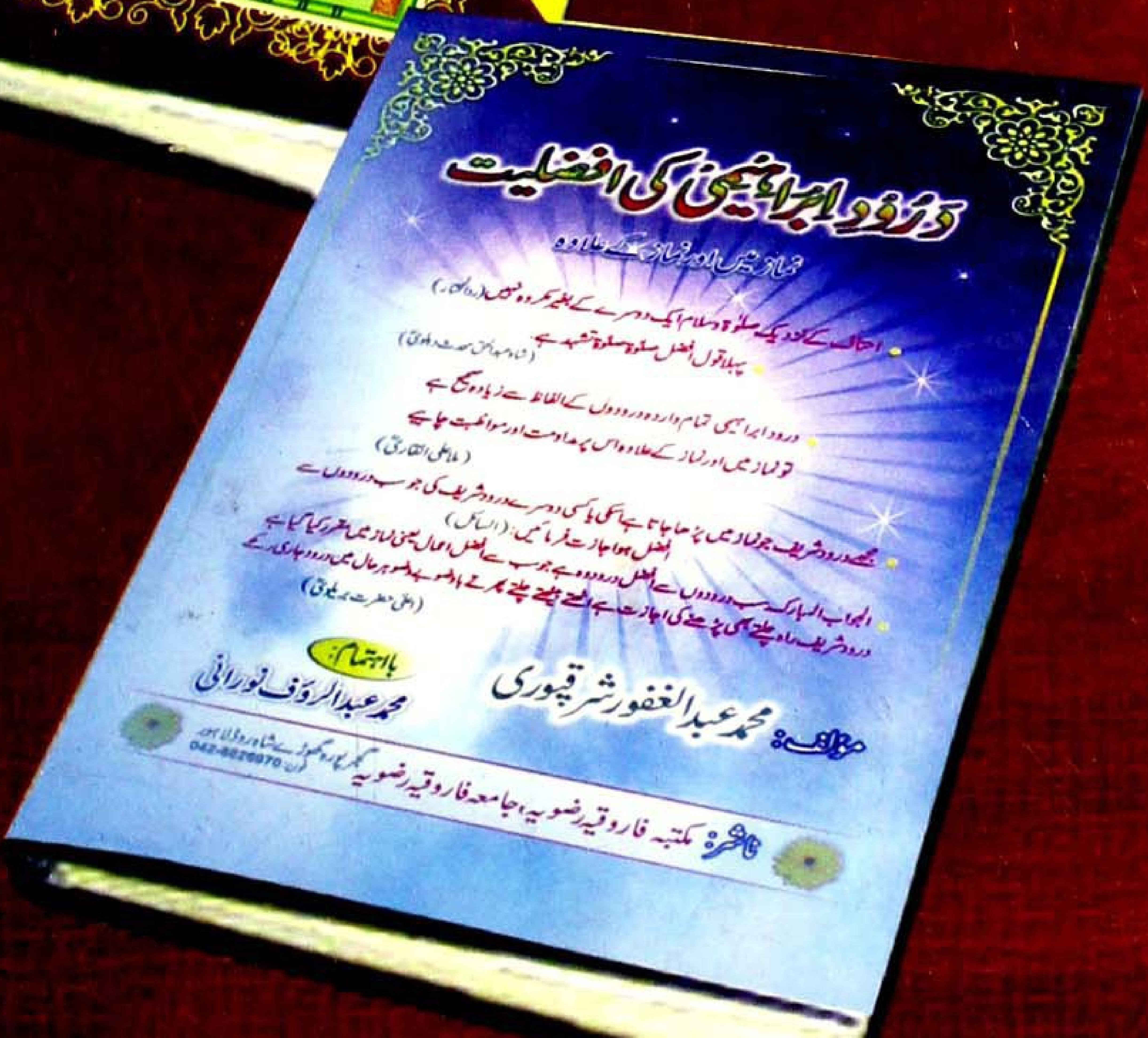

ناشر: مکتبہ فاروقیہ رضویہ گجرپورہ گھوڑے شاہ روڈ لاہور فون 042-6826970

Marfat.com

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیفات

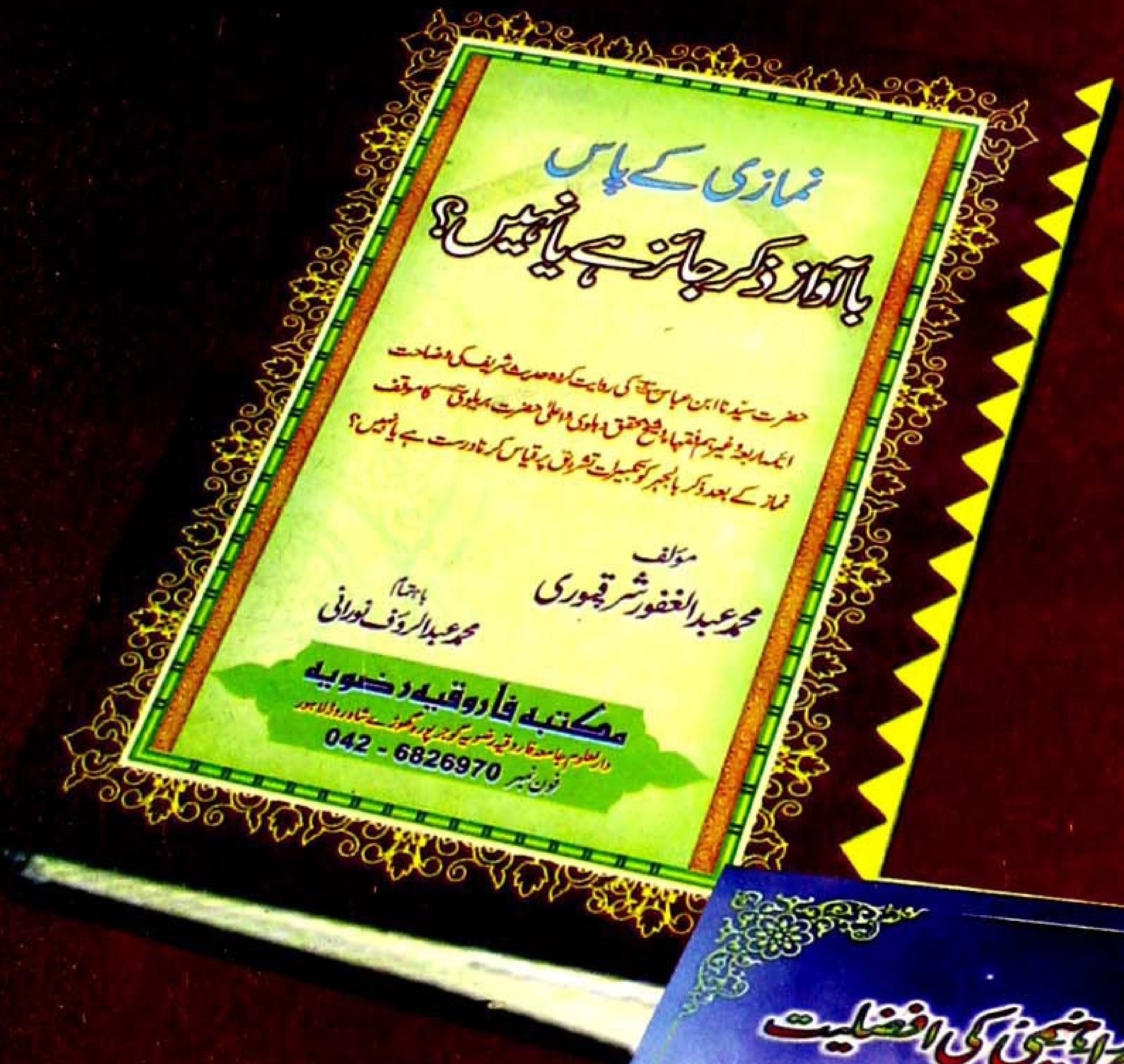

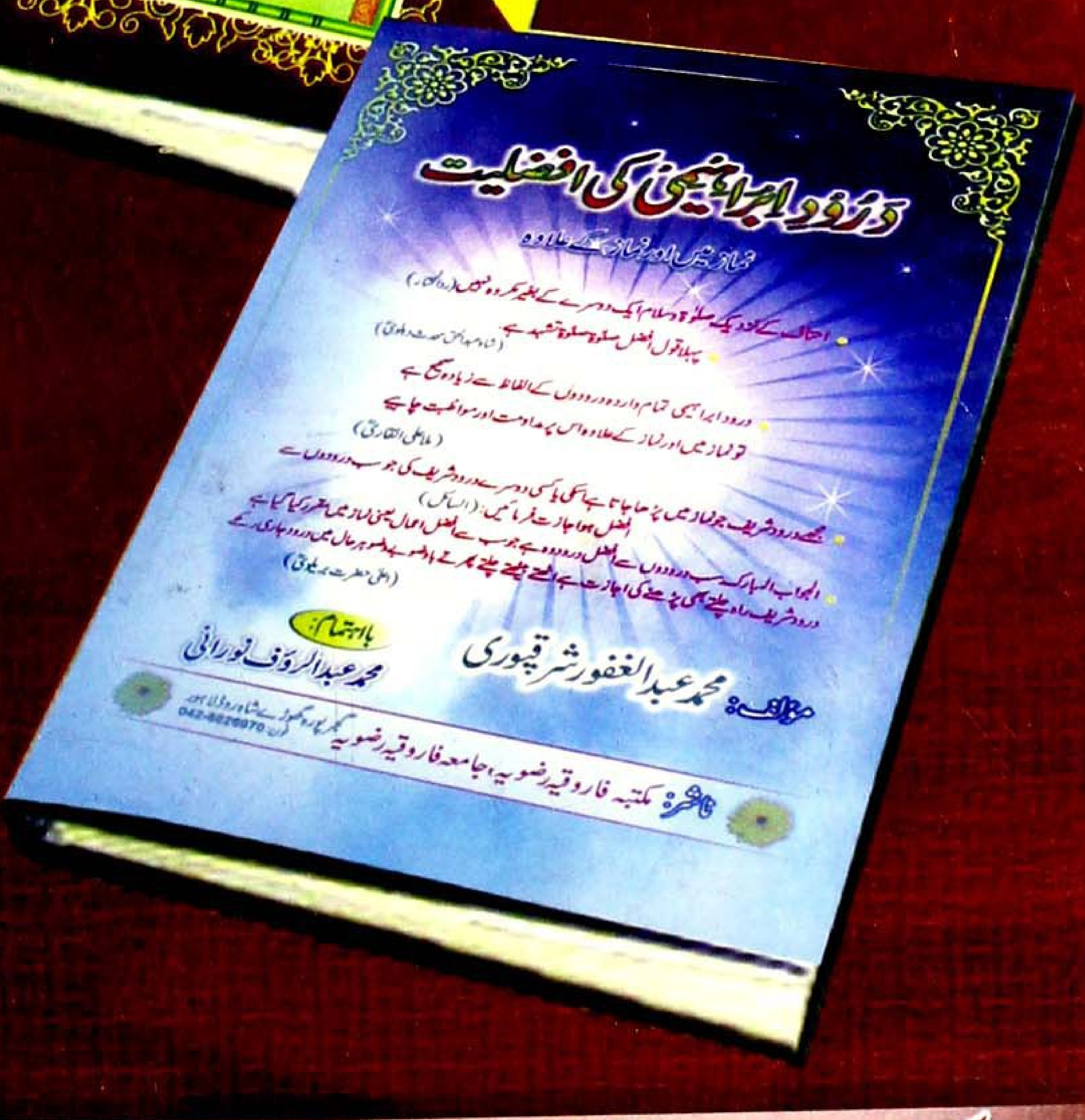

ناشر: مکتبہ فاروقیہ رضویہ گجرپورہ گھوڑے شاہ روڈ لاہور فون 042-6826970

Marfat.com